انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تحفۂ قادیانیت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

نام کتاب : تحفۂ قادیانیت

مؤلف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جدید اشاعت دسمبر 2010 :

ناشر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0213-2780337 0213-2780340

اشاعت

مکتبہ لدھیانوی

اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: 021-34130020 Cell: 0321-2115595, 0321-2115501

فہرست

تردید قادیانیت

قادیانیوں کی طرف سے
کلمہ طیبہ کی توہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین:

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیرمسلم تسلیم کرلیا گیا۔ اور ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے ذریعہ ان کے مسلمان کہلانے اور اسلامی شعائر کو استعمال کرنے پر پابندی عائد کردی گئی۔ قادیانیوں نے قانون کا مذاق اڑانے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے اسلام کے سب سے بڑے شعار (کلمہ طیبہ) پر ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا۔ سینوں پر، کاروں پر، دیواروں پر، مکانوں پر دھڑا دھڑ کلمہ طیبہ کے بیج اور بورڈ لگانے لگے۔ راقم الحروف نے قادیانیوں کی اس سازش کی اصلیت سے پردہ اٹھانے کے لئے مارچ ۱۹۸۵ء میں رسالہ ”قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین“ لکھا، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اور اس میں قادیانیوں کے مستند حوالوں سے بتایا گیا ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر تھیں۔ پہلی بعثت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ہوئی، اور تیرھویں صدی تک اس کا دور رہا۔ ۱۳۰۱ھ سے محمد رسول اللہ کی دوسری بعثت کا دوسرا دور شروع ہوا جو مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں ہوئی۔ اس نئے مرزا قادیانی بروزی طور پر... نعوذ باللہ... بعینہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور اسے ”محمد رسول اللہ“ کے تمام اوصاف و کمالات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور

نبوّت کے تمام حقوق حاصل ہیں، اس لئے قادیانی کلمے کا مفہوم، اسلامی کلمے سے مختلف ہے، کیونکہ "محمد رسول اللہ" کے قادیانی مفہوم میں مرزا بھی شامل ہے، بلکہ وہ خود بدولت بروزی طور پر "محمد رسول اللہ" ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کوئی شخص حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کا کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے، کیونکہ ان کا کلمہ اور دین منسوخ ہوچکا۔ اسی طرح قادیانی عقیدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" بھی منسوخ ہے، اور اس کلمے کے پڑھنے والے کافر ہیں۔ جب تک کہ "محمد رسول اللہ" کے قادیانی ایڈیشن پر ایمان لاکر مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" نہ مانیں۔ مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) کی پیروی موجب نجات نہیں، اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نجات نہیں، کیونکہ مرزا قادیانی کو مانے بغیر دین اسلام مردہ ہے، لعنتی ہے، قابل نفرت ہے۔

اس چھوٹے سے رسالے سے نہ صرف قادیانیوں کی کلمہ طیبہ میں تحریف کی اور قادیانیت کے اصل رُخ سے پردہ اُٹھ گیا، بلکہ اس کا بھی صحیح اندازہ ہوگیا کہ قادیانیت اسلام کے متوازی ایک الگ دین ہے، اور یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ اسلام اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پیش کردہ "دینِ مرزائیت" کے درمیان وہی فاصلہ ہے جو اسلام اور یہودیت کے درمیان، یا اسلام اور عیسائیت کے درمیان ہے۔ حق تعالیٰ شانہ تمام گمراہ کن فتنوں سے اُمتِ اسلامیہ کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

ولِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّآخِرًا

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۷/۳/۱۴۰۹ھ

قادیانی محمد رسول اللہ:

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ... نعوذ باللہ... محمد رسول اللہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۳، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۷ مطبوعہ ربوہ)

محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں:

مرزا کے محمد رسول اللہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل میں آئے، اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے، یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مع اپنے تمام کمالات نبوت کے دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے......" (روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۰)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا، جو مسیح موعود اور مہدی

معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔"

(روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۲۳۹)

مرزا بحیثیت محمد رسول اللہ:

چونکہ قادیانی عقیدے کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کمالات کے ساتھ مرزا کی بروزی شکل میں قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود... نعوذ باللہ... بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا، اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا، پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا، در حقیقت میرے سردار خیرالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۱، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۵۸)

"اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی، حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں، جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجودہ۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۱، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۵۸)

"اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاوے گا، جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں، یعنی مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا...... تو اس

صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا۔“ (کلمۃ الفصل ص:۱۰۴، ۱۰۵ مؤلفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان، مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

”صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثِ ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفی میرزا بن کے آیا“

(اخبار ”الفضل“ قادیان، ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

اے میرے پیارے مری جان رسولِ قدنی
تیرے صدقے تیرے قربان رسولِ قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسولِ قدنی

(اخبار ”الفضل“ قادیان، ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

محمد رسول اللہ کے تمام کمالات مرزا غلام احمد قادیانی میں:

جب یہ عقیدہ ٹھہرا کہ مرزا کا وجود بعینہ محمد رسول اللہ کا وجود ہے، اور یہ کہ مرزا کا روپ دھار کر خود محمد رسول اللہ ہی دوبارہ قادیان میں آئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی ضروری ہوا کہ محمد رسول اللہ کے تمام کمالات و امتیازات بھی مرزا کی طرف منتقل ہوگئے ہوں، چنانچہ ملاحظہ ہو:

”جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے

علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

"خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے، یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی یا مغایرت نہیں رکھتے، بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں، گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔"

(اخبار "الفضل" قادیان جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۰۷، ایڈیشن نہم، لاہور)

"گزشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶ ستمبر میں، میں نے بفضلِ الٰہی اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) باعتبار نام، کام، آمد، مقام، مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں، یا یوں کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ (دنیا کے) پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے، ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔" ("الفضل" مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۰۹، ایڈیشن نہم، لاہور)

مرزا خاتم النبیین:

جب قادیانی عقیدے کے مطابق محمد رسول اللہ کی قادیانی بعثت، جو مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں ہوئی، بعینہ محمد رسول اللہ کی بعثت ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی بروزی طور پر خاتم النبیین بھی ہوا، ملاحظہ ہو:

"میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۱۸ ص ۲۱۲)

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح ص:۵۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۶۱)

مرزا افضل الرسل:

"آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔" (مرزا کا الہام مندرجہ تذکرہ طبع دوم ص:۳۴۳)

"کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے، اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے ... پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریمؐ کی خاص خاص صفات میں، اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم ص:۲۷۰، مطبوعہ ربوہ)

فخر الاولین والآخرین:

روزنامہ "الفضل" قادیان، مسلمانوں کو للکارتے ہوئے لکھتا ہے:

"اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلانا چاہتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ (یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے، نعوذ باللہ... ناقل) جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزلِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخرِ اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔" ("الفضل" قادیان

۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۱۰، ۲۰۲ طبع نہم لاہور)

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر:

اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ قادیانی عقیدے میں محمد رسول اللہ کا قادیانی ظہور (جو مرزا قادیانی کے روپ میں ہوا ہے) مکی ظہور سے اعلیٰ و افضل ہے، ملاحظہ ہو:

"اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نصِ قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں، بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۰)

خطبہ الہامیہ:

مندرجہ بالا اقتباس مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب "خطبہ الہامیہ" کا ہے، اور "خطبہ الہامیہ" کی عظمت قادیانیوں کی نظر میں کیا ہے؟ اس کا اندازہ مرزا بشیر احمد کی درج ذیل عبارت سے کیا جا سکتا ہے:

"اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خطبہ الہامیہ وہ خطبہ

ہے جو خدا کی طرف سے ایک معجزے کے رنگ پر مسیح موعود کو عطا ہوا جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے۔ پس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان رکھتا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں: ”جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔“ اسی طرح صفحہ ۱۸۱ میں لکھتے ہیں کہ: ”جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق نہیں رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔“ ان حوالوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح موعود کوئی معمولی شان کا انسان نہیں ہے بلکہ اُمت محمدیہ میں اپنے درجے کے لحاظ سے سب پر (بلکہ خود محمد رسول اللہ کی پہلی بعثت پر بھی۔ ناقل) فوقیت لے گیا ہے۔“

(ضمیمہ الفضل ص:۱۳،۱۴،۱۳ ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار "بدر" قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۲۶)

ہلال اور بدر کی نسبت:

اور قادیانی ظہور کی افضلیت کو اس عنوان سے بھی بیان کیا گیا کہ نبی کی بعثت کے زمانے میں اسلام ہلال کی مانند تھا، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی، اور قادیانی بعثت کے زمانے میں اسلام بدر کامل کی طرح روشن اور منوّر ہوگیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا، اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانے میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوجائے خداتعالیٰ کے حکم سے، پس خداتعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رُو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی)۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۴، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۵)

"آنحضرت کے بعثتِ اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا، لیکن ان کی بعثتِ ثانی میں آپ کے منکروں کو داخلِ اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزا ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعثتِ اوّل و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔" (اخبار "الفضل" قادیان جلد:۳ نمبر:۱۰، مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۴۲)

بدر کی فتح مبین:

اور اظہارِ افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی

کے زمانے کی فتحِ مبین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتحِ مبین سے بڑھ کر ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اور ظاہر ہے کہ فتحِ مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا اور دُوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبے سے بہت زیادہ بڑی اور زیادہ ظاہر ہے، اور مقدّر تھا کہ اس کا وقت مسیحِ موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وقت ہو۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳، ۱۹۴، رُوحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۸۸)

رُوحانی کمالات کی اِبتدا اور اِنتہا:

یہ بھی کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ رُوحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا، اور مرزا قادیانی صاحب کا زمانہ رُوحانی ترقیات کی آخری معراج ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی پہلی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا، اور وہ زمانہ اس رُوحانیت کی ترقیات کا اِنتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر اس رُوحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷، رُوحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۶۶)

ذہنی اِرتقا:

یہ بھی کہا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ذہنی اِرتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"حضرت مسیحِ موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی اِرتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا..... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیحِ موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو آنحضرت صلعم پر

حاصل ہے، نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا، اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعے ان کا پورا ظہور ہوا۔"

(ریویو جنوری ۱۹۲۹ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۲۶۶ اشاعت ہفتم مطبوعہ لاہور)

محمد عربی کا کلمہ پڑھنے والے کافر!

جب قادیانی عقیدہ یہ ٹھہرا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی شان میں... نعوذ باللہ... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے، تو یہ بھی ضروری ہوا کہ محمد عربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے مسلمان نہ ہوں، گویا مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر یہ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" باطل ٹھہرا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے، اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔"

(کلمۃ الفصل ص: ۱۴۶، ۱۴۷، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، ... ۱۹۱۵ء)

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص: ۱۱۰، مرزا بشیر احمد ایم اے)

"تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو

عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔"

(محمد علی لاہوری قادیانی، منقول از سیاحت راولپنڈی ص: ۲۳۴)

"کل مسلمان۔ جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص: ۳۵ از مرزا محمود احمد قادیانی)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوار خلافت ص: ۹۰ از مرزا محمود احمد قادیانی)

قادیانی کلمہ

اور یہ بھی ضروری ہوا کہ قادیانی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں مرزا غلام احمد قادیانی کو داخل کیا جائے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے آنے سے (کلمے کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مفہوم میں

داخل ہوگیا، ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار، اور بے عمل رہا، اسی
وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمے کو پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر
ٹھہرے... ناقل) غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے
یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد
نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی
ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸، مؤلفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

الغرض قادیانی مذہب میں کلمے کے الفاظ تو وہی رہنے دیے گئے ہیں جو الفاظ مسلمانوں کے کلمے کے ہیں، مگر قادیانی عقیدے نے کلمے کا مفہوم تبدیل کرلیا، مسلمانوں کے کلمے میں "محمد رسول اللہ" سے مراد محمد عربی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، اور قادیانی کلمے میں "محمد رسول اللہ" سے مراد بعثت ثانیہ کا بروزی مظہر مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ
کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ
آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمے
کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز
نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجودہ"
نیز "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای"
اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم
النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم
سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے،
جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے
ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی
اور آتا تو ضرورت پیش آتی... فتدبروا۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

نبوتِ محمدیہ منسوخ:

مندرجہ بالا حوالوں پر غور کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کو صرف نبی اور رسول ہی نہیں سمجھتے، بلکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کا ظہورِ اکمل سمجھ کر اس کا کلمہ پڑھتے ہیں، اور چونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ان کے نزدیک کافر ہیں، اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ منسوخ ہے۔

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو قادیانیوں کے نزدیک... بہائیوں کی طرح... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا دور بھی ختم ہوچکا ہے، اور اب وہ قطعاً منسوخ ہوچکی ہے کیونکہ قادیانی عقیدے کے مطابق اب صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی ہی مدارِ نجات ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

> "ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔" (مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام، حقیقۃ الوحی ص:۸۲، مطبوعہ ۱۹۰۷ء، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۸۵، نیز دیکھئے تذکرہ طبع دوم صفحات: ۴۲، ۸۱، ۱۰۲، ۱۸۲، ۲۰۵، ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۸، ۲۷۸، ۳۹۵، ۴۹۵، ۴۲۰، ۶۳۳)

> "خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا جیسا کہ فرمایا: "سلام علیٰ ابراہیم صافیناہ ونجیناہ من الغم واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّٰی" یعنی سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ یعنی کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ۔"
>
> (اربعین نمبر ۳ ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۲۰)

''اور یہ بھی فرمایا کہ ''واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی'' یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجا لاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۰، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۰، ۴۲۱)

''ایسا ہی یہ آیت ''واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی'' اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانے میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ مطبوعہ قادیان، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳)

''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا..... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۷، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵ حاشیہ)

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت، تعلیم، وحی اور تجدید شدہ شریعت کی پیروی تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہری تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اب صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت و تعلیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی مدار نجات نہیں۔ گویا مرزا قادیانی کے آنے سے یہ سب کچھ بے کار، معطل اور منسوخ ہو گیا۔

مردہ اسلام:

یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر دین اسلام

مردہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"غالباً ۱۹۰۲ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتا کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلے کے متعلق کوئی مضمون نہ ہو، صرف عام اسلامی مضامین ہوں اور وطن کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پروپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟"

(ذکر حبیب مؤلفہ مفتی محمد صادق قادیانی ص:۱۳۹ طبع اول ۱۹۳۶ء قادیان)

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو (جیسا کہ دین اسلام... ناقل) وہ مردہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا، اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں؟ کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے۔"

(ملفوظات مرزا ج:۱۰ ص:۱۲۷ طبع ربوہ)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ بیرونی ممالک میں بھیجا جائے بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس تجویز

کو اس بنا پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر یہ مرید اسلام پیش کر رہے ہیں۔ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندے کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔" (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۳۰، ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۳۵۸)

لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت:

قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بغیر دین اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"وہ دین، دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت۔ ناقل) سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ...ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ ... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص: ۱۳۸، ۱۳۹، روحانی خزائن ج: ۲۱ ص: ۳۰۶)

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں، صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتا نہیں لگتا ... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے

مذہب سے دور کوئی نہ ہوگا (دریں چہ شک؟... ناقل) میں اپنے
مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۴)

یہ ہے قادیانی مذہب کی حقیقت کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانو تو ٹھیک، ورنہ مذہب اسلام کو مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت کی گالی دی جائے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت سے بھی انکار کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو عقل و ایمان سے محروم نہ فرمائیں۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۳ر۵ر۱۴۰۵ھ

قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرات! اس وقت مجھے بہت اختصار کے ساتھ چند باتیں گزارش کرنی ہیں۔
قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان کیا فرق ہے؟ سب سے پہلے مجھے ایک سوال کا جواب دینا ہے، اور یہ سوال ہمارے بہت سے بھائیوں کے ذہن کا کانٹا بنا ہوا ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ مان لیا جائے کہ قادیانی غیرمسلم ہیں، لیکن دنیا میں غیرمسلم تو اور بھی بہت ہیں، یہودی ہیں، عیسائی ہیں، ہندو ہیں، سکھ ہیں، فلاں ہیں، فلاں ہیں، لیکن یہ کیا بات ہے کہ قادیانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مستقل تنظیم اور مستقل جماعت موجود ہے جس کا نام "عالمی مجلس ختمِ نبوت" ہے، جس نے یہ فرض اپنے ذمے لے رکھا ہے کہ جہاں جہاں قادیانی پہنچتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے اپنے مسلمان بھائیوں کے تعاون کے ساتھ وہاں پہنچتے ہیں اور قادیانیوں کو بے نقاب کرتے ہیں، کسی اور کافر فرقے کے مقابلے میں ایسی مستقل اور عالمی تنظیم موجود نہیں، تو آخر کیا بات ہے کہ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ سے لے کر شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ تک اور امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر حضرت اقدس مولانا مفتی محمودؒ تک سب اکابر نے قادیانی کفر کو اتنی اہمیت دی اور ان کے تعاقب کے لئے عالمی سطح کی تنظیم "مجلس تحفظ ختمِ نبوت" قائم کی؟ سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانیوں میں اور دوسرے غیرمسلموں میں کیا فرق ہے؟

اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ شریعت میں شراب ممنوع ہے، شراب پینا، اس کا بنانا، اس کا بیچنا تینوں حرام ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ شریعت میں خنزیر حرام اور نجس العین ہے، اس کا گوشت فروخت کرنا، لینا دینا، کھانا پینا، قطعی حرام ہے، یہ مسئلہ سب کو معلوم ہے۔ اب ایک آدمی وہ ہے جو شراب فروخت کرتا ہے، یہ بھی مجرم ہے، اور ایک دوسرا آدمی ہے جو شراب بیچتا ہے اس کو زمزم کہہ کر۔ مجرم دونوں ہیں لیکن ان دونوں مجرموں کے درمیان کیا فرق ہے؟ وہ آپ خوب سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ایک آدمی خنزیر فروخت کرتا ہے مگر اس کو خنزیر کہہ کر فروخت کرتا ہے، وہ صاف صاف کہتا ہے کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے، جس کو لینا ہے لے جائے اور جو نہیں لینا چاہتا وہ نہ لے۔ یہ شخص بھی خنزیر بیچنے کا مجرم ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں ایک اور شخص ہے جو خنزیر اور کتے کا گوشت فروخت کرتا ہے بکری کا گوشت کہہ کر۔ مجرم وہ بھی ہے اور مجرم یہ بھی، مجرم دونوں ہیں، لیکن ان دونوں کے جرم کی نوعیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ایک حرام کو بیچتا ہے حرام کے نام سے، جس کے نام سے بھی مسلمان کو گھن آتی ہے، اور دوسرا حرام کو بیچتا ہے حلال کے نام سے، جس سے ہر شخص کو دھوکا ہوسکتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ سے خنزیر کا گوشت خرید کر اور اسے حلال اور پاک سمجھ کر کھا سکتا ہے۔ پس جو فرق خنزیر کو خنزیر کہہ کر بیچنے والے کے درمیان اور خنزیر کو بکری یا ذبیحہ کہہ کر بیچنے والے کے درمیان ہے، ٹھیک وہی فرق یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں کے درمیان اور قادیانیوں کے درمیان ہے۔

کفر کی مختلف نوعیتیں:

کفر ہر حال میں کفر ہے، اسلام کی ضد ہے، لیکن دنیا کے دوسرے کافر اپنے کفر پر اسلام کا لیبل نہیں چپکاتے، اور لوگوں کے سامنے اپنے کفر کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کرتے، مگر قادیانی اپنے کفر پر اسلام کا لیبل چپکاتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ یہ اسلام ہے۔

یہ میں نے عام فہم انداز میں بات سمجھائی ہے، اب علمی انداز میں اس بات کو سمجھاتا ہوں۔ یوں تو کفر کی بہت سی قسمیں ہیں، مگر کفر کی تین قسمیں بالکل ظاہر ہیں۔ ایک کافر وہ ہے جو علانیہ کافر ہو، ایک کافر وہ ہے جو اندر سے کافر ہو اور اوپر سے اپنے آپ کو مسلمان کہے، اور ایک کافر وہ ہے جو اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ پہلی قسم کے کافر کو مطلق کافر کہتے ہیں۔ اس میں یہودی، عیسائی، ہندو وغیرہ سب داخل ہیں۔ مشرکینِ مکہ بھی اسی میں داخل تھے۔ یہ کھلے اور چٹے کافر ہیں۔ دوسری قسم والے کو منافق کہتے ہیں، جو زبان سے ”لا الٰہ الا اللہ“ کہتا ہے مگر دل کے اندر کفر چھپاتا ہے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ، وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ“

”منافق جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔“

منافقوں کا کفر عام کافروں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ انہوں نے کفر اور جھوٹ کو جمع کیا، پھر یہ کہ انہوں نے کلمہ طیبہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھ کر کفر اور جھوٹ کا ارتکاب کیا۔ حضرت امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں ابراہیم بن علیہ کا ہر چیز میں مخالف ہوں حتیٰ کہ اگر وہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھے اس میں بھی اس کا مخالف ہوں۔ مطلب یہ کہ بعض لوگ جھوٹ میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ وہ کلمہ طیبہ میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر وہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھیں تب بھی وہ جھوٹے ہیں، اور ان کا کلمہ بھی جھوٹ کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ ان منافقوں سے بڑھ کر تیسری قسم والوں کا جرم یہ ہے کہ وہ کافر ہیں، مگر اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں۔ ہے خالص کفر، لیکن یہ اس کو اسلام کے نام سے

پیش کرتے ہیں، بلکہ قرآن کریم کی آیات سے، احادیث طیبہ سے، صحابہؓ کے ارشادات سے اور بزرگانِ دین کے اقوال سے توڑ موڑ کر اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو شریعت کی اصطلاح میں "زندیق" کہا جاتا ہے۔ یہ کل تین ہوئے: ایک کھلا کافر، دوسرا منافق، تیسرا زندیق۔

پس اوپر کی تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ کافر وہ ہے جو ظاہر و باطن سے خدا اور رسول کا منکر یا علانیہ کفر کا مرتکب ہو۔

منافق وہ ہے جو اپنے دل کے اندر کفر چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے جھوٹ موٹ کلمہ پڑھتا ہو۔

زندیق وہ ہے جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

ائمہ اربعہؒ کے نزدیک مرتد کی سزا:

اب ایک مسئلہ اور لیجئے! ہماری کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے اور چاروں فقہوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو کر مرتد ہو جائے ... نعوذ باللہ... ثم ... نعوذ باللہ... اسلام سے پھر جائے، اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے، اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے، اسے سمجھایا جائے، اگر بات اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے تو بہت اچھا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے۔ یہ مسئلہ قتل مرتد کا مسئلہ کہلاتا ہے، اور اس میں ہمارے ائمہ دین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ تمام مہذب ملکوں، حکومتوں اور مہذب قوانین میں باغی کی سزا موت ہے، اور اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے، اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے، لیکن اس میں بھی اسلام نے رعایت دی ہے، دوسرے لوگ باغیوں کو کوئی رعایت نہیں دیتے، گرفتار ہونے کے بعد اگر اس پر بغاوت کا جرم ثابت ہو جائے تو سزائے موت نافذ کر دیتے ہیں۔ وہ ہزار معافی مانگے، توبہ کرے اور قسمیں

زندیق کا حکم:

اور زندیق جو اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے پر تُلا ہوا ہے، اس کا معاملہ مرتد سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ امام شافعیؒ اور مشہور روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کا حکم بھی مرتد کا ہے، یعنی اس کو موقع دیا جائے کہ وہ توبہ کرلے، اگر تین دن میں اس نے توبہ کرلی تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا، اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو وہ بھی واجب القتل ہے۔ گویا ان حضرات کے نزدیک تو مرتد اور زندیق دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ لیکن امام مالکؒ فرماتے ہیں: "لا اقبل توبة الزندیق" میں زندیق کی توبہ نہیں قبول کروں گا۔ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں اگر پتا چل جائے کہ یہ زندیق ہے، اپنے کفر کو اسلام ثابت کرتا ہے اور پکڑا جائے، پھر کہے: "جی! میں توبہ کرتا ہوں، آئندہ میں ایسی حرکت نہیں کروں گا" تو اس کی توبہ کا قبول کرنا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ہم تو اس پر قانون سزا نافذ کریں گے، اس کے وجود کو باقی نہیں رکھیں گے، جیسے زنا کی سزا توبہ سے معاف نہیں ہوتی، بہرحال اس پر سزا جاری کی جاتی ہے چاہے آدمی توبہ کرلے، یا جیسا کہ چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ملتی ہے اور یہ سزا توبہ سے معاف نہیں ہوتی، کوئی شخص چوری کرے اور پکڑے جانے کے بعد توبہ کرلے تب بھی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اسی طرح امام مالکؒ فرماتے ہیں: "لا اقبل توبة الزندیق" کہ میں زندیق کی توبہ قبول نہیں کرتا۔ یعنی زندیق کی سزا توبہ سے معاف نہیں ہوتی، اس پر سزائے موت لازماً جاری کی جائے گی خواہ ہزار بار توبہ کرلے، اور یہی ایک روایت ہمارے امام ابوحنیفہؒ سے، اور امام احمد بن حنبلؒ سے بھی منقول ہے۔ لیکن درمختار، شامی اور فقہ کی دوسری کتابوں میں ہے کہ اگر کوئی زندیق از خود آکر توبہ کرلے جبکہ کسی کو پتا نہیں تھا کہ یہ زندیق ہے، اس نے خود ہی اپنے زندقہ کا اظہار کیا اور اس نے توبہ بھی کی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اسی طرح اگر یہ تو معلوم تھا کہ یہ زندیق ہے مگر اس کو گرفتار نہیں کیا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت دے دی اور وہ اپنے آپ آکر تائب ہوگیا اور اپنے زندقہ سے توبہ کرلی، "جی! میں مرزائیت سے توبہ کرتا ہوں" تو اس کی توبہ

قبول کی جائے گی اور اس پر سزائے ارتداد جاری نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر گرفتاری کے بعد توبہ کرتا ہے تو توبہ قبول نہیں کی جائے گی، جب سے وہ قصداً توبہ کرے۔

کفر کو اسلام ثابت کرنا زندقہ ہے:

تو مرتد کے لئے توبہ کی تلقین کا حکم ہے، اگر وہ توبہ کرلے تو سزا سے بچ جائے گا، لیکن زندیق کے بارے میں امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں، کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے، یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کتے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے، شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے، یہ جرم ناقابل معافی ہے۔ اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مرزائی زندیق ہیں کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کافر ہیں، قطعاً کافر ہیں، جس طرح کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں شک نہیں کہ یہ ہمارا کلمہ ہے، اور جو اس میں شک کرے وہ مسلمان نہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں، کوئی شک نہیں، اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی مسلمان نہیں۔ اس وقت مجھے یہ نہیں بتانا ہے کہ وہ کیوں کافر ہیں؟ ان کے کافر ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟ مجھے تو یہ بتانا ہے کہ وہ کافر اور پکے کافر ہونے کے باوجود اپنے کفر کو اسلام کے نام سے پیش کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ: "جی! ہم تو "جماعت احمدیہ" ہیں، ہم تو مسلمان ہیں۔" لندن میں اپنی بستی کا نام رکھا ہے: "اسلام آباد" اور کہتے ہیں کہ: "جی! ہم تو اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں" جب بھی کسی مسلمان سے بات کرتے ہیں تو یہ کہہ کر جھانسا دیتے ہیں کہ: "جی! مولوی تو ویسے ہی تنگ کرتے ہیں، دیکھو ہم نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں اور حضورؐ کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں، جی! ہماری تو شرائط بیعت میں لکھا ہوا ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ میں صدق دل سے حضورؐ کو خاتم النبیین مانتا ہوں۔"

مرزائی کیوں زندیق ہیں؟

تو مرزائی زندیق ہیں کیونکہ وہ اپنے کفر پر اسلام کو ڈھالتے ہیں، وہ شراب اور پیشاب پر "نعوذ باللہ" زمزم کا لیبل چپکاتے ہیں، وہ کتے کا گوشت حلال بکرے کے نام سے فروخت کرتے ہیں۔ ساری امت جانتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور یہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"أيها الناس! انا آخر الانبياء وانتم آخر الامم."

"لوگو! میں آخری نبی ہوں، اور تم آخری امت ہو۔"

دو سو سے زیادہ احادیث ایسی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف عنوانات سے، مختلف طریقوں سے، مختلف اسلوبوں سے، مختلف انداز سے ختم نبوت کا مسئلہ سمجھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔

ختم نبوت کا مفہوم:

ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے کا کوئی نبی زندہ نہیں رہا، اگر بالفرض پہلے کے سارے نبی آج بھی حضور کے زمانے میں زندہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آجائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی آخری نبی ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی گئی، انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں کی جو فہرست اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی اس میں آخری نام نامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے انبیائے کرام علیہم السلام کی وہ فہرست مکمل ہوگئی۔

آخری نبی اور آخری اولاد کا مفہوم:

جس بیٹے کو ماں باپ کی آخری اولاد کہا جائے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ہاں سب اولاد کے بعد پیدا ہوا، اس کے بعد کوئی بچہ ان ماں باپ کے

ہاں پیدا نہیں ہوا۔ آخری اولاد کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ سب اولاد کے بعد تک زندہ بھی رہے، بھی ایسا ہوتا ہے کہ پیدا بعد میں ہوتا ہے لیکن انتقال اس کا پہلے ہو جاتا ہے، اس کے باوجود آخری اولاد کہلاتا ہے۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ میری آخری اولاد وہ بچہ تھا جو انتقال کر گیا۔

آخری نبی یا خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے سر پر تاجِ نبوت نہیں رکھا جائے گا، اب کوئی شخص نبوت کی مسند پر قدم نہیں رکھے گا، جو پہلے نبی بنا دیئے گئے ان پر تو ہمارا پہلے سے ایمان ہے، وہ ہمارے ایمان میں پہلے سے داخل ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص خلعتِ نبوت سے سرفراز نہیں ہوگا اور نہ اُمت کو ایسے نبی پر ایمان لانا ہوگا۔

خاتم النبیین کے مفہوم میں قادیانیوں کا دجل:

لیکن قادیانی مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے، بلکہ یہ مطلب ہے کہ آئندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے، ٹھپا لگتا ہے اور نبی بنتا ہے۔ (حماقت تو دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھپے سے چودہ سو سال کی اُمت میں نبی بنا بھی تو صرف ایک، اور وہ بھی بھینگا اور ٹنڈا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نے صرف ایک نبی بنایا، اور وہ بھی صرف قادیانی آ کور دجال۔ نعوذ باللہ)۔

الغرض خاتم النبیین کے معنی یہ تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے نبیوں کی آمد بند ہوگئی، ان پر مہر لگ گئی، اب کوئی نبی نہیں بنے گا۔ لفافہ بند کرکے لفافے پر مہر لگا دیتے ہیں، جس کو "سیل کرنا" (To Seal Some Thing) کہتے ہیں۔ ختم کے معنی "سیل کر دینا" خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے نبیوں کی فہرست سربمہر کر دی گئی، اب نہ تو اس فہرست سے کسی کو نکالا جا سکتا ہے، اور نہ اس میں کسی اور کا نام داخل کیا جا سکتا ہے، لیکن مرزائیوں نے اس میں یہ

تحریف کی کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں نبوت کے پروانوں کی تصدیق کرنے والا۔ یہ کہتے ہیں کہ جو کاغذ پر دستخط کرنے کے بعد والے مہر لگا دیا کرتے ہیں کہ کاغذ کی تصدیق ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی معنوں میں خاتم النبیین ہیں۔ یعنی نبیوں کے پروانوں پر مہر لگا کر نبی بناتے ہیں۔ پہلے نبوت اللہ تعالیٰ خود دیا کرتے تھے لیکن اب یہ کام اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہریں لگا کر نبی بناتے ہیں۔

یہ ہے زندقہ کہ نام اسلام کا لیتے ہیں لیکن اپنے کفریہ عقائد پر قرآن کریم کی آیات کو ڈھالتے ہیں، اسی طرح ان کے بہت سے کفریہ عقائد ہیں جن کو یہ اسلام کے نام سے پیش کرتے ہیں، کہنا یہ ہے کہ یہ مرزائی زندیق ہیں کہ عقائد ایسے رکھتے ہیں جو اسلام کی رو سے خالص کفر ہیں، لیکن یہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کا نام دیتے ہیں اور قرآن وحدیث کو اپنے کفریہ عقائد پر ڈھالنے کے لئے ان کی تحریف کرتے ہیں۔ یہ خنزیر اور کتے کا گوشت بیچتے ہیں مگر حلال ذبیحہ کہہ کر، یا یہ شراب بیچتے ہیں مگر زمزم کا لیبل چپکا کر۔

اگر یہ لوگ اپنے دین ومذہب کو اسلام کا نام نہ دیتے بلکہ صاف صاف کہہ دیتے کہ ہمارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، تو واللہ العظیم! ہمیں ان کے بارے میں اس قدر متفکر ہونے کی ضرورت نہ تھی۔

بہائی مذہب:

دنیا میں بہائی لوگ بھی موجود ہیں، جو ایران کے بہاء اللہ کو رسول مانتے ہیں، وہ دنیا میں موجود ہیں، ہم ان کو بھی کافر سمجھتے ہیں، لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اسلام کے ساتھ ہمارا کوئی واسطہ نہیں، ہمارا دین اسلام سے الگ ہے، سو بات ختم ہوگئی، جھگڑا ختم ہوگیا۔ لیکن قادیانی اپنے تمام کفریات کو اسلام کے نام سے پیش کرکے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اس لئے یہ صرف کافر اور غیر مسلم ہی نہیں بلکہ مرتد اور زندیق ہیں، مسلمانوں کی غیر مسلموں سے مصالحت ہوسکتی ہے مگر کسی مرتد اور زندیق سے کبھی صلح نہیں ہوسکتی۔

میں آگیا ہوگا کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا کفر کس قدر بدترین ہے اور یہ دنیا بھر کے کافروں سے بدتر کافر ہیں۔

مسلمانوں کا قادیانیوں سے رعایتی سلوک:

یہ زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہتے ہیں، اور شریعت کے مطابق زندیق واجب القتل ہوتا ہے۔ یہ قادیانیوں کے ساتھ ہماری رعایت ہے کہ ان کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے۔ یہ دنیا میں شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے، یہ حکومت پاکستان کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں، حکومت نے ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی، ان کو صرف یہ کہا ہے کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کفر اور اپنے دین کو اسلام نہ کہو۔ قادیانیوں پر اس سے زیادہ اور کوئی پابندی نہیں لگائی۔ مرزائیو! شریعت کے فتویٰ سے تم واجب القتل ہو، حکومت پاکستان نے تمہیں رعایت دے رکھی ہے، تم پاکستان کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو، اس کے باوجود بھی اقوام متحدہ میں، بھی یہودیوں اور عیسائیوں اور نہ معلوم کن کن لوگوں کی عدالتوں میں تم فریاد کرتے ہو کہ حکومت پاکستان نے ہمارے حقوق غصب کر لئے ہیں، حکومت پاکستان نے تمہارے کیا حقوق غصب کر لئے؟ ہم نے تمہارا کیا قصور کیا ہے؟ پاکستان کی حکومت نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ تم سے صرف یہ کہا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہمارا ہے، ہم کیسے اجازت دیں کہ تم شراب پر زمزم کا لیبل چپکا کر بیچتے رہو؟

ہم کیسے اجازت دے سکتے ہیں کہ تم کتے اور خنزیر کا گوشت حلال ذبیحے کے نام سے فروخت کرتے رہو؟

ہم کیسے اجازت دے سکتے ہیں کہ تم اپنے کفر اور زندقہ کو اسلام کے نام سے پھیلاؤ؟

تمہارے منہ سے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے مبارک الفاظ ادا کرنا ہمارے کلمہ طیبہ کی توہین ہے، ہمارے نبی کی توہین ہے، ہمارے اسلام کی توہین ہے، ہم تمہیں اس

توہین کی اجازت کس طرح دیں؟ تم کلمہ پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہو اور ہم اس کے جواب میں وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا:

”وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ“

”اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں“

خلاصۂ گفتگو:

اب تک میں ایک ہی سوال کا جواب دے سکا ہوں کہ قادیانیوں میں اور دوسرے غیرمسلموں میں فرق کیا ہے؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے کافر سادے کافر ہیں، اور قادیانی صرف کافر اور غیرمسلم نہیں بلکہ وہ اپنے کفر کو اسلام کہنے اور اسلام کو کفر قرار دینے کے بھی مجرم ہیں، لہٰذا یہ زندیق ہیں اور زندیق مرتد کی طرح واجب القتل ہوتا ہے۔

مرتد اور اس کی نسل کا حکم:

اب میں ایک اور مسئلے کا ذکر کرتا ہوں۔

اصول یہ ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت کے بعد قتل کردیا جاتا ہے، لیکن مرتدوں کی ایک جماعت بن جائے، ایک پارٹی بن جائے اور اسلامی حکومت ان پر قابو نہ پاسکے، اس لئے وہ قتل نہ کئے جاسکیں اور رفتہ رفتہ اصل مرتد مرکھپ جائیں اور ان مرتدوں کی نسل جاری ہوجائے، مثال کے طور پر کسی بستی کے لوگوں نے متفقہ طور پر عیسائیت قبول کرلی تھی نعوذ باللہ... عیسائی بن گئے تھے، اب کسی نے ان کو پکڑ کر قتل نہیں کیا، یا وہ پکڑ میں نہیں آسکے۔ اس کے بعد یہ لوگ جو خود عیسائی بنے تھے، مرکر ختم ہوگئے، پیچھے ان کی نسل رہ گئی جو خود مسلمان سے عیسائی نہیں ہوئی تھی بلکہ انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے عیسائی مذہب لیا تھا، تو مرتد کی صلبی اولاد تو تبعاً مرتد ہے، اصالۃً مرتد نہیں ہے، اس لئے اس کو حبس و ضرب کے ساتھ اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، مگر قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور مرتد کی اولاد کی اولاد نہ اصالۃً مرتد ہے اور نہ تبعاً بلکہ وہ اصلی کافر کہلائے گی، اور ان پر سزائے ارتداد جاری نہیں ہوگی، کیونکہ اولاد کی اولاد مرتد نہیں وہ سادہ کافر ہیں، اس لئے اس کا حکم مرتد کا نہیں۔

خلاصہ یہ کہ:

۱:...جو شخص خود مرتد ہوا ہو، وہ واجب القتل ہے۔

۲:...مرتد کی صلبی اولاد جو تبعاً مرتد ہے اصالۃً مرتد نہیں، اس لئے اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو واجب الحبس ہے، یعنی اس کو قید کرنا لازم ہے۔

۳:...اور تیسری پشت میں مرتد کی اولاد کی اولاد سادہ کافر ہے، اس پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

زندیق مرزائی کی نسل کا حکم:

لیکن قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدل جائیں تو ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا، سادہ کافر کا حکم نہیں ہوگا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کا جو جرم ہے یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا، یہ جرم ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں خواہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں، قادیانی زندیق بنے ہوں یا وہ ان کے بقول "پیدائشی احمدی" ہوں، قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو ورثے میں ملا ہو، ان سب کا ایک ہی حکم ہے یعنی مرتد اور زندیق کا، کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں، بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں، اور اپنے دین کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں، اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے، خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو۔ اس مسئلے کو خوب سمجھ لیجئے، بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔

قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کو غیرت سے کام لینا چاہئے:

قادیانیوں کے جرم کی پوری وضاحت میں نے آپ حضرات کے سامنے کردی، اب مجھے آپ حضرات سے ایک بات کہنی ہے، پہلے ایک مثال دوں گا، مثال تو بھدی سی ہے مگر سمجھانے کے لئے مثال سے کام لینا پڑتا ہے۔

ایک باپ کے دس بیٹے تھے، جو اس کے گھر پیدا ہوئے، وہ ساری عمر ان کو اپنا بیٹا

کہتا رہا، باپ مرگیا، اس کے انتقال کے بعد ایک غیرمعروف شخص اٹھا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں مرحوم کا صحیح بیٹا ہوں، یہ دسوں کے دسوں تو اس کی ناجائز اولاد ہیں۔

میں یہ مثال فرض کر رہا ہوں، اور اس سلسلے میں آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں، ایک یہ کہ دنیا کا کوئی عقل مند آدمی اس شخص کے دعوے کو تسلیم کرے گا؟ یہ غیرمعروف آدمی جس نے مرحوم کی زندگی میں بھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں، نہ مرحوم نے اپنی زندگی میں کبھی یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے، کیا دنیا کی کوئی عدالت یہ تسلیم کرتے ہوئے کوئی فیصلہ دے گی کہ یہ شخص مرحوم کا حقیقی بیٹا ہے اور باقی دس لڑکے مرحوم کے بیٹے نہیں...؟

دوسری بات مجھے آپ سے یہ پوچھنی ہے کہ یہ شخص جو باپ کے دس بیٹوں کو حرامزادہ کہتا ہے، وہ ان کو ان کے باپ کی جائز اولاد تسلیم نہیں کرتا، ان لڑکوں کا ردِعمل اس شخص کے بارے میں کیا ہوگا...؟

ان دونوں باتوں کو ذہن میں رکھئے، اب سمجھئے! ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے پورے دین کو مانتے ہیں، الحمدللہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد ہیں، یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، بلکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے: "النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ" "نبی مؤمنوں کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی امتی کو اپنی ذات سے اتنا تعلق نہیں جتنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر امتی سے تعلق ہے۔ "وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" "اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔" اور قراءت میں ہے: "وَهُوَ أَبٌ لَّهُمْ" "یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ ہیں۔" یہ سیدھی بات ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں، یہی وجہ ہے ہم سب ان کو "امہات المؤمنین" کہتے ہیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، ام المؤمنین میمونہ، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہن، ہم تمام ازواج مطہراتؓ کے ساتھ "ام المؤمنین" کہتے ہیں تو جب یہ ہماری مائیں ہوگئیں تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے روحانی باپ ہوئے۔ ہوسکتا ہے کوئی بیٹا باپ کا زیادہ فرمانبردار ہوتا ہے، کوئی کم، کوئی زیادہ خدمت گزار ہوتا ہے، کوئی کم، کوئی زیادہ ہونہار ہوتا ہے، کوئی کم، کوئی زیادہ سمجھدار اور عقلمند ہوتا ہے، کوئی کم، اور دنیا میں جتنے بھی ہوتے ہیں، ان میں فرق ضرور ہوتا ہے، لیکن ہوتی تو ساری باپ ہی کی اولاد بھائی ہے۔

تیرہ صدیوں سے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد تھی، چودھویں صدی کے شروع میں مرزا غلام احمد قادیانی کھڑا ہوا، اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد صرف میں ہوں، باقی سارے مسلمان کافر ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پوری امت کے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد نہیں بلکہ (نعوذ باللہ) ناجائز اولاد ہیں، حرام زادے ہیں۔

مجھے معاف کیجئے! میں مرزا غلام احمد کے صاف صاف عقائد نقل کر رہا ہوں۔

ہم پوری دنیا کی مہذب عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ اگر کسی مجہول النسب کا یہ دعویٰ لائق سماعت نہیں کہ میں مرحوم کا حقیقی بیٹا ہوں، باقی اس کے بیٹے ناجائز اولاد ہیں، تو غلام احمد کا یہ جعلی دعویٰ کیونکر لائق سماعت ہے کہ وہ (مجہول النسب ہونے کے باوجود) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کی ساری امت کافر ہے، ناجائز اولاد ہے۔ آخر کس جرم میں پوری امت کا رشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر ان کو کافر اور ناجائز اولاد قرار دیا گیا؟ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو الف سے لے کر یا تک مانتے ہیں، ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی، ہم نے کوئی عقیدہ نہیں بدلا، عقیدے تو غلام احمد نے بدلے اور کافر اور حرام زادے پوری امت کو کہا۔

ایک قادیانی سے میری گفتگو ہوئی، میں نے اس سے کہا کہ تیرہ صدیوں سے مسلمان چلے آتے تھے، مرزا غلام احمد کے دعوے پر جھگڑا اور اختلاف ہوا، اور چودھویں صدی سے یہ اختلاف شروع ہوا، اب میں آپ سے انصاف کی بات پوچھتا ہوں کہ اگر

ہمارے عقیدے تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے مطابق ہیں تو تم ان کو مان لو اور غلام احمد کو چھوڑ دو، اور تمہارے عقیدے تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے مطابق ہیں تو ہم تم کو سچا مان لیں گے، لیجئے ہمارا اختلاف فوراً ختم ہو سکتا ہے۔ یہ انصاف کی بات اور دونوں فریقوں کے لئے برابر کی بات ہے۔ وہ قادیانی سیالکوٹ کا پنجابی تھا۔ میری بات سن کر کہنے لگا: "گل تاں بات ایہہ ہے کہ اسی تاں مرزا صاحب نوں سچا تے باقی ساریاں نوں جھوٹے سمجھدے آں" یعنی "اصل بات تو یہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کے سوا باقی سب کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔" اب آپ سمجھ گئے ہوں گے، مرزائی جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ صرف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا ہوں، باقی سب مسلمان ناجائز اولاد ہیں، اور یہ شخص اپنے آپ کو روحانی بیٹا کہہ کر پوری دنیا کو گمراہ کر رہا ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر ان دس بیٹوں کا حرام زادہ ہونا کوئی شخص تسلیم نہیں کرے گا جو اس کے گھر پیدا ہوئے، اس کی بیوی سے پیدا ہوئے، اور ایک غیر معروف اور مجہول النسب آدمی، جس کے بارے میں کچھ پتا نہیں کہ وہ کس میراثی کی اولاد ہے، اگر وہ آکر ایسا دعویٰ کرے گا تو کوئی اس کے دعوے کو نہیں سنے گا۔ میں کہتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں میں ان "دس بیٹوں" جتنی بھی غیرت نہیں، آپ قادیانیوں کی یہ بات کیسے سن لیتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان غلط ہیں اور مرزا ٹھیک ہے، دنیا بھر کے مسلمان کافر ہیں اور مرزائی مسلمان ہیں۔ وہ تمہیں یہ سبق پڑھانے کے لئے تمہاری مجلسوں میں آتے ہیں اور آپ بڑے اطمینان سے ان کی باتیں سن لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی عقل مند ایسا نہیں ہوگا، جس کی عدالت میں یہ مقدمہ لے جایا جائے اور وہ ایک مجہول النسب شخص کے دعوے پر دس بیٹوں کے حرام زادے ہونے کا فیصلہ کردے، اور ان دس بیٹوں میں کوئی ایسا بے غیرت نہیں ہوگا جو اس مجہول النسب شخص کے دعوے کو سننا بھی گوارا کرے، لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ ہمارے بعض بھائی قادیانیوں کے اس دعوے کو سنتے ہیں اور انہیں ذرا بھی غیرت نہیں آتی۔

میرا اور آپ کا فرض!

میرا اور آپ کا ہر مسلمان کا فرض کیا ہونا چاہئے؟ قادیانیت نے ہمارا رشتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹنے کی کوشش کی ہے، وہ ہمیں کافر کہتے ہیں، حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مانتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین جس کو ہم مانتے ہیں وہ تو کفر نہیں ہو سکتا، جو شخص ہمیں کافر کہتا ہے، وہ ہمارے دین کو کفر کہتا ہے، وہ ہمارا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹتا ہے، وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ سب ناجائز اولاد ہیں۔

اب مسلمانوں کی غیرت کا تقاضا کیا ہونا چاہئے؟ ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے، پکڑ پکڑ کر خبیثوں کو ماردیں، یہ میں جذباتی بات نہیں کر رہا بلکہ حقیقت یہی ہے، اسلام کا فتویٰ یہی ہے، مرتد اور زندیق کے بارے میں اسلام کا قانون یہی ہے، مگر یہ دارو گیر حکومت کا کام ہے، ہم انفرادی طور پر اس پر قادر نہیں، اس لئے کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے، کہ ہم قادیانیوں سے مکمل قطع تعلق کریں، ان کو اپنی مجلس میں، کسی محفل میں برداشت نہ کریں، ہر سطح پر ان کا مقابلہ کریں اور جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچا کر آئیں۔

الحمدللہ! ہم نے جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچا دیا ہے، برطانیہ قادیانیوں کی ماں ہے، جس نے ان کو جنم دیا، اب ان کا گرو مرزا طاہر اپنی ماں کی گود میں جا بیٹھا ہے، اور وہاں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو للکار رہا ہے، یورپ، امریکا، افریقہ کے وہ بھولے بھالے مسلمان جو نہ پوری طرح اسلام کو سمجھتے ہیں، نہ ان کو قادیانیت کی حقیقت کا علم ہے، وہ قادیانیت کو نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟ ان کو اہل علم کے پاس بیٹھنے کا موقع نہیں ملتا، ہمارے ان بھولے بھالے بھائیوں کو قادیانی، مرتد بنانے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور وہ اس کا اعلان کر رہے ہیں، اس کے لئے اربوں کھربوں کے میزانئے بنا رہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" نے بھی حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پوری

دنیا میں ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، جس طرح پاکستان میں قادیانیوں کی حقیقت کھل چکی ہے اور وہ مسلمانوں سے کاٹے جاچکے ہیں، ان شاء اللہ عنقریب پوری دنیا میں ہوگا کہ ایک ایک خطے میں قادیانیوں کی قلعی کھل کر رہے گی، ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا اس حقیقت کو تسلیم کرے گی کہ مرزائی مسلمان نہیں بلکہ اسلام کے غدار ہیں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں، پوری انسانیت کے غدار ہیں۔ ان شاء اللہ پوری دنیا میں قادیانیت کے خلاف تحریک چلے گی اور آخری فتح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ہوگی۔

پاکستان میں بھی یہ لوگ ایک عرصے تک مسلمان کہلاتے رہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی قربانیاں رنگ لائیں اور قادیانی ناسور کو جسدِ ملت سے کاٹ کر الگ کردیا گیا۔ ان شاء اللہ پوری دنیا میں یہی ہوگا۔ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عالمی سطح پر کام شروع کردیا ہے، میں ہر اس مسلمان سے، جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا خواستگار ہے، یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ختم نبوت کے جھنڈے کو پورے عالم میں بلند کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بھرپور تعاون کرے، اور تمام مسلمان، قادیانیوں، مرزائیوں کے بارے میں اپنی دینی غیرت کا مظاہرہ کریں، ہر مسلمان اس سلسلے میں جو قربانیاں پیش کرسکتا ہے وہ پیش کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محمد یوسف لدھیانوی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اسلام میں خاتم النبیین کا مفہوم اور قادیانیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امّا بعد:

"اس جلسے میں میرے لئے مقالے کا عنوان تجویز کیا گیا ہے: "اسلام میں "خاتم النبیین" کا مفہوم اور قادیانیت"۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، اس عنوان کے تحت دو چیزیں آتی ہیں: "خاتم النبیین" کی تشریح، اور قادیانیوں نے اس کے مفہوم کو بگاڑنے کی جو کوشش کی ہے، اس کی نقاب کشائی۔ انہی دونوں موضوعات پر مختصراً روشنی ڈالوں گا۔ واللہ الموفق لکل خیر وسعادۃ!"

حصہ اوّل

اُمتِ اسلامیہ کا بغیر کسی نزاع و اختلاف کے یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اکابرِ اُمت نے اس موضوع پر مستقل رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کا رسالہ "ختمِ نبوّت کامل" اس موضوع پر نہایت جامع ہے۔ اس ناکارہ نے بھی اس موضوع پر "عقیدۂ ختمِ نبوّت" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا ہے، جو "تحفۂ قادیانیت" جلد اوّل کا سرِعنوان ہے۔ اس مقالے میں مختصراً چند نکات ذکر کروں گا جو ان شاء اللہ سامعین و قارئین کے لئے بھی مفید ہوں گے اور جدید بھی۔

عقیدۂ ختم نبوت اور قرآن کریم:

حضرت شیخ الاسلام امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالہ "خاتم النبیین" میں ذکر کیا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت قرآن کریم کی تقریباً ایک سو آیات میں صراحۃً واشارۃً ذکر فرمایا گیا ہے۔ یہاں چند آیات ذکر کرتا ہوں:

۱…حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔" (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:…"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔"

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے، اور خاتم النبیین کی تفسیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے: "لا نبی بعدی" کے ساتھ فرمادی، یعنی خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور تفسیرِ نبوی کی روشنی میں تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، جن حضرات کو نبوت و رسالت کی دولت سے نوازا گیا اور رسول و نبی کے منصب پر ان کو فائز کیا گیا، ان میں سب سے آخری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

"خاتم النبیین" کی تشریح:

حضرات مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں "خاتم النبیین" کے لغوی اور شرعی معنی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائے ہیں، ان کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت شریفہ میں دو قراءتیں ہیں: "خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" (بفتح ت) اور "خَاتِمَ النَّبِيّٖنَ" (بکسر ت)، اور ان دونوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یہاں چند مفسرین کا حوالہ نقل کرتا ہوں۔

ابنِ جریرؒ:

ابنِ جریرؒ نقل فرماتے ہیں:

"فقرأ ذلک قراء الأمصار سوى الحسن وعاصم بكسر التاء من خاتم النبيين بمعنى انه ختم النبيين ... الى قوله .. وقرأ ذلک فيما يذكر الحسن والعاصم وخاتم النبيين بفتح التاء بمعنى انه آخر النبيين." (ابنِ جریر ج:۲۲ ص:۱۲)

ترجمہ:... "اس معنی میں کہ حسنؒ اور عاصمؒ کے سوا تمام قاریوں نے اس لفظ کو خاتم النبیین بکسر التاء پڑھا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کو ختم کردیا ... اور جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے قراء میں سے حسنؒ اور عاصمؒ نے اس لفظ کو خاتم النبیین بفتح التاء پڑھا ہے، اس معنی میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی جماعت میں سب سے آخری نبی ہیں۔"

ابنِ کثیرؒ:

ابنِ کثیرؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فهذه الآية نص في انه لا نبي بعده واذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الأولى، لأن مقام الرسالة اخص من مقام النبوة، فان كل رسول نبي ولا ينعكس، وبذلک وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضي الله عنهم." (ابنِ کثیر ج:۸ ص:۸۹)

ترجمہ:... "پس یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب کوئی نبی نہ ہوا تو

رسول بدرجۂ اولیٰ نہ ہوگا، کیونکہ مرتبہ رسالت کا بہ نسبت مرتبۂ نبوت کے خاص ہے، ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے، اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں، اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک بڑی جماعت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔“

کشاف:

علامہ زمخشری نے اپنی مشہور و مقبول تفسیر ”کشاف“ میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”خاتم بفتح التاء بمعنی الطابع وبکسرھا بمعنی الطابع وفاعل الختم وتقویہ قراءۃ عبداللّٰہ بن مسعود ”ولٰکن نبیًا ختم النبیین“ فان قلت کیف کان آخر الانبیاء وعیسٰی علیہ السلام ینزل فی آخر الزمان؟ قلت: معنی کونہ آخر الانبیاء انہ لا ینبأ احد بعدہ وعیسٰی ممن نبیء قبلہ ...الخ۔“ (کشاف ج:۳ ص:۵۴۴)

ترجمہ:... ”خاتم بفتح التاء بمعنی آلۂ مہر اور بکسر التاء بمعنی مہر کرنے والا یا ختم کرنے والا اور اس معنی (یعنی ختم کرنے والا) کی تقویت کرتی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت ”ولٰکن نبیًا ختم النبیین“ پس اگر آپ یہ کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء کس طرح ہوسکتے ہیں، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں آسمان سے اتریں گے؟ تو ہم کہیں گے کہ آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا، تو اب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ اعتراض نہیں ہوسکتا

کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے بنا کر بھیجے گئے۔"

روح المعانی:

تفسیر روح المعانی میں ہے:

"والمراد بالنبی ما ھو اعم من الرسول فیلزم من کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کونہ خاتم المرسلین." (روح المعانی ج:۲۲ ص:۳۴)

ترجمہ:... "اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم المرسلین ہونا بھی لازم ہوگا۔"

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"والمراد بکونہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتمھم انقطاع حدوث وصف النبوۃ فی أحد من الثقلین بعد تحلیتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھا فی ھذہ النشأۃ، ولا یقدح فی ذٰلک ما أجمعت علیہ الأمۃ واشتھرت فیہ الأخبار ولعلھا بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق بہ الکتاب علی قول ووجب الإیمان بہ وأکفر منکرہ کالفلاسفۃ من نزول عیسیٰ علیہ السلام آخر الزمن لأنہ کان نبیًّا قبل تحلی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بالنبوۃ فی ھذہ النشأۃ." (روح المعانی ج:۲۲ ص:۳۲)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصفِ نبوت کا پیدا ہونا

بالکل منقطع ہوگیا، جن وانس میں سے کسی میں اب یہ وصف پیدا نہیں ہوسکتا، اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدے سے ہرگز متعارض نہیں جس پر امت نے اجماع کیا ہے، اور جس میں احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں اور شاید درجہ تواتر معنوی کو پہنچ جائیں، اور جس پر قرآن نے تصریح کی ہے، اور جس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے منکر مثلاً فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے، یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہوچکے تھے۔“

نیز اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے صاحبِ روح المعانی فرماتے ہیں:

”وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة وأجمعت عليه الأمة فيكفر مدعي خلافه ويقتل إن أصر۔“

(روح المعانی ج:۲۲ ص:۴۱)

ترجمہ:... ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر النبیین ہونا ان عقائد میں سے ہے جن پر قرآن ناطق ہے، اور جن پر احادیث نے صاف صاف تصریح کی، اور جن پر امت نے اجماع کیا، اس لئے اس کے برخلاف کا دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا، اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کردیا جائے۔“

زرقانی:

اور علامہ زرقانی رحمہ اللہ شرح مواہب لدنیہ میں آیت مذکورہ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ومنها (يعني من خصائصه عليه السلام) انه خاتم الأنبياء والمرسلين كما قال تعالى: ولكن رسول

اللہ وخاتم النبیّن، ای آخرھم الذی ختمھم، أو ختموا بہ، علی قراءۃ عاصم بالفتح۔ وروی أحمد والترمذی والحاکم باسناد صحیح عن أنس مرفوعا ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ قیل من لا نبی بعدہ یکون أشفق علی أمتہ وھو کوالد لولد لیس لہ غیرہ ولا یقدح نزول عیسٰی علیہ السلام بعدہ لأنہ یکون علی دینہ مع أن المراد أنہ آخر من نبیء۔"

(زرقانی شرح مواہب ج:۵ ص:۲۶۷)

ترجمہ... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء اور رسل کے ختم کرنے والے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّن" یعنی آخر النبیین، جس نے انبیاء کو ختم کیا، یا وہ جس پر انبیاء ختم کئے گئے، اور یہ معنی عاصم کی قراءت یعنی بالفتح کے مطابق ہیں، اور امام احمدؒ اور ترمذیؒ اور حاکمؒ نے باسناد صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: رسالت و نبوّت منقطع ہوچکی، نہ میرے بعد کوئی رسول ہے، اور نہ نبی، کہا جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو، وہ اپنی اُمت کے لئے زیادہ شفیق ہوگا اور وہ مثل اس باپ کے ہے کہ جس کی اولاد کے لئے اس کے بعد تربیت اور نگرانی کرنے والا نہ ہو، اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے ختمِ نبوّت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے، علاوہ بریں ختمِ نبوّت سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر میں نبی بنائے گئے، اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام

پہلے نبی آچکے ہیں۔“

خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے پوری نوع انسانی کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب عالمتاب قیامت تک روشن رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش...!

۲:... ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔“ (المائدۃ:۳)

ترجمہ:... ”آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند کیا۔“

یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج حجۃ الوداع میں جمعہ کے دن ۹ ذوالحجہ کو نازل ہوئی، اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۸۰-۸۱ دن دنیا میں رونق افروز رہے، اور اس آیت شریفہ کے بعد حلت یا حرمت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

اس آیت شریفہ میں دین کے با ہمہ وجوہ کامل ہونے اور نعمت خداوندی کے پورا ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے، اور چونکہ قیامت تک کے لئے دین کی تکمیل کا اعلان کردیا گیا، اس لئے یہ اعلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو بھی متضمن ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

”ھذہ أکبر نعم اللہ تعالٰی علٰی ھذہ الأمۃ حیث أکمل تعالٰی دینھم فلا یحتاجون إلٰی دین غیرہ ولا إلٰی نبی غیر نبیھم صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔ ولھذا جعلہ اللہ تعالٰی خاتم الأنبیاء وبعثہ إلی الإنس والجن۔“

(ابن کثیر ج:۲ ص:۱۲)

ترجمہ:... ”یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے دین کو کامل فرمایا، لہٰذا امت محمدیہ

نازل ہونے والی وحی اور کتاب پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً:

۱- "وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ" (البقرۃ:۴)

ترجمہ:... "اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے، اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جاچکی ہیں، اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔"

۲- "لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ" (النساء:۱۶۲)

ترجمہ:... "لیکن ان میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ ہیں اور جو (ان میں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس (کتاب) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی اور (اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے بھیجی گئی تھی۔"

۳- "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ" (النساء:۱۳۶)

ترجمہ:... "اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جس کو نازل کیا اپنے رسول پر، اور ان کتب پر جو نازل کی گئی پہلے۔"

۴- "وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ" (الزمر:۶۵)

ترجمہ:... "اور آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے

ہو گزرے ہیں ان کی طرف یہ (بات) وحی میں بھیجی جا چکی ہے۔"

۵- "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ" (النساء:۶۰)

ترجمہ:... "کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔"

۶- "كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" (الشوریٰ:۳)

ترجمہ:... "ایسے ہی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف، جو زبردست اور حکمت والا ہے۔"

ان آیاتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد کوئی کتاب اور کوئی وحی اور کوئی خطابِ الٰہی ایسا باقی نہیں رہا کہ اس پر ایمان لانا واجب ہو، بلکہ جو وحی کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے، اور جو انسانوں کے لئے واجب الایمان ہے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہی، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں، اور یہ ناممکن ہے کہ دُنیا میں کوئی نبی و رسول آئے اور اس پر ایسی وحی نازل نہ ہو جس پر ایمان لانا واجب ہو۔

۵:... قرآن کریم کی متعدد آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو ایک ہی اُمت شمار کرتے ہوئے اس اُمت کا دامن قیامِ قیامت تک پھیلایا گیا، مثلاً:

۱- "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ:... "تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی۔"

۲- "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا"

(البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ: "اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو، اور تمہارے لئے رسول... صلی اللہ علیہ وسلم... گواہ ہوں۔"

۳- "فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا" (النساء:۴۱)

ترجمہ: "سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم... کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لاویں گے۔"

ان آیات سے ثابت ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے، نہ امت محمدیہ کے بعد کوئی امت۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ۔"

(ابن ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ: "میں آخری نبی ہوں، اور تم آخری امت ہو۔"

۴: قرآن کریم میں بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیائے کرام علیہم السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کے آنے کی طرف کوئی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا گیا:

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ..."

(الانبیاء:۲۵)

ترجمہ: "اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا..."

۲- "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ......" (الحج:۵۲)

ترجمہ: "اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی دنیا نہیں بھیجا..."

۳- "وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ......"

(الفرقان:۲۰)

ترجمہ: "اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے..."

اس قسم کی آیات بہت زیادہ ہیں، "المعجم المفہرس لألفاظ القرآن" میں اس نوع کی آیات بتیس ذکر کی گئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت مقدر ہوتی اور ان نبیوں کے انکار سے اُمت کی تکفیر لازم آتی تو اس کی وصیت و تاکید ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آئیں گے، ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کسی کا انکار کرکے کافر ہو جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبیوں کے ذکر کرنے کی بجائے اس سے زیادہ اہم یہ تھا کہ بعد میں آنے والے نبیوں کو ذکر کیا جاتا، کیونکہ پہلے کے سابقین پر ایمان اجمالی بھی کافی تھا خواہ ان کی تعداد جو بھی ہو، بخلاف بعد میں آنے والے نبیوں کے کہ ان کے ساتھ اُمت کو معاملہ پیش آنا تھا، اس لئے ضروری تھا کہ ان کا ذکر تاکید کے ساتھ کیا جاتا، لیکن پورے قرآن میں ایک بھی آیت ایسی نہیں جس میں بعد میں آنے والے کسی نبی کا تذکرہ ہو، معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

ان نکات میں، میں نے قرآن کریم کی جن آیات کا حوالہ دیا ہے ان میں ختم نبوت کے مسئلے کو ہر پہلو سے روشن کر دیا گیا ہے، اور ان سے آیت "خاتم النبیین" کی تفسیر بالکل واضح معلوم ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد ہے آخری نبی، جس کے بعد کوئی دوسرا نبی مبعوث نہ ہو۔

تنبیہ:

اگر کسی کو خیال ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں، جیسا کہ اوپر سورۂ صف کی آیت نقل کرچکا ہوں:

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ."

(الصف:۶)

ترجمہ:... "اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں، جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا، میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔"

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آنے والے تھے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ پہلے تشریف لائے تھے، اس لئے وہ انبیائے سابقین کی فہرست میں شامل ہیں۔

اور اُمتِ محمدیہ تمام انبیاء علیہم الصلوات والسلام پر پہلے سے ایمان لاچکی ہے، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ متواترہ میں اس کی اطلاع دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اُٹھالئے گئے ہیں، اور قربِ قیامت میں جب کانا دجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔

اس ناکارہ نے "حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ونزول کا عقیدہ" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو "تحفۂ قادیانیت" جلد سوم کا پہلا رسالہ ہے، اس میں مستند حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ قربِ قیامت میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نازل ہونے پر اُمت کا عقیدہ ہے اور یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اجماعی عقیدہ ہے، تمام صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے، اور صحابہؓ کے بعد چودہ صدیوں کے مجددین و اکابر اُمت بھی اس پر متفق ہیں، وباللہ التوفیق!

"خاتم النبیین" کا مفہوم احادیثِ متواترہ کی روشنی میں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً دو سو احادیث میں طلی اور واضح الفاظ میں مسئلہ ختمِ نبوت کو بیان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، لیکن کسی حدیث میں اس طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت جاری رہے گا یا یہ کہ انبیاء آتے رہیں گے۔ ختمِ نبوت پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱:... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔"

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۳، صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷۸)

ترجمہ:... "یعنی تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

"اِلَّا اَنَّہٗ لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ۔"

ترجمہ:... "مگر میرے بعد نبوت نہیں۔"

یہ حدیث ان پندرہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے: حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت براء بن عازب، حضرت زید بن ارقم، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حبشی بن جنادہ، حضرت مالک بن حسن بن حویرث، حضرت زید بن ابی اوفیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ جن کو میں نے

اپنے رسالے "عقیدۂ ختم نبوت" میں باحوالہ ذکر کیا ہے۔

حضرت ہارون، حضرت موسیٰ علیہما السلام کے تابع تھے، اور ان کی کتاب و شریعت کے پابند تھے، گویا غیرتشریعی نبی تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ایسی نبوت کی بھی نفی فرمادی، معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی تشریعی نبی آسکتا ہے، نہ غیرتشریعی۔

۳:... "عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ، کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ، وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ، وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا یَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: فُوْا بِبَیْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللهَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ۔" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۲۶، مسند احمد ج:۲ ص:۲۹۷، مشکوٰۃ ص:۳۲۰)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے نبی کرتے تھے، جب ایک نبی کی وفات ہوجاتی تو اس کی جگہ دوسرا آجاتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ہمیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: جس سے پہلے بیعت ہوجائے اس کی بیعت کو پورا کرو، اسی طرح درجہ بدرجہ ان کو ان کا حق دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں خود سوال کرلیں گے۔"

انبیائے بنی اسرائیل سابقہ شریعت پر قائم تھے، خود اپنی شریعت نہیں رکھتے تھے، گویا غیرتشریعی نبی تھے، اور ان انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرکے فرمایا کہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ صرف یہ کہ

سب صاحبِ شریعت نبی نہیں تھے، بلکہ غیرتشریعی انبیاء کی آمد بھی بند کردی گئی، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: اس اُمت کو انبیاء کے بجائے خلفاء سے واسطہ پڑے گا۔

۳:… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختمِ نبوت کی ”حسی“ مثال بیان فرمائی، فرمایا:

”مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَانًا فَأَحْسَنَهٗ وَأَجْمَلَهٗ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ مِنْ زَوَایَاهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ: هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔“

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۰۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۴۸، واللفظ لہ)

ترجمہ:… ”میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے بہت حسین و جمیل محل بنایا، مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور اس پر عش عش کرنے لگے، اور کہنے لگے کہ: یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگادی گئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی آخری اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔“

یہ حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی مروی ہے۔

اس حدیث پاک میں حسی مثال سے سمجھایا کہ نبوت کے محل میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پُر ہوچکی ہے اور قصرِ نبوت پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے، اب کسی اور نبی کی گنجائش ہی نہیں۔

۴:… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی سمجھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہونا اور آپ کے ذریعے سے انبیائے کرام علیہم السلام کی آمد کا خاتمہ ہوجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے:

”عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ۔“

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۹۹، مشکوٰۃ شریف ص:۵۱۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے چھ چیزوں میں انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: ۱- مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں۔ ۲- رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ ۳- مالِ غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے۔ ۴- روئے زمین کو میرے لئے پاک کرنے والی چیز اور مسجد بنادیا گیا ہے۔ ۵- مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ ۶- اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔“

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے، جس میں پانچ خصائص کا ذکر ہے، اور اس کے آخر میں ہے:

”وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔“ (مشکوٰۃ ص:۵۱۲)

ترجمہ: ”پہلے انبیاء کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا، اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں، لہٰذا جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا ہے، اور ایسا شخص دجال و کذاب

ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دجالوں اور کذابوں کے ظہور کی پیش گوئی بھی فرمائی ہے:

۵:... "عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّہُ سَیَکُوْنُ فِیْ أُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ أَنَّہُ نَبِیٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔" (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۸، ترمذی ج:۲ ص:۴۵)

ترجمہ:... "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

یہ حدیث حضرت ثوبانؓ کے علاوہ گیارہ صحابہؓ سے مروی ہے، جن کو میں اپنے رسالے "عقیدۂ ختمِ نبوّت" میں باحوالہ نقل کرچکا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت میں نبوّت و رسالت کا سلسلہ جاری رہنے کے بجائے جھوٹے مدعیانِ نبوّت کے ظہور کی اطلاع دی ہے، اور اس اُمت میں نبوّت و رسالت کے انقطاع کی خبر دی ہے، چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

۶:... "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۱، مسندِ احمد ج:۳ ص:۲۶۷)

ترجمہ:... "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: نبوّت و رسالت ختم ہوچکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" میں اس حدیث میں یہ روایت

ابویعلیٰ اتنا اضافہ نقل کیا ہے کہ:

"وَلٰکِنْ بَقِیَتْ مُبَشِّرَاتٌ، قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: رُؤْیَا الْمُسْلِمِیْنَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ." (فتح الباری ج:۱۲ ص:۳۷۵)

ترجمہ:... "لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ: مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا کہ: مؤمن کا خواب جو نبوّت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔"

یہ حدیث حضرت انسؓ کے علاوہ حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حذیفہ بن اُسیدؓ، حضرت ابنِ عباسؓ، حضرت اُمِّ کرز الکعبیہؓ سے بھی مروی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبوّت و رسالت کا دروازہ بند ہوچکا ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مبشرات نبوّت کی قسم نہیں، بلکہ نبوّت کا ایک جز ہے، اور سب جانتے ہیں کہ کسی چیز کے ایک جز کے پائے جانے سے وہ چیز متحقق نہیں ہوتی۔

بہرحال احادیثِ نبویہ کی رُو سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اور اس اُمت کا آخری اُمت ہونا ایسا قطعی اور دوٹوک ہے، جس میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ یہاں صرف چند احادیث کا حوالہ دیا گیا ہے، احادیث کی پوری تفصیل میرے رسالے "عقیدۂ ختمِ نبوّت" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اجماعِ اُمت:

۱:... علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"دعوی النبوّة بعد النبی صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع." (ص:۲۰۲)

ترجمہ:... "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

جست، یا خواہد بود، و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد، کافر است۔" (ص:۴۷)

ترجمہ:... "بحمداللہ! یہ مسئلہ اہل اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو، اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآن کریم سے اس اندیشے کی بنا پر کردی ہے کہ مبادا کوئی زندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈالے۔

اور عقیدۂ ختمِ نبوت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا۔

اور جن دلائل اور جس طریق تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت ہمارے لئے ثابت ہوتی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا، اور جس شخص کو اس ختمِ نبوت میں شک ہو اسے خود رسالتِ محمدی میں بھی شک ہوگا۔ اور جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوا تھا، یا اب موجود ہے، یا آئندہ کوئی نبی ہوگا، اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوسکتا ہے، وہ کافر ہے۔"

۳:... حافظ ابن کثیرؒ آیت "خاتم النبیین" کے تحت لکھتے ہیں:

"فمن رحمة الله تعالى بالعباد إرسال محمد صلى الله عليه وسلم إليهم ثم من تشريفه لهم ختم

الأنبیاء والمرسلین به وإکمال الدین الحنیف له وقد أخبر الله تبارک وتعالی فی کتابه ورسوله صلی الله علیه وسلم فی السنة المتواترة عنه أنه لا نبی بعده لیعلموا أن کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کذّاب، أفّاک، دجّال، ضال، مضل، ولو تخرق وشعبذ وأتی بأنواع السحر والطلاسم والنیرنجیات فکلها محال وضلال عند أولی الألباب، کما أجری الله سبحانه وتعالی علی ید الأسود العنسی بالیمن ومسیلمة الکذّاب بالیمامة من الأحوال الفاسدة والأقوال الباردة ما علم کل ذی لب وفهم وحجی أنهما کاذبان ضالان لعنهما الله تعالی۔ وکذلک کل مدع لذلک إلی یوم القیامة حتّی یختموا بالمسیح الدجّال فکل واحد من هؤلاء الکذّابین یخلق الله معه من الأمور ما یشهد العلماء والمؤمنون بکذب من جاء بها۔"

(ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم ج:۳ ص:۴۹۴ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۵ھ)

ترجمہ: ... "پس بندوں پر اللہ کی رحمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجنا، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی تعظیم وتکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام کو ختم کیا اور دینِ حنیف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کامل کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیثِ متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، تاکہ اُمت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

اس مقام نبوت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افترا پرداز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ شعبدہ بازی کرے، اور قسم قسم کے جادو، طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے، اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی (مدعیٔ نبوت) کے ہاتھ پر یمن میں اور مسیلمہ کذاب (مدعیٔ نبوت) کے ہاتھ پر یمامہ میں احوالِ فاسدہ اور اقوالِ باردہ ظاہر کئے، جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعیٔ نبوت پر، یہاں تک کہ وہ مسیح دجال پر ختم کردیئے جائیں گے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے امور پیدا فرمادے گا کہ علماء اور مسلمان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے۔“

۵:... علامہ سفارینی حنبلیؒ ”شرح عقیدہ سفارینی“ میں لکھتے ہیں:

”ومن زعم أنها مكتسبة فهو زنديق يجب قتله، لأنه يقتضي كلامه واعتقاده ان لا تنقطع، وهو مخالف للنص القرآني والأحاديث المتواترة بأن نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين عليهم السلام۔“

(محمد بن احمد سفارینی ج:۲ ص:۲۵۷ مطبع المنار مصر ۱۳۲۳ھ)

ترجمہ:... ”جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت حاصل ہوسکتی ہے، وہ زندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ اس کا کلام و عقیدہ اس بات کو مقتضی ہے کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں، اور یہ بات نص قرآن اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن سے قطعاً ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (علیہم السلام)۔“

۶:... علامہ زرقانیؒ ”شرح مواہب“ میں امام ابن حبانؒ سے نقل کرتے ہیں:

من ذهب إلى ان النبوة مكتسبة لا تنقطع أو
إلى ان الولي أفضل من النبي، فهو زنديق يجب قتله
لتكذيب القرآن وخاتم النبيين۔''

(شرح فقہ اکبر [illegible])

ترجمہ:... ''جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ نبوت کا دروازہ بند
نہیں، بلکہ حاصل ہوسکتی ہے، یا یہ کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے، ایسا
شخص زندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ وہ قرآن کریم کی آیت
''خاتم النبیین'' کی تکذیب کرتا ہے۔''

۱۷:... اور سید محمود آلوسی بغدادی تفسیر ''روح المعانی'' میں آیت خاتم النبیین کے
ذیل میں لکھتے ہیں:

''وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما
نطق به الكتاب وصدعت به السنة وأجمعت عليه الأمة
فيكفر مدعي خلافه ويقتل إن أصر۔''

(روح المعانی ج:۲۲ ص:۴۱)

ترجمہ:... ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا
ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن ناطق ہے، جن کو احادیث نے
واشگاف بیان کیا ہے اور جن پر امت کا اجماع ہے، پس اس کے خلاف
دعویٰ کرنے والا کافر قرار دیا جائے گا، اور اگر وہ اصرار کرے تو اسے
قتل کیا جائے گا۔''

۱۸:... قاضی عیاضؒ ''الشفاء'' میں لکھتے ہیں:

''وكذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى
الله عليه وسلم أو بعده ... أو من ادعى النبوة لنفسه
أو جوز اكتسابها ... وكذلك من ادعى منهم أنه

یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ ..... فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، لانہ اخبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ، واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین، وانہ ارسل کافۃ للناس۔ واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ، وان مفھومہ المراد بہ دون تأویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعًا اجماعًا وسمعًا۔"

(الشفاء ج:۲ ص:۲۴۶، ۲۴۷)

ترجمہ:... "اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو ..... یا خود اپنے لئے نبوّت کا دعویٰ کرے یا نبوّت کے حصول کو اور صفائے قلب کے ذریعے مرتبۂ نبوّت تک پہنچنے کو جائز رکھے ..... اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے، خواہ صراحۃً نبوّت کا دعویٰ نہ کرے، تو یہ سب لوگ کافر ہیں، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام انسانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں، اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے اس سے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے، اس لئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور ان کا کفر کتاب و سنت اور اجماع کی رُو سے قطعی ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"وقد قتل عبدالملک بن مروان الحارث المتنبی وصلبه وفعل ذلک غیر واحد من الخلفاء والملوک بأشباههم وأجمع علماء وقتهم علی صواب فعلهم، والمخالف فی ذلک من کفرهم، کافر۔"

(الشفاء ج:۲ ص:۲۵۷)

ترجمہ:... "اور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعیٔ نبوت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا تھا، اور بے شمار خلفاء وسلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا، اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور درست قرار دیا، اور جو شخص مدعیٔ نبوت کے کفر میں اس اجماع کا مخالف ہو، وہ خود کافر ہے۔"

ختم نبوت عقل سلیم کی روشنی میں:

قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت کے بعد اس پر غور کریں کہ آیا عقل سلیم کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے؟

دین محمدی کے موٴخر ہونے کی عقلی وجوہ:

۱:... حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنے رسالے "تحذیر الناس" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعثت انبیاء میں سب سے آخر میں آنا لازم تھا، اول یا درمیان میں نہیں آسکتے تھے، کیونکہ) بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بالعرض۔

اس صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول یا

وسط میں رکھتے تو انبیائے متاخرین کا دین، اگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا، حالانکہ خود فرماتے ہیں:

"مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا." (البقرۃ:۱۰۶)

(ترجمہ:... "ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا (اے نبی آپ کے ذہن سے) بھلا دیتے ہیں تو اس کے بدلے میں اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت بھیج دیتے ہیں۔")

اور کیوں نہ ہو، یوں نہ ہو تو اعطائے دین من جملہ رحمت نہ رہے، آثار غضب میں سے ہو جائے، ہاں اگر یہ بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجے کے علماء کے علوم ادنیٰ درجے کے علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہیں، تو مضائقہ بھی نہ تھا، پر سب جانتے ہیں کہ عالم کا عالی مرتبت ہونا مراتب علوم پر موقوف ہے، یہ نہیں تو وہ بھی نہیں، اور انبیائے متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیائے متاخرین پر وحی آتی اور افاضۂ علوم کیا جاتا، ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی؟ سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی ہوتے تو بعد وعدۂ محکم:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"

(ترجمہ:... "ہم ہی نے قرآن کو اُتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔")

کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہیے اور بہ شہادت آیت:

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ"

(النحل:۸۹)

(ترجمہ:... "ہم نے تجھ پر (اے نبی! ایسی) کتاب

آتاری ہے جو ہر چیز کو بیان کرتی ہے۔“)

جامع العلوم ہے، کیا ضرور تھی، اور اگر علوم انبیائے متأخرین علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا ”تبیاناً لکل شیء“ ہونا غلط ہوجاتا۔ بالجملہ جیسے ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب جامع چاہئے تھی تاکہ علو مراتب نبوت اور علو مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہوچکا، میسر آئے ورنہ علو مراتب نبوت بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی، ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے.....“

۲:...حق تعالیٰ شانہ نے نبوت حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے شروع کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ دنیا کے خاتمے پر تھے، اس کی تکمیل فرمادی اور دین کے کامل کرنے اور نبوت کے ختم ہونے کا اعلان فرمادیا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور اُمت کے درمیان قیامت تک کوئی دوسرا آدمی دخیل نہیں ہوگا، اور اُمت اس عقیدے پر قائم رہ کر رحمت خداوندی کے زیر سایہ ہوگی، اور کوئی ملحد و زندیق اور دجال و کذاب اس اُمت کو بہکا نہ دے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا رشتہ کاٹنے کی جرأت نہیں کرے گا، خدانخواستہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا رہتا تو ایک دوسرے کی تکفیر کا دروازہ بھی کھلتا، چنانچہ غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد پوری اُمت محمدیہ کو کافر ٹھہرایا، لہٰذا ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے حق میں سراپا رحمت ہے۔

۳:...حضرت شیخ الاسلام امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

”وچوں حکیم تصریح کرد، امت کہ ہر چیز سے را کہ ہدایت امت بہایت لازم است، واز دوام مستقل جواب داد کہ تجدد امثال ست لا غیر، پس حسب حدیث نبوی قلادۂ نبوت تم آمد و

وانجام داشت، کہ از آدم شروع کردہ بر خاتم الانبیاء کہ آخرین لبنۂ
از ایں عمارت ہستند، باختتام فرمودند۔ اکنوں صدد آنست کہ بر عالم
طبل رحیل زنند، گویا نظامِ عالم مانند جلسہ بود کہ مجلس استقبالی منعقد
شد، واز قدوم صدر جلسہ خبر داد کہ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہٗ
احمد وصدر کبیر قدم میمنت لزوم ارزانی داشت، وخطبہ خواند، وجلسہ را
پدرود کردند۔" (خاتم النبیین ص:۸۴، از: مولانا انور شاہ کشمیری)

ترجمہ: ... "اور جب حکماء نے تصریح کردی کہ جس چیز
کے لئے بدایت ہے اس کے لئے نہایت بھی لازم ہے۔ اور دوام
مستقبل کا ہم نے جواب دے دیا ہے کہ وہ صرف تجددِ امثال ہے، تو
حدیثِ نبوی کے مطابق عمارتِ نبوت بھی آغاز وانجام رکھتی ہے کہ
اسے آدم علیہ السلام سے شروع کرکے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم پر، جو اس عمارت کی آخری اینٹ ہیں، ختم کردیا گیا۔ اور
اب تو صرف اس امر کا انتظار ہے کہ عالم کے کوچ کا نقارہ بجادیا
جائے۔ گویا نظامِ عالم کی مثال ایک ایسے جلسے کی تھی کہ جو مجلس استقبالیہ
کے طور پر منعقد ہوا، اور صدرِ جلسہ کی آمد آمد کا اعلان ہوا، چنانچہ
(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا): "اور میں خوشخبری سناتا ہوں
ایک رسول کی، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نامِ نامی احمد ہوگا۔" اور
صدرِ کبیر کی تشریف آوری ہوئی، انہوں نے خطبہ پڑھا اور جلسہ
برخاست کردیا گیا۔"

حصہ دوم

"خاتم النبیین" کا مفہوم اور قادیانیت

گزشتہ سطور میں معلوم ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا
بایں معنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کسی شخص

’’ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں، تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔‘‘ (ایضاً ص:۴۱۲)

’’لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسرِ شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر، جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے، اسلام کا تختہ ہی اُلٹ دیوے، حالانکہ وہ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔‘‘ (ایضاً ص:۴۱۹)

’’رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے، اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحیٔ رسالت تابہ قیامت منقطع ہے۔‘‘ (ایضاً ص:۴۳۲)

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ:

❁ :… ختم نبوت، اسلام کا قطعی عقیدہ ہے، جس کا مفہوم آیت خاتم النبیین کی رُو سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا، نہ کسی پر وحیٔ نبوت نازل ہوسکتی ہے۔

❁ :… وحیٔ نبوت حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوتی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام کے وحیٔ نبوت لے کر آنے کے سلسلے کو بند کردیا گیا ہے۔

❁ :… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام کا کسی کے

اصل الاصول نبی کی نبوت پر ایمان لانا ہے، بلکہ نبی بغیر شریعت کے ہوتا ہی نہیں۔

علاوہ ازیں جب غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو کذاب وکافر اور خارج از اسلام قرار دیا تو بالفرض اگر نبوت کی یہ تقسیم ہوتی بھی جو قادیانی ذکر کرتے ہیں، تب بھی اس کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زمانے سے ہو سکتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت ہی خارج از بحث ہے۔

لطیفہ:... ہمارے بزرگ مناظر اسلام مولانا محمد حیات فاتح قادیان فرماتے تھے کہ: ایک دفعہ قادیانی مولوی اللہ دتہ سے میرا مناظرہ ہوا، موضوع تھا: مسئلہ نبوت۔ میں نے کہا: مولوی اللہ دتہ! تمام عقلاء کا مسلّمہ قاعدہ ہے کہ موضوع خاص ہو تو دلیل عام نہیں پیش کی جاتی۔ تم لوگ نبوت کی تین قسمیں بتاتے ہو تشریعی، غیرتشریعی نبوت بلاواسطہ، اور غیرتشریعی نبوت بالواسطہ۔ ان میں سے دو قسمیں تمہارے نزدیک بھی بند ہیں، صرف ایک جاری ہے، یعنی غیرتشریعی نبوت بالواسطہ۔ سو تم قرآن کریم کی وہ آیتیں پیش کرو جو خاص اس دعوے کو ثابت کریں کہ نبوت کی دو قسمیں بند ہیں، البتہ نبوت غیرتشریعی بالواسطہ جاری ہے، فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ، یعنی کافر کا منہ بند ہوگیا اور اس کو کوئی بات نہ سوجھی کہ کیا کہے۔

الغرض! قادیانیوں کا اجرائے نبوت کو موضوع بنانا محض دجل اور تلبیس ہے، ورنہ جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا نبوت خود قادیانیوں کے نزدیک بھی بند ہے، صرف غلام احمد کی نبوت کو منوانے کے لئے یہ لوگ عوام کو فریب دیتے ہیں۔ مناسب ہے کہ ان کے دو چار فریب میں بھی ذکر کردوں۔

الف:... قادیانی ہمیشہ یہ آیت پڑھتے ہیں:

"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ" (الاعراف:۳۵)

ترجمہ:... "اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس رسول آئیں جو تم میں سے ہوں...."

قادیانی کہا کرتے ہیں کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

رسولوں کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔

جواب: تقریباً ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے کہ میں مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر میں پڑھتا تھا، خدا جانے کس نے مجھے قادیانیوں کا پرچہ "الفضل" دے دیا، اس میں یہی آیت اور یہی استدلال درج تھا، میں پڑھ کر پریشان ہوا۔ حضرت استاذ محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے کہا کہ یہ تو قادیانیوں کا بہت پرانا استدلال ہے۔ انہوں نے روح المعانی نکالی اور مجھے عبارت پڑھ کر سنائی کہ یہ عہد اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے لیا تھا، تو جو میثاق کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے سے پہلے لیا گیا ہو اس کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے پر منطبق کرنا دجل و تلبیس کے سوا کیا ہے؟

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ابن جریر نے ابو سیار سلمی سے نقل کیا ہے کہ یہ خطاب "اما یاتینکم" الخ کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا، جیسا کہ سورۂ بقرہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے: "قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی" اور بعض محققین کے نزدیک یہ خطاب ہر زمانے میں ہر قوم کو ہوتا رہا ہے جس کی حکایت ہے۔ میرے نزدیک دو رکوع پہلے سے جو مضمون چلا آ رہا ہے، جس کی ترتیب و تنسیق خود ظاہر کرتی ہے کہ جب آدم و حوا اپنے اصلی مسکن (جنت) سے جہاں ان کو آزادی و فراخی کے ساتھ بلا روک ٹوک زندگی بسر کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا، عارضی طور پر محروم کر دیئے گئے تو ان کی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو پھر آبائی میراث واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایتیں کی جائیں، چنانچہ ہبوط آدم کا قصہ ختم کرنے کے بعد معاً: "یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا" سے خطاب

شروع فرما کر تین چار رکوع تک ان کی ہدایات کا سلسلہ بیان ہوا
ہے۔ ان آیات میں کل اولاد آدم کو دنیا میں وقت موجود تعلیم کے
نام خطاب کیا گیا ہے۔ جنت سے نکلنے کے بعد ہم نے تمہاری لباس
وطعام کی جگہ تمہارے لئے زمینی لباس وطعام کی تدبیر فرمادی، تو
جنت کی خوشحالی وبے فکری یہاں میسر نہیں تاہم ہر وقت کی راحت
وآسائش کے سامان سے متمتع ہونے کو تم کو موقع دیا تاکہ تم یہاں رہ
کر اطمینان سے اپنا مسکن اصلی اور آبائی ترکہ واپس لینے کی تدبیر
کر سکو۔ چاہئے کہ شیطان لعین کے مکر وفریب سے ہوشیار رہو، کہیں
ہمیشہ کے لئے تم کو اس میراث سے محروم نہ کر دے۔ بے حیائی اور
گناہ سے بچو، اعتدال وعبودیت کا راستہ اختیار کرو، خدا کی
نعمتوں سے تمتع کرو مگر جو حدود وقیود مالک حقیقی نے مقرر کی ہیں،
ان سے تجاوز نہ کرو۔ پھر دیکھو ہر قوم اپنی اپنی مدت موعود پوری
کر کے کس طرح اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ اس اثناء میں اگر خدا
کسی وقت تم میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے جو خدا کی آیات
پڑھ کر سنائیں، جن سے تم کو اپنے باپ کی اصلی میراث (جنت)
حاصل کرنے کی ترغیب وتدبیر معلوم ہو اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی
راہیں معلوم ہوں، ان کی پیروی اور مدد کرو، خدا سے ڈرو، برے
کاموں کو چھوڑو، اور اعمال صالحہ اختیار کرو تو پھر تمہیں مستقبل بے خوف
وخطر ہے، تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے جہاں نعمتیں اور امن واطمینان
کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں، ہاں! اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر
کر کے ان پر عمل کرنے سے کترائے تو مسکن اصلی وآبائی میراث
سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب وہلاکت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔
بہرحال جو لوگ اس آیت سے ختم نبوت کی نصوص قطعیہ کے خلاف

قیامت تک کے لئے انبیاء و رسل کی آمد کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں،
ان کے لئے اس آیت میں کوئی موقع اپنی مطلب براری کا نہیں۔"

(تفسیر عثمانی برحاشیہ ترجمہ شیخ الہند)

۲- علاوہ ازیں اس آیت کریمہ میں تو بہت سے رسولوں کے آنے کا تذکرہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ صدیوں تک تو کوئی رسول آیا نہیں، تیرہ سو سال کے بعد قادیانی کہتے ہیں کہ غلام احمد رسول آیا اور غلام احمد کے بعد کوئی رسول نہیں، تو قرآن کریم کی آیت قادیانیوں کے مذہب پر بھی منطبق نہ ہوئی۔

۳- علاوہ ازیں آیت میں رسولوں کے آنے کا ذکر ہے، اور قادیانیوں کے نزدیک مطلق رسولوں کا آنا بند ہے، صرف غیرتشریعی اور بالواسطہ نبی آسکتے ہیں، اس اعتبار سے بھی یہ آیت ان کے دعوے پر منطبق نہ ہوئی، الغرض اس آیت کو اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کرنا محض دجل و تلبیس ہے۔

ب:... "اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس، ان اللہ سمیع بصیر" (الحج:۷۵)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے رسالت کے لئے جس کو چاہتا ہے منتخب کرلیتا ہے، فرشتوں میں سے (جن کو چاہے) اور کام پہنچانے والے مقرر فرمادیتا ہے، اور اسی طرح آدمیوں میں سے، اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔"

قادیانی کہتے ہیں کہ اس میں رسول بھیجنے کا قانون ذکر فرمایا ہے، اور قانون نہیں بدلتا۔

جواب:... یہ ہے کہ یہ آیت بھی تمہارے دعوے پر منطبق نہیں، کیونکہ تم خود تسلیم کرتے ہو کہ تشریعی نبوت بند ہے، اور غیرتشریعی بلاواسطہ بھی بند ہے، یہ سنت اللہ کیوں بدل گئی؟ پھر اس آیت میں تو رسولوں کے چننے کا ذکر ہے، مگر تمہارے نزدیک ایک ہی رسول آیا، اور اس کو بھی خود اس کے ماننے والوں نے رسول نہیں مانا۔

ج:... اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نبوت رحمت ہے، جبکہ درود شریف میں اُمتِ محمدیہ کو یہ

دُعا سکھائی گئی ہے:

"اللّٰھُمَّ صلّ علٰی مُحمّدٍ وّعلٰی آلِ مُحمّدٍ کما صلّیتَ علٰی ابراھیمَ وعلٰی آلِ ابراھیمَ اِنّک حمیدٌ مجیدٌ۔"

اگر ختمِ نبوّت کو تسلیم کیا جائے تو اُمت نبوّت سے محروم ہوجاتی ہے۔

جواب:... یہ ہے کہ تمہارے نزدیک بھی تشریعی نبوّت بند ہے، اور بلاواسطہ نبوّت بھی بند ہے، تو تمہارے نزدیک بھی یہ اُمت رحمت سے محروم ہوگئی، شاید تم یہ کہو کہ شریعت رحمت نہیں بلکہ نعوذ باللہ پولوس کے بقول شریعت ایک لعنت ہے۔

و:... "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ"

قادیانی کہا کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی ہدایت کی دُعا سکھائی ہے، اور صراطِ مستقیم ہے منعم علیہم کا راستہ، اور سورۂ نساء میں منعم علیہم کے چار گروہ ذکر کئے ہیں: نبی، صدیق، شہداء، صالحین۔ گویا اس آیت میں یہ دُعا سکھائی گئی ہے کہ یا اللہ! ہمیں نبی بنا، صدیق بنا، شہید بنا، صالحین میں سے بنا۔

جواب:... نبوّت تو عطیۂ خداوندی ہے، اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم پوری اُمت کو ہے، گویا پوری اُمت کا ہر فرد اپنے لئے نبوّت کی دُعا کر رہا ہے، اور یہ بدبداہت باطل ہے۔

۲- نبوّت حضرت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے ملی، اور یحییٰ علیہ السلام کو ان کے والد حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا سے ملی، لیکن پوری تاریخِ نبوّت میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی شخص کو اس کی ذاتی دُعاؤں کے صلے میں نبوّت عطا کی گئی ہو، اور ایسی چیز کی دُعا کرنا لغو اور باطل ہے۔

۳- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تشریعی نبی بھی تھے، تو لازم ہوا کہ تشریعی نبوّت کی بھی دُعا کی جائے، اور ہر شخص صاحبِ شریعت ہوا کرے، وھٰذا لازم باطل فالملزوم مثلہ!

۴- قادیانیوں کے نزدیک نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے

"اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام
سنتیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا ہی ہلاک کیا جاتا ہے... الخ"
(روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۷۷)

تو چونکہ مرزا غلام احمد نبوت کا جھوٹا مدعی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود اس کے قلم سے لکھوایا کہ تمام مسلمان اس کو کافر، بے ایمان، بے دین، دجال اور رسول کا دشمن سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحق غزنوی کے ساتھ مرزا کا جو مباہلہ ہوا، اس کے اشتہار میں جو مباہلہ سے ایک دن پہلے ۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ کو شائع کیا گیا، مرزا لکھتا ہے:

"اے برادران اسلام! کل ۱۰ ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام
مسجد عیدگاہ (یعنی بمقام امرتسر عیدگاہ متصل مسجد خان بہادر حاجی
محمد شاہ مرحوم) میاں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء جیسا کہ انہوں
نے وعدہ کیا ہے اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ
اس عاجز کو کافر اور دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جل شانہ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں اور اس عاجز کی کتابوں کو
مجموعہ کفریات خیال کرتے ہیں اور اس طرف یہ عاجز نہ صرف اپنے
تئیں مسلمان جانتا ہے بلکہ اپنے وجود کو اللہ اور رسول کی راہ میں فدا
کئے بیٹھا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کی درخواست پر یہ مباہلہ تاریخ مذکورہ بالا
میں قرار پایا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ مباہلہ کی بددعا کرنے کے لئے
بعض اور مسلمان بھی حاضر ہو جائیں کیونکہ میں یہ دعا کروں گا کہ
جس قدر میری تالیفات ہیں ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول
کے فرمودہ کے مخالف نہیں ہے اور نہ میں کافر ہوں اور اگر میری
کتابیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مخالف اور کفر
سے بھری ہوئی ہیں تو خدا تعالیٰ وہ لعنت اور عذاب میرے پر نازل
کرے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کافر بے ایمان پر نازل ہوا ہو،

اور آپ لوگ آمین کہیں، کیونکہ اگر میں کافر ہوں اور نعوذ باللہ دین
اسلام سے مرتد اور بے ایمان ہوں تو نہایت برے عذاب سے میرا مرنا
ہی بہتر ہے، اور میں ایسی زندگی سے ہزار دفعہ بیزار ہوں، اور
اگر ایسا نہیں ہے تو خدا تعالیٰ اپنی طرف سے سچا فیصلہ کردے گا، وہ میرے
دل کو بھی دیکھ رہا ہے اور میرے مخالفوں کے دل کو بھی۔ بڑے ثواب
کی بات ہوگی اگر آپ صاحبان کل دہم ذیقعدہ کو دو بجے کے وقت
عیدگاہ میں میرے پر آمین کہنے کے لئے تشریف لائیں۔ والسلام۔"

(مجموعہ اشتہارات ج: ص:۴۲۲)

مرزا کو اس کے حریف مولانا عبدالحقؒ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے قے، اسہال اور وبائی ہیضے کی موت دے کر فیصلہ کردیا کہ مرزا کافر، دجال، بے دین اور اللہ جل شانہ کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا، اور اس کی کتابیں مجموعۂ کفریات ہیں۔ اب اس فیصلے کے بعد کوئی شخص نقدِ ایمان اس کے ہاتھ فروخت کرتا ہے تو اس کے سوا کیا کہا جائے:

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً
اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

گالیاں کون دیتا ہے؟
مسلمان ـــ یا ـــ قادیانی

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر نظر کتابچہ ایک ولولہ انگیز تقریر ہے جو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے اکتوبر ۱۹۸۵ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقدہ مرکز پاکستان ہال ابوظہبی میں ایک پرشکوہ اجتماع میں فرمائی۔ جس میں نہایت پرمغز اور مدلل اسلوب سے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی تشریح کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے قادیانیوں سے سوشل بائیکاٹ کی اپیل، قادیانیوں کا اپنے آپ کو "احمدی" کہلانے کا دجل اور قادیانیوں کا تعلیم یافتہ طبقے کو یہ تاثر دینا کہ مولوی صاحبان محض گالیاں ہی دیتے ہیں، جیسے مضامین کو عام فہم انداز میں بیان فرمایا ہے۔ غرض مولانا نے قادیانیوں کے فریب کا لبادہ چاک کر دیا ہے۔ آخر میں مولانا محترم نے نہایت دلسوزی سے مسلم امہ کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے "عقیدۂ ختم نبوت" کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں آنے کی شدید ضرورت کا احساس دلا کر "شافع محشر" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بننے کی ترغیب دی ہے۔ اللہ کریم محترم مولانا کو تا دیر باصحت و باعافیت رکھیں۔

ادارہ

اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔" (الصف:۶)

"عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: اے بنی اسرائیل! میں اپنی سے پہلی کتاب یعنی توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک عظیم الشان رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جن کا نام نامی اسمِ گرامی "احمد" ہوگا۔"

قرآنی آیت میں "احمد" سے مراد "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

یہاں جو لفظ "احمد" آیا ہے اس کے مصداق میں مسلمانوں اور قادیانیوں کا جھگڑا ہے، ہم مسلمان تو کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت میں "احمد" سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "ان لی اسماء" میرے بہت سے نام ہیں۔ "انا محمد و انا احمد" میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ تو "احمد" حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت رکھنے والے "احمدی" ہوئے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ متحدہ ہندوستان میں انگریز لوگ ہمیں بجائے مسلمان کہنے کے "محمدی" کہا کرتے تھے، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت رکھنے والے۔ تو "محمدی" ہمارا لقب نہیں ہے، ہمارا لقب "مسلمان" ہے، لیکن اللہ کا شکر ہے ہم "محمدی" کہلانے پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن مرزائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اس آیت میں "احمد" سے غلام احمد قادیانی مراد ہے... نعوذ باللہ... ثم... نعوذ باللہ... قرآن کریم میں تو خوشخبری "احمد" کے بارے میں دی گئی ہے:

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ"

جبکہ مرزا کا نام "احمد" نہیں بلکہ "غلام احمد" ہے، تو مرزا اس آیت کا مصداق کیسے ہوا؟ قادیانی کہتے ہیں کہ "غلام" کا لفظ ہٹادو، باقی "احمد" رہ گیا، لہٰذا یہ خوشخبری "غلام احمد" کے بارے میں ہوئی... نعوذ باللہ... اس طرح جعلی طور پر "غلام احمد" کو "احمد" بنا کر اس کی طرف

نسبت کرکے یہ لوگ "احمدی" بنے اور اپنی جماعت کا نام انگریزوں سے "جماعت احمدیہ" رجسٹرڈ کرایا۔ تو قادیانیوں کا اپنے آپ کو "احمدی" کہنا قرآن کریم کی اس آیت کی تحریف پر مبنی ہے، اب جو لوگ قادیانیوں کو "احمدی" کہتے ہیں، وہ حقیقت میں قادیانیوں کے اس تحریف شدہ کافرانہ نظریے کی تائید کرتے ہیں کہ اس آیت میں "احمد" سے مراد "مرزا غلام احمد قادیانی" ہے...نعوذ باللہ...ثم نعوذ باللہ...اس لئے میں اپنے لکھے پڑھے بھائیوں سے کہوں گا کہ قادیانیوں کو "احمدی" مت کہیں، "قادیانی" کہیں، یا "مرزائی" کہیں۔ "مرزائی" مرزا کی طرف نسبت ہے، اور "قادیانی" قادیان کی طرف نسبت ہے۔ "ازالہ اوہام" ہمارے پاس موجود ہے، اس میں غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: "میرا الہامی نام ہے "غلام احمد قادیانی" اور اس نام کے عدد پورے ۱۳۰۰ ہیں۔" (ازالہ اوہام ص:۱۹۰ خزائن) مرزا کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ میں ۱۳۰۰ کے بعد آیا ہوں لہٰذا میرا یہ الہامی نام میرے مسیح ہونے کی دلیل ہے۔

قادیانیوں کو ہرگز "احمدی" نہ کہو!

یہ منطق تو ویسے ہی رہی کہ حروف ابجد کے حساب سے بھی مرزا مسیح کذاب ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال وہ کہتا ہے کہ یہ "غلام احمد قادیانی" الہامی نام ہے، خدا نے یہ نام نازل کیا ہے۔ اسی طرح "مرزا" کا لفظ بھی الہامی ہے، غلام احمد کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا "ستفرغ لک یا مرزا" (تذکرہ طبع سوم ص:۳۳۳) "اے مرزا! عنقریب ہم ابھی تیرے لئے فارغ ہوتے ہیں" پس جب ہم مرزا کی طرف نسبت کرکے ان کو "مرزائی" کہتے ہیں تو ہم کوئی بری بات نہیں کہتے، بلکہ ان کے عقیدے کے مطابق تو ان کے الہامی نام کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ "قادیانی" بھی ان کا الہامی نام ہے، لیکن یہ لوگ ان دونوں ناموں سے چڑتے ہیں کہ ہمیں مسلمان "مرزائی" یا "قادیانی" کیوں کہتے ہیں؟ بہرحال ہم انہیں "احمدی" نہیں کہیں گے، مرزائی یا قادیانی کہیں گے، اور میں تمام مسلمان بھائیوں کو تاکید کرتا ہوں کہ مرزائیوں کو "احمدی" ہرگز نہ کہا کریں، بلکہ ان کو "قادیانی" یا

"مرزائی" کہا کریں۔ یہ تو جملۂ معترضہ تھا۔ اب میں اسی سوال کو پھر دہراتا ہوں جہاں سے بات شروع کی تھی کہ میرے پڑھے لکھے بھائی یہ کہا کرتے ہیں کہ ان کو تم "گالیاں" نکالتے ہو۔ ہمارے مولانا خلیل احمد صاحب نے مرزا کو "دجال" کہا، "کذاب" کہا کہ مرزا قادیانی دجال اور کذاب تھا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں "مسیلمہ" کو کیا کہا کرتے ہو؟ "مسیلمہ کذاب" (سب حاضرین نے مل کر کہا "مسیلمہ کذاب") یہ مسیلمہ کے ساتھ ساتھ "کذاب" کا لفظ کیوں بولتے ہیں؟ اس لئے کہ مسیلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا تھا، جس میں یہ گستاخی کی تھی کہ: "من مسیلمة رسول اللّٰہ إلی محمد رسول اللّٰہ" (یہ خط ہے مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام) اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط لکھوایا وہ یہ تھا:

"من محمد رسول اللّٰہ إلی مسیلمة الکذاب"

"محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب (جھوٹے) کی طرف۔"

اب کیا میرے بھائی کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو "گالی" دی تھی؟ نعوذ باللہ... "کذاب" کے معنی جھوٹے کے ہیں، اگر تمہارا ایمان ہے اور یقیناً ایمان ہے اور سو فیصد ایمان ہے کہ غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، تو پھر مجھے کہنے دیجئے کہ جس طرح مسیلمہ کذاب تھا اسی طرح غلام احمد قادیانی بھی کذاب ہے۔ بتایئے! کیا یہ گالی ہے؟ (لوگوں نے کہا: نہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: میری امت میں تیس کے قریب دجال کذاب آئیں گے۔ "دجال" کہتے ہیں فریبی کو جو لوگوں کو دھوکا دے کر انہیں اپنے دام میں پھنسائے، تو جھوٹے مدعیانِ نبوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال، کذاب کہا کیونکہ مکر و فریب اور جھوٹی تاویلات کے ذریعے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ آپ بتایئے کہ دجال کہنا یہ گالی ہے؟ ہم کبھی کبھی مرزا کو "لعین، ملعون اور شقی" بھی کہا کرتے ہیں، اس لئے کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا سب سے بڑا ملعون اور سب سے بڑا بدبخت ہے۔

لعنت کی گردان:

مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب "نور الحق" ہے، اس میں ایک طرف سے وہ لکھنے لگا لعنت لعنت، پھر لعنت لعنت لعنت لکھتا چلا گیا، ہر ایک لعنت پر ۱، ۲، ۳ کا نمبر دیتا چلا گیا، جب پورا ایک ہزار کا عدد ہو گیا تو اس نے بس کی۔ اس طرح گویا کہ ہزار مرتبہ لعنت کا لفظ لکھا اور تین چار صفحے لعنت پر خرچ ہوئے، ہم نے بھی مرزا اور مرزائیوں پر لعنت کی اتنی گردان نہیں کی۔

"مغلظات مرزا" کے نام سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے کتاب چھاپی ہے، جو مولانا نور محمد سابق مبلغ مظاہر العلوم سہارنپور کی تالیف ہے، اور جس میں غلام احمد کی وہ عبارتیں بحوالہ نقل کی گئی ہیں جن میں مسلمانوں کو، سکھوں کو، عیسائیوں کو، ہندوؤں کو، علماء کو، عوام کو، صحابہ کرامؓ کو، انبیائے کرام علیہم السلام کو مرزا غلام احمد نے گندی گالیاں دی ہیں۔ ان گالیوں کی اصل عبارتیں نقل کر کے ساتھ ساتھ حروفِ تہجی کے اعتبار سے ان گالیوں کی فہرست بھی بنا دی ہے۔ میرے بھائی مرزا کی ان گالیوں کو پڑھ لیں، میرے لکھے پڑھے بھائی دل پر ہاتھ رکھ کر اس کتاب کا بغور مطالعہ کریں اور پھر بتائیں کہ ملّا گالی دیتا ہے یا قادیانی گالی دیتے ہیں اور ان کا امام گالی دیتا ہے؟ نمونے کے طور پر اگر چاہیں تو چند حوالے پیش کر دوں، مشتے نمونہ از خروارے۔

مرزا کی ایک کتاب ہے "آئینہ کمالاتِ اسلام" اور دوسرا نام اس کا "دافع الوساوس" ہے، مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اس کو "آئینہ وساوس" کہا کرتے تھے، اس کے صفحہ نمبر ۵۴۷، جلد ۵ (روحانی خزائن) پر لکھتا ہے اپنی چند کتابوں کا تذکرہ کر کے:

"تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المودۃ والمحبۃ، وینتفع من معارفھا، ویقبلنی ویصدقنی، الا ذریۃ البغایا فھم لا یقبلون۔"

ترجمہ:... "یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان دوستی اور

محبت کی نظر سے دیکھتا ہے، اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری تصدیق
کرتا ہے اور ان کتابوں میں۔ میں نے جو معرفت کی باتیں لکھی ہیں
ان سے نفع اٹھاتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتے۔"

مرزا مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد کہتا ہے:

اس عبارت میں مرزا نے لوگوں کی دو قسمیں ذکر کی ہیں، ایک مرزا کو ماننے والے، اس پر ایمان لانے والے، اور اس کی تصدیق کرنے والے، وہ تو ہوگئے اس کے نزدیک "**کامل مسلمان**" اور ایک اس کے انکار کرنے والے، وہ ہیں اس کے نزدیک "ذریۃ البغایا" "کنجریوں کی اولاد"۔

آپ بتائیے! میرے منہ سے بھی آپ نے کبھی کسی قادیانی کے بارے میں سنا ہے کہ میں نے اسے کنجریوں کی اولاد کی گالی دی ہو، میں نہیں، کسی بھی عالم کے منہ سے آپ نے نہیں سنا ہوگا۔

میرے بھائی! انصاف کریں، ہم نے مرزا غلام احمد کا کیا قصور کیا تھا کہ اس نے ہمیں "ذریۃ البغایا" کی گالی دی۔

اور سنئے! "نجم الہدیٰ" مرزا غلام احمد کی کتاب ہے، اس میں لکھتا ہے:

"**إن العدى صاروا خنازير الفلاء ونساءهم من دونهن الأكلب۔**"

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے، اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (روحانی خزائن نجم الہدیٰ ج:۱۴ ص:۵۳)

کیا ہم نے بھی کسی قادیانی عورت کو "کتیا" کہا ہے؟ یا قادیانیوں کو جنگلوں کے سور کہا ہے؟

مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دینا:

یہ دو مثالیں ہیں جو مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو گالیاں دی ہیں۔ اب ذرا ایک

نبی کے بارے میں سن لیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم نبی ہیں، ان کے بارے میں جو اس نے گل افشانیاں کی ہیں، وہ کسی شخص کے سننے کے لائق نہیں، اپنی کتاب "انجامِ آتھم" کے ضمیمے میں لکھتا ہے:

"یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی، آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا، مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔"

(ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۷، خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۰، ۲۹۱)

مرزا یہاں عیسائیوں کو لکھ رہا ہے "خدائی کے لئے یہ بھی شرط ہوگی" کہ کنجریوں کی اولاد سے پیدا ہو، میں اس سے پوچھتا ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی خدا مانتے ہیں تو وہ مسلمانوں کے نبی ہیں، تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاید نبوت کے لئے بھی یہ شرط ہو... نعوذ باللہ... مرزائیوں کو کچھ تو شرم آنی چاہئے۔

پھر "دافع البلاء" کے حاشیہ میں لکھتا ہے، یہ اس کا چھوٹا سا رسالہ ہے جو اس کے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ ہے۔ اس رسالے میں مرزا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

"مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام "حصور" رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔" (دافع البلاء ص:۴، خزائن ج:۱۸ ص:۲۲۰)

بقول مرزا، خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو "حصور" اس لئے نہیں کہا کیونکہ وہ ...نعوذ باللہ... نقل کفر کفر نباشد... ان قصوں میں مبتلا تھے، شراب پیا کرتے تھے، اور کنجریوں کے ساتھ رہا کرتے تھے، اس لئے قرآن نے آپ کو "حصور" نہیں کہا...نعوذ باللہ... آپ حضرات فرمایئے! اس شخص کے بارے میں کیا زبان استعمال کی جائے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایسے گندے بہتان لگاتا ہو...؟

سیدنا علی المرتضیٰؓ، سیدنا حسینؓ کی توہین:

پھر مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "نزول مسیح" ص:۹۹ پر لکھتا ہے:

کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۴۷۷)

"ہر وقت کربلا میری سیر ہے، سو حسینؓ میرے گریبان میں ہیں۔"

پھر کہتا ہے:

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس (مرزا قادیانی) کو چھوڑتے ہو اور "مردہ علی" کو تلاش کرتے ہو۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص:۳۰ مطبع ربوہ)

اسی مذکورہ بالا کتاب "دافع البلاء" صفحہ:۲۰ میں جس کا میں پہلے حوالہ دے چکا ہوں، لکھتا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰)

ہمیں معاف کیجئے! گالیاں ہم تو نہیں دیتے لیکن آپ اس شخص کے بارے میں

فیصلہ کیجئے کہ ان کے بارے میں کیا زبان استعمال کی جائے؟ اور شرافت کے کس مقام پر ان کو موجود پایا جاتا ہے اور کیا موجود پایا جاتا ہے؟ کیا یہ کسی شریف آدمی کی زبان ہے؟ اور کیا ایسے آدمی کو شریف کہہ سکتے ہیں؟

ایک اور بات عرض کروں گا، وہ بھی نوٹ کرلیجئے۔ ابھی مولانا منظور احمد الحسینی صاحب نے آپ کو کتاب کا حوالہ بتایا "ایک غلطی کا ازالہ" اس میں مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ وہ نعوذ باللہ "محمد رسول اللہ" ہے، چنانچہ لکھتا ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص:۳، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۷)

کوئی شخص دیکھے یہ سورۂ فتح کی آیت ہے، لیکن غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہ آیت میرا الہام ہے، اور اس میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

اس آیت میں "محمد رسول اللہ" سے مرزا قادیانی کے بقول وہ خود مراد ہے، وہ اس میں کہہ رہا ہے کہ اس آیت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو "محمد رسول اللہ" نہیں کہا گیا بلکہ مجھے "محمد رسول اللہ" کہا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ... آپ ہمیں معاف کریں، اگر ہم مرزائی اس عبارت کو پڑھ کر اس کے بارے میں سخت زبان استعمال کریں، کیا مجھ سے یا آپ سے یہ بات برداشت ہوسکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جو ایک ٹکے سے بیچتا ہو اور ہاتھ سے کھاتا ہو، اور جو چائے کی پیالی پکڑ کر بیٹھتے، تو اس سے ٹکٹ لے جاسکتا ہو، جو اپنے ہاتھ سے چوٹے پیا کرتا ہو، ایسا گھٹیا اور گندا شخص، نعوذ باللہ... "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کرے اور قرآنی آیت کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرائے؟ تہذیب و شرافت اپنی جگہ! لیکن خدارا مجھے بتائیے کہ کیا یہ بات کوئی ایک مسلمان کی غیرت قبول کرے گا؟ کیا وہ اس کے بعد مرزا کے بارے میں "حضرت مرزا قادیانی ارشاد فرماتے ہیں" جیسے الفاظ استعمال کرسکے گا؟

اب تک ہم یہی زبان استعمال کرتے رہے ہیں کہ قادیانیوں پر کتابیں لکھی

ہیں، ان کو اٹھا کر دیکھو! ان میں یہ لکھا ہوا ملے گا: "مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں" لیکن واقعہ یہ ہے کہ "مرزا صاحب فرماتے ہیں" کہنا غلط ہے، ایک زندیق، ایک مرتد اور ایک دجال کے لئے یہ کہا جائے کہ "وہ فرماتے ہیں" یہ طرز گفتگو غلط ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ: "حضرت مسیلمہ کذاب فرماتے ہیں" تو کیا یہ شریفانہ زبان کہلائے گی؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسیلمہ کذاب اور غلام احمد قادیانی دونوں میں کیا فرق ہے؟ اس نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط میں یہی لکھا تھا کہ:

"أما بعد فإن الله تعالٰى أشركني في نبوتكم"

"اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبوت میں مجھے شریک کردیا ہے،

دونوں مل کر نبوت کریں گے۔"

"من مسيلمة رسول الله إلى محمد رسول الله" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ "رسول اللہ" کہہ رہا ہے، خود بھی "رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ ٹھیک یہی دعویٰ قادیانی کرتا ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "محمد رسول اللہ" کہتا ہے اور اپنے آپ کو بھی "رسول اللہ" کہتا ہے، اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ: "محمد رسول اللہ" کی نبوت کی چادر اب مجھے اوڑھا دی گئی ہے، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مع کمالات نبوت کے مجھے حاصل ہے، اس لئے اب میں خود "محمد رسول اللہ" ہوں... نعوذ باللہ...!

غلام احمد قادیانی کا ایک مرید کہتا ہے:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں

(دارالامان قادیان کو کہہ رہا ہے)

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

(نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) پھر آگے کہتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

فیصلہ آپ کریں:

قادیانیوں کا نعرہ ہے: "محمد پھر اتر آئے ہیں" جو شخص غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کہتا ہو، اور یہ کہتا ہو کہ "محمد پھر آگیا ہے اور پہلے محمد سے بڑھ کر یہ محمد ہے" اس کے بارے میں آپ کی عدالت کیا فیصلہ دیتی ہے؟ میں اپنے پڑھے لکھے بھائیوں سے پوچھتا ہوں، قادیانیوں کو چھوڑو، میں آپ سے داد انصاف طلب کرتا ہوں، آپ کو جج بناتا ہوں اور میں مستغیث ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

ان لوگوں کے بارے میں ایک مسلمان کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ اگر ابھی کچھ شک ہے تو اور سنئے! مسلمانوں کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مدار نجات ہے، لیکن قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا کی پیروی مدار نجات ہے، آخرت کی تمام سعادتیں مرزا غلام احمد قادیانی کے قدموں سے وابستہ ہیں، جس طرح کہ مسلمان کہتے ہیں کہ انسانیت کی سعادت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے وابستہ ہے:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"

یہ قرآن کریم کی آیت ہے، مگر مرزا کہتا ہے کہ یہ میرے بارے میں ہے، اپنی کتاب اربعین نمبر ۴ ص:۶ حاشیہ میں لکھتا ہے:

"خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔"

(روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۳۵)

یہ "کشتیٔ نوح" یہاں رسالہ موجود ہے، اس میں لکھتا ہے:

"میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۶۱)

آخری نور اور آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ غلام احمد قادیانی کہاں سے آ نکلا...؟

قادیانیوں کے نزدیک "محمد رسول اللہ" کی حقیقت:

اور سن لیجئے! "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کلمہ ہم نے پڑھا مسلمان ہوگئے، لیکن قادیانیوں کے نزدیک یہ کلمہ منسوخ ہے، ہزار بار پڑھتے رہو "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جب تک "محمد رسول اللہ" سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی نہیں لیتے، اس وقت تک مسلمان نہیں ہو۔ مرزا بشیر احمد "کلمۃ الفصل" (یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے) کے صفحہ:۱۱۰ پر لکھتا ہے:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

تم کیا کرتے ہو کہ یہ مولوی کافر کافر کہتے رہتے ہیں، حالانکہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں، ہم ان کو کافر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک جھوٹے مدعیٔ نبوت غلام احمد قادیانی پر ایمان رکھتے ہیں، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غدار اور باغی ہے، اور وہ ہم کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ ہم غلام قادیانی دجال پر ایمان نہیں رکھتے۔

مرزا محمود، مرزا قادیانی کا دوسرا جانشین جس کو مرزائی "خلیفہ" کہتے ہیں، وہ کہتا ہے:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینۂ صداقت ص:۳۵)

اور مرزا محمود اپنی دوسری کتاب "انوارِ خلافت" میں لکھتا ہے:

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوارِ خلافت ص:۹۰)

مسلمان "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے کے باوجود ان کے نزدیک غیرمسلم ٹھہرے، اور ہمیں کہتے ہیں کہ قادیانیوں کو کیوں غیرمسلم کہا جاتا ہے؟ مولوی صاحب! جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے بس اس کو مسلمان ماننا چاہئے۔ میں پوچھتا ہوں یہ قادیانی ہمیں کیوں غیرمسلم کہتے ہیں؟ کیا ہم اپنے آپ کو سکھ کہتے ہیں؟ کیوں بھائی! کیا ہم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے؟ یہ ہمارے خلاف کفر کا فتویٰ کیوں دیتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم غلام احمد قادیانی کے منکر ہیں، اور اگر ہم ان کو کافر کہیں اس لئے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں، تو ہم پر کیوں الزام ہے۔؟

اور مزید سن لیجئے! کہا جاتا ہے کہ ان کو کلمہ پڑھنے سے کیوں روکا جاتا ہے؟ کافر اگر کلمہ پڑھ لے تو اچھی بات ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی سکھ کلمہ پڑھے (میں آپ سے گستاخی کی معافی چاہوں گا، اور اللہ تعالیٰ سے بھی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ہزار بار توبہ) کوئی سکھ کلمہ پڑھے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور "محمد رسول اللہ" سے مراد لے تارا سنگھ۔ نعوذ باللہ... میں پوچھتا ہوں ہم اس کو یہ کلمہ پڑھنے دیں گے؟ (حاضرین نے کہا: بالکل نہیں!) کسی مسلمان کی غیرت یہ گوارا کرے گی کہ اس کو یہ پتا چل جائے کہ یہ "محمد رسول اللہ" سے تارا سنگھ مراد لیتا ہے... نعوذ باللہ... ثم... نعوذ باللہ... آپ کہتے ہیں کہ اس کو پڑھنے دیں! میں کہتا ہوں: مسلمان زبان پکڑ کر گدی سے کھینچ لے گا...!

سنئے! یہ قادیانی کلمہ پڑھتے ہیں اور "محمد رسول اللہ" سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد "کلمۃ الفصل" صفحہ: ۱۵۸ میں لکھتا ہے:

"پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

وہ کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک تو دوبارہ "محمد رسول اللہ" آئے ہیں، اس لئے ہم کو نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہم تو "محمد رسول اللہ" اس لئے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک مرزا قادیانی خود "محمد رسول اللہ" ہے۔ کیوں بھائی! کیا اب بھی قادیانیوں کو کلمہ پڑھنے کی اجازت دی جائے؟ یا مسلمانوں کو اجازت دی جائے کہ ان کی زبان پکڑ کر گدی سے کھینچ لی جائے؟ آپ ہمارے صبر کو نہیں دیکھتے، آپ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کتنا برداشت کررہے ہیں، وہ موذی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچا رہے ہیں وہ ہمارے سامنے پھر رہے ہیں۔

"ختم نبوت والا دین لعنتی اور قابل نفرت ہے" مرزا:

اور سنئے! قادیانیوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بھی ختم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ بھی ختم، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بھی ختم۔

مرزا قادیانی کے نزدیک اس کی اپنی نبوت کے بغیر دین اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت... ناقل) سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی

پھر اسی حوالے میں مرزا نے دینِ اسلام کو لعنتی اور شیطانی کہا، یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے، کوئی صاحب اس کا حوالہ دیکھنا چاہیں تو دیکھ لیں، یہ ہمارے دین کو لعنتی اور شیطانی کہیں، قابلِ نفرت بتائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمے کو منسوخ کہیں، اور "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں مرزا قادیانی کو داخل کریں، اور لوگ کہیں کہ نبی ان کے بارے میں سختی نہ کریں۔ یہ تو آپ کے اس سوال کا جواب ہوا کہ مولوی لوگ مرزائیوں کو گالیاں کیوں نکالتے ہیں؟

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم گالیاں نہیں نکالتے، بلکہ ہم ان کو دجال، کذاب، لعین، مرتد، بے ایمان کہتے ہیں، اور یہ ہمارے نزدیک گالیاں نہیں ہیں بلکہ حقیقتِ واقعیہ کا اظہار ہے، جو آدمی دین سے پھر جائے اس کو مرتد نہ کہیں تو کیا کہیں؟ جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے، اس کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کذاب و دجال کہا ہے، ہم اس کو دجال اور کذاب نہ کہیں تو کیا کہیں؟ باقی ہم ان کو حرامزادہ نہیں کہتے، لیکن مرزا تمام مسلمانوں کو "حرامزادہ" اور "ذریۃ البغایا" کی گالی بکتا ہے، مرزا اور مرزائی تمام مسلمانوں کو، خنزیر اور ان کی عورتوں کو کتیاں کہتے ہیں، یہ لفظ ہم ان کے بارے میں استعمال نہیں کرتے، قادیانی ہمارے بارے میں استعمال کرتے ہیں، اور ہمارے پڑھے لکھے بھائیوں کے بارے میں بھی استعمال کرتے ہیں، وہ تمام لوگ جو مرزا کو نہیں مانتے، ان سب کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اب انصاف کیجئے کہ کیا ہم قادیانیوں کو گالی دیتے ہیں یا قادیانی ہمیں اور تمام مسلمانوں کو گالیاں بکتے ہیں؟ اور انصاف کیجئے کہ قادیانی مظلوم ہیں یا مسلمان مظلوم ہیں...؟

اب ایک درخواست اور ایک پیغام:

تمام مسلمانوں کے نام ایک اہم پیغام:

پیغام یہ ہے کہ جو شخص قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا

مقابلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرف دار نہ ہو، بلکہ اپنے آپ کو غیرجانب دار ظاہر کرے، وہ مسلمان کس طرح ہوسکتا ہے؟ اور قیامت کے دن اس کا حشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کس طرح ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں...!

پیغام میرا یہ ہے کہ اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا اور مرزا قادیانی کی اُمت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا، کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟ (سب نے کہا: جی ہاں تیار ہیں، اور ہاتھ کھڑے کئے)۔

اللہ تعالیٰ آپ میں اور ہم میں یہ سچا جذبہ پیدا فرمائے، آمین۔

آخر میں ایک درخواست:

آخر میں ایک درخواست ہے، درخواست یہ ہے کہ کیا تم باپ کے قاتل کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھایا کرتے ہو؟ بولو! (سب نے کہا: نہیں!) غیرمہذب الفاظ بولنے کی گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، اگر کوئی کسی کی بہن یا بیٹی کو اغوا کرکے لے جائے تو کیا اس کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھایا کرتے ہیں؟ اور ایسے شخص کے ساتھ آپ کی دوستی اور یارانہ ہوا کرتا ہے؟ (سب نے کہا: ہرگز نہیں!) اگر کسی باپ کے قاتل کے بارے میں غیرت ہے، اور کسی کی بہن بیٹی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کے بارے میں غیرت ہے کہ ہماری اس کے ساتھ کبھی صلح نہیں ہوسکتی، کبھی دوستی نہیں ہوسکتی، کبھی اس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا نہیں ہوسکتا، تو میں پوچھتا ہوں کہ جن موذیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموسِ نبوت پر ہاتھ ڈالا، جنھوں نے مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ" بنا ڈالا، جنھوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر، حرامزادے، سور اور کتیوں کا خطاب دیا، ان موذیوں کے بارے میں آپ کی غیرت کیوں مرگئی ہے؟ آپ ان کے ساتھ کیوں لین دین کرتے ہیں؟ ان کے ساتھ کیوں میل جول رکھتے ہیں؟ مسلمانوں کے معاشرے

میں ان کے وجود کو کیوں برداشت کرتے ہیں؟ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس ونجابت کسی کے باپ اور کسی کی بہو بیٹی کے برابر بھی نہیں؟ کیا آپ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ان مرتدوں سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے، اور ان سے کوئی لین دین نہیں کریں گے؟ (سب نے اس کا وعدہ کیا) حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں ایمانی غیرت نصیب فرمائیں، اور ہم سب کو قیامت کے دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں اٹھائیں اور ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرماکر ہماری بخشش فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محمد یوسف لدھیانوی

۱۳؍جنوری ۱۹۸۹ء

فتنۂ قادیانیت اور پیامِ اقبالؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد!

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اپنے بلند پایہ فکر و افکار کی بنا پر ہمارے جدید طبقوں کا مرکز عقیدت ہیں، ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں نے جس فراخ دلی سے تحقیق و تفتیش کا مظاہرہ کیا ہے، وہ ہمارے ماضی قریب کے کسی لیڈر کے حصہ میں نہیں آیا، لیکن علامہ مرحوم کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو، جو ان کے آخری دورِ حیات میں گویا ان کی زندگی کا واحد مشن بن گیا تھا، مصلحت پسندوں نے اسے اجاگر کرنے سے پہلو تہی کی۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ دیوبند کے ایک مردِ قلندر (علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ) کے فیضانِ صحبت نے حضرت اقبالؒ کے اس پہلو کی مشاطگی کی تھی، مولانا کشمیریؒ کے سوزِ جگر نے اقبال مرحوم کو قادیانیت کے خلاف شعلۂ جوالہ بنادیا تھا، چنانچہ علامہ مرحوم جدید تعلیم یافتہ طبقے میں پہلے شخص تھے جن کو "فتنۂ قادیانیت" کی سنگینی نے بے چین کر رکھا تھا، وہ اس فتنہ کو اسلام کے لئے مہلک اور وحدتِ ملت کے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے تھے، ان کی تحریروں میں "قادیانی ٹولے" کو "غدارانِ اسلام" اور "باغیانِ محمدؐ" سے یاد کیا جاتا تھا، اس لئے کہ ان کے نزدیک اس فرقے کے موقف کی ٹھیک ٹھیک تعبیر کے لئے اس سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں تھا نہ ہوسکتا تھا، وہ اس فتنہ کے استیصال کو سب سے بڑا ملی فریضہ سمجھتے تھے، اور وہ ایک شفیق اور صاحبِ بصیرت سرجن کی طرح مضطرب تھے کہ اس "ناپاک ناسور" کو جسدِ ملت سے کاٹ پھینکا جائے ورنہ یہ ساری امت کو نگل جائے گا۔ افسوس ہے کہ اقبال کے عقیدت مندوں نے اقبال کی "بانگ درا" پر گوش بر آواز ہونے کی ضرورت نہ سمجھی،

ورنہ اگر فی الحقیقت پاکستان کے مفاد پر توجہ کی جاتی تو اقبال کے پاکستان کی تاریخ، شہید ملت لیاقت علی خان کے قتل سے شروع ہو کر مشرقی پاکستان کے قتل تک رونما ہونے والے واقعات سے یقیناً پاک ہوتی ــــ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ پیام اقبال کا جواب نہیں، بلکہ اس کی بسم اللہ ہے۔ اقبال کا پیغام یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی اداروں میں اس باغی گروہ کی شرکت امت مسلمہ کی موت ہے۔ آج صرف پاکستان نہیں بلکہ پورا عالم اسلام (خصوصاً خطہ عرب اور مشرق وسطیٰ) ان باغیانِ اسلام کی سازشوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ تل ابیب سے ربوہ کا رابطہ اہل نظر سے مخفی نہیں، اور یہودی فوج میں قادیانی ٹولے کی "خدمات" عالم آشکارا ہو چکی ہیں۔ اس تقریب میں ہم عالم اسلام کی خدمت میں "پیام اقبال" پیش کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یا تو ملت اسلامیہ کو عالم اسلام میں چھپے ہوئے قادیانی گروہ سے جرأت مردانہ کے ساتھ نمٹنا ہوگا، یا پھر اسے اپنی خودکشی پر دستخط کرنے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ تاہم وقت بڑی عجلت کے ساتھ اپنا آخری فیصلہ لکھنے کے لئے بیتاب ہے، اور مستقبل کا مؤرخ اس فیصلہ کا ریکارڈ ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنے کے لئے مضطرب نظر آتا ہے۔ اب یہ سربراہان اسلام اور قائدین ملت کے تدبر پر منحصر ہے کہ یہ فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے؟

۱: اسلام کی بنیاد

"اسلام کا سیدھا سادا مذہب دو قضیوں پر مبنی ہے، خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ انبیاء کے آخری نبی ہیں، جو وقتاً فوقتاً ہر ملک اور ہر زمانے میں اس غرض سے مبعوث ہوتے تھے کہ نوع انسان کی رہنمائی صحیح طرزِ زندگی کی طرف کریں۔" (حرفِ اقبال)

۲: مجرد انکار اسلام سے خارج:

"جن دو قضایا (عقیدوں) پر اسلام کی حقیقی صورت قائم ہے وہ اس قدر سادہ ہیں کہ ان میں الحاد کا امکان ہے۔ جس سے ملحد

دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔" (حرف اقبال)

۳: ختم نبوت کا تصور:

"ختم نبوت کے تصور کی تہذیبی قدر و قیمت کی توضیح میں نے کسی اور جگہ کر دی ہے۔ اس کے معنی بالکل سلیس ہیں..... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔ قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔" (حرف اقبال)

۴: اسلام کی حد فاصل:

"اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء علیہم السلام پر ایمان اور رسول کریمؐ کی ختم رسالت پر ایمان، دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریمؐ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ

الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔"

۵: ختم نبوت کے معنی:

"ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزا نبوت کے موجود ہیں، یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے، تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا۔ حالانکہ جیسا طبری لکھتا ہے، وہ حضور رسالتمآب کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور رسالتمآب کی نبوت کی تصدیق تھی۔" (عکس تحریر علامہ اقبال بنام جناب نذیر نیازی صاحب، مندرجہ اقبال نامہ ص: ۳۴۳، ۳۴۵ مرتبہ جناب شیخ عطاء اللہ صاحب، شائع کردہ: اقبال اکادمی پاکستان، کراچی)

۶: قادیانیوں کے لئے دو راستے:

"میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔" (حرف اقبال ص: ۱۳۷)

۷: قادیانی علیحدہ اُمت:

"میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے، ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس

نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے، کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ پنجاب میں جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا، اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے؟" (حرف اقبال ص:۱۳۸)

۸: قادیانیت، اسلام کے لئے مہلک:

"میرے نزدیک "بہائیت" "قادیانیت" سے زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے، لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔" (حرف اقبال ص:۱۲۳)

۹: قادیانیت، یہودیت کا چربہ:

"اس کا (قادیانی فرقہ) حاسد خدا کا تصور، جس کے پاس دشمنوں کے لئے بے تعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں، اس (قادیانی فرقہ) کے نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ، یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔"
(حرف اقبال ص:۱۲۳ مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

۱۰: قادیانی گستاخ:

جب علامہ مرحوم پر ان کی کسی سابقہ تحریر کا حوالہ دے کر قادیانی اخبار "سن رائز" نے اعتراض کیا کہ پہلے تو علامہ اس تحریک کو اچھا سمجھتے تھے اب خود ہی اس کے خلاف بیان دینے لگے تو اس کے جواب میں علامہ مرحوم نے حسب ذیل بیان دیا:

"مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی، اس تقریر سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے، بانی تحریک (مرزا غلام احمد) کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ "براہین احمدیہ" میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی۔ لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے (لاہوری، قادیانی) باہمی تنازعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے، معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت۔ بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ (اور یہ قادیانیوں کی روزمرہ عادت ہے۔ ناقل) درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے، بقول ایمرسن: "صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔"

(حرف اقبال ص:۱۳۱، ۱۳۲)

۱۴: قادیانی حکمت عملی:

''ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک (مرزا غلام احمد) نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے (ان لوگوں یعنی مسلمانوں کو ان کی کسی جماعت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں تعلق کی حاجت ہے۔۔۔۔ ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی: مندرجہ رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' قادیان ج:۶، نمبر:۲ ص:۱۱۳ ناقل) دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے مجتنب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں، جتنے سکھ ہندوؤں سے، کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں، اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں

شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟"

(حرف اقبال ص:۱۴۸ تا ۱۴۴)

۱۲: قادیانی مذہبی سٹے باز:

"ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے شاعر عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا، جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں کہا:

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ"

(حرف اقبال ص:۱۲۵)

۱۳: قادیانی غداران اسلام:

"فتوحات کی متعلقہ عبارتوں کو پڑھنے کے بعد میرا یہ اعتقاد ہے کہ جس طرح یہ عظیم الشان صوفی (الشیخ محی الدین ابن عربی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اسی طرح ایمان رکھتا ہے جس طرح کہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان رکھ سکتا ہے۔ اگر شیخ کو اپنے صوفیانہ کشف میں یہ نظر آ جاتا کہ ایک روز مشرق میں چند ہندوستانی شیخ کی صوفیانہ نفسیات کی آڑ میں پیغمبر اسلام کی ختم نبوت کا انکار کر دیں گے تو یقیناً علمائے ہند سے پہلے مسلمانان عالم کو ایسے غداران اسلام سے متنبہ کر دیتے۔"　　(حرف اقبال)

۱۴: قادیانی ڈرامہ:

''ان لوگوں کی قوت ارادی پر ذرا غور کرو جنہیں الہام کی بنیاد پر یہ تلقین کی جاتی ہے کہ اپنے سیاسی ماحول کو اٹل سمجھو، پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے، زوال وانحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ کٹ پتلی بنے ہوئے تھے۔'' (حرف اقبال)

۱۵: قادیانی ملحدانہ اصطلاحات:

''اسلامی ایران میں موبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول، ظل وغیرہ (قادیانی) اصطلاحات وضع کیں تاکہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں، ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں، حتیٰ کہ مسیح موعود کی (قادیانی) اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی موبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اول کی تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔''

(حرف اقبال ص:۱۲۳، ۱۲۴)

۱۶: قادیانیت، اسلامی وحدت کے لئے خطرہ:

''مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر (کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور

دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ... بیان مرزا محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ "آئینہ صداقت" ص: ۳۵) کیسے مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور نہ کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔"

(حرف اقبال ص: ۱۲۲ مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

۱۷: قادیانیت کے خلاف شدت احساس:

"ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم پر بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دنوں سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک صاحب نے ملازدہ کا خطاب دیا تھا اس تحریک کے مقابلے میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگرچہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔" (حرف اقبال ص: ۱۲۳)

۱۸: قادیانی تعصب بالدین:

"حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہئے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاند قوتوں کے خلاف مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تعصب بالدین کرتے پائے اس کے دعاوی کو تحریر و تقریر کے ذریعہ سے جھٹلایا

جائے۔ پھر یہ کیا مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے حالانکہ اس کی وحدت خطرہ میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو، اگر چہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔"

(حرف اقبال ص:۱۴۲)

۱۹: قادیانی خدمات کا صلہ:

علامہ اقبال، قادیانی تحریک کو انگریز کی آلہ کار سمجھتے تھے، اس لئے انہوں نے انگریزی حکومت سے طنزاً فرمایا کہ:

"اگر کوئی گروہ (یعنی قادیانی) جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے، حکومت کے لئے مفید ہو تو حکومت اس کی "خدمات کا صلہ" دینے کی پوری طرح مجاز ہے، دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی، لیکن یہ توقع رکھنی بے کار ہے کہ خود (مسلمانوں کی) جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔" (حرف اقبال ص:۱۴۲)

۲۰: قادیانی پالیسی:

"میں نے (سابقہ بیان میں) اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایک ایسا طریقہ ہے جسے ہندوستان کی موجودہ حکمران قوم اختیار کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی پالیسی ممکن ہی نہیں، البتہ مجھے یہ احساس ضرور ہے کہ یہ پالیسی مذہبی جماعتوں کے فوائد کے خلاف ہے۔ اگر چہ اس سے بچنے کی راہ کوئی نہیں، جنہیں خطرہ محسوس ہوا انہیں خود اپنی حفاظت کرنی پڑے گی، میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے۔ یہ قادیانیوں کی

پاشی کے عین مطابق ہوگی۔" (حرف اقبال ص: [illegible])

۲۱: اسلام اور ملک دونوں کے غدار:

"میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔ (اس وقت ہندوستان انگریزی سامراج کے زیر تسلط تھا اور قادیانی انگریزی سلطنت کی بقاء و استحکام کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہے تھے ناقل)" (بحوالہ [illegible] ص: ۲۳، مرتبہ [illegible] (طبع [illegible]) مترجمہ عبدالمجید امرتسری ایم اے [illegible])

۲۲: قادیانیت کا وظیفہ:

"مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں احمدیت کا وظیفہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیادیں مہیا کرنا ہے۔" (حرف اقبال)

۲۳: قادیانی تفریق:

"قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے، خود حکومت کا فرض ہے کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی قدم اٹھائے۔"

(حرف اقبال)

۲۴: قادیانی مقصد:

"قادیانی جماعت کا مقصد پیغمبر عرب کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی امت تیار کرنا ہے۔" (حرف اقبال)

۳۵: قادیانی جرم:

"قرآن کریم کے بعد نبوت و وحی کا دعویٰ تمام انبیائے کرام کی توہین ہے، یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا۔ ختمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا دینیات کے تمام نظام کو درہم برہم کردینے کے مترادف ہے۔ قادیانی فرقہ کا وجود عالمِ اسلام کی وحدت کے لئے، سلسلۂ شرافتِ انبیاء، ختمیتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کاملیتِ قرآن کے لئے قطعاً مضر و منافی ہے۔"

(فیضانِ اقبال ص:۳۰۳)

مقامِ نبوت اور قادیانیت

مسلمان اور قادیانی دونوں اس پر متفق ہیں کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا، بلکہ قادیانی، مرزا کو بڑا جھوٹا سمجھتے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اس جلسے کا موضوع قادیانیت ہے، حضرات علمائے کرام اپنے اپنے انداز میں اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے، میں کچھ باتیں آپ سے، اور کچھ باتیں مرزا طاہر اور اس کی جماعت سے کرنا چاہتا ہوں، باتیں بہت زیادہ ہیں، اس لئے مختصر کروں گا، اور آپ حضرات سے درخواست کروں گا کہ ذرا توجہ سے بات کو سمجھ لیں۔

غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا، قادیانیوں نے اس کو نبی، مسیح موعود اور نہ معلوم کیا کیا مان لیا۔ میں کہتا ہوں غلام احمد بھی نہیں جانتا تھا، مرزا طاہر بھی نہیں جانتا اور قادیانی بھی نہیں جانتے کہ نبوت کس چیز کا نام ہے:

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق!
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے!

واللہ العظیم! اگر ان کے سامنے نبی کا صحیح تصور موجود ہوتا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے امتی ہونا بھی عار سمجھا جاتا، نبی ہونا تو دور کی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور یہ لقب مرکب ہے دو لفظوں سے، "خاتم" اور "النبیین"، اس اعتبار سے لازمی طور پر میرا مضمون دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے، ایک یہ کہ نبوت کیا چیز ہے؟ دوسرے یہ کہ خاتم کیا ہے؟

مختصر الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ تمام انسانی کمالات کا ایک مجموعہ اللہ تعالیٰ بناتے

ہیں، اور اس کا نام "نبی" رکھتے ہیں، کوئی انسانی نقص اس کے اندر نہیں رہنے دیتے، اس کی زبان میں، اس کے کان میں، اس کی آنکھوں میں، اس کے دل و دماغ میں، اس کے اعضاء میں کوئی نقص ایسا نہیں رہنے دیتے جو عیب سمجھا جائے، ظاہری اور باطنی تمام نقائص شریعت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ ایک انسان کو منتخب فرماتے ہیں، اس کی تکمیل فرماتے ہیں، اور اس کا نام "نبی" رکھتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کا پیغام اللہ تعالیٰ سے لے کر مخلوق تک پہنچانے والا۔ نبی، صدق، سچائی، دیانت اور امانت انسانیت میں بے مثل اور بے مثال ہوتا ہے۔ اس کے زمانے کا کوئی آدمی علم، فہم، عقل، دین، دیانت، شرافت، نجابت میں اس کے برابر نہیں ہوتا، وہ سب سے عالی خاندان ہوتا ہے۔ تمہارے یہاں مسلمانوں میں سب سے عالی خاندان کون سمجھا جاتا ہے؟ سب سے عالی خاندان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ معزز آدمی کون ہے؟ کون عالی نسب؟ فرمایا: سب سے زیادہ عالی نسب ہوئے ہیں سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام، خود نبی، باپ نبی، دادا نبی، پردادا نبی۔ عرض کیا کہ حضرت! یہ تو ہم نہیں پوچھنا چاہتے۔ فرمایا: تم قبائلِ عرب کے بارے میں مجھ سے پوچھتے ہو؟ عرض کیا: جی! فرمایا: جو جاہلیت کے زمانے میں سب سے اونچا خاندان سمجھا جاتا تھا، وہ اسلام میں بھی اونچا خاندان سمجھا جائے گا، بشرطیکہ تفقہ فی الدین حاصل کر لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سے اولادِ آدم کو منتخب فرمایا، اولادِ آدم میں عرب کو منتخب فرمایا، عرب میں قریش کو منتخب فرمایا، قریش میں ہاشم کو منتخب فرمایا، اور بنو ہاشم میں اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا۔ گویا چوٹی کے کنبے کا خلاصہ...!

فتح مکہ سے پہلے کا قصہ ہے کہ ابو سفیان مکہ سے ملک شام گیا ہوا تھا، یہ اس وقت مسلمان نہیں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرامی نامہ شاہِ روم ہرقل کے پاس پہنچا، اس نے اپنے آدمیوں کو بلایا کہ دیکھو یہاں عرب کے کچھ لوگ آئے ہوئے ہوں گے، ان کو بلا کر لاؤ، کہ ان سے ان صاحب کے بارے میں معلومات کریں۔ یہ واقعہ بخاری شریف کے پہلے ہی باب میں ہے۔ چنانچہ ابو سفیان کو اس کے رفقاء سمیت لایا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کے بارے میں ہرقل نے سوالات کئے اور ابو سفیان نے

جواب دینے والا، رومیوں کا سب سے بڑا کافر سوال کرنے والا، اور عرب کا سب سے بڑا کافر جواب دینے والا... ناراض نہ ہوں، ابوسفیان" رضی اللہ عنہ" بعد میں بنے ہیں، اس وقت یہ کفارِ مکہ کے رئیس تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نمائندہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وکالت کرنے کے لئے موجود نہیں تھا۔ اس نے پوچھا کہ محمد رسول اللہ... صلی اللہ علیہ وسلم... جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا حسب و نسب کیسا ہے؟ جواب دیا: وہ بڑا عالی نسب ہے۔ تمام اہلِ عرب مانتے تھے کہ قریش سے بڑھ کر کوئی معزز خاندان نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاندانِ قریش کا خلاصہ تھے، اور ان کی آنکھ کا تارا تھے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ سب سے بڑا دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، آپ کے بارے میں شہادت دے رہا ہے، آگے ان کے دس سوالات میں سے ہر ایک سوال کا جواب اس نے دیا، اور ہر جواب پر شاہِ روم نے تبصرہ کیا، اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ: میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ ان کا نسب کیسا ہے؟ تو نے کہا کہ: وہ بڑا عالی نسب ہے، تمام انبیاء اسی طرح عالی نسب پیدا ہوتے ہیں، کسی نبی کا نسب تمام اس وقت کے لحاظ سے سب سے عالی نسب ہوتا ہے، اس سے زیادہ معزز کوئی نسب نہیں ہوتا۔

تو خیر مختصر سی بات میں عرض کرتا ہوں، ظاہر کے اعتبار سے، باطن کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ تمام کمالات کا ایک مجموعہ تیار کرتے ہیں، اور اس کا نام "نبی" رکھتے ہیں، اس کی خواہشات بھی پاک ہوتی ہیں، اس کا بچپن پاک، اس کی جوانی پاک، اس کی کہولت پاک، اس کا بڑھاپا پاک، اس کی زبان پاک، اس کا دل پاک، کان پاک، پوری عمر میں کوئی لفظ کسی نبی کے منہ سے غلط نہیں سنا گیا، یہ ریکارڈ ہے، قبل از نبوت بھی، اور بعد از نبوت بھی۔ میرے منہ سے بہت سے غلط الفاظ نکل سکتے ہیں، اور بڑے بڑے لوگوں کے منہ سے کوئی غلط بات نکل سکتی ہے، لیکن کبھی کسی نبی کے منہ سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلا، جس پر انگلی رکھی جاسکے۔ مجھے ہمیشہ حفیظ جالندھری مرحوم کا یہ شعر پسند آیا کرتا ہے:

محمد جس کو دُنیا صادق الوعد و امیں کہہ دے
وہ بندہ جس کو رحمٰن رحمۃ للعالمین کہہ دے

یہ میں نبوت کا ذکر کر رہا ہوں، ختمِ نبوت تو الگ ہے۔ نبوت کیا چیز ہے؟ قادیانیوں نے اس کو بچوں کا کھلونا بنادیا، اُونٹ رے اُونٹ تیری کون سی کل سیدھی؟ یہ غلام احمد کو نبی بناتے ہیں۔ میں نے ایک کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے امراض کی فہرست جمع کردی ہے۔ تیس امراض تھے، جن میں سے ایک قوتِ مردمی کا کالعدم ہونا۔ یہ نبی ہے؟ اگر بہروپیے کے طور پر بھی کسی کو نبی بنانا تھا تو نقل مطابق اصل تو ہوتی! شکل دیکھو، عقل دیکھو، فہم دیکھو، فراست دیکھو، نبیوں کا مقابلہ کرتے ہیں...؟

اور سنو حافظ تاج الدین سبکیؒ نے طبقاتِ شافعیہ میں اپنے والد ماجد علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکیؒ... بیٹا تاج الدین ہے اور باپ تقی الدین ہے... کا قول نقل کیا ہے کہ نا ممکن ہے کہ کوئی اُمتی نبی کو سمجھ سکے۔ سمجھو! کیا کہہ رہے ہیں؟ بڑے بڑے اولیاء، اقطاب، بزرگانِ دین، اُونچی کرامتوں والے، شاہ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ جیسے، یہ نبی کو نہیں سمجھ سکتے کہ نبی کون ہوتا ہے؟ اور سنو ابوبکر... رضی اللہ عنہ... اور عمر... رضی اللہ عنہ... نہیں سمجھ سکتے کہ نبی کون ہوتا ہے؟ تقی الدین سبکیؒ لکھتے ہیں کہ اگر تھوڑا سا سمجھا ہے تو ابوبکر... رضی اللہ عنہ... نے سمجھا ہے، کیونکہ وہ صدیقِ اکبر ہیں، اور صدیقِ اکبر... رضی اللہ عنہ... کا سر وہاں ہوتا ہے، جہاں نبوت کا پاؤں ہوتا ہے، جہاں نبی کے پاؤں لگتے ہیں وہاں صدیقیت کا سر لگتا ہے، اس لئے تھوڑی سی ان کو ہوا لگی ہوگی، ورنہ کسی اُمتی کی کیا مجال ہے کہ مقامِ نبوت کو پہچان سکے...؟

تو یہ بات سمجھ لو کہ تمام کمالاتِ انسانی کا مجموعہ اللہ تعالیٰ تیار کرتے ہیں، اپنی پیغام رسانی کے لئے، اور اس کا نام "نبی" رکھتے ہیں، اور آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاء بنایا: "أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" عقائد کی ہر کتاب... مسلمانوں کے عقائد پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان... میں یہ عقیدہ درج کیا گیا ہے، اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو کمالاتِ انبیاء کا مجموعہ بنادیا، ہمارے حضرت نانوتویؒ کا شعر ہے، بانیٔ دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرماتے ہیں:

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

کسی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن دے دیا، یوسف بن گئے، کسی کو اعجاز دے دیا، وہ موسیٰ بن گئے، کسی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیحائی عطا کردی، وہ مسیح علیہ السلام بن گئے۔ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا خلاصہ اور عطر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی کمال انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات میں سے مخلوق کے کمالات میں ایسا باقی نہیں بچا، جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی میں جمع نہ کردیا ہو، اور اس کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں تمام انبیاء سے عہد میثاق لیا: "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ" اور اسی بات کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے شب اسرا میں تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جمع کیا تھا۔ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب ہے "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم" اس میں واقعات معراج کے آٹھویں واقعے میں حضرتؒ نے لکھا ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے جمع تھے ... مقرر بعد میں آتا ہے، جلسہ پہلے جمع ہوتا ہے... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اتنے میں ایک نے اقامت کہی، اور انتظار کرنے لگے کہ امام کون بنتا ہے؟ جبریل امین نے میرا ہاتھ پکڑا، اور ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کردیا۔" اس کو کہتے ہیں خاتم الانبیاء اور امام الانبیاء۔ امام الانبیاء کا مطلب کیا ہے؟ سمجھے نہیں ہو اس رمز و اشارے کو؟ امام جب تک امام ہے، مقتدی اس کے اشارے پر چلے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ امام رکوع میں ہو، اور یہ سجدے میں چلا جائے، امام الانبیاء بنانے میں اشارہ تھا کہ اب قیامت تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا سکہ چلے گا۔

الغرض! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا آغاز عالم ازل میں ہوا تھا، جبکہ تمام نبیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عہد لیا گیا، اور یہ عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پورا ہوا، اور اس کا ایک ظہور آخری دن ہوگا... آخری دن کونسا ہے؟ آخری دن قیامت کا دن ہے: "وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ" آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں، قیامت کا دن آخری دن ہے، کیونکہ اس کے بعد پھر دن اور رات کا سلسلہ ختم، زمانہ غیرمحدود، وقت

کے تعین کے لئے کوئی پیمانہ مقرر کریں گے، لیکن یہ دن رات کا نظام وہاں نہیں ہوگا... آخری دن میں اس کا اظہار یوں فرمائیں گے کہ "لوائے حمد" حمد کا جھنڈا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عطا کیا جائے گا، اور تمام نبی، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک، سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دارالعلوم دیوبند کے بقول: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں، اور جرنیلوں کے جرنیل ہیں، ہر نبی کی اُمت اس (نبی) کے ماتحت ہے، اور وہ نبی اپنی اُمت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہے۔"

شیخ سعدی کا مشہور شعر ہے: "جو احمق روشن دن میں شمع کافوری جلائے تم جلد دیکھو گے کہ اس کے چراغ میں تیل نہیں رہے گا۔" دوپہر کو سورج نکلا ہوا ہے، ہر چیز روشن ہے اور کوئی آدمی چراغ جلا کر بیٹھ جائے تو تم اس کے بارے میں کیا کہو گے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا آفتاب طلوع ہونے کے بعد کسی اور کی نبوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کے باوجود اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہی نہیں بلکہ احمق بھی ہے...!

ہمارے ایک بزرگ تھے، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے، مولانا عبدالقدوسؒ۔ ہمارے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت دوستی تھی، حضرتؒ کے وصال کے بعد بھی وہ مجھ پر کرم فرماتے رہے، اور گھنٹوں آکر بیٹھتے تھے۔ چشتیہ روحانی میں اُستاذ تھے، کوئی قادیانی بھی اس میں ہوگا، مولانا فرماتے تھے کہ ایک دن میں نے ایک قادیانی سے پوچھا کہ: کیا آپ احمدی ہوتے ہیں؟ بہت خوش ہوگیا، کہنے لگا: جناب نے کیسے پہچان لیا؟ مولانا فرماتے ہیں: میں نے تمہاری شکل سے کہا کہ مرزائیوں کے منہ پر ایک خاص قسم کی لعنت برستی ہے، وہ تیرے چہرے پر بھی دیکھ رہا ہوں۔ چپ ہوگیا۔ واقعی ہر قادیانی کے منہ پر ایک لعنت برستی ہے، جس کو اہلِ نظر فوراً پہچان لیتے ہیں۔ ذرا سوچو کہ جن لوگوں کے چہروں کی سیاہی ان کے چہروں پر آگئی ہو، ان کے دلوں کا کیا حال ہوگا...؟

اب یہ باتیں جو مجھے آپ سے عرض کرنی تھیں، وہ تو ختم ہوگئیں، اور باقی منٹ رہ گئے صرف ہیں۔ اب چند باتیں ان لوگوں کے بارے میں کرتا ہوں، دوسرا اگر اطمینان کا

موقع ملا تو ان شاء اللہ کچھ اور باتیں بھی کرلی ہیں ان سے۔ میں نے عرض کیا کہ جی، اللہ سے پیغام لیتا ہے، اور بندوں کو وہ پیغام دیتا ہے، اگر وہ کبھی کچھ کہہ دیا کرے، اور کبھی کچھ کہہ دیا کرے تو کیا اس پر اعتماد ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

کسی مرزائی سے پوچھو، غلام احمد نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ صفحہ: ۴۹۸، ۴۹۹ میں قرآن کریم کے حوالے سے، اور "مجھ پر الہام کیا گیا ہے" کے حوالے سے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کا عقیدہ لکھا تھا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں گے، آسمان سے نازل ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشین گوئی فرمائی ہے، اور اس پیشین گوئی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی شریک کر رکھا ہے۔ یہ قصہ ہے ۱۸۸۴ء کا، اس وقت کی یہ تحریر ہے۔ اس کے بعد ۱۸۹۱ء آیا تو کہا کہ: مجھے الہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیسیٰ مرگیا ہے، اور تو اس کی جگہ ہوکر آیا ہے۔ اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو آیتیں تھیں، وہ بھی میرے نام کردیں۔

اب میں ایک بات پوچھتا ہوں، "عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے" یہ مرزا کا ۱۸۸۴ء کا عقیدہ تھا۔ اور "عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے" یہ ۱۸۹۱ء کا عقیدہ۔ "آئیں گے" اور "نہیں آئیں گے" یہ دونوں باتیں تو سچی نہیں ہوسکتیں، لامحالہ ان میں سے ایک بات سچی ہوگی، اور ایک جھوٹی، کیوں بھئی ٹھیک ہے؟ یہ اتنی موٹی بات ہے کہ اس کو سمجھنے کے لئے کسی منطق کی ضرورت نہیں، مثلاً جب کہا جائے کہ "زید آئے گا" تو اس کا مطلب ہے کہ وہ زندہ ہے، اور جب کہا جائے کہ "زید مرگیا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہیں آئے گا، ایک آدمی یہ دو خبریں ایک ہی زبان سے دے رہا ہے، اور ایک ہی قلم سے لکھ رہا ہے، ان میں سے ایک کو کہو گے سچی، اور ایک کو جھوٹی، اور جو جھوٹ بولے وہ ہوگا جھوٹا، تو ہمارا اور قادیانیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا نے ۱۸۸۴ء میں قرآن اور اپنے الہام کے حوالے سے یہ خبر دی کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ آئیں گے، اور اس کے چھ سال بعد ۱۸۹۱ء میں اپنے الہام کے حوالے سے خبر دی کہ وہ دوبارہ نہیں آئیں گے، لہٰذا اگر پہلی خبر سچی تھی تو دوسری جھوٹی، اور اگر دوسری سچی تھی تو پہلی خبر جھوٹی۔

گویا ہمارا اور قادیانیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد جھوٹا تھا، قرآن اور اپنے الہام کے حوالے سے جھوٹی خبریں دیا کرتا تھا۔ میں مرزا طاہر اور ان کی قادیانی اُمت سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارا اور تمہارا مرزا کے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں ہے، تم بھی مانتے ہو کہ اس نے ایک خبر جھوٹی دی، ہم بھی مانتے ہیں کہ اس نے ایک خبر جھوٹی دی، پس مرزا کے جھوٹا ہونے پر ہم دونوں فریق متفق ہیں۔ ہمارا اور قادیانیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مرزا غلام احمد کی پہلی خبر سچی تھی تو دوسری جھوٹی، اور اگر دوسری صحیح تھی تو پہلی جھوٹی، تو معلوم ہوا کہ دونوں فریق مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں، تمہاری زبان میں کہتے ہیں انگریزی (Agree) یعنی دونوں متفق ہیں کہ مرزا جھوٹا تھا، الحمدللہ! میں مرزا طاہر اور مرزائیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ مجھے کوئی منطق، کوئی فلسفہ، کوئی طریقہ بتاؤ جس سے مرزا غلام احمد سچا ثابت ہوسکے، کیا جھوٹی خبر دینے والا آدمی بھی سچا ہوسکتا ہے؟ الغرض! کوئی مرزائی، مرزا غلام احمد کو سچا ثابت کردے، کیا مرزا طاہر اور مرزائی میرا چیلنج قبول کریں گے؟

اب آگے چلو! مرزا غلام احمد ۱۸۹۱ء تک کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، چالیس سال کا تھا، جب ملہم بن گیا، اس کے باوجود باون سال کی عمر تک کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، تو یہ خبر کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، باون (۵۲) سال کی خبر ہوئی، قادیانی کہتے ہیں کہ اس کی یہ خبر جھوٹی تھی، اور مرزا غلام احمد انتقال کرگیا ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو، سترہ سال چار مہینے چھبیس دن اس نے یہ خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے ہیں، نہیں آئیں گے، مسلمان کہتے ہیں کہ مرزا کی یہ خبر جھوٹی تھی، اب اس پر تو ہم دونوں فریق متفق ہیں کہ مرزا جھوٹا ہے، دیکھنا یہ ہے کہ بڑا جھوٹا کون مانتا ہے؟ مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا باون سال جھوٹ بولتا رہا، اور ہم کہتے ہیں کہ اس نے صرف آخری ساڑھے سترہ سال جھوٹ بولا، جو باون سال جھوٹ بولے، وہ بڑا جھوٹا ہے؟ یا جو سترہ سال چار مہینے جھوٹ بولے، وہ بڑا جھوٹا ہے؟ کیوں بھئی! تمہاری عقل کیا کہتی ہے؟ باون سال جھوٹ بولنے والا بڑا جھوٹا کہلائے گا یا سترہ سال جھوٹ بولنے والا...؟

ہم کہتے ہیں کہ مرزا کی پہلی خبر سچی تھی، اس وقت جھوٹا نہیں تھا، ۱۸۹۱ء سے

جھوٹ بولنے لگا، تو اس کے جھوٹ کی میعاد صرف سترہ سال چار مہینے چھبیس دن ہے، اور مرزائی کہتے ہیں کہ حضرت پہلے جھوٹ بولتا تھا، باون سال تک جھوٹ بولتا رہا، بکواس کرتا رہا، اور بعد میں راہِ راست پر آ گیا، اور سچ بولنے لگا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے باون سال جھوٹ سے خوش ہو کر اسے مسیح موعود (نبی) بنا دیا... نعوذ باللہ... جس کا نبی باون سال جھوٹ بولتا رہے، تم سوچو کہ وہ کیسا مسیح موعود ہوگا؟ اور اس باون سال تک جھوٹ بکنے والے کو جو لوگ مسیح موعود مانتے ہیں، وہ کتنے جھوٹے ہوں گے؟ معلوم ہوا کہ مرزائی بڑا جھوٹا مانتے ہیں، اور ہم مرزا کو چھوٹا جھوٹا مانتے ہیں، یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی؟

اب ایک اور بات سمجھو! یہ تو ہوتا ہے کہ آدمی پہلے صحیح ہو، بعد میں بگڑ جائے، پہلے سچ بولتا ہو، بعد میں جھوٹ بولنے لگے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ ایک آدمی باون سال تک جھوٹ بولتا رہے، اور بعد میں مسیح موعود بن جائے، اور کہے کہ میں مسیح موعود ہوں، کیونکہ اللہ کو مجھ پر بہت پیار آ گیا کہ چونکہ یہ باون سال تک جھوٹ بولتا رہا ہے، اس لئے اس کو مسیح موعود بنا دے۔ کیا نبوت کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال ملے گی؟ کیا یہ نبوت کا مذاق اڑانا نہیں ہے؟ میرے اس سوال کا جواب دو کہ باون سال تک جھوٹ بکنے والا مسیح موعود کیسے بن گیا...؟

مرزائی اپنی حقانیت کی دلیل میں کہتے ہیں کہ مرزا طاہر ٹی وی پر تقریر کرتا ہے، اور اس کی آواز ساری دنیا میں سنی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شیطان کی آواز ساری دنیا میں سنی جاتی ہے، کسی نبی کی آواز ساری دنیا میں نہیں سنی گئی، البتہ شیطان کی آواز ہر جگہ ہے، گانے ہندوستان میں بھی ہیں، پاکستان میں بھی ہیں، امریکا میں بھی ہیں، ہر ایک ملک میں گانے موجود ہیں۔ شیطان کی آواز! کیوں جی ٹھیک ہے؟ تم ٹی وی پر آنے کو کمال سمجھتے ہو، میں کہتا ہوں یہ اس کے شیطان ہونے کی علامت ہے۔ مرزا طاہر احمد سے ایک ہی سوال ہے کہ تم ٹی وی پر ساری دنیا کو اپنی شیطانی آواز سنا دو، لیکن اپنے دادا کو سچا ثابت کرکے دکھا دو...!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قادیانی نظریات
حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اپنے نظریات کی ترویج کے لئے قادیانی حضرات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا نام پیش کیا کرتے ہیں۔ آج کی صحبت میں امام ربانیؒ کے چند جواہر پارے قادیانی صاحبان کی نذر کرتے ہیں، دعا ہے کہ یہ ان کے لئے سرمۂ چشم بصیرت ثابت ہوں اور وہ ان کی روشنی میں اپنے فاسد نظریات کی اصلاح کرلیں، وباللہ التوفیق لکل خیر وسعادۃ!

علامات قیامت:

چونکہ قادیانی عقائد علامات قیامت سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، اس لئے تمہید کے طور پر پہلے علامات قیامت کے بارے میں اسلامی عقیدہ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ سے سنئے! فرماتے ہیں:

"علامات قیامت کہ مخبر صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات از آنہا خبر دادہ است حق است احتمال تخلف ندارد۔ مثل طلوع آفتاب از جانب مغرب بر خلاف عادت و ظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان و نزول حضرت روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و خروج دجال و ظہور یاجوج و ماجوج و خروج دابۃ الارض و دخانے کہ از آسمان پیدا شود تمام مردم را فرا گیرد عذاب الیم

است، چہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام مہدی را علامات فرمودہ است در احادیث کہ درحق آں شخص کہ معتقد ایشانست آں علامات مفقود اند۔" (دفتر دوم مکتوب:۶۷)

ترجمہ:... "ایک گروہ نادانی سے ایک ایسے شخص کے بارے میں، جس نے ہندوستان میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہدی موعود تھا، پس ان لوگوں کے خیال میں مہدی گزر چکا اور فوت ہوچکا ہے، اور بتاتے ہیں کہ اس کی قبر "فرہ" (آپ اس جگہ کو "قادیان" سمجھ لیجئے... ناقل) میں ہے۔ صحیح احادیث سے جو شہرت بلکہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، اس گروہ کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث میں مہدی کی مخصوص علامات بیان فرمائی ہیں، اور یہ لوگ جس شخص کو مہدی سمجھتے ہیں اس میں یہ علامات مفقود ہیں۔"

اس سلسلہ میں امام مہدیؓ کی علامات کے بارے میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"بنظر انصاف باید دید کہ ایں علامات در آں شخص میت بودہ است یا نہ؟ وعلامات دیگر بسیار است کہ مخبر صادق فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ شیخ ابن حجرؒ رسالہ نوشتہ است در علامات مہدی منتظر کہ بہ دویست علامت میکشد۔ نہایت جہل است کہ باوجود وضوح امر مہدی موعود جمعے در ضلالت مانند۔ ھداھم اللہ سبحانہ سواء الصراط۔" (دفتر دوم مکتوب:۶۷)

ترجمہ:... "بنظر انصاف دیکھنا چاہئے کہ یہ علامات اس مرے ہوئے شخص میں موجود تھیں یا نہیں؟ ان کے علاوہ اور بہت سی علامات مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ شیخ ابن

تحریر نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے، جس میں تقریباً دو سو علامات جمع کردی ہیں۔ انتہائی جہالت ہے کہ مہدی موعود کا معاملہ اس قدر واضح ہونے کے باوجود ایک جماعت وادی ضلالت میں بھٹک رہی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے۔“

حضرت مجدد رحمہ اللہ کی اپیل پر توجہ کرتے ہوئے مرزائی صاحبان بنظر انصاف تین باتوں پر غور فرمائیں:

اول:... امام مہدیؑ کی تقریباً دو صد علامات میں سے کیا ایک علامت بھی ”قادیانی مہدی“ میں پائی گئی؟

دوم:... امام مہدیؑ سے متعلق احادیث کو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ”متواتر“ فرماتے ہیں، اور مرزا صاحب سب کو ضعیف، موضوع اور غلط بتاتے ہیں۔ مرزا صاحب کے انکار کا سبب کہیں یہ تو نہیں تھا کہ چونکہ ان پر کوئی حدیث بھی صادق نہیں آتی تھی، اس لئے انہوں نے متواتر احادیث کا انکار کردینے میں ہی خیریت سمجھی؟

سوم:... جب مرزا صاحب کے نظریہ کے مطابق اسلام میں مہدی کا افسانہ ہی معاذ اللہ! غلط ہے، اور اس سلسلہ کی تمام احادیث متواترہ خدانخواستہ من گھڑت ہیں، تو خود مرزا صاحب کے ”امام مہدی“ ہونے کا افسانہ بھی بادِ ہوا ثابت نہیں ہوتا؟

مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ اگر امام مہدی سے متعلق احادیث صحیح ہیں تو بسم اللہ! آیئے اور ایک ایک علامت مرزا صاحب کے سراپا سے ملا کر فیصلہ کرلیجئے کہ وہ واقعتا ”امام مہدی“ تھے یا نہیں؟ اور اگر مہدی کا افسانہ ہی غلط ہے تو مرزا صاحب آخر کس منطق سے ”مہدی“ بن گئے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر:

اُمتِ اسلامیہ بالاجماع حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع

جسمانی کی قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ”محمد“ اور ”احمد“ کے نکات بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”واحمد اسم دوئم آں سرور ست علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ در اہل سماوات باں اسم معروف است، چنانچہ گفتہ اند از ینجا تواند بود کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از اہل سماوات گشتہ است بشارت قدوم آں سرور باسم احمد دادہ است۔“ (دفتر سوم مکتوب:۹۴)

ترجمہ:... ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا اسم گرامی ”احمد“ ہے، آسمان والوں میں آپؐ اسی نام سے معروف ہیں، جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔ اسی بنا پر یہ ہوسکا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ (رفع جسمانی کے بعد) آسمان کے رہنے والوں میں شمار ہونے لگے، اس لئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت اسم ”احمد“ کے ساتھ دی۔“ (قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ ”اسمہ احمد“ کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کے آنے کی بشارت ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون!)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا:

اُمت اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، آپ آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوگا، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے، امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اوّل انبیاء حضرت آدم است علی نبینا وعلیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات وآخر ایشاں و خاتم نبوت شان

حضرت محمد رسول اللہ است علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ..... و حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات۔"

(دفتر سوم مکتوب: ۱۷)

ترجمہ: "انبیائے کرام علیہم السلام میں سب سے اول حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور سب سے آخری اور سب کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم) ہیں..... اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل (علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات) کی پیروی کریں گے۔"

ذلت یا عزت؟

امتِ اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاء کی امت میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و تائید کے لئے نازل ہوکر آپ کی امت میں شامل ہونا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم ترین منقبت ہے۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"و حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعت این شریعت خواہد نمود و اتباع سنت آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز خواہد کرد کہ نسخ این شریعت مجوز نیست۔"

(دفتر دوم مکتوب: ۵۵)

ترجمہ: "اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہونے کے بعد اس شریعت کی پیروی کریں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع بھی کریں گے، کیونکہ اس

شریعت کا منسوخ ہونا جائز نہیں ہے۔“

مرزا صاحب نے اپنی اُمت کو یہ تصور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبع شریعت محمدیہ ہونے سے اس اُمت کی ذلت ورسوائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور کسر شان لازم آتی ہے اور اسلام کا تختہ اُلٹ جاتا ہے (ازالہ ص:۵۸۹)۔ لیکن امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وخاتم انبیاء محمد رسول اللہ است (صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ وعلیہم اجمعین) ودین او ناسخ ادیان سابق است وکتاب او بہترین کتب ماتقدم است، وشریعت اورا ناسخے نخواہد بود بلکہ تا قیام قیامت خواہد ماند، وعیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد فرمود عمل بشریعت او خواہد کرد وبعنوان اُمت او خواہد بود۔“

(دفتر دوم مکتوب:۶۷)

ترجمہ:... ”اور تمام انبیاء کے خاتم محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وعلیہم اجمعین) آپ کا دین ادیانِ سابق کے لئے ناسخ ہے، اور آپ کی کتاب (قرآن مجید) سابقہ کتابوں سے برتر ہے، اور آپ کی شریعت کے لئے کوئی ناسخ نہیں ہوگا، بلکہ قیامت تک باقی رہے گی، اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو نازل ہوں گے آپ کی شریعت پر ہی عمل کریں گے اور آپ کی اُمت میں شامل ہوں گے۔“

قادیانی صاحبان انصاف فرمائیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ماننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے یا ہتک؟ اور مرزا صاحب کا ظلیت کی سیڑھی سے خود ”محمد“، ”احمد“ اور ”خاتم النبیین“ بن جانا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری ہے یا غداری؟

تنقیص سلف:

چونکہ چودہ صدی کی تمام امت اسلامیہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع و نزول جسمانی کی قائل ہے اسی بنا پر تمام ائمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین، فقہاء، صوفیاء، متکلمین سب کا یہی عقیدہ رہا اور حدیث، تفسیر اور عقائد کی کتابوں میں یہی عقیدہ درج ہے، اس لئے قادیانی صاحبان ان اکابر سے بے حد ناراض ہیں، اور انہیں نہایت مذمت سے الفاظ سے یاد کرتے ہیں، کبھی ان حضرات کو "بے تکی ہانکنے والے" کہتے ہیں، کبھی انہیں "معمولی انسان" اور کبھی "احمق اور نادان" قرار دیتے ہیں، کبھی اس عقیدہ کو "شرک" کہتے ہیں، کبھی یہودیانہ الحاد و تحریف کا خطاب دیتے ہیں، ان تمام القاب کا مقصد یہ ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے تیرہ صدیوں کی امت معاذ اللہ! گمراہ، ملحد اور مشرک تھی، اور یہ سب العیاذ باللہ! بے تکی ہانکنے والے تھے۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے اس کا فیصلہ بھی خوب فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

> "جماعہ کہ ایں اکابر دین را اصحاب رائے میداند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاں برائے خود حکم میکردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضال و مبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیروں بودند۔ ایں اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است۔" (دفتر دوم مکتوب:۵۵)

> ترجمہ: ... "جو گروہ ان اکابر کو اصحاب رائے جانتا ہے، اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرات محض اپنی رائے سے حکم کرتے تھے اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے تھے تو ان کے زعم فاسد میں اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور بدعت پرست رہا، بلکہ دائرۂ اسلام سے بھی خارج رہا۔ یہ اعتقاد نہیں کرے گا مگر وہ جاہل جو اپنے جہل

سے بے خبر ہے، یا وہ زندیق جس کا مقصود ہی شطرِ دین کو باطل قرار دینا ہے۔"

ظلی اتحاد:

قادیانی صاحبان کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے "ظلی نبوت" کا دعویٰ کیا تھا، جس کی تشریح خود ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:

"تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں، تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

"میرا نفس درمیان نہیں، بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام "محمد" اور "احمد" ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفیِ غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو، اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہے، گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے، جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ "محمد ثانی" اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۵، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۹)

اور خطبہ الہامیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: "صار وجودی وجوده" یعنی میرا وجود یعنی آپ کا وجود بن گیا ہے۔ اور "من فرّق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رأی" یعنی جس نے میرے درمیان اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے

درمیان فرق کیا، اس نے مجھے دیکھا اور پہچانا ہی نہیں۔

الغرض مرزا صاحب کی ظلی نبوت کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ کمالِ اتباع کی وجہ سے ان کی ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متحد ہوگئی ہے، اور اسی کمالِ اتحاد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور کمالاتِ نبوت (بلکہ نام، کام اور مقام تک) ظلی طور پر ان کی طرف منتقل ہوگئے، لہٰذا وہ صرف نبی ہی نہیں، بلکہ ظلی طور پر بعینہٖ محمد رسول اللہ ہیں۔ لیکن امام ربانی رحمہ اللہ اس قسم کے "ظلی اتحاد" کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ اسے حماقت اور جنون قرار دیتے ہیں اور جو شخص اس ظلی اتحاد کا عقیدہ رکھتا ہو اسے کافر و زندیق اور زمرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، سنئے:

"بحصول خادماں باماکن خاصۂ مخدوماں تا حقوقِ خدمت گاری بجا آرند مجوزی وضیع و شریف نیست، ابلہے بود کہ ازیں وصول توہم مساوات و شرکت نماید، ہر فراشے و پلیس رانے و شمشیر بردارے قرینِ سلاطینِ عظام ست و در اخص اماکن ایشاں حاضر، خیلے ابلہ سے طلبد کہ ازینجا توہم شرکت و مساوات نماید۔" (دفتر دوم، مکتوب ۹۶)

ترجمہ: "خادموں کا مخدوموں کے خاص مقامات میں اس مقصد کے لئے پہنچنا کہ خدمتگاری کے حقوق بجا لائیں، ہر خاص و عام کو معلوم ہے۔ احمق ہے وہ شخص جو اس وصول سے مساوات و شرکت کا وہم دل میں لائے۔ دیکھئے! ہر فراش، پلیس ران اور شمشیر بردار، سلاطین عظام کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کے خاص ترین مقامات تک ان کی رسائی ہوتی ہے، نہایت ابلہ، جنون میں مبتلا ہے وہ شخص جو اس رسائی سے شرکت و مساوات کا وہم رکھتا ہے۔"

اسی سلسلہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

"اگر احمقی و ابلہی صاحب ایں حال معتقد شرکت و مساوات ست با ارباب آں مقامات عالی، بے ادب کافر و زندیق تصور

مطلقہ، از زمرۂ اہل اسلام بیرون آمدہ، چہ شرکت در نبوت و مساوات با انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کفر است۔"

(دفتر دوم مکتوب:۹۹)

ترجمہ:... "اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ صاحب حال، ارباب مقامات نبوت کے ساتھ شرکت و مساوات کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے کافر و زندیق تصور کرتے ہیں اور اسے زمرۂ اہل اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، کیونکہ نبوت میں شرکت اور انبیاء علیہم السلام سے مساوات کا عقیدہ کفر ہے۔"

(واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف وصف نبوت میں شرکت کا دعویٰ رکھتے ہیں، بلکہ اپنے آپ کو اولوالعزم انبیاء سے "تمام شان میں" بڑھ کر سمجھتے ہیں) اسی سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب اور ان کی افضلیت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"احمقے بود کہ خود را عدیل اصحاب خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات سازد، وجاہلے باشد از اخبار و آثار کہ خود را از سابقان تصور نماید۔" (دفتر دوم مکتوب:۹۹)

ترجمہ:... "احمق ہوگا جو اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے برابر سمجھتا ہو، اور احادیث و آثار سے جاہل ہوگا وہ شخص جو اپنے کو سابقین (صحابہؓ و تابعینؒ) میں سے تصور کرتا ہو۔"

واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کو صحابہ کی جماعت کے برابر قرار دیتے ہیں، حضرت مجدد رحمہ اللہ کا مندرجہ ذیل فقرہ اگرچہ کسی دوسرے موقع سے متعلق ہے لیکن یہاں کس قدر برمحل ہے؟:

"کمال خست است کہ شخصے بخبث ذاتی متہم است چہ جائے کہ خود را مثل سلطان عظیم الشان کہ مفاخرات و کمالات مستور

تا بہ ردِّ صفات و افعالِ ذمیمہ خود را عینِ حسنات و افعالِ جمیلہ او توہم کند۔'' (دفتر دوم مکتوب: ۱)

ترجمہ: ''ایک خسیس بخیل جس کی ذات ناقص و خبیث کے عیب سے داغدار ہے، اس کی کیا مجال کہ اپنے آپ کو عظیم الشان سلطان کا جو منبعِ خیرات و کمالات ہے، عین تصور کرے؟ اور اپنے صفات و افعالِ ذمیمہ کو اس کے صفات و افعالِ جمیلہ کا عین خیال کرے؟''

بروز و تناسخ:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک ان کے ''نظریۂ بروز'' پر قائم ہے۔ ''بروزِ محمد''، ''بروزِ عیسیٰ'' اور ''بروزِ کرشن'' وغیرہ کی جو تشریحات انہوں نے سپردِ قلم کی ہیں، وہ صاف صاف ''تناسخ''، ''حلول'' اور ''اوتار'' سے جا ملتی ہیں۔ یہ لفظ انہوں نے غالباً صوفیاء سے مستعار لیا اور اس پر اپنی تعبیرات کا خول چڑھا لیا۔ ''بروز'' کے بارے میں بھی حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے متعدد جگہ اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ یہاں صرف ایک اقتباس کا نقل کرنا اہلِ بصیرت کے لئے کافی ہوگا۔ صوفیاء کے اصطلاحی ''بروز'' کی تشریح کرنے کے بعد امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون و بروز ہم لب نمی کشایند و ناقصان را در بلا و فتنہ نمی اندازند۔'' (دفتر دوم مکتوب: ۵۸)

ترجمہ: ''اور جو مشائخ کہ مستقیم الاحوال ہیں، وہ کمون و بروز کی عبارت کے ساتھ بھی لب کشائی نہیں کرتے، اور ناقصوں کو فتنہ میں نہیں ڈالتے۔''

امام ربانی رحمہ اللہ کی اس تصریح کی روشنی میں فیصلہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کے بروزی نعرے ان کی استقامت کی علامت تھے یا کجی اور فتنہ اندازی کا مظہر تھے؟ اور یہ ادعا

کے دورِ محمدی نے مرزا قادیانی کا روپ دھار لیا ہے (آئینہ کمالات) صریح طور پر تحریفات تعبیر ہے، جس کے حق میں حضرت مجدد رحمہ اللہ کے الفاظ میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ:

"افسوس! ہزار افسوس! آں قسم بطالان خود را بمسند شیخی
گرفتہ اند و مقتدائے اہل اسلام گشتہ اند ضلوا فاضلوا۔"

(دفتر دوم مکتوب: ۵۸)

ترجمہ: "افسوس! ہزار افسوس! کہ اس قسم کے مکاروں نے پیری مریدی کی مسند بچھا کے آراستہ کر رکھی ہے اور بزعم خود مقتدائے اہل اسلام بنے بیٹھے ہیں، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔"

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ
بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ
وَالتَّسْلِيْمَاتُ

(ماہنامہ "بینات" کراچی ربیع الاول ۱۳۹۵ھ)

اس حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل فارس کو خصوصیت سے "آخرین" کا جو مصداق قرار دیا ہے، اس سے یہ مقصد نہیں کہ اہل فارس کے سوا دوسرا کوئی "آخرین" کا مصداق نہیں، ورنہ اس سے لازم آئے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا تو صرف امیوں کے رسول ہیں یا اہل فارس کے، بلکہ اس تخصیص میں ایک نکتہ ملحوظ ہے جو امیوں کو قرآن مجید میں الگ ذکر کرنے میں ملحوظ ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امیین عرب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاواسطہ مخاطب تھے، اور آپ کے اور بعد میں آنے والی امت کے درمیان واسطے کی حیثیت ان کو حاصل ہوئی ٹھیک اسی طرح صحابہ کرامؓ اور بعد میں آنے والی امت کے درمیان اہل فارس کو واسطہ بنایا گیا، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے دور میں اہل فارس نے دینی علوم کی تحصیل اور نشر و اشاعت میں جو جانفشانیاں کیں، انہوں نے اہل فارس کو آنے والی پوری امت کا امام بنادیا، حدیث کے سب سے بڑے امام، امام بخاریؒ، فقہ کے سب سے بڑے امام، امام ابوحنیفہؒ، تفسیر کے سب سے بڑے امام، ابن جریرؒ، حد یہ ہے کہ عربیت کے سب سے بڑے امام سیبویہؒ، ان سب کا تعلق فارس سے ہے، اور آج تک امت جس طرح عرب کے امیوں (حضرات صحابہ کرامؓ) کی زیر بار احسان ہے کہ جو کچھ ملا انہی اکابر کے واسطے سے ملا، اسی طرح بعد کی امت اہل فارس کی ممنون منت ہے کہ آج تک انہی محدثین کی محنتوں کا پھل سمیٹ رہی ہے۔

یہ تھا وہ نکتہ جس کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل فارس کو "آخرین" کا سرخیل ٹھیرایا، جن لوگوں نے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوبارہ بعثت کا نکتہ اخذ کیا ہے، انہیں غلط فہمی ہوئی ہے، اگر اس نکتہ کو صحیح فرض کرلیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار عربوں میں مبعوث ہوئے اور ان کا تزکیہ فرمایا، اور دوسری بار اہل فارس میں مبعوث ہوئے اور ان کے مزکی بنے، باقی ساری دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی تعلیم و تزکیہ سے محروم رہی، مزید تفصیل کی گنجائش نہیں، اہل فہم کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

"امیین" میں کیسے داخل قرار پاسکتے ہیں؟ مشکل یہ درپیش ہے کہ ان "آخرین" کی خدا نے: "لما یلحقوا بھم" کہہ کر صحابہؓ سے اس وقت الحاق کی نفی بھی کی ہے اور پھر انہیں "منھم" کہہ کر صحابہ میں شامل بھی کیا ہے، اس الجھن کا حل کیا ہے؟ نیز امام بخاریؒ اور امام ابوحنیفہؒ "منھم" کا مصداق کیسے ہوسکتے ہیں؟

دوم:... حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب مجدد صدی دوازدہم علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں "النبوۃ وخواصھا" کے باب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث قرار دیئے ہیں، اس آیت کے علاوہ اس امر کا ماخذ کیا ہوسکتا ہے؟

سوم:... حدیث نبوی: "لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل او رجال من ھؤلاء" سے مراد صحابہؓ سے بالواسطہ تعلیم وتزکیہ پانے والے اہل فارس کیسے مراد ہوسکتے ہیں؟ جبکہ اس وقت ایمان صحابہؓ کے ذریعہ زمین پر موجود تھا، ثریا سے ایمان واپس لانے والا تو کوئی نبی ہی ہوسکتا ہے، اور نیز آپ کے نزدیک جو بعد میں آنے والا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، لیکن عیسیٰ موعود نبیٔ اسلام کا اہل فارس میں سے ہونا لازم آیا، اگر اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلی بعثت قرار دیا جائے تو اس کا آنا ختم نبوت کے منافی ہوگا کیونکہ اس بنا پر موعود عیسیٰ علیہ السلام کو سید ولی اللہ شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "الخیر الکثیر" میں: "ھو شرح .... للجامع المحمدی ونسخۃ منتخبۃ منہ" قرار دیا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوگا؟ سائل: محمد شفیع تیمہ آبادی۔"

دوسرے قادیانی خط کا جواب:

مکرم و محترم م۔ بشارت الطاف! آداب و دعوات!

گرامی نامہ مؤرخہ ۲۶؍۵؍۱۹۹۷ء موصول ہوا، میں معذرت خواہ ہوں کہ جناب کا ۱۳؍اپریل کا رجسٹرڈ خط مجھے موصول ہوا تھا، میں نے اسے کھول کر پڑھا تھا، اور اس خیال سے کہ ہاتھ کے کام سے فارغ ہوکر اس کا جواب لکھوں گا، کہیں رکھ دیا اور وہ کاغذات میں ایسا گم ہوا کہ تلاش بسیار کے باوجود آج تک نہیں مل پایا، میں اس کے بارے میں بے حد متفکر تھا، خدا آپ کا بھلا کرے اور صراط مستقیم کی توفیق نصیب فرمائے کہ آپ کے آج کے گرامی نامہ نے میری تشویش ختم کردی، آپ کے جوابی لفافہ کا قرض میرے ذمہ تھا، ٹکٹ شدہ سادہ لفافہ بھیج کر وہ بھی ادا کر رہا ہوں۔

یہ ناکارہ اپنی ناقص عقل و فہم کے مطابق خطوط کا جواب دینا فرض سمجھتا ہے، خصوصاً مرزا صاحب کی جماعت کے خطوط کا جواب دینا تو اور بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو واقعی غلط فہمی ہو تو اس کا اپنے امکان کی حد تک ازالہ کیا جاسکے، تاکہ وہ قیامت کے دن حق تعالیٰ کے حضور یہ عذر نہ کرسکیں کہ ہماری غلط فہمی کسی نے زائل ہی نہیں کی۔ ان تمہیدی کلمات کے بعد اب جناب کے گرامی نامہ کے بارے میں چند امور عرض کرتا ہوں:

اول:... میں نے عرض کیا تھا کہ حدیث پاک میں اہل فارس کو ”آخرین“ کا مصداق اس لئے قرار دیا گیا کہ عربوں کے بعد دینی علوم کی نشر و اشاعت جن حضرات نے کی ان میں اہل فارس سب سے نمایاں ہیں، اور میں نے بطور مثال چند اکابر کے نام تحریر کئے تھے، آنجناب نے میری تقریر کا جو خلاصہ نقل کیا ہے:

> ”اس حدیث میں خصوصیت سے ان اہل فارس کا ذکر ہے، جنہوں نے صحابہؓ کے واسطے سے تعلیم و تزکیہ حاصل کیا۔ جیسے امام بخاری، امام ابوحنیفہ وغیرہ۔“

یہ خلاصہ صحیح نہیں ہے، عبارت پر ایک بار پھر غور فرمائیے!

دوم:… "منھم" کی ضمیر کا مرجع "امیین" ہیں، گویا آیت زیر بحث میں امیوں کی دو قسمیں کی گئی ہیں، ایک عرب، جو امی تھے اور جن کی تعلیم و تربیت براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، دوسرے دیگر اقوامِ عالم، جن کے سرگروہ اہلِ فارس ہیں، چونکہ اہلِ فارس بھی اہلِ کتاب نہیں تھے، اس لئے ان کو "امیین" میں شامل فرمایا گیا، گویا "امیین" کی اصطلاح اہلِ کتاب کے بالمقابل استعمال ہوئی ہے، اور "امیین" کا لفظ ان تمام اقوامِ عالم کو محیط ہے جو اہلِ کتاب نہیں، امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "الامیون ھم العرب" اور اہلِ فارس والی حدیث نقل کرکے فرماتے ہیں:

"ففی ھذا الحدیث دلیل علی ان ھذہ السورۃ مدنیۃ وعلی عموم بعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی جمیع الناس لانہ فسر قولہ تعالٰی: "وآخرین منھم" بفارس، ولھذا کتب کتبہ الی فارس والروم وغیرھم من الامم یدعوھم الی اللہ عز وجل والی اتباع ما جاء بہ، ولھذا قال مجاھد وغیر واحد فی قولہ تعالٰی: "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" قال ھم الاعاجم وکل من صدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر العرب۔"

(تفسیر ابن کثیر ج:۴ ص:۳۶۳ طبع قاہرہ، مصر)

ترجمہ:… "پس اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی، اور اس میں اس امر کی بھی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام انسانوں کی طرف عام ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "وآخرین منھم" کی تفسیر اہلِ فارس فرمائی ہے، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فارس، روم اور دیگر شاہانِ عالم کو گرامی نامے تحریر فرمائے، جن کے ذریعہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اور آپ کے لائے ہوئے دین کی پیروی کی دعوت

دوم:- اسی لئے امام مجاہد اور دیگر بہت سے حضرات نے حق تعالیٰ کے ارشاد: ''وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ'' میں فرمایا کہ اس سے عجمی لوگ مراد ہیں، اور غیر عرب کے وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔''

سوم:- آیت میں ''آخرین'' کے جس ''لحوق بالایمان'' کا ذکر ہے، اس سے لحوق فی المرتبہ مراد نہیں، کیونکہ یہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ غیر صحابی کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، بلکہ لحوق فی الدین مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ فی الحال یہ لوگ مسلمانوں کی صف میں شامل نہیں ہوئے، آئندہ ہوں گے۔

چہارم:- ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کا جو حوالہ جناب نے دیا ہے، آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے، حضرت شاہ صاحبؒ نے پہلے تو انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کو بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

''وإذا اقتضت الحكمة الإلٰهية أن يبعث إلى الخلق واحدًا من المفهمين فيجعله سببًا لخروج الناس من الظلمات إلى النور وفرض الله على عباده أن يسلموا وجوههم وقلوبهم له وتأكد في الملأ الأعلى الرضا عمن انقاد له وانضم إليه واللعن على من خالفه وناوأه فأخبر الناس بذلك والزمهم طاعته فهو النبي.''

(حجۃ اللہ البالغہ ج:۲ ص:۸۳ طبع منیریہ)

ترجمہ:... ''اور جب حکمتِ الٰہیہ تقاضا کرتی ہے کہ مفہمین میں سے کسی کو مخلوق کی طرف مبعوث کرے تاکہ اسے لوگوں کے ظلمات سے نور کی طرف نکلنے کا سبب بنائے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرض کردیتے ہیں کہ دل و جان سے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیں، اور ملأ اعلیٰ میں اس شخص کے لئے رضامندی مؤکد ہوجاتی

ہے جو اس کا مطیع ہو جائے اور اس کے ساتھ مل جائے، اور اس شخص پر لعنت مؤکد ہو جاتی ہے جو اس کی مخالفت کرے اور اس سے دشمنی کرے، پس وہ لوگوں کو اس کی خبر کرے اور اپنی اطاعت کو لوگوں پر لازم کرے وہ نبی کہلاتا ہے۔“

گویا نبی کی بعثت کی علت غائیہ انسانوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور آپؐ کے بعد انبیائے کرام کی بعثت کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا، اس لئے آپؐ کے بعد کارِ نبوت اُمتِ مرحومہ کے سپرد کیا گیا، اور دعوت و ارشاد کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی، حضرت شاہ صاحبؒ اس کو ”نوع آخر من البعث“ سے تعبیر فرما رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

”واعظم الأنبياء شأنًا من له نوع آخر من البعثة ايضًا، وذالک ان يكون مراد الله فيه ان يكون سببًا لخروج الناس من الظلمات الى النور، وان يكون قومهٗ خير امة اخرجت للناس فيكون بعثه يتناول بعثًا آخر، والى الأول وقعت الإشارة فى قوله تعالىٰ: ”هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ“ الآية، والى الثانى فى قوله تعالىٰ: ”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ“ وقوله صلى الله عليه وسلم: ”فانما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين.“ (حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:۸۳ طبع منیریہ)

ترجمہ:... ”اور انبیاء میں سب سے عظیم الشان نبی وہ ہے جس کے لئے بعثت کی ایک نوع اور بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس میں یہ ہو کہ وہ لوگوں کے تاریکیوں سے نور کی طرف نکلنے کا سبب بنے اور اس کی اُمت خیر اُمت ہے، جو لوگوں کو خیر کی دعوت دینے کے لئے کھڑی کی گئی ہو، اس طرح اس نبی کی بعثت ایک اور

بعثت کو (یعنی امت کے مبعوث ہونے کو) متضمن ہو، دونوں کی طرف حق تعالیٰ کے ارشاد: "ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ" میں اشارہ ہے، اور ثانی کی طرف ارشاد خداوندی: "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" میں اور ارشاد نبوی: "تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے" میں اشارہ ہے۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ہدایت خلق کے لئے مبعوث ہونا متضمن ہے آپ کی امت کے داعی الی اللہ ہونے کو، جس کو قرآن کریم نے: "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" سے بیان فرمایا ہے، اور یہی شاہ صاحبؒ کے الفاظ میں: "نوع آخر من البعثۃ" ہے، یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ اس "نوع آخر من البعثۃ" کا ماخذ آیت کریمہ: "ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا" نہیں بلکہ آیت: "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" ہے، اور حدیث نبوی: "فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔"

پنجم:... حدیث نبوی: "لو کان الایمان بالثریا لناله رجال من ھؤلاء" کا مطلب یہ نہیں کہ خدانخواستہ ایمان کسی وقت میں زمین پر سے اٹھ جائے گا، کیونکہ اول تو یہ بات شرعاً ممتنع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہدایت قیامت سے پہلے دنیا سے اٹھ جائے۔ (البتہ قیامت کے بالکل قریب جب اہل ایمان اٹھالئے جائیں گے تب قرآن کریم کے نقوش بھی اٹھ جائیں گے اور پھر زمین پر صرف اشرار الناس باقی رہ جائیں گے، جن پر قیامت قائم ہوگی) ثانیاً وارد یہ حدیث میں لفظ "لو" ہے، جو فرض محال کے لئے آتا ہے، جیسے کہ آیت کریمہ: "لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا" میں فرض محال کے طور پر ہے، اس لئے حدیث نبوی سے اہل فارس کی دین کے لئے محنت و جانفشانی اور ان کی علو ہمت و دانش کی مدح مقصود ہے کہ اگر بفرض محال ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہوتا تو یہ حضرات اسے وہاں سے بھی حاصل کرلاتے، اور ان اکابر دین نے علوم نبوت کی تحصیل، نشر

و شریعت میں جو جانفشانیاں کی ہیں، ورتکلمۃ فی الدین کے ذریعہ علوم دین کے لالہ زار میں جو گل کاریاں کی ہیں، اگر ان کی پوری تاریخ سامنے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی حرف بحرف تصدیق ہو جاتی ہے۔

ششم:... اسلام میں ظلی نبوت کا تصور نہیں اور نہ نبوت کوئی ظلی چیز ہے، امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

"نبوت عبارت از قرب الٰہی است جل سلطانہ کہ شائبہ ظلیت ندارد، و عروجش رو بحق دارد جل و علا، و نزولش رو بخلق، این قرب بالاصالت نصیب انبیاء است علیہم الصلوات والتسلیمات، و این منصب مخصوص بایں بزرگواران است علیہم الصلوات والبرکات و خاتم این منصب سید البشرؐ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتحیۃ بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل خواہد بود۔" (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۳۰۱)

ترجمہ:... "نبوت قرب الٰہی سے عبارت ہے، جو ظلیت کا شائبہ بھی نہیں رکھتی۔ اس کا عروج رو بحق رکھتا ہے، اور اس کا نزول رو بخلق، یہ قرب بالاصالت انبیائے کرام علیہم السلام کا حصہ ہے، اور یہ منصب انہی اکابر سے مخصوص ہے اور اس منصب کے خاتم سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترنے کے بعد خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے۔"

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منصب نبوت ختم ہو چکا ہے، اور وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے، اس لئے آپؐ کے بعد یہ منصب کسی شخص کو نہ اصالتاً مل سکتا ہے، اور نہ ظلی طور پر، جناب مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"جس طرح یہ بات ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے

ظل اور آپ ہی کی بعثتِ ثانیہ لکھا ہے، یہ بالکل غلط ہے، حضرت شاہ صاحبؒ نے کسی "مسیحِ موعود" (جس سے آپ کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے) کا ذکر نہیں فرمایا، بلکہ حضرت شاہ صاحبؒ انہی حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کا ذکر فرمارہے ہیں جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اور جن کو ساری دنیا، کیا یہودی، کیا نصرانی اور کیا مسلمان، عیسیٰ ابنِ مریم کے نامِ مبارک سے جانتی پہچانتی ہے۔

اُمید ہے یہ مختصر اشارات کافی ہوں گے، فقط والدعا۔

{ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی ج:۱۰ ش:۳۵}

قادیانی فریب!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

قادیانیت کا کل سرمایہ غلط بیانی اور فریب دہی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے قول و فعل کا جس پہلو سے بھی جائزہ لیا جائے اس میں دجل، تلبیس، دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ راست گوئی و حق گوئی ان کی لغت سے خارج ہے، وہ کذب بیانی و فریب کاری میں کمال کے استاذ مانے جاتے ہیں، ان کے کارناموں میں سے ایک عجیب و غریب مثال ملاحظہ فرمائیے:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب "المصالح العقلیہ" ۱۳۳۳ھ میں لکھی گئی تھی، اور اس وقت سے آج تک اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں، لیکن چند سال بعد قادیانیوں نے انکشاف کیا کہ اس میں بیشتر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض کتابوں سے عبارتیں لفظ بہ لفظ نقل کی گئی ہیں۔ یہ انکشاف پہلے محمد شریف قادیانی کے نام سے ۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے "الفضل ربوہ" میں کیا گیا، اس کے بعد قادیانی ہفت روزہ "لاہور" نے اسے شائع کیا، اور پھر کسی عبدالرحمٰن، ڈی ای کھوکھر کے نام سے ایک کتابچہ "کمالات اشرفیہ" کے نام سے شائع کیا گیا، جس میں بڑی تحدی سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے "سرقہ" کیا ہے۔

یہ قادیانی فریب ایسا تھا کہ اگر عقل و انصاف کی ذرا بھی رمق ہوتی تو حضرت تھانویؒ کی کتاب کا مقدمہ اصل حقیقت کے اظہار کے لئے کافی تھا، چنانچہ حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

"اس وقت بھی ایک ایسی کتاب کی حاجت ہے

قلم نے لکھا ہے، مگر علم و عقل کی کمی کے سبب تمام تر رطب و یابس
وغث و سمین سے پُر ہے۔ ایک دوست کی بھیجی ہوئی میرے پاس
دیکھنے کی غرض سے رکھی ہوئی ہے ..... حضرت نے نہایت بے تعصبی سے اس
کتاب (المصالح العقلیہ) میں بہت سے مضامین کتاب مذکورہ بالا
سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے، لے لئے ہیں۔"

اس عبارت کے پیشِ نظر قادیانیوں کو بھی معلوم تھا کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا غلام احمد کی کتابوں سے نہیں بلکہ اس کتاب سے بعض مضامین لئے ہیں، جس کا ذکر انہوں نے اپنے مقدمہ میں کیا ہے، مگر قادیانیوں کو اطمینان تھا کہ جو کتاب حضرت تھانویؒ کا اصل ماخذ ہے، اور جس کا حوالہ انہوں نے اپنے مقدمہ میں دیا ہے، اب دنیا سے نایاب ہو چکی ہے، نہ کوئی اس کتاب کو تلاش کر سکتا ہے، نہ حضرت تھانویؒ کے اصل ماخذ کی نشاندہی کی جا سکتی ہے، اور نہ کوئی اس شخص کا نام بتا سکتا ہے جس کا حضرت تھانویؒ نے حوالہ دیا ہے، اس لئے اس تاریکی سے فائدہ اٹھا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو سہارا دینے کے لئے ایک جھوٹ اور گھڑ لیا کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا غلام احمد کی کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ علامہ خالد محمود کو جزائے خیر عطا فرمائیں، انہوں نے حضرت تھانویؒ کے حوالے کی کتاب ڈھونڈ نکالی، اور قادیانی مکر و فریب کا سارا طلسم چوپٹ کر دیا۔

یہ کتاب جو حضرت تھانویؒ کا اصل ماخذ تھی، مرزا قادیانی کے ایک ہم عصر مولوی فضل محمد خان کی کتاب "اسرارِ شریعت" ہے، جو تین جلدوں میں ۱۳۰۷ھ میں شائع ہوئی۔

علامہ صاحب نے اپنے مضمون میں (جو پہلے "الخیر" ملتان میں اور پھر ماہنامہ "بینات" بنوری ٹاؤن کراچی بابت ماہ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ میں شائع ہوا) یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت تھانویؒ کی عبارتیں من و عن "اسرارِ شریعت" میں موجود ہیں، اور یہ کہ مرزا قادیانی نے نقل کرتے ہوئے عبارتوں میں قصداً تصرف کیا ہے۔

علامہ خالد محمود صاحب کا یہ مضمون مطالعے کے لائق ہے، اس کے ملاحظے سے اس یقین میں مزید پختگی پیدا ہوگی کہ قادیانی لیڈروں کے پاس دجل و فریب اور مغالطہ آفرینی

کے سوا کچھ نہیں۔ وفی کل شیء لہ آیۃ تدل انہ کذاب!

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل و فہم نصیب فرمائیں تاکہ یہ لوگ سوچیں کہ جس مذہب کی بنیاد ہی مکر و فریب سے چلتی ہے دنیا و آخرت میں رسوائی کے سوا کیا دے سکتا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں کی دورنگی اور قادیانی دجل و تلبیس کا پردہ چاک کرنے کے لئے حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا وہ مضمون بھی بطور ضمیمہ یہاں درج کیا جائے لہٰذا ماہنامہ "بینات" سے وہ مضمون جناب کی کتاب میں بھی نقل کیا جا رہا ہے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۳ ش:۲۲)

ضمیمہ

برأت حضرت تھانویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

"آ اللہ خیر اما یشرکون"

قادیانیوں نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی کتاب "المصالح العقلیہ" میں بعض عبارات کو مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات سے لفظ بلفظ ملتے پایا تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ عبارات مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے لی ہیں اور یقیناً لی ہیں۔

ان کے دوست محمد شاہد نے ۵ مئی اور ۷ مئی ۱۹۸۳ء کے "الفضل" ربوہ میں پہلی بار انکشاف کیا، اور پھر ان کے ہفت روزہ "لاہور" نے اس مضمون کو بڑے اہتمام سے شائع کیا، اور دعویٰ کیا کہ مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے لئے ہیں، اور یہ بھی الزام لگایا کہ مولانا تھانویؒ نے کہیں نہیں لکھا کہ یہ مضامین انہوں نے کسی اور

مصنف سے لئے ہیں۔

دوست محمد صاحب کے اس الزام نے ہمیں ایک عجیب پریشانی پیدا کر دی کہ مولانا تھانویؒ جیسے جلیل القدر عالم نے مرزا غلام احمد کی عبارات کو اپنا کیوں ظاہر کیا ہے؟ مگر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ مولانا تھانویؒ نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں صاف لکھ دیا ہے کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں بعض مضامین کسی اور کتاب سے لئے ہیں، اس میں بہت سی غلط باتیں بھی تھیں، اگرچہ اس میں کچھ صحیح مضامین بھی تھے، اس لئے مولانا تھانویؒ نے اس کتاب کا نام ذکر نہ کیا تاکہ اس میں لوگوں کی غلط رہنمائی کا گناہ ان پر نہ آسکے۔

"المصالح العقلیہ" کے اس مقدمہ میں حضرت تھانویؒ کے اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

> "احقر نے نہایت بے تعصبی سے اس میں بہت سے مضامین کتاب مذکورہ بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے، لے لئے ہیں اور اس میں احکام مشہورہ کی کچھ کچھ مصلحتیں مذکور ہوں گی جو اصول شرعیہ سے بعید نہ ہوں اور فہم عامہ سے قریب ہوں، مگر یہ مصلحتیں نہ سب منصوص ہیں، نہ سب مدار احکام ہیں اور نہ ان میں انحصار ہے۔" (ص: ۵ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

ہم نے حضرت تھانویؒ کی یہ تصریح دیکھی تو قادیانی خیانت کا پردہ چاک ہو گیا، وہ حیرت جاتی رہی جو دوست محمد شاہد قادیانی کے مذکورہ سابق مضمون سے پیدا ہوئی تھی، مگر اس پر حیرت ضرور ہوئی کہ دوست محمد قادیانی کو اتنا صریح جھوٹ بولنے اور مغالطہ دینے کی جرأت کیسے ہوئی؟ مولانا تھانویؒ نے اس کتاب کے مصنف کا نام نہیں لیا، جس سے بعض عبارات انہوں نے لی ہیں، تو بے شک انہیں اس سوال کا حق پہنچتا تھا، لیکن اس حوالے کو سرے سے ذکر نہ کرنا اور لوگوں کو یہ تأثر دینا کہ مولانا تھانویؒ نے یہ عبارات بغیر کسی قسم کے حوالے کے دیئے، اپنے نام سے پیش کر دی ہیں، قادیانیت کی کھلی خیانت اور ان کے صریح جھوٹ کی ایک اور مثال ہے۔

صاحب کی پانچ کتابوں سے بغیر کسی قسم کا حوالہ دیئے اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں، ہم نے ان قادیانی مضمون نگاروں کے ہر مضمون پر ان کا نوٹس لیا اور انہیں اس غلط بیانی اور خیانت سے رجوع کرنے کی دعوت بھی دی، مگر افسوس کہ ان حضرات نے کبھی بھی اپنی اس خیانت پر پشیمانی کا اظہار نہ کیا اور نہ انہیں اس علمی خیانت سے توبہ کی توفیق ہوئی۔

عقلی حکمتیں مولانا تھانویؒ کی نظر میں:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت بلند پایہ اور راسخ فی العلم عالم دین تھے، ان کے ہاں احکام دین کی یہ حکمتیں نہ منصوص ہیں، نہ مدار احکام، بلکہ وہ تو یہ چاہتے تھے کہ لوگ اس قسم کے مباحث میں نہ پڑیں، لیکن وہ انہیں اس سے روکنے پر قادر نہ تھے، مجبوراً انہوں نے انہیں ایک صحیح سمت موڑا۔

آپؒ نے ان میں سے وہ مضامین جو ان کے نزدیک اصول شریعت سے بعید نہ تھے، لے لئے، اور اس کتاب کے مؤلف کا نام نہ بتایا کہ ان کی نشاندہی پر لوگ اس کتاب کی طرف نہ دیکھیں، جو تمام تر رطب و یابس سے پُر تھی، اور عامۃ الناس کو اس کا دیکھنا سخت مضر تھا، مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں:

> "غرض اس میں کوئی شک نہ رہا کہ اصل مدار ثبوت احکام شرعیہ فرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں، لیکن اسی طرح اس میں بھی شبہ نہیں کہ باوجود اس کے پھر بھی ان احکام میں بہت سے مصالح اور اسرار بھی ہیں، اور گو مدار ثبوت احکام کا ان پر نہ ہو، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، لیکن ان میں یہ خاصیت ضرور ہے کہ بعض طبائع کے لئے ان کا معلوم ہوجانا احکام شرعیہ میں مزید اطمینان پیدا ہونے کے لئے ایک درجہ میں معین ضرور ہے، گو اہل یقین راسخ کو اس کی ضرورت نہیں۔"　　(المصالح العقلیہ ص:۱۳ طبع دارالاشاعت کراچی)

حضرت مولانا تھانویؒ کی اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ انہوں نے اس کتاب

سے مضامین اس لئے نہیں لئے کہ مولانا کو خود ان کی ضرورت تھی، یا وہ انہیں کسی درجہ میں علم ومعرفت کا سرمایہ سمجھتے تھے، بلکہ محض اس لئے کہ ان کے بیان سے وہ ضعیف الیقین کے ضعف کو کسی درجہ میں کچھ تسلی دے سکیں۔ حضرت مولانا تھانویؒ کی اس تصریح کے باوجود جناب عبداللہ ایمن زئی، حضرت مولانا تھانویؒ کو اس آب حیات کا متلاشی بتلا رہے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ حضرت مولانا جیسے راسخین فی العلم کے ہاں ان مضامین عقلیہ کا کچھ وزن نہیں، وہ حضرت مولانا کو اس ''چشمۂ فیض'' سے سیراب ہوتا یوں پیش کرتے ہیں، ان کے متعدد جملے ذیل پانچ میں سے ملاحظہ فرمایئے:

۱:...''حضرت تھانویؒ اس نکتے پر غور فرمارہے تھے کہ خنزیر کو حرام قرار دینے کا عقلاً کیا جواز ہے، اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جو لٹریچر تخلیق ہوا، اور بڑے بڑے علماء ومفسرین نے اس مسئلے پر جو کچھ لکھا وہ سب حضرت تھانویؒ کی نظر میں تھا، مگر انہوں نے یہ سارا سرمایۂ معرفت ایک طرف رکھ دیا اور مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں حرمت خنزیر کے جو اسباب بیان کئے تھے، وہ اپنی کتاب میں نقل کردیئے۔''　　　(کمالات اشرفیہ ص:۷)

۲:...''حضرت تھانویؒ اپنی کتاب کی تصنیف کے وقت غور فرمارہے تھے کہ نماز پنجگانہ میں کیا حکمتیں ہیں، اسی دوران میں ان کی نظر سے مرزا صاحب کی مذکورہ بالا کتاب گزری، اس میں بیان کردہ حکمتیں حضرت تھانویؒ کو اس قدر پسند آئیں کہ لفظ بہ لفظ اپنی کتاب میں نقل فرمادیں۔''　　　(ایضاً ص:۱۲)

۳:...''حضرت مولانا تھانویؒ کتاب کے لئے اس موضوع پر غور وفکر اور مطالعہ فرمارہے تھے، تلاش وتحقیق کے دوران مرزا صاحب کی کتاب ''نسیم دعوت'' انہیں ملی، انہوں نے یہ کتاب پڑھی اور محسوس کیا انسانی قویٰ کے استعمال کے جو طریقے مرزا

صاحب نے قرآن شریف میں تدبر کرنے کے بعد بیان کئے ہیں، ان سے بہتر نکات بیان نہیں کئے جاسکتے۔" (ایضاً ص:۳۰)

۴:... "روح اور قبر کے تعلق کے بارے میں صدیوں تک علماء اور حکمائے اسلام نے بحث کی اور آخر یہی نتیجہ نکالا کہ قبر کے ساتھ روح کا تعلق کچھ نہ کچھ ضرور رہتا ہے، حضرت تھانویؒ کے پیشِ نظر بھی یہی مسئلہ تھا، اسی دوران میں حضرت تھانویؒ کی نظر سے مرزا صاحب کی ایک تقریر گزری... مرزا صاحب کی تقریر کی ساری عبارت حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب میں شامل کرلی۔"

(ایضاً ص:۳۱)

۵:... "حضرت مولانا تھانویؒ نکاح اور طلاق کی حکمتوں پر غور فرمارہے تھے، مرزا صاحب اپنی کتاب "آریہ دھرم" میں نکاح و طلاق کی حکمتوں پر بحث کرچکے تھے، حضرت تھانویؒ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس سے استفادہ کیا۔ مولانا مغفور، مرزا صاحب کی بحث کو پڑھ کر اسے اپنے رنگ میں اور اپنے الفاظ میں بیان کرسکتے تھے ...... مگر حضرت تھانویؒ کو خراجِ تحسین ادا کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے دھوکہ، فریب سے کام لینے کے بجائے مرزا صاحب کی یہ ساری بحث مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں اپنی کتاب کی زینت بنادی۔"

(ایضاً ص:۳۳)

ان پانچوں اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ ان مسائل میں واقعی ضرور متردد تھے، اور مرزا صاحب کی کتابوں میں ان کی مشکل کا حل موجود تھا، اور انہوں نے یہ مشکل مرزا صاحب کی کتابوں ہی سے حل کی، جناب عبداللہ ایمن زئی نے یہ عبارات لکھتے ہوئے حضرت مولانا تھانویؒ کے اس جملہ کو دیکھا تک نہیں جو حضرت تھانویؒ اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں لکھ چکے تھے اور اس سے پوری حقیقتِ حال سے پردہ اٹھتا تھا،

وہ جملہ یہ ہے:

"اہلِ یقین اور راسخ العلم کو اس کی ضرورت نہیں، لیکن
بعض ضعفاء کے لئے تسلی بخش اور قوت بخش بھی ہے۔"

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ حضرت تھانویؒ تو ان مضامین عقلیہ کو کوئی علم و عرفان کا موضوع قرار نہیں دے رہے، ضعفاء ایمان کے لئے محض ایک تسلی کا سامان کہہ رہے ہیں، اور عبداللہ ایمن زئی صاحب ہیں کہ خلاف مرادِ متکلم حضرت تھانویؒ کو ان مضامین میں تحقیق حق کا جویا بتلا رہے ہیں، حضرت تھانویؒ کو غور و فکر میں ڈوبا ہوا ظاہر کر رہے ہیں، اور لکھ رہے ہیں کہ حضرت تھانویؒ کو مرزا صاحب کے ہی سرچشمۂ فیض سے سیرابی نصیب ہوئی۔

جو شخص بھی حضرت تھانویؒ کے اس مقدمہ کو پڑھے گا اور پھر ایمن زئی صاحب کی ان عبارات کو دیکھے گا وہ بلاتامل کہے گا کہ ایمن زئی صاحب نے ان عبارات میں حق و انصاف کا خون کیا ہے، کچھ بھی خدا کا خوف نہیں کیا، جو بات حضرت تھانویؒ نے صرف ضعفاء ایمان کے لئے تسلی کا سامان کہی تھی، اسے ایمن زئی نے خود حضرت تھانویؒ جیسے راسخ فی العلم کے لئے سرمایۂ یقین ٹھہرا دیا ہے، یہ کھلی خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟

عقلی حکمتیں اور روحانی معارف:

عبداللہ ایمن زئی نے یہ جانتے ہوئے کہ مولانا تھانویؒ کے نزدیک احکام اسلام کی مصلحتوں اور حکمتوں کا علم سرے سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا، اور نہ وہ اسے کسی پہلو میں روحانی معارف میں جگہ دیتے ہیں، مولانا تھانویؒ کی کتاب "المصالح العقلیہ" کو روحانی معارف کی کتاب سمجھ لیا ہے، ایمن زئی صاحب یہ بھی نہ سمجھ سکے کہ مولانا تھانویؒ تو سرے سے ہی ان کے خلاف تھے، انہیں محض ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لئے سامان تسلی سمجھتے تھے۔

کاش کہ ایمن زئی صاحب حضرت تھانویؒ کی یہ عبارت بھی مقدمہ میں دیکھ لیتے:

"چونکہ ہمارے زمانہ میں تعلیم جدید کے اثر سے جو

آزادی طبائع میں آ گئی ہے، اس سے بہت سے لوگوں میں ان مصالح کی تحقیق کا شوق اور مذاق پیدا ہوگیا ہے، اور گو اس کا اصل علاج تو یہی تھا کہ ان کو اس سے روکا جائے۔''

(المصالح العقلیہ ص:۱۳ طبع دارالاشاعت کراچی)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ کے ہاں ان کی یہ کتاب کوئی روحانی معارف کی کتاب نہ تھی، انہوں نے ادنیٰ سمجھ والوں کے لئے احکام اسلام کی یہ چند مصلحتیں ذکر کی تھیں تاکہ عوام کو ان میں رغبت ہو، افسوس کہ ایمن زئی صاحب نے انہیں روحانی معارف کا خزانہ، یا قرآن مجید کی کوئی بہت بڑی تفسیر سمجھ لیا، اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دیکھو مولانا تھانویؒ جیسا جلیل القدر عالم، مرزا صاحب سے روحانی معارف کا سبق لے رہا ہے، ایمن زئی صاحب لکھتے ہیں:

''لاکھوں انسانوں کے پیشوا حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی مشہور و معروف کتاب ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' ایک ایسی پُر معارف تصنیف ہے جس کے اسرار و معارف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مختلف اور متعدد کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔'' (کمالات اشرفیہ ص:۵)

پھر ایمن زئی صاحب یہ بھی لکھ گئے:

''اپنے زمانے کا اتنا بڑا عالم جس نے لاکھوں انسانوں کو علم دین پڑھایا، وہ اپنی کتاب ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' لکھتے ہوئے اتنا بے بس ہوگیا کہ روحانی معارف بیان کرنے کے لئے اسے مرزا صاحب کی کتابوں کا سہارا لینا پڑا۔'' (ایضاً ص:۵)

مولانا تھانویؒ تو اپنی اس کتاب کو روحانی معارف کا خزانہ بالکل نہیں کہہ رہے، بلکہ صراحت کر رہے ہیں کہ راسخ العلم اہل الیقین کو اس کی کوئی ضرورت نہیں، صرف ضعفاء اسلام کے لئے اس میں کچھ تسلی کا سامان ہے، مگر ایمن زئی صاحب ان کی کتاب پر

عقیدت کا وہ حاشیہ بھی موجود ہے جو حضرت تھانوی کے مریدین میں سے بھی کسی کو آج تک نہیں سوجھا ہوگا۔ یہ اس لئے نہیں کہ انہیں حضرت تھانوی سے عقیدت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے اس اظہار سے مرزا غلام احمد کے بارے میں اپنے ذہن کو کچھ تسکین دینا چاہتے ہیں۔

مولانا تھانوی کی کتاب میں غیرمسلموں کی نقول:

مولانا تھانوی نے اپنی اس کتاب میں احکام اسلام کی بعض حکمتیں غیرمسلموں سے بھی نقل کی ہیں۔ آپ ایک مقام پر ایک جرمن مقالہ نویس سے اسلام کے حفظ صحت کے اصولوں میں ایک حکمت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاک بازی کی صالح اور صریح ہدایات کو نافذ کر کے جراثیم باکٹریا کو مہلک صدمہ پہنچا دیا ہے۔ غسل اور وضو کے واجبات نہایت دور اندیشی اور مصلحت پر مبنی ہیں۔ غسل میں تمام جسم اور وضو میں ان اعضا کا پاک صاف کرنا ضروری ہے جو تمام کاروبار یا چلنے پھرنے میں کھلے رہتے ہیں۔ منہ کو صاف کرنا اور دانتوں کو مسواک کرنا، ناک میں اندرونی گرد و غبار وغیرہ کو دور کرنا، یہ تمام حفظ صحت کے لوازم ہیں۔ اور ان واجبات کی بڑی شرط آب رواں کا استعمال ہے۔ جو فی الواقع جراثیم کے وجود سے پاک ہوتا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجربہ میں دوربینی کے بغیر جو تیرہ سو سال کے اندر امراض ہیضہ و طاعون بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کر لیا تھا۔"

(المصالح العقلیہ ص: ۲۹۹ منقول از اخبار وکیل ۱۸ جون ۱۹۱۳ء)

عبداللہ کا ستیاناس کیا اس جرمن مقالہ نویس کو قرآنی معارف کا سرچشمہ کہنے کے کہ مولانا تھانوی جیسا عالم اسلامی احکام کی ایک حکمت اس غیرمسلم سے نقل کر رہا ہے۔

مولانا تھانوی نے جرمنی کے ڈاکٹر مارخ کی بھی ایک تحریر احکام اسلام کے مصالح عقلیہ میں پیش کی ہے۔ ہم اس کا بھی ایک اقتباس یہاں پیش کرتے ہیں:

"جس وقت سے مجھ کو نوشادر کا دوار انقلاب کے لئے تجربہ بطور علاج کے درست ہو گیا ہے، اس وقت سے میں عظیم الشان نبی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاص طور پر قدر و منزلت کرتا ہوں، اب کشف کی رو میں مجھ کو انہیں کے مبارک قول کی تحقیق نے روشنی دکھائی، جس نے ان کی وہ حدیث پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اس کو سات مرتبہ دھو ڈالو، چھ مرتبہ پانی سے، اور ایک مرتبہ مٹی سے، یہ حدیث دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے عظیم الشان معلم کی شان میں فضول گوئی نہیں ہو سکتی، ضرور اس میں کوئی مفید راز ہے، اور میں نے مٹی کے عنصروں کی کیمیائی تحلیل کر کے ہر ایک عنصر کا دوار انقلاب میں الگ استعمال شروع کیا، آخر میں نوشادر کے تجربہ کی نوبت آتے ہی مجھ پر منکشف ہو گیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے۔"

(المصالح العقلیہ ص:۳۰۲ منقول از اخبار مدینہ بجنور، ۱۷ مئی ۱۹۱۳ء)

ان مثالوں سے واضح ہے کہ حضرت مولانا تھانوی نے احکام اسلام کے مصالح عقلیہ بیان کرنے میں کچھ مقامات غیر مسلموں سے بھی لئے ہیں۔ ڈاکٹر موریس فرانسیسی، مسٹر آرنلڈ، پادری، مسٹر ایڈورڈ براؤن کی تحریرات کے ساتھ ساتھ آپ نے گرو بابا نانک سے بھی کچھ باتیں نقل کی ہیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ قرآن و حدیث کی تفہیم نہیں جو غیر مسلموں سے نقل کی جا رہی ہیں۔ مباحث عقلیہ میں غیر مسلموں سے کوئی بات لے لینا ہرگز کسی پہلو سے ممنوع نہیں۔ کوئی پڑھا لکھا شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مولانا تھانوی نے اس جرمن مقالہ نویس ڈاکٹر مارخ سے یا ان دوسرے غیر مسلم مضمون نگاروں سے دینی معارف حاصل کئے ہیں۔ اب آپ نے اگر ان غیر مسلموں سے بھی کچھ باتیں مباحث عقلیہ میں لے لیں تو

اس سے یہ نتیجہ کیسے نکل آیا جو ایمن زکی صاحب ان الفاظ میں نکال رہے ہیں:

"راقم تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اگر علامہ تھانوی جیسے عالم بے بدل اور لاکھوں مسلمانوں کے روحانی پیشوا نے روحانی علوم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے سرچشمہ علم ومعرفت سے حاصل کیا تو پھر اس زمانے میں علم دین اور روحانیت کا سرچشمہ تو مرزا صاحب ہوئے۔" (کمالات اشرفیہ ص:۳۸)

محترم! اگر آپ اپنی اس عبارت کا یہ آخری جزو یوں لکھتے تو آپ کی دیانت داری کسی درجہ میں لائق تسلیم ہوتی اور پھر ہم اس کا کچھ جواب بھی عرض کرتے:

"مسلمانوں کے روحانی پیشوا نے روحانی علم جرمنی کے غیر مسلم مستشرق، جرمنی کے ڈاکٹر کوخ، بابا نانک اور مرزا غلام احمد قادیانی کے چشمہ علم ومعرفت سے حاصل کیا ہے۔"

ایمن زکی صاحب کا اس مقام پر صرف مرزا غلام احمد کا ذکر کرنا ان کے راز دروں کا پتہ دے رہا ہے، اوپر کی عبارت میں خط کشیدہ الفاظ اگر ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ واقعتاً حضرت تھانویؒ نے مرزا غلام احمد کی کتابوں سے کوئی بات بھی نہیں لی اور محض الفاظ اور عبارات کے ملنے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین واقعی غلام احمد کی کتابوں ہی سے لئے ہیں، علمی اور منطقی پہلو سے کسی طرح صحیح نہیں، آئندہ ہم اس پر تفصیل سے بات کریں گے۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ کی اس کتاب کا موضوع سرے سے روحانی معارف نہیں، یہ سب مباحث عقلیہ ہیں جو اس کتاب میں پائے جاتے ہیں، اور ان میں غیر مسلم کی بات لے لینی کسی پہلو سے بھی محل کلام نہیں، مولانا تھانویؒ کی اس کتاب میں احکام اسلام کی ہزاروں عقلی مصلحتیں مذکور ہیں، ان میں سے جو باتیں مرزا غلام احمد کے ساتھ مشترک ہیں، وہ مولانا تھانویؒ کی بیان کردہ کل مصالح عقلیہ کا سو واں حصہ بھی نہیں، جس کا دل چاہے گن کر دیکھ لے اور موازنہ کرلے، اور پھر اس پر قادیانیوں کے اس دعوے کو بھی منطبق کرے کہ یہ سب روحانی معارف مرزا غلام احمد ہی

سے ماخوذ ہیں، ہم بطور اصول تسلیم کرتے ہیں کہ مصالح عقلیہ کے اخذ کرنے میں ماخوذ منہ کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے، حکمت کی بات مومن کی اپنی متاع گمشدہ ہے، جہاں اسے ملے وہ اسی کی ہے۔

امین زئی صاحب کی عقیدت حضرت تھانویؒ سے صرف لفظی ہے:

جناب عبداللہ امین زئی کو اصرار ہے کہ آپ کو قادیانی نہیں کہہ رہے ہیں، لیکن ان کی سطر سطر راز درون پردہ کا پتہ دے رہی ہے، حضرت تھانویؒ کی عقیدت میں بھی وہ رطب اللسان ہیں، لیکن ان کی ایک بات پر بھی وہ پورا یقین کرنے کے لئے تیار نہیں، مولانا تھانویؒ کی وہ کون سی بات ہے جسے امین زئی صاحب تسلیم نہیں کر رہے، وہ حضرت تھانویؒ کا یہ بیان ہے کہ انہوں نے یہ مضامین ایک کتاب سے لئے ہیں:

> "احقر نے غایت بے تعصبی سے اس میں بہت سے مضامین کتاب مذکور بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے لے لئے ہیں۔" (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص:۱۵ طبع دارالاشاعت کراچی)

امین زئی صاحب نے "کمالات اشرفیہ" کے صفحہ: ۱۶۰، ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۳۳ پر جو لکھا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے اقتباسات لئے ہیں، مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک کتاب سے (اور وہ بھی مرزا غلام احمد کی نہیں) یہ مضامین لئے ہیں، اب آپ ہی بتائیں کہ جو شخص حضرت تھانویؒ کی بات کا اعتبار نہیں کرتا، وہ کہاں تک ان کا معتقد ہو سکتا ہے؟ سو امین زئی صاحب کی حضرت تھانویؒ سے عقیدت محض ایک لفظی کھیل ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

حضرت تھانویؒ کے حوالے میں مصنف کا نام کیوں نہیں؟

حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں یہ حوالہ تو دیا کہ انہوں نے اس کے بعض مضامین ایک کتاب سے نقل کئے ہیں، جس میں رطب و یابس ہر طرح کے مضامین تھے، جو مضامین ان کے ہاں رو بہ صحت تھے، انہوں نے ان میں سے مضامین لے لئے۔

ہوا کہ ایسی کتابوں کا دیکھنا تو عامہ کو مضر ہے، مگر عام مذاق کے بدل جانے کے سبب بدوں اس کے کہ اس کا دوسرا بدل لوگوں کو بتلایا جاوے، اس کے مطالعہ سے روکنا بھی خارج عن القدرۃ ہے، اس لئے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسا مستقل ذخیرہ ان مضامین کا ہو جو ان مفاسد سے مبرا ہو، ایسے لوگوں کے لئے مہیا کیا جاوے تاکہ اگر کسی کو ایسا شوق ہو تو وہ اس کو دیکھ لیا کریں کہ اگر صورت منافع نہ ہوگا تو دافع مضار تو ہوگا (البتہ جس طبیعت میں مصالح کے علم سے احکام الٰہیہ کی عظمت و رفعت کم ہوجاوے یا وہ ان کو مدار احکام سمجھنے لگے کہ ان کے انتفاع سے احکام کو منتفی اعتقاد کرے، یا ان کو مقصود بالذات سمجھ کر دوسرے طریق سے ان کی تحصیل کو بجائے اقامت احکام کے قرار دے لے، جیسا کہ اوپر بھی ان مضار کی طرف اجمالاً اس قول میں اشارہ بھی کیا گیا ہے: ”چنانچہ بعض اوقات یہ مذاق مضر بھی ہوتا ہے۔“ تو ایسے طبائع والوں کو ہرگز اس کی اجازت نہیں ہے)، بہرحال وہ ذخیرہ یہی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ احقر نے غایت بے تعصبی سے اس میں بہت سے مضامین کتاب مذکور بالا سے بھی جو کہ موصوف بہ صحت تھے، لے لئے ہیں، اور اس میں احکام مشہورہ کی کچھ کچھ وہی مصلحتیں مذکور ہوں گی جو اصول شرعیہ سے بعید نہ ہوں، اور افہام عامہ کے قریب ہوں، مگر یہ مصلحتیں نہ سب منصوص ہیں، نہ سب مدار احکام ہیں اور نہ ان میں انحصار ہے۔“ (المصالح العقلیہ ص:۱۴، ۱۵، طبع دارالاشاعت کراچی)

یہ عبارت خود بول رہی ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اس کتاب یا اس کے مصنف کا نام کیوں نہیں لیا، افسوس کہ قادیانی مضمون نگار اس بات کو نہ پاسکے، انہوں نے مصنف کا نام نہ لکھنے کی یہ وجہ تصنیف کی:

"اگر حضرت مولانا تھانوی اپنی کتاب میں مرزا صاحب
کا نام یا ان کی کسی کتاب کا نام درج کر دیتے تو متعصب اور تنگ نظر
لوگ ان کی جان کے دشمن ہو جاتے، اور ان کی کتاب کو نذر آتش
کر دیتے۔ یقین ہے کہ تمہیں اپنے وطن (تھانہ بھون) کو بھی خیرباد
کہنا پڑتا۔ اس لئے حضرت مولانا نے فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے یہ
طریقہ اختیار کیا کہ مرزا صاحب کا حوالہ دیئے بغیر ان کے بیان کردہ
معارف اپنی کتاب میں درج کر دیئے۔" (افادات اشرفیہ ص: ۳۰)

جواباً گزارش ہے کہ مصنف کا نام نہ لکھنے کی اگر یہی وجہ ہوتی اور حقیقت میں فیض حاصل کرنا پیش نظر ہوتا تو حضرت تھانوی چلتے چلتے مصنف پر یہ تبصرہ ہرگز نہ کرتے جاتے کہ موصوف علم و عمل کی کمی کے باعث رطب و یابس میں فرق کرنے کے لائق نہیں۔ مولانا کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ حضرت کے دل میں اس کی کوئی عظمت نہ تھی، نہ حضرت نے اس سے کوئی اکتساب فیض کیا تھا۔ انہوں نے اس کا نام محض اس لئے نہ لیا کہ اسے مجرم بے آبرو کیا جائے، نہ اس کتاب کی غلط اشاعت سے اپنے اوپر کوئی گناہ کا بار لیا جائے۔

کم علم اور بے عمل آدمی کے کلام میں اسرار حکمت کہاں؟

رہا یہ سوال کہ ایک کم علم اور بے عمل آدمی کے کلام میں یہ اسرار حکمت کہاں سے آ گئے؟ جواباً گزارش ہے کہ یہاں علم سے مراد علم قرآن و سنت ہے، مصنف مذکور کو کم علم اسی پہلو سے کہا گیا ہے ورنہ عقلی مباحث اور خیالی باتیں تو ان میں بعض دفعہ ان پڑھ لوگ بھی بڑی دور کی بات کہہ جاتے ہیں۔ حضرت تھانوی کی اس کتاب کا موضوع کوئی علمی معارف نہ تھے، محض عقلی باتیں تھیں جو عقائد ایمان کو کسی درجہ میں تقویت دے سکیں، ایسی لطیف باتیں اگر کسی کم علم اور کم عمل شخص پر بھی کھل جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی کم علم دینی علماء سلف کی تحریروں میں غور و فکر کرتے کرتے اور ان سے اس قسم کا سرمایہ دانش اکٹھا کرتے کرتے بات سے بات نکالنے میں اس درجہ کامیاب ہو جائے کہ اس کے

بعض مضامین جو درد ، محبت ہوں اور اصول شرعیہ سے نہ ٹکراتے ہوں، وہ بعض راسخ فی العلم اہل یقین کو پسند آجائیں اور وہ انہیں اپنے الفاظ میں بدلنے کی محنت کیے بغیر اس کے اپنے لفظوں میں ہی انہیں نقل کر دیں اور سرقہ کے الزام سے بچنے کے لئے محض اتنا کہہ دیں کہ انہوں نے بعض مضامین کسی اور کتاب سے لئے ہیں۔

حضرت تھانویؒ نے جس کتاب سے مضامین مذکورہ لئے اس کا مصنف اسی قبیل کا شخص معلوم ہوتا ہے اور یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین ہرگز ہرگز مرزا غلام احمد کی کتابوں سے نہیں لئے، ان کا ماخذ صرف ایک کتاب ہے، نہ کہ مرزا صاحب کی پانچ کتابیں، کشتی نوح، آریہ دھرم، اسلامی اصول کی فلاسفی، نسیم دعوت اور برکات الدعا۔

عبارات ملنے سے کیا ضروری ہے کہ وہ انہی کتابوں سے لی گئی ہوں؟

حضرت تھانویؒ جیسے جلیل القدر عالم کی کتاب میں مرزا غلام احمد کی کتابوں کی بعض طویل عبارات کا من وعن پایا جانا ہمیں اس باب میں زیادہ غور وفکر اور تحقیق وتفحص پر مجبور کرتا ہے، عبارات ملنے سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ مرزا صاحب کی ہی کتابوں سے لی گئی ہوں؟ کیا اس میں اور کسی احتمال کی گنجائش نہیں؟

کیا انسانی عقل وتجربہ یہاں کسی اور احتمال کو جگہ نہیں دیتا؟ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی اور مصنف نے مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے یہ اقتباسات بلا حوالہ اپنی کتاب میں لئے ہوں یا مرزا صاحب نے انہیں اس سے لے کر اپنی پانچ کتابوں میں جگہ دی ہو، اور حضرت تھانویؒ نے انہیں اس مصنف کی اصل کتاب سے لیا ہو؟ ان سب احتمالات کے ہوتے ہوئے ایک ہی رٹ لگائے جانا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لئے ہیں اور انہیں عقل گم کر دینے والے انکشاف کے نام سے عوام کے سامنے لانا، قادیانی علم کلام کی ہی انتہا ہے۔

قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ یہ سب احتمالات عقلی ہیں اور ایسے موضوعات میں محض امکان کوئی وزن نہیں رکھتا، صرف اسی احتمال کو اہمیت دی جاسکتی ہے جو ناشی عن

الدلیل ہو، ہم جواباً کہیں گے کہ حضرت تھانویؒ نے جب اختلاف لفظوں میں لکھ دیا تھا کہ انہوں نے یہ اقتباسات ایک کتاب سے لئے ہیں (نہ کہ پانچ کتابوں سے) تو کیا یہ دلیل اس احتمال کو جگہ نہیں دیتی کہ حضرت تھانویؒ کے سامنے واقعی کوئی اور کتاب ہو۔ اس ناشی عن الدلیل احتمال کو یکسر نظر انداز کرنا اور اس پر اعتراض کرنا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین لازماً مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لئے ہیں، محض ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

دوست محمد شاہد، محمد بشیر ہرال اور عبداللہ ایمن زئی میں کچھ بھی تحقیق کا پاس ہوتا تو وہ اس کتاب کی ضرور تلاش کرتے جس میں مرزا صاحب کی پانچ کتابوں کے اقتباسات ایک ہی جگہ مل جائیں مگر افسوس کہ انہیں اس کی توفیق نہ ہوئی۔ حضرت تھانویؒ کی اس بات کو صحیح مانا جائے کہ انہوں نے یہ مضامین واقعی ایک کتاب سے لئے ہیں تو پھر ان دو احتمالات میں سے ایک کو جگہ دینی ہوگی اور تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ عبارات یقیناً مرزا صاحب کی کتابوں سے نہیں لیں۔ ہم نے دوست محمد شاہد کے اس انکشاف کا مطالعہ کیا اور پھر ایمن زئی صاحب کی بھی نزول المسیح تک دیکھی تو اس یقین سے چارہ نہ رہا کہ حضرت تھانویؒ نے قطعاً یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے نہیں لئے۔ اس پر ہم نے ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کی ۱۶ر ستمبر ۱۹۸۳ کی اشاعت میں اس عنوان کے تحت لکھا:

"صورت حال کا صحیح جائزہ"

"قادیانیوں نے اس بحث میں اب تک جتنے مضامین لکھے ہیں، ان میں سے کسی میں حضرت مولانا تھانویؒ کی دیانت اور نیت پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی صدق مقالی پر انہیں بھی عموی اتفاق ہے۔

مولانا تھانویؒ "الصالح العقلیہ" کے مقدمہ میں تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ مضامین ایک ایسی کتاب سے نقل کئے ہیں، جس میں بیشتر باتیں غلط تھیں، مولانا تھانویؒ نے اس ایک کتاب کے سوا اور کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان

کے پاس یہی کتاب ایک ہی تھی۔

> مگر دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ حضرت تھانویؒ کی اس کتاب "المصالح العقلیہ" میں مرزا صاحب کی پانچ کتابوں کی عبارات ملتی ہیں، سوال یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ اپنے مقدمے میں اگر ایک کتاب کا ذکر کر سکتے تھے تو پانچ کتابوں کا ذکر کرنے میں انہیں کیا دقت ہو سکتی تھی؟ کوئی نہیں! سو ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ آپ کے سامنے واقعی ایک ہی کتاب تھی جیسا کہ آپ نے بیان کیا نہ کہ پانچ، تاہم یہ حقیقت ہے کہ "المصالح العقلیہ" میں مرزا صاحب کی پانچ کتابوں کی عبارات موجود ہیں۔"

قادیانی مضمون نگار اپنے کسی مضمون میں اس تعارض کا حل نہیں کر پائے، نہ انہوں نے کوئی اور خارجی حوالہ پیش کیا کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین واقعی مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے ہی اخذ کئے ہیں۔

رفع تعارض:

رفع تعارض کے لئے تمام عقلی احتمالات سامنے لائے جاتے ہیں، یہاں رفع تعارض اس صورت میں ہوتا ہے کہ کسی اور کتاب کو مرزا صاحب اور حضرت مولانا تھانویؒ میں واسطہ بنایا جائے اور سمجھا جائے کہ اس کتاب میں مرزا صاحب کی پانچ کتابوں کے مضامین بلاحوالہ نقل ہوں گے، اور مولانا تھانویؒ نے اس کتاب سے وہ مضامین اپنی کتاب میں لئے ہوں گے، رفع تعارض کے لئے سب احتمالات کو دیکھنا ہوتا ہے، راقم الحروف نے اس رفع تعارض کے لئے "یہ ممکن ہے" اور "یہ بھی ممکن ہے" کے پیرایوں پر اگر توجہ دلائی ہے تو کوئی گناہ نہیں کیا، معلوم ہوتا ہے کہ جناب محمد بشیر ہر ایک علمی مضامین اور تاریخی تحقیقات کے کوچے میں کبھی بھول کر بھی نہیں گزرے، ورنہ وہ کبھی اسے عذر گناہ بدتر از گناہ کا عنوان نہ دیتے۔

قادیانی حضرات اس پر بہت سیخ پا ہوئے لیکن علمی طور پر دو ان دو احتمالات کی راہ بند نہ کر سکے۔ ہمارے پیش کردہ احتمال ناشی عن الدلیل تھے اور قادیانیوں کو انہیں قرار واقعی جگہ دینی چاہئے تھی، مگر وہ تو اس نشہ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ انہوں نے واقعی عقل کو گم کر دینے والے انکشافات کئے ہیں، ہم عرض کریں گے کہ ان سے عقل تمہاری گم ہوئی ہے، جنہوں نے اور طرف سوچنا ہی چھوڑ دیا، ہماری نہیں جنہوں نے صورتِ حال کا صحیح جائزہ لیا۔

قادیانیوں کو نصف صدی بعد یہ انکشاف کیوں ہوا؟

حضرت مولانا تھانویؒ کو دنیا سے رخصت ہوئے تقریباً نصف صدی ہو رہی ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے اب اس مسئلہ کو کیوں اٹھایا؟ اور نصف صدی کے قریب اس پر کیوں خاموش رہے؟ اگر یہ بات اس وقت اٹھائی جاتی جب حضرت تھانویؒ کے وہ احباب اور خلفاء موجود تھے جو اپنے وقت کے امام ہیں علم بھی تھے اور حضرت تھانویؒ سے بھی بہت قریبی تعلق رکھتے تھے، تو فوراً بتا دیتے کہ حضرت تھانویؒ نے کس ایک کتاب سے یہ اقتباسات لئے لیکن قادیانیوں نے یہ بات اس وقت اٹھائی جب حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، محدث العصر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ایک ایک کر کے جا چکے تھے، جونہی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی وفات ہوئی، قادیانی یہ انکشاف لے کر سامنے آگئے کہ شاید اب اس دور کا کوئی شخص نہ ملے جو حضرت تھانویؒ کی اس تالیف کا پس منظر سامنے لا سکے۔

قادیانیوں کی اتنی طویل خاموشی خود اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ عبارات مرزا صاحب کی کتابوں سے نہیں لیں، نصف صدی تک اس امید پر کہ اب شاید اس دور کا کوئی آدمی نہ رہا ہو جو صورتِ واقعہ کی صحیح عکاسی کر سکے وہ اچانک یہ انکشاف سامنے لے آئے۔

اہل اسلام کی طرف سے جوابی کاروائی:

ہم نے دوست محمد شاہد کے اس انکشاف کو پڑھتے ہی مذکورہ بالا احتمالات جو ناشی عن الدلیل تھے، پیش کر دیئے تھے، تاکہ فریقین اس ایک کتاب کی تلاش کریں جہاں سے مرزا صاحب اور مولانا تھانویؒ دونوں نے یہ اقتباسات لیے ہیں، لیکن بجائے اس کے کہ ہماری اس درخواست پر کچھ عمل کیا جاتا، عبداللہ ایمن زئی نے ''کمالات اشرفیہ'' کے نام سے ایک رسالہ اس پر لکھ مارا، اور وہی لکیر پیٹتے رہے کہ کچھ بھی ہو، حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لئے ہیں۔

دوست محمد شاہد تو اس مذکورہ انکشاف کے بعد سامنے نہیں آئے، ممکن ہے انہیں وہ کتاب مل گئی ہو، جہاں سے حضرت تھانویؒ نے یہ اقتباسات لئے تھے، لیکن ان کی جماعت کے محمد بشیر ہرل اور عبدالرحیم نعمتہ بورے والا، اس پر برابر مصر رہے کہ حضرت تھانویؒ نے یہ ''کسب فیض'' مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی کیا ہے، دوست محمد شاہد کو بھی چاہئے تھا کہ اگر انہیں وہ کتاب مل گئی تھی تو اپنے ان ساتھیوں کو بھی اس کا پتہ دے دیتے۔

یہ صحیح ہے کہ ہم نے ان قادیانی مضمون نگاروں کا پورا تعاقب کیا اور ان کے مبلغ و مورخ سب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے، اور ہم نے انہیں یہ اصولی بات سمجھائی کہ حضرت تھانویؒ نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں جس کتاب کا حوالہ دیا ہے، وہ ایک کتاب ہے، اور حضرتؒ نے یہ باتیں سب اسی کتاب سے لی ہیں، نہ کہ مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے، اور انہیں (قادیانیوں کو) حضرت تھانویؒ کی اس بات کو سچ ماننا چاہئے اور حضرتؒ کا دیا ہوا حوالہ ذکر کرنے کے بغیر اپنے اس انکشاف کو آگے نہ پھیلانا چاہئے، کیونکہ یہ ایک انکشاف نہ ہوگا، ایک خیانت ہوگی۔

حضرت تھانویؒ کے اصل ماخذ کی نشاندہی:

یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک ہم عصر مولوی محمد فضل خان کی کتاب ہے، جو موضع چنگا بنگیاں، تحصیل گوجر خان، ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے، انگریز حکومت

کے نزدیک معادن تھے۔ ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کے بارے میں انہوں نے جو لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مقلد تھے۔ مرزا غلام احمد کی پانچوں کتابوں کے اقتباسات اس کتاب میں مختلف مواقع پر بعینہٖ موجود ہیں، اس مؤلف نے مرزا صاحب کی کتابوں سے یہ مضامین لئے ہیں، یا مرزا صاحب نے اس کے مسودات سے یہ مضامین نقل کئے ہیں، یا دونوں نے اپنے سے پہلے کی کسی کتاب سے لئے ہیں؟ سردست ہم اس پر بحث نہیں کرتے، اس وقت صرف حضرت تھانوی کی بات پیش نظر ہے کہ حضرتؒ نے یہ مضامین مرزا غلام احمد کی کتابوں سے ہرگز نہیں لئے، اس ایک کتاب سے لئے ہیں، اور اس کتاب کا نام "اسرار شریعت" ہے۔

"اسرار شریعت" کا تعارف:

اسرار شریعت تین ضخیم جلدوں میں ایک اردو تالیف ہے، مؤلف نے شریعت کے جملہ مسائل و احکام کو عقلی اور فطری استناد مہیا کرنے کی ایک بھرپور کوشش کی ہے، تاہم علم کے باعث جا بجا ٹھوکریں بھی کھائی ہیں اور بے بنیاد باتیں بھی بہت کی ہیں، تاہم یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف مذکور کو اس عظیم مہم کو سرانجام دینے میں تیرہ سو سال کے علمائے اسلام اور فلاسفۂ حکمت کی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا ہوگا، یہ کاوش ان کی پوری زندگی کا نچوڑ معلوم ہوتی ہے، اس کتاب میں ضمنی طور پر بعض مسائل شریعت کو عقل کے ڈھانچے میں نہیں ڈھالا گیا، بلکہ جملہ مسائل شریعت کو باب وار عقلی اور فطری استناد مہیا کیا گیا ہے، سو اس باب میں یہ کتاب اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے، بڑی جامع اور ضخیم کتاب ہے، مرزا صاحب نے اپنی پانچ کتابوں میں جہاں یہ بحثیں کی ہیں، ان کتابوں کا موضوع مسائل شریعت کا فطری جائزہ نہیں، سوائے ایک کتاب کے (اسلامی اصول کی فلاسفی)، باقی سب کتابوں کے موضوع دوسرے ہیں، مرزا صاحب نے ان میں ضمناً یہ عقلی مباحث ذکر کئے ہیں، کتابوں کے نام خود ان مختلف موضوعات کا پتہ دے رہے ہیں، کشتی نوح، آریہ دھرم، برکات الدعاء، نسیم دعوت وغیرہ، سو اس میں شک نہیں کہ کتاب "اسرار شریعت" اس موضوع کی ایک

اصولی کتاب ہے۔ اور مرزا صاحب کی کتابیں ضمناً کہیں کہیں ان عقلی مباحث کو لے آئی ہیں۔ ”اسرار شریعت“ تین جلدوں کی ایک ضخیم کتاب ہے، جسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف کے کم از کم پندرہ بیس سال اس کتاب کی تالیف پر لگے ہوں گے۔ مؤلف نے اس کے سرورق پر لکھا ہے:

> ”یہ کتاب صرف میری طبع زاد یا خیالات کا نتیجہ نہیں، بلکہ اسلام میں تیرہ سو سال سے اس زمانہ تک جو بڑے بڑے مشہور و معروف روحانی فلاسفر اور ربانی علمائے کرام اسلام گزرے ہیں، اکثر مسائل کے اسرار و فلاسفی ان کی تقاریر مقدسہ سے بھی اخذ کی گئی ہیں۔ الغرض اسلامی تہذیب کے لئے اردو زبان میں جامع اور بے نظیر اس فن میں یہی ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ اور اسلامی علوم کے اسرار بیان کرنے میں بحر محیط ہے۔“

اہل علم اور اہل قلم پر مخفی نہیں کہ تیرہ سو سال کے بڑے بڑے علماء کی کتابوں کو کھنگالنا، ان کے خلاصے نکالنے اور ان پر غور و فکر کرنا اور پھر انہیں اپنے الفاظ میں باب وار لانا اور تین ضخیم جلدوں پر ایک بحر محیط پیش کرنا، کوئی ایسا کام نہیں جو چار پانچ سال کی پیداوار ہو، یہ عظیم کام پندرہ بیس سال سے کم کسی طرح اس نہج پر ترتیب نہیں پا سکتا، بلکہ مؤلف کی پوری زندگی کا حاصل ہے۔ اس کتاب کے اس مختصر تعارف کے بعد اب ہم بھی چند انکشافات ہدیۂ قارئین پیش کرتے ہیں:

انکشاف ۱:

مرزا غلام احمد کی وفات ۱۳۲۶ھ میں ۶۸ سال کی عمر میں ہوئی، اسرار شریعت ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی، ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد کی زندگی میں ہی کتاب نے ترتیب پائی اور جونہی یہ کتاب شائع ہوئی، قادیانی سربراہ حکیم نور الدین نے تین کتابوں کا آرڈر دے دیا اور اسے عام تقسیم کر دیا۔ قادیانیوں کی اس قسم کی کارروائی پتہ دیتی ہے کہ قادیانی علمی حلقے

اس کتاب کی اشاعت سے پہلے اس کتاب سے واقف تھے، اور انہیں اس کی اشاعت کا شدید انتظار تھا، ورنہ کسی کتاب کا اشتہار دیکھ کر انسان پہلے وہ کتاب منگاتا ہے، اسے دیکھتا ہے تو مزید نسخوں کا آرڈر دیتا ہے، اسرارِ شریعت جلد دوم کے آخری صفحہ پر مؤلف مولوی محمد فضل خان صاحب لکھتے ہیں:

> "علامہ حکیم نورالدین صاحب امام فرقہ احمدیہ نے کتاب اسرارِ شریعت کا اشتہار دیکھتے ہی کلمۃً امدادِ اسلامی تیس نسخے خریدنے کا خط خاکسار کو لکھا اور بعد طبع سالم قیمت پر تیس نسخے خرید لئے......"

یہ خط کب لکھا گیا؟ کتاب کی طباعت سے پہلے، کتاب چھپنے پر سالم قیمت پر تیس نسخے خرید لی گئیں، کتاب کب شائع ہوئی؟ ۱۳۲۲ھ میں! ظاہر ہے کہ یہ خط کتاب کے اشتہار پر ایک دو سال پہلے لکھا گیا ہوگا، ان دنوں کتابوں کے اشتہار ان کی اشاعت سے کافی پہلے نکلتے تھے، خود مرزا غلام احمد کی کتاب "براہین احمدیہ" کا اشتہار اس کے چھپنے سے کتنا پہلے نکلا تھا؟ سو اس میں شک نہیں کیا جاسکتا کہ حکیم نورالدین صاحب کا یہ خط خود مرزا صاحب کی زندگی میں لکھا گیا تھا، اور قیاس یہی ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے ایما سے ہی لکھا گیا ہوگا، ہاں جس وقت مؤلف نے مذکورہ بالا نوٹ لکھا، اس وقت حکیم نورالدین صاحب بے شک جماعت کے امام بن چکے تھے، اگر یہ خط واقعی مرزا صاحب کے ایما سے لکھا گیا تھا تو ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اس کتاب کی اشاعت سے پہلے اس سے اچھی طرح باخبر تھے، اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ مسودہ یا مؤلف کی بعض تحریرات خطوط کی شکل میں ان کی نظر سے گزری ہوں اور مؤلف نے ان کی خفی امداد کے لئے انہیں بھیجی ہوں۔

انکشاف:۲:

حکیم نورالدین صاحب سے زیادہ کون مرزا صاحب کے قریب ہوگا، اور ان سے زیادہ کس کی مرزا صاحب کی کتابوں پر نظر ہوگی؟ انہوں نے کتاب اسرارِ شریعت اسے

شوق سے منگائی بھی اور پڑھی بھی، اور اس میں بعض لمبے لمبے مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے بلفظہٖ ملتے بھی پایا، اور یہ بھی ملاحظہ کیا کہ مصنف نے ان عبارات کے آگے مرزا صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، اس پر حکیم نورالدین صاحب اور ان کے حلقے کے لوگ برابر خاموش رہے اور کسی نے یہ بات نہ اٹھائی کہ اس کے بعض مندرجات مرزا صاحب کی پانچ کتابوں کے مندرجات سے ہوبہو ملتے ہیں۔ حکیم نورالدین صاحب یا ان کے کسی ساتھی نے یہ آواز کیوں نہ اٹھائی؟ وہ عقل کو گم کر دینے والا انکشاف آج نصف صدی بعد مولانا تھانویؒ کے خلاف ہو رہا ہے، اور اسی وقت مولوی محمد فضل خان آف گوجر خان کے خلاف کیوں نہ ہو سکا؟

اس کا ایک ہی جواب ہے جو قرین قیاس ہے وہ یہ کہ اس وقت مولوی محمد فضل خان زندہ تھے، جو اس بات پر واضح طور پر کہہ سکتے تھے کہ مرزا غلام احمد نے ان مضامین کا کسب فیض خود ان سے کیا ہے، اور یہ کہ مرزا صاحب کی عادت تھی کہ اپنی کتابوں کے دوران تصنیف وہ وقت کے دیگر اہل قلم سے علمی امداد لیتے رہتے تھے، اگر اس بات کے کھلنے کا ڈر نہ تھا تو بتلایئے کہ حکیم نورالدین صاحب اور ان کے احباب اس پر بالکل خاموش کیوں رہے؟ اور پوری جماعت پون صدی تک اس پر خاموش کیوں رہی؟ آئندہ ہم ان اقتباسات کو جو دوست محمد شاہد یا عبداللہ ایمن زئی نے مرزا غلام احمد اور حضرت تھانویؒ کی عبارات کے تقابلی مطالعہ میں پیش کئے ہیں، مولوی محمد فضل خان اور مرزا غلام احمد کی تقابلی عبارات میں پیش کریں گے۔

انکشاف: ۳

یہ گمان نہ کیا جائے کہ مولوی محمد فضل خان نے ان مضامین پر مرزا غلام احمد کا حوالہ اس لئے نہ دیا ہوگا کہ عام لوگ ان کے مخالف نہ ہو جائیں، یہ وہی تو ہے جو عبداللہ ایمن زئی نے حضرت تھانویؒ کے بارے میں اختیار کی ہے۔ ایمن زئی صاحب حضرت تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"انھوں نے مرزا صاحب کی کتابوں کے صفحات نقل
کرتے ہوئے بانی کتب کے حوالے کہیں درج نہیں کیے۔۔۔۔ اگر
حضرت تونسوی اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا نام یا ان کی کسی
کتاب کا نام درج کر دیتے تو متعصب اور تنگ نظر لوگ ان کی جان
کے دشمن ہو جاتے اور ان کی کتاب کو نذر آتش کر دیتے۔"

(نافلات اشرفیہ، ص: ۳۶،۳۵)

ممکن ہے قادیانی مضمون نگار مولوی محمد فضل خاں کے بارے میں بھی یہی توجیہ اختیار کریں۔ ہم جو بات عرض کر رہے ہیں یہاں ایسا کوئی احتمال سرے سے ممکن نہیں ہے۔ مولوی محمد فضل خاں نے اس کتاب "اسرار شریعت" میں بعض مضامین مرزا غلام احمد کے دوسرے ساتھیوں سے لئے ہیں اور انہیں ان کا حوالہ دے کر اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔ مثلاً طلاق کی فلاسفی پر مولوی محمد علی لاہوری کا ایک پورا مضمون مصنف نے اپنی اس کتاب کی دوسری جلد کے صفحہ: ۳۰۵ پر دیا ہے، جو صفحہ: ۳۲۹ تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ مضمون کے آخر میں لکھا ہے:

"حقیقت طلاق کا مضمون رسالہ "ریویو آف ریلیجنز"
مؤلفہ علامہ مولوی محمد علی سے لیا گیا ہے۔"

(اسرار شریعت، ج: ۲، ص: ۳۲۹)

مؤلف نے ایک مقام پر مرزا غلام احمد کا بھی نام لیا ہے اور انہیں ایسے الفاظ سے ذکر کیا ہے جسے عام مسلمان کسی طرح بھی پسند نہیں کرتے۔ لیکن مؤلف نے کسی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے مرزا صاحب کا نام واضح طور پر لیا ہے، حکیم نور الدین صاحب کا حوالہ بھی ایک جگہ دیا ہے (اسرار شریعت، ج: ۲، ص: ۳۸۰) مرزا غلام احمد کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم اور ان کے معتقد
کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی وفات شدہ مانتے اور ان کے نزول بروزی

وظہور مہدی وخروج دجال کے قائل ہیں۔“

(اسرار شریعت ج:۳ ص:۲۰۷ ۔۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے متعلق مؤلف مذکور جمہور مسلمانوں کے متفقہ عقیدے کے خلاف واشگاف لفظوں میں لکھتا ہے، اور اسے یہ فکر لاحق نہیں ہوتی کہ لوگ کیا کہیں گے؟ موصوف لکھتے ہیں:

”درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے...... یہ سیر اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔“

(ایضاً ص:۳۰۶)

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے اس احتمال کو قطعاً کوئی راہ نہیں کہ مؤلف نے عامۃ الناس کے دباؤ کے تحت ان اقتباسات کو مرزا صاحب کے نام سے نہ لکھا ہوگا۔ حق یہ ہے کہ اس نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے ہرگز نہیں لئے، نہ اسے دوسروں کی محنت کو اپنے نام سے پیش کرنے کا شوق تھا، اگر وہ مولوی محمد علی لاہوری کا مضمون اس کے نام سے پیش کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا تو مرزا صاحب کی باتیں ان کے نام سے پیش کرنے میں اسے کیا خوف محسوس ہوسکتا تھا؟ سو یہ واضح ہے کہ اس نے یہ عبارات مرزا صاحب سے نہیں لیں۔

انکشاف:۴:

ممکن ہے قادیانی کہیں کہ مرزا صاحب ملہم ربانی تھے اور مولوی محمد فضل خاں ایک عام مؤلف، اور دونوں ایک زمانے کے تھے، سو قرین قیاس یہ ہے کہ مولوی محمد فضل خاں نے مرزا صاحب سے مضامین لئے ہوں، نہ کہ مرزا صاحب نے مولوی محمد فضل خاں سے۔

جواباً گزارش ہے کہ مولوی محمد فضل خاں بھی اپنی جگہ مدعی الہام تھے اور اپنے آپ کو مرزا صاحب سے کم نہ سمجھتے تھے، ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”کئی ایام سے میں اسی مضمون بعث اُخروی کو مرتب کر رہا

ہوسکتا ہے جلد دوم کے وقت لکھتے ہوئے مجھ پر نیند غالب آ گئی اور بین النوم والیقظہ مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی، جس کو میری روح اور جسم دونوں نے یکساں محسوس کیا، اور مجھے معلوم ہوا کہ حشر اجسام ضرور ہوگا، اور قبر و حشر میں عذاب و ثواب روح و جسم دونوں پر ہوگا ..... لیکن اس اجمال کی تفصیل منکشف نہیں ہوئی۔

(اسرار شریعت ج:۳ ص:۳۹۰)

مؤلف جب خود اس روحانی مقام کے مدعی ہیں کہ ایسی کیفیات ان پر اچانک منکشف ہوئیں تو ظاہر ہے کہ انہیں مرزا صاحب کی کتابوں سے ان اقتباسات کو باحوالہ لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی۔ سو قرین قیاس یہی ہے کہ خود مرزا صاحب نے ہی ان سے قلمی استفادہ کیا ہوگا، ورنہ ان کی جماعت کے لوگ "اسرار شریعت" کے ان مندرجات پر ضرور سوال اٹھاتے۔

ایک سوال:

یہ بات کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد فضل خان کے قلمی مسودات سے یا ان کے خطوط سے یہ مضامین لئے ہوں، تبھی لائق تسلیم ہو سکتی ہے کہ مرزا نے کبھی اپنی کتابوں کے دوران تالیف وقت کے دوسرے اہل علم سے مدد مانگی ہو اور انہیں کہا ہو کہ وہ اپنی کتابوں میں ان کے مضامین کو بھی حسب موقع جگہ دیں گے، اور اس طرح اسلام کی ایک مشترکہ خدمت ہوگی۔

جواباً عرض ہے کہ ہاں مرزا غلام احمد کی واقعی عادت تھی کہ وہ وقت کے دیگر اہل علم سے علمی مدد مانگتے اور انہیں یہ لکھتے کہ وہ اسے اپنی کتابوں میں حسب موقع جگہ دیں گے، سو کیا یہ ممکن نہیں کہ مرزا صاحب نے مولوی محمد فضل خان صاحب سے بھی اسی قسم کی مدد مانگی ہو، اور یہ اقتباسات مولوی محمد فضل خان کے ہوں، جنہیں مرزا صاحب نے اپنی پانچ کتابوں میں حسب موقع چھپا دیا ہے۔

انکشاف:۵:

مرزا غلام احمد قادیانی کی عام عادت تھی کہ وہ اپنی کتابوں کے دوران تالیف، وقت کے دوسرے اہل علم سے مدد مانگتے تھے، اس سلسلے میں ہم مرزا صاحب کے ہی چند خطوط پیش کرتے ہیں، جو انہوں نے مولوی چراغ علی صاحب (متوفی ۱۸۹۵ء) کو لکھے تھے، ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب آنریری سیکرٹری انجمن ترقی اردو سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر:۱۹۲ میں چند ہم عصر کے نام سے مولوی چراغ علی صاحب کے ذکر میں لکھتے ہیں:

''جس وقت ہم مولوی صاحب مرحوم کے حالات کی جستجو میں تھے تو ہمیں مولوی صاحب کے کاغذات میں سے چند خطوط مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم کے بھی ملے، جو انہوں نے مولوی صاحب کو لکھے تھے، اور اپنی مشہور اور پُر زور کتاب ''براہین احمدیہ'' کی تالیف میں مدد طلب کی تھی۔''

(چند ہم عصر ص:۳۸، اعظم پریس کراچی طبع ۱۹۵۰ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسروں سے کسب فیض کرنے کے بارے میں یہ ایک غیر جانبدار شہادت ہے، مولوی عبدالحق صاحب کا مرزا غلام احمد کے نام کے ساتھ ''مرحوم'' لکھنا، اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب قادیانی اختلافات میں جمہور علمائے اسلام کے ساتھ نہ تھے، اور مرزا صاحب کی تکفیر نہ کرتے تھے، سو ان کی یہ شہادت ایک غیر جانبدار شہادت ہے جسے تسلیم کیا جانا چاہئے، ممکن ہے اسی طرح کے خطوط مرزا صاحب نے مولوی محمد فضل خاں کو بھی لکھے ہوں۔

اب ہم یہاں مرزا صاحب کے چار خط نقل کرتے ہیں، جو اس نے مولوی چراغ علی صاحب کو لکھے، معلوم نہیں اس قسم کے اور کتنے لاتعداد خطوط ہوں گے، جو مرزا صاحب نے وقت کے دیگر اہل علم کو لکھے ہوں گے؟

ایک کتاب جو دس حصہ پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا "براہین احمدیہ علی حقانیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ" رکھا ہے، اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام سے ان کو زیب و زینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرماویں۔" (چہارم مصر ص:۳۵)

(معلوم ہوا مرزا صاحب کی عادت تھی کہ وقت کے دوسرے اہل علم سے بذریعہ خط و کتابت علمی استفادہ کرتے تھے، اور ان کے طبع زاد مضامین کو اپنی کتابوں میں جگہ دیتے تھے، مرزا صاحب کی کتابوں میں "اسرار شریعت" کے مضامین اسی قبیل سے معلوم ہوتے ہیں، دوسروں کے مضامین کو اپنی کتابوں میں جگہ دینا اور انہیں اپنے "مختصر کلام" میں ملا دینا، مرزا غلام احمد کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔)

مرزا قادیانی کا ایک اور خط مولوی چراغ علی صاحب کے نام:

(یہ خط ۱۹ر فروری ۱۸۷۹ء کا ہے)

"قرآن مجید کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی ہے، نہ موجب ناگواری، میں نے بھی اسی بارے میں ایک چھوٹا سا رسالہ تالیف کرنا شروع کیا ہے اور خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں کہ عنقریب چھپ کر شائع ہو جائے گا، آپ کی اگر مرضی ہو تو وجوہات صداقت قرآن جو آپ کے دل پر القا ہوں (قرآن مجید کی صداقت پر مولوی چراغ علی کے دلائل اپنے رسالہ میں مختلف مواقع پر درج کرنا مرزا صاحب کے ذوق تصنیف کا پتہ دے رہا ہے، مضامین الہام تو ہوں مولوی چراغ علی کے دل میں، وہ چھپیں مرزا غلام احمد کے نام سے، سلطان القلم کا یہ عجیب ذوق

تصنیف ہے) میرے پاس بھیج دیں۔ تاکہ اسی رسالہ میں حسب موقع اندراج پا جائے۔ یا غیر مذہب میں دلیلیں جو براہین (جیسے معجزات وغیرہ) زمانہ گزشتہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کا تحریر کرنا ضروری نہیں کیونکہ وہ مؤلف پر حجت قوی نہیں ہو سکتیں۔ جو نفس الامر میں خوبی اور عمدگی کتاب مقدس میں پائی جائے یا عندالعقل جس کی ضرورت ہو وہ دکھلائی جائے۔ بہرصورت میں اس دن بہت خوش ہوں گا کہ جب میری نظر آپ کے مضمون پر پڑے گی۔ (دوسروں کے مضمونوں کا انتظار اور ان کی طلب میں یہ لجاجت اور عاجزی آج تک کسی ایسے شخص کے کلام میں نہیں دیکھی گئی جو آسمانی امامت کا دعویٰ ہو اور الہامی علوم کا دعویدار ہو۔ مرزا صاحب کی یہ عاجزی یا وقت ان اہل علم کے سامنے ہوتی ہے جن سے انہیں علمی مدد ملتی ہو یا انگریزوں کے سامنے جن کے مراحم خسروانہ مرزا صاحب کے شامل حال ہوتے تھے) آپ بمقتضائے اس کے کہ "الکریم اذا وعد وفی" مضمون تحریر فرماویں لیکن یہ کوشش کریں کہ "کیف ما اتفق" مجھ کو اس سے اطلاع ہو جائے۔" ([illegible])

مرزا غلام احمد کا ایک خط بنام مولوی چراغ علی:

(یہ خط ۱۰ مئی ۱۸۷۹ء کا ہے)

"کتاب (براہین احمدیہ) اب چھپ رہی ہے، جس کی لاگت تخمیناً نو سو چالیس روپے ہے اور آپ کی تحریر آنے پر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی۔" ([illegible])

مولوی عبدالحق صاحب اس خط کو نقل کرنے کے بعد اپنی رائے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں اور میرا یہ خیال ہماری رائے سے بہت قریب ہے:

"ان تحریروں سے ایک بات تو یہ ثابت ہوتی ہے کہ مولوی
صاحب مرحوم نے مرزا صاحب مرحوم کو "براہین احمدیہ" کی تالیف
میں بعض مضامین سے مدد دی ہے۔" (چند ہم عصر ص:۵۰)

اس انکشاف کے بعد اس بات کے جاننے میں کوئی دقت نہیں رہی کہ مولوی محمد لطف علی خان کے بعض مضامین شائع ہونے سے پہلے مرزا صاحب کی کتابوں میں کیسے آگئے؟

حرمتِ خنزیر:

مرزا صاحب حرمتِ خنزیر پر بحث کرتے ہوئے "اسلامی اصولوں کی فلاسفی" میں یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ حرمتِ خنزیر، اسلام کی خصوصیات میں سے ہے جو پہلی شریعتوں میں نہ تھی۔ (ملاحظہ ہو اسلامی اصولوں کی فلاسفی بحث حرمتِ خنزیر)، حالانکہ قرآن شریف نے ہی خنزیر کو حرام قرار نہیں دیا، اس سے پہلے تورات میں بھی اس کی حرمت بیان کی گئی تھی، جس طرح مسلمان یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی اصول کی فلاسفی دیکھو کہ خنزیر جیسے نجاست خور اور بے غیرت جانور کو حرام کیا گیا، یہودی بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اصول تمہارے ہاں ہی کارفرما نہیں، ہمارے ہاں بھی اسی طرح کارفرما ہے، تورات میں ہے:

"اور سور تمہارے لئے اس سبب سے ناپاک ہے کہ اس کے پاؤں تو چرے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا، تم نہ تو ان کا گوشت کھانا اور نہ ان کی لاش کو ہاتھ لگانا۔"

(کتاب مقدس استثنا باب:۱۴ آیت:۸،۷،۶)

ظاہر ہے کہ اس صورت میں اسے وجوہ حرمتِ خنزیر میں تو ذکر کیا جاسکتا ہے، تقابلِ جلسہ مذاہب میں نہیں، جلسہ مذاہب میں وہی بات ہوتی ہے جو اور کسی مذہب میں نہ ہو، تاکہ اپنے مذہب کا امتیاز ظاہر کیا جاسکے، معلوم نہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے حرمتِ خنزیر کا یہ مسئلہ جلسہ مذاہب میں کیسے پیش کردیا، ہوسکتا ہے کہ بعد میں مضمون میں لکھا گیا ہو، اور اس میں "اسرارِ شریعت" سے استفادہ کیا گیا ہو۔

مولانا تھانوی کی عبارت بھی یہی ہے، لیکن مرزا صاحب نے اسے اس طرح لکھا ہے:

"کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ غذاؤں کا بھی انسان کی روح پر ضرور اثر ہے۔"

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ حضرت تھانوی نے یہ اقتباس "اسرارِ شریعت" سے لیا ہوگا یا مرزا غلام احمد کی کتابوں سے، اور عبداللہ ایمن زئی کی اس غلط بیانی کی بھی دل کھول کر داد دیں:

"دیکھئے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ: ہم ثابت کرچکے ہیں، حضرت تھانوی نے ان الفاظ کو اس طرح تبدیل کردیا کہ: یہ بات ثابت شدہ اور مسلّم ہے۔"

دیکھئے کیا یہ الفاظ "اسرارِ شریعت" کے نہیں؟ اب ایمن زئی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت تھانوی نے یہ الفاظ بدلے ہیں، کس قدر کھلا جھوٹ ہے، جو قادیانیوں ہی کو زیب دیتا ہے۔

"اسرارِ شریعت" کی عبارت اصل معلوم ہوتی ہے، مباحث عقلیہ میں اپنے خیالات اور نتائجِ فکر سے استدلال نہیں کیا جاتا، یہاں امورِ مسلّمہ پیش کئے جاتے ہیں، مولوی محمد فضل خاں کا یہ کہنا کہ: "یہ بات ثابت شدہ اور مسلّم ہے" ایک وزن رکھتا ہے، اور مرزا صاحب کا یہ کہنا: "کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں" یہ محض ان کا ایک اپنا نتیجۂ فکر ہے، جس کی عام مباحث عقلیہ میں جگہ نہیں ہوسکتی۔

دونوں عبارتوں کو غور سے دیکھو، دونوں میں زیادہ صحیح اور موقع کے مطابق "اسرارِ شریعت" کی عبارت ہی لگتی ہے، معلوم ہوتا ہے یہی اصل عبارت ہے، مرزا غلام احمد کی عبارت اس میں چند غلطیاں ملا کر مرتب ہوئی ہے۔ "اسرارِ شریعت" کا مرزا صاحب کی وفات کے ایک سال بعد چھپنا اس سے اس احتمال کی نفی نہیں ہوتی کہ مرزا صاحب کی نظر سے "اسرارِ شریعت" کے کچھ حصے بصورتِ مسودہ، بطریق خط و کتابت نہ گزرے ہوں گے، خصوصاً جبکہ

مؤلف "اسرارِ شریعت" قادیان سے بہت قریب کا تعلق رکھتے تھے، دونوں عبارتیں خود بول رہی ہیں کہ اصل کون سی عبارت ہوگی؟ پھر کس نے کس سے لیا ہوگا؟

مرزا صاحب نے اس عبارت میں ایک اور بے ڈھب اضافہ کیا ہے اور وہ قانونِ قدرت کے الفاظ ہیں، ان پر غور کیجئے۔

اب اس کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانونِ قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید اور بدبو جانور کے گوشت کا اثر بھی بدن پر پلید ہو۔ یہ عبارت "اسرارِ شریعت" میں ان خط کشیدہ الفاظ کے بغیر ہے، اور حضرت تھانویؒ کی کتاب میں بھی اسی طرح ہے، مگر مرزا غلام احمد کی عبارت میں یہ الفاظ زائد ہیں، آپ ان الفاظ پر غور کریں اور ان کے بغیر عبارت کو آگے پیچھے سے پڑھ کر دیکھیں کہ یہ الفاظ کس طور پر زائد اور بے معنی لگے ہوئے معلوم ہوں گے۔

ایک پڑھا لکھا آدمی یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ "اسرارِ شریعت" کی عبارت یقیناً پہلے کی ہے، گو چھپی بعد میں ہو، اور مرزا صاحب کی عبارت میں چند غلطیوں کا اضافہ ہے، گو وہ چھپی پہلے ہو، اور مرزا صاحب نے اس کے مسودات سے انتساب نقل کیا ہو، جیسا کہ ان کی عادت تھی کہ وہ معاصر اہلِ قلم سے علمی امداد لیا کرتے تھے۔

کچھ بھی ہو یہ کوئی علمی معارف یا قرآن کریم کی کوئی عمیق تفسیر نہیں جو ان مصنفین پر ہی کھلی ہوں، بلکہ یہ وہ نکتے ہیں جو ان دونوں نے قبل از اسلام کے یونانی طبیبوں سے لی ہیں، اور دونوں عبارات میں اس کا واضح اعتراف موجود ہے، اب اگر حضرت تھانویؒ نے بھی یہ عبارات "اسرارِ شریعت" سے لے لیں تو اس میں کیا اعتراض ہے؟ یہ وہ باتیں ہیں جو کافروں سے بھی لی جاسکتی ہیں، اور اس پر کسی کو تعجب نہ ہونا چاہئے، ہاں یہ حضرت تھانویؒ کا کمالِ دیانت ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں صاف لکھ دیا کہ انہوں نے بعض مضامین ایک کتاب سے لئے ہیں۔

عبداللہ ایمن زئی کا ایک اور جھوٹ:

ایمن زئی صاحب، حضرت مولانا تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جو لٹریچر تخلیق ہوا اور بڑے بڑے علماء و مفسرین نے اس مسئلے پر جو کچھ لکھا وہ سب حضرت تھانوی کی نظر میں تھا مگر انہوں نے یہ سارا سرمایہ معرفت ایک طرف رکھ دیا، اور مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں حرمت خنزیر کے جو اسباب بیان کئے تھے، وہ اپنی کتاب میں نقل کر دیئے۔"

(کمالات اشرفیہ ص: ۸)

امین زئی صاحب نے خط کشیدہ الفاظ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ مولانا نے اس موضوع پر پہلے لکھے ہوئے لٹریچر کو بالکل درخور اعتنا نہیں سمجھا، اور مرزا صاحب کی عبارت کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے، ہم نے حضرت تھانوی کی کتاب پھر اس مقام سے دیکھی، آپ نے "اسرار شریعت" کی عبارت نقل کرنے کے بعد اس موضوع پر پھر مواد بھی فراہم کیا ہے، اور "اسرار شریعت" کی عبارت میں جو کمی رہ گئی تھی اسے دیگر مصنفین کی عبارات سے پُر کیا ہے، بقول امین زئی صاحب اسے یوں سمجھئے کہ مرزا صاحب کی عبارت میں جو کمی رہ گئی تھی وہ حضرت تھانوی نے "مخزن الادویہ" سے پوری کی ہے، حضرت تھانوی لکھتے ہیں:

"صاحب مخزن الادویہ فساد گوشت خوک (خنزیر) اور اس کی حرمت کے تیرہ وجوہ ذیل تحریر کرتے ہوئے ظاہر فرماتے ہیں کہ اس جانور کا گوشت فطرت انسانی کے برخلاف ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

"گوشت خوک سوء مطعم غلیظ است و مورث جرب شدید، صداع عرق النسا و النقرس داد جامع مفاصل و خنازیر و ثقل و زوال مروت و غیرت و حمیت، و باعث فحش است، و بکثرت از فرق غیر اسلامی آں را می خورند و قبل ظہور دین اسلام گوشت آں را در بازارہا بے فروختند و بعد از آں در مذہب اسلام حرام و بیع آں ممنوع و موقوف گردید و بسیار کثیف و خبیث است۔"

نیز اس کا گوشت کھانے سے انسان پر فوراً سوداوی امراض حملہ آور ہوتے ہیں۔''

(المصالح العقلیہ ص:۳۰۴ طبع دارالاشاعت کراچی)

ناظرین غور فرمائیں کہ حضرت تھانویؒ نے دوسروں کی تحقیقات کیا یکسر نظرانداز کی ہیں، یا انہیں بھی اپنی اس کتاب میں نقل کیا ہے؟

تاثیرِ دُعا:

مولوی محمد فضل خان نے ''اسرارِ شریعت'' میں حقیقت دُعا و قضا پر ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے، اور بات اس طرح واضح کی ہے گویا وہ اصولی طور پر دُعا و قضا کی حقیقت سمجھا رہے ہیں، مرزا غلام احمد کا اس موضوع پر سرسیّد احمد خان سے واسطہ پڑا تھا، آپ نے اس میں عمومی پیرایہ ترک کرکے سرسیّد کو مخاطب بنایا ہے۔ ''اسرارِ شریعت'' مباحث عقلیہ کے موضوع کی ایک اصولی کتاب ہے، اور ایسی کتابوں کا پیرایہ بیان عام ہوتا ہے، ایسی کتابوں میں خاص افراد سے خطاب نہیں ہوتا، اب آپ دونوں کتابوں کو دیکھیں اور خود فیصلہ کریں کہ اصل عبارت کون سی ہوگی؟ اور اسے کس نے بدل کر اپنے خاص موضوع میں پیش کیا ہوگا، کچھ بھی ہو حضرت تھانویؒ نے یہ عبارات ''اسرارِ شریعت'' سے لی ہیں، اور یہ بات ان کے دیئے ہوئے حوالے کے عین مطابق ہے، مرزا صاحب کی کتابوں سے انہوں نے انہیں نقل نہیں کیا، چنانچہ ملاحظہ ہو ''اسرارِ شریعت'' کا اقتباس:

''اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہیں، تاہم قدرت نے اس کے حصول کے لئے اسباب مقرر کر رکھے ہیں، جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقل مند کو کلام نہیں، مثلاً اگرچہ مقدر پر لحاظ کرکے دوا کا کرنا، نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دُعا یا ترکِ دُعا، مگر کیا کوئی یہ رائے ظاہر کرسکتا ہے کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے، اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا، جبکہ خدا تعالیٰ

میں تو ایسا قوی اثر رکھیں کہ ان کی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی
دست چھوٹ جائیں۔ مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل
زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈالی ہے کہ ان کا کامل قدر شربت چند
منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے برگزیدوں
کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤں کو فقط مردہ کی
طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو۔

کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الٰہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو
خدا تعالیٰ نے دواؤں میں اپنے بندوں کی بھلائی کے لئے کیا تھا وہ
دعاؤں میں مرعی نہ ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں، بلکہ خود حجاب دعاؤں
کی حقیقی فلاسفی سے بے خبر ہیں اور ان کی انتہائی تاثیروں پر ذاتی تجربہ
نہیں رکھتے اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک
پرانی اور سال خوردہ مسلوب القویٰ دوا کو استعمال کرے اور پھر اس کو
بے اثر پا کر اس دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔"

(برکات الدعا)

دونوں عبارتوں کے آخری خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے! "امر بر شریعت" کی
عبارت میں کاتب کی غلطی سے دعا کی بجائے دوا کا لفظ لکھا گیا، جبکہ مرزا صاحب کی عبارت
میں لفظ دعا لکھا ہوا ہے۔ "امر بر شریعت" کی عبارت اگر مرزا صاحب کی کتاب سے ماخوذ
ہوتی تو اس میں یہ غلطی نہ ہوتی۔ اس قسم کی غلطیاں عام طور پر پہلی تحریر میں ہی ہوتی ہیں، اور
زیادہ تر وہیں ہوتی ہیں جہاں کاتب قلمی مسودوں سے لکھ رہے ہوں۔ غلطیوں کی اصلاح بعد
میں ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد کی عبارت اصلاح شدہ ہے۔ وہاں تک "امر بر شریعت" کے
کتابت شدہ مسودہ کو ہی درست کیا گیا ہے۔

حقیقت حال کچھ بھی ہو، اس میں شبہ نہیں کہ حضرت قنوجی نے مرزا غلام احمد کی
پانچ کتابوں سے عبارات نقل نہیں کیں، جیسا کہ ایم زکی صاحب کا دعویٰ ہے، بلکہ ایک کتاب

سے لی ہیں، اور وہ "اسرارِ شریعت" ہے، جس میں مرزا صاحب کی پانچوں کتابوں کی زیرِ بحث عبارات موجود ہیں۔ اب اس میں کوئی شخص اختلاف کرے کہ ان دو میں سے پہلا لکھنے والا کون ہے؟ بے شک اسے اس اختلاف کا حق ہے، ہم اس میں الجھنا نہیں چاہتے، اپنی رائے ہم نے عرض کردی ہے۔ لیکن یہ بات ہر شبہ سے بالاتر ہے کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا غلام احمد کی کتابوں سے کوئی عبارت نہیں لی، اسی ایک کتاب سے آپ نے یہ عبارات لی ہیں، اور آپؒ نے اسی کا حوالہ دیا ہے۔

نمازِ پنجگانہ کی عقلی حکمتیں:

مولوی فضل خاں اپنی کتاب "اسرارِ شریعت" میں لکھتے ہیں:

"الغرض پنجگانہ نمازیں کیا ہیں، وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے، تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو تم پر وارد ہوتے اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

پہلے جب تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے، مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہو، یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا، کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا، اس کے مقابل پر نمازِ ظہر متعین ہوئی، جس کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔"

(ج:۱ ص:۱۰۷)

اس مضمون کو مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب میں اس طرح نقل کیا ہے:

"پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں، وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے، تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں، جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں، اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا

ضروری ہے: (۲) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے، مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا، یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا، سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا، اس کے مقابل نماز ظہر متعین ہوئی، جس کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔" (کشتیٔ نوح ص:۶۳، ۶۴)

مرزا صاحب کی عبارت میں ان الفاظ پر غور کیجئے:

"تمہاری زندگی کے تغیر حال پنج تغیر ہیں، جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں۔"

"بلا کے وقت" کے یہ الفاظ "اسرارِ شریعت" کے نہیں ہیں، "اسرارِ شریعت" میں پنج گانہ نمازوں کا جو فلسفہ بتایا گیا ہے اس میں پانچوں نمازیں (نماز فجر) تو بلا کا وقت نہیں، نجات کا وقت بتایا گیا ہے، چار وقت بلا کے تھے اور یہ پانچواں نجات کا۔ مرزا صاحب نے بھی پانچویں نماز کو نجات کا وقت بیان کیا ہے، سو یہ عبارت کہ "پانچ تغیر بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں" بعد میں بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے، سیاق و سباق سے وہی عبارت درست ہے جو "اسرارِ شریعت" میں دی گئی ہے، مرزا صاحب نے اس نقل کرنے میں جو اضافے کئے سب زائد عبارتیں معلوم ہوتی ہیں۔

مولوی محمد افضل خان صاحب نے اس کے بعد اپنی تائید میں کچھ ارشادات نبوی اور بعض اطباء کے اقوال بھی درج کئے ہیں، انہیں دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث اور اقوال، مولوی صاحب کے مضمون کا جزو ہیں، مرزا صاحب کی کتاب میں یہ موجود نہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب "کشتیٔ نوح" میں "اسرارِ شریعت" کے مسودے سے حسبِ خواہش تلخیص کی ہے، مرزا صاحب نے "اسرارِ شریعت" کی جو عبارت چھوڑ دی ہے وہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کی ساعت کی

ہیں۔ ایمن زئی صاحب نے غلط کہا ہے کہ مولانا تھانویؒ نے شرح وقایہ اور اطباء کے اقوال درج کئے ہیں۔ اقوالِ اطباء "اسرارِ شریعت" سے ماخوذ ہیں، اور شرح وقایہ کا تو اس عبارت میں سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں، معلوم نہیں کہ ایمن زئی صاحب کو اس میں شرح وقایہ کا نام لانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ شرح تانوچ کو شرح وقایہ پڑھتے رہے ہوں۔

نمازِ عصر کی بحث میں ایمن زئی صاحب نے حضرت مولانا تھانویؒ کی عبارت کو مرزا صاحب کی عبارت کے بالمقابل نقل کرتے ہوئے معلوم نہیں یہ فقرہ کیوں حذف کردیا ہے:

"صریح نظر آتا ہے کہ اب غروب نزدیک ہے، جس سے اپنے کمالات کے زوال کے احتمال قریب پر استدلال کرتا چاہتا ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل نمازِ عصر مقرر ہوئی۔"

(کمالاتِ اشرفیہ ص:۱۸)

ایمن زئی صاحب نے خط کشیدہ فقرہ شاید اس لئے حذف کردیا ہے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی عبارت کے مقابل بالکل ہی دکھائی دے، اور وہ کہہ سکیں کہ حضرت تھانویؒ نے لفظاً بلفظ مرزا صاحب سے نقل کی ہے، اس لئے اس فقرے کا حذف کرنا ضروری تھا۔ مولوی محمد فضل خان اور مرزا کی عبارتوں کا تغیر ملاحظہ ہو، چنانچہ مولوی محمد فضل خان لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے تمہارے فطری تغیرات میں پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کی ہیں، جس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدے کے لئے ہیں، پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو اور بچاؤ، تو نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں، نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہیں، تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کی قضا وقدر تمہارے لئے لائے گا، پس تم قبل اس کے جو دن چڑھے اپنے مولا کی

جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔"

(ضمیمہ، اسرار شریعت ج:۱ ص:۱۰۲)

اور مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدے کے لئے ہیں، پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں، نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے، تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کی قضا و قدر تمہارے لئے لائے گا، پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔"

(کشتی نوح ص:۶۹، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۷۰)

ان دونوں عبارتوں میں اختلاف الفاظ کو چھوڑ دیجئے! انسانی زندگی کے یہ پانچ تغیرات تو اس کی پانچ حالتیں ہیں جن میں پانچ نمازیں مقرر کی گئی ہیں، تغیر حالت بدلنے ہی کو کہتے ہیں، اور یہ پانچ تغیرات، پانچ حالتیں ہی ہیں، پانچ تغیرات میں پانچ حالتیں بالکل بے معنی بات ہے۔

"اسرار شریعت" میں ہے:

"خدا تعالیٰ نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کی ہیں۔" (ص:۱۰۲)

اور مرزا غلام احمد کی عبارت یہ ہے:

"خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔"

(کشتی نوح ص:۶۹، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۷۰)

یہاں بآسانی دیکھا جاسکتا ہے کہ اصل عبارت کون سی ہے؟ اور نقل کون سی؟ فطری تغیرات میں پانچ حالتیں وہی کہہ سکتا ہے جو تغیر کے معنی: ''حالت بدلنا'' نہ جانے، اصل عبارت اپنی جگہ پوری طرح واضح اور صحیح ہے، اور مرزا صاحب کی عبارت واقعی ایک بدلی ہوئی عبارت معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح اس عبارت کے آخری حصہ میں مرزا غلام احمد کے الفاظ: ''پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو۔'' کا مولوی محمد فضل خاں کے الفاظ: ''پس تم قبل اس کے جو دن چڑھے اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو۔'' سے مقابلہ کرو، لفظ ''تم'' کو مقدم لانے میں جو زور ہے، وہ پچھلی عبارت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے، مرزا صاحب کی عبارت میں ایک تبدیلی معلوم ہوتی ہے۔

پھر اس فقرہ کو اس کے سیاق میں دیکھئے:

''نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہیں۔'' (اسرارِ شریعت)

اور مرزا غلام احمد کے اس فقرہ پر بھی غور کیجئے: ''نمازوں میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔'' جس سیاق و سباق میں اس مضمون پر بحث کی گئی ہے، وہ مختلف حالتوں کا بیان ہے، اس کے پیشِ نظر ''اسرارِ شریعت'' کا فقرہ صاف طور پر نظر آرہا ہے، اور مرزا صاحب کا پیرایہ یہاں وہ وزن نہیں رکھتا، معلوم ہوتا ہے وہ نماز کی تعریف کر رہے ہیں، پنجگانہ نمازوں کی تعریف نہیں کر رہے ہیں، حالانکہ موضوع وہی تھا، سو بات وہی صحیح ہے جو ''اسرارِ شریعت'' کے مصنف نے کہی کہ نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہیں۔

مولوی محمد فضل خاں نے جہاں اس بات کو ختم کیا ہے، وہاں ''خاتم الاولیاء'' کا حوالہ دیا ہے، مرزا غلام احمد نے جہاں یہ بات ختم کی ہے، وہاں کوئی حوالہ نہیں دیا، اس سے یہ بات عیاں ہے کہ مولوی محمد فضل خاں نے یہ مضمون ''خاتم الاولیاء'' سے لیا ہے، مرزا صاحب نے نہیں، افسوس کہ مرزا صاحب نے اسے ''خاتم الاولیاء'' یا ''اسرارِ شریعت'' کا حوالہ دیئے بغیر نقل کیا ہے۔

صورتِ حال کچھ بھی ہو، یہ ہمارا اصل موضوع نہیں، ہاں یہ بات روزِ روشن کی

طرح عیاں ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے عبارت زیر بحث "اسرار شریعت" سے لی ہے، مرزا غلام احمد کی کتاب "کشتی نوح" سے نہیں، اختلافی الفاظ میں مولانا تھانویؒ کی عبارت "اسرار شریعت" کے موافق ہے، "کشتی نوح" کے موافق نہیں، اس تقابلی مطالعہ سے دوست محمد شاہد یا ایمن زئی صاحب کا یہ دعویٰ کہ مولانا تھانویؒ نے یہ عبارات مرزا غلام احمد کی کتابوں سے نقل کی ہیں، قطعاً غلط ٹھہرتا ہے۔

قویٰ انسانی کا استعمال:

عبداللہ ایمن زئی نے "کمالات اشرفیہ" میں (ص:۲۰ پر) یہ عنوان قائم کیا ہے، اور لکھا ہے:

"حضرت مولانا تھانویؒ اپنی کتاب کے لئے اس موضوع پر غور و فکر اور مطالعہ فرما رہے تھے، تلاش و تحقیق کے دوران مرزا صاحب کی کتاب "نسیم دعوت" انہیں ملی، انہوں نے یہ کتاب پڑھی اور محسوس کیا کہ انسانی قویٰ کے استعمال کے جو طریقے مرزا صاحب نے قرآن شریف پر تدبر کرنے کے بعد بیان کئے ہیں، ان سے بہتر نکات بیان نہیں کئے جاسکتے، چنانچہ انہوں نے مرزا صاحب کی کتاب کا اقتباس پسند فرمایا اور اپنی کتاب کو اس سے آراستہ فرمالیا۔"

سابقہ الزامات کی طرح یہ الزام بھی بالکل بے وزن ہے، حضرت مولانا تھانویؒ نے مرزا صاحب کی کتاب سے یہ اقتباس لیا، نہ اس سے اپنی کتاب کو آراستہ کیا، یہ مضمون بھی آپ نے اس کتاب "اسرار شریعت" سے لیا ہے، جس کا آپ نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا تھا، یہی عبارت نہیں، حضرت تھانویؒ پچھلے کئی عنوانات سے اس کتاب کے مضامین آگے لارہے ہیں، ہم دونوں کے عنوانات درج ذیل کرتے ہیں:

۱:... "بچپن میں کسی کا پڑھنے سے اس کو اس شئ ذوبارے کر

نکالنے کی وجہ۔“ (اسرار شریعت ج:۲ ص:۲۶۷)

۲:... ”پانی اور برتن میں سانس لینا اور پھونکنا منع ہونے کی وجہ۔“ (اسرار شریعت ج:۲ ص:۲۶۸)

۳:... ”انسان کے لئے گوشت کھانا کیوں جائز ہے؟“ (اسرار شریعت ج:۲ ص:۲۹۹)

۴:... ”گوشت ترکاری کھانے سے انسان کے روحانی اخلاق کیسے پیدا ہوتے ہیں؟“ (اسرار شریعت ج:۲ ص:۲۷۹)

۵:... ”انسان میں قوتِ غضبیہ و حلم وغیرہ کی حکمت۔“ (اسرار شریعت ج:۲ ص:۲۷۰)

حضرت مولانا تھانویؒ کی کتاب کے عنوانات بھی سن لیں:

۱:... ”برتن میں مکھی پڑنے سے اس کو اس میں غوطہ دے کر نکالنے کی وجہ۔“ (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص:۲۲۰ طبع دارالاشاعت کراچی)

۲:... ”پانی اور برتن میں سانس لینا اور پھونکنا منع ہونے کی وجہ۔“ (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص:۲۲۰ طبع ایضاً)

۳:... ”انسان کے لئے گوشت کھانا کیوں جائز ہوا؟“ (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص:۲۲۱ طبع ایضاً)

۴:... ”گوشت ترکاریاں کھانے سے انسان کے روحانی اخلاق کیسے پیدا ہوتے ہیں؟“ (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص:۲۲۲ طبع دارالاشاعت کراچی)

۵:... ”انسان میں قوتِ غضبیہ و حلم وغیرہ کی حکمت۔“ (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص:۲۲۳ طبع ایضاً)

آپ نے دیکھا یہ عنوانات کس طرح ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق آرہے

ہیں، پانچویں نمبر کا عنوان ہے جس کے تحت وہ عبارت درج ہے جسے اکمل زئی صاحب
مرزا صاحب کی کتاب سے لیا گیا اقتباس بتا رہے ہیں، جب حضرت تھانوی کے پچھلے چار
عنوانات "اسرارِ شریعت" سے متعلق پہلے آ رہے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی مرزا صاحب
کا مضمون نہیں تو اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ حضرت نے یہ مضامین "اسرارِ شریعت"
سے لئے ہیں، نہ کہ غلام احمد سے، اور اکمل زئی صاحب کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد صاحب کی
کتاب سے لئے ہیں، اس میں کسی طرح کا کوئی وزن نہیں رہتا۔ پھر ان دونوں کتابوں
(مولوی محمد فضل خاں اور حضرت تھانوی کی کتابوں) کے مذکورہ پانچویں عنوان کو جو مناسبت
ان کے پچھلے عنوان سے ہے، وہ بتا رہی ہے کہ مولوی محمد فضل خاں کا یہ مضمون اپنے ماقبل
سے مسلسل اور مربوط ہے، اور یہ صورت اس بات کی شاہد ہے کہ یہ مضمون "اسرارِ شریعت"
میں اصل ہے، "نسیم دعوت" میں نہیں۔ اب آئیے مرزا صاحب کی کتاب "نسیم دعوت" میں
دیکھئے، انہوں نے یہاں کوئی ایسے عنوانات نہیں دیئے، البتہ پیرا بندی ضرور کی ہے، جو ایک
مضمون کو دوسرے سے جدا کرتی ہے، ہم ان پیراجات کے ابتدائی الفاظ درج کرتے ہیں:

"کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم نے اس جگہ انجیل کی تعلیم کا
ذکر نہیں کیا۔" (نسیم دعوت ص:۷۰، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۴۳۶)

"علاوہ اس کے یہ بھی سخت غلطی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل
کہا جائے۔" (نسیم دعوت ص:۷۱، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۴۳۷)

"اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی
ہے۔" (نسیم دعوت ص:۷۲، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۴۳۸)

"اب ہم آریہ مذہب میں کلام کرتے ہیں۔"
(نسیم دعوت ص:۷۲، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۴۳۸)

وہ عبارت جو "اسرارِ شریعت" اور حضرت تھانوی کی کتاب میں مشترک ہے، وہ
مرزا صاحب کے مندرجہ بالا پیراجات میں سے دوسرے کے تحت درج کی گئی ہے کہ: "یہ بھی
سخت غلطی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل کہا جائے۔"

اب جو شخص ان تینوں کتابوں کو دیکھے گا، اسے یقین سے چارہ نہ رہے گا کہ حضرت تھانویؒ کی کتاب، ان کے عنوانات اور سیاق و سباق "اسرارِ شریعت" سے ملتے جلتے ہیں، نہ کہ مرزا صاحب کی کتاب "نسیمِ دعوت" سے۔

اب عبداللہ امین زئی کے کہنے پر کیسے باور کرلیا جائے کہ حضرت تھانویؒ نے مضمون زیرِ بحث مرزا صاحب کی کتاب "نسیمِ دعوت" سے لیا ہے؟

پھر مرزا صاحب کی عبارت میں یہ جملہ بھی لائقِ غور ہے:

"اگر انسان میں خدا نے ایک قوتِ حلم اور نرمی اور درگزر اور صبر کی رکھی ہے، تو اسی خدا نے اس میں ایک قوتِ غضب اور خواہشِ انتقام کی بھی رکھی ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ ص:۴۲)

اب اسے حضرت تھانویؒ کی کتاب میں بھی دیکھئے:

"اگر خدا نے انسان میں ایک قوتِ حلم اور نرمی اور درگزر اور صبر... الخ" (از کمالاتِ اشرفیہ ص:۴۲)

اب آپ دیکھیں کہ یہ جملہ "اسرارِ شریعت" میں کس طرح ہے؟ پھر آپ ہی فیصلہ کریں کہ حضرت تھانویؒ نے اسے "اسرارِ شریعت" سے لیا ہے، یا "نسیمِ دعوت" سے۔ "اسرارِ شریعت" میں یہ جملہ اس طرح ہے:

"اگر خدا نے انسان میں ایک قوتِ حلم اور نرمی اور درگزر اور صبر کی رکھی ہے۔" (اسرارِ شریعت ج:۲ ص:۲۰۷)

اب بھی کیا کسی پڑھے لکھے آدمی کو یہ کہنے کی ہمت ہے کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا صاحب کی کتاب "نسیمِ دعوت" سے یہ اقتباس لیا ہوگا؟

جہاں تک "اسرارِ شریعت" اور "نسیمِ دعوت" کے تقابلی مطالعہ کا تعلق ہے، "اسرارِ شریعت" کی عبارت اپنے محل اور سیاق و سباق میں خوب چسپاں دکھائی دیتی ہے، اور ذہن گواہی دیتا ہے کہ یہ عبارت یہیں کی ہے، اور مرزا صاحب نے اسے جس محل میں ٹھونسا ہے، وہاں اسے تکلف سے چسپاں کیا گیا ہے، پس اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ

مرزا صاحب نے "اسرارِ شریعت" کے مسودے سے کسی نہ کسی طرح استفادہ ضرور کیا ہے۔

پھر ایمن زئی صاحب نے "کمالاتِ اشرفیہ" میں مرزا صاحب کا ایک نو سطری اقتباس درج کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ:

"مرزا صاحب کی جو عبارت حضرت تھانویؒ نے حذف کردی ہے وہ یہ ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ ص:۲۲)

جواباً عرض ہے کہ یہ نو سطریں "اسرارِ شریعت" میں جہاں سے حضرت تھانویؒ یہ عبارت لے رہے ہیں نہیں ہیں، ہاں عبارت اسی طرح ہے جس طرح حضرت تھانویؒ نے پیش کی ہے، اب بجائے اس کے کہ ایمن زئی صاحب اقرار کریں کہ حضرت تھانویؒ نے واقعی مرزا صاحب کی "نسیم دعوت" سے یہ اقتباس نہیں لیا، الٹا یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ حضرت تھانویؒ نے ان نو سطروں کو حذف کردیا ہے، انہیں اگر یہ الزام کسی پر لگانا ہی تھا تو مولوی محمد فضل خان صاحب پر لگاتے نہ کہ حضرت تھانویؒ پر، ایمن زئی صاحب کی اس جسارت پر ہمیں حیرت ہوتی ہے:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

پردہ کی حکمتیں:

"اسرارِ شریعت" جلد دوم ص:۳۳۴ پر مولوی محمد فضل خان صاحب نے یہ عنوان قائم کیا ہے اور اس کے تحت لکھا ہے:

"مستورات و مردوں کے لئے اسلامی پردہ کے وجوہات"

"پردہ کے متعلق اسلام نے مرد و عورت کے لئے ایسے ایسے اصول بتائے جن کی پابندی سے ان کی عفت و عزت پر حرف نہ آئے، وہ بدی کے ارتکاب سے محفوظ اور مصئون رہیں، چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ...... الخ۔"

یہاں مولوی محمد فضل خان صاحب نے سورۃ النور، بنی اسرائیل اور الحدید کی

آیتیں درج ہیں، اور ان کا ترجمہ کیا ہے، حضرت تھانویؒ نے ان آیات کا ترجمہ اسی مؤلف سے لے کر اپنی کتاب کے صفحہ:۱۲۶ اور ۱۲۷ میں دیا ہے، جس کا دل چاہے دونوں کتابوں "اسرارِ شریعت" اور "احکامِ اسلام" کا تقابلی مطالعہ کرکے دیکھ لے۔

افسوس کہ ایمن زئی صاحب نے یہاں بھی وہی بات ہانکی ہے، اور اسی لکیر پر چلے ہیں کہ حضرت تھانویؒ نے ان آیات کا ترجمہ مرزا صاحب کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے صفحہ:۲۸ سے لیا ہے، اور اسی پر لکھا ہے:

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ مرزا صاحب کے ترجمے کو مستند سمجھتے تھے۔" (کمالاتِ اشرفیہ ص:۲۹)

ایمن زئی صاحب کو سوچنا چاہئے تھا کہ حضرت تھانویؒ تو خود مترجمِ قرآن اور مفسرِ قرآن ہیں، کیا وہ یہاں اپنا ترجمہ بآسانی نہ دے سکتے تھے؟ لیکن مضمون چونکہ "اسرارِ شریعت" سے لے رہے تھے، اور اس کا وہ اجمالی حوالہ بھی دے چکے تھے، اس لئے انہوں نے ان آیات کا ترجمہ بھی اسی مؤلف سے لے لیا، اب اس میں خواہ مخواہ مرزا صاحب کو داخل کرنا کہ ہو نہ ہو مولانا تھانویؒ نے یہ ترجمہ مرزا صاحب سے ہی لیا ہے، سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟ مولوی محمد فضل خاں نے ان آیات کے ترجمہ اور تشریح کے بعد لکھا ہے:

"ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلقِ احصان یعنی عفت حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلادیئے، یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا، دوسرا کانوں کو نامحرم کی آواز سننے سے بچانا، نامحرموں کے قصے سننا اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس فعلِ بد کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا، اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ، یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں، صرف اسلام ہی سے خاص ہے، اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے، اور وہ یہ کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو

شہوت کا منبع ہے، جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا... الخ۔" (اسرار شریعت ج:۱ ص:۲۳۳، ۲۳۴)

اس عبارت کو مرزا صاحب نے یوں نقل کیا ہے:

"ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ اپنے تئیں پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے، یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا، کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا، نامحرموں کے قصے نہ سننا، اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس فعل بد کا اندیشہ ہو، اپنے تئیں بچانا، اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔ اس جگہ ہم بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں، صرف اسلام ہی سے خاص ہے، اور ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے، اور وہ یہ کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے، جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا... الخ۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی ص:۲۹، ۳۰)

ان دونوں عبارتوں میں خط کشیدہ فقرات کے سوا کوئی فرق نہیں۔ اب آئیے حضرت تھانوی کی کتاب سے اس عبارت کو لیجئے، یہ "احکام اسلام عقل کی نظر میں" کے صفحہ: ۱۶۸ میں درج ہے، اور اس میں یہ خط کشیدہ فقرے درج نہیں ہیں، اس کی عبارت "اسرار شریعت" کے مطابق ہے۔ اب اس تحقیق سے واضح ہوگیا کہ حضرت تھانوی نے یہ اقتباسات مرزا غلام احمد کی کتاب سے ہرگز نہیں لئے۔

رہی یہ بات کہ "اسرار شریعت" کے مؤلف نے مرزا غلام احمد سے یہ مضامین لئے ہیں، یا مرزا صاحب نے "اسرار شریعت" کے مسودہ سے استفادہ کیا ہے؟ اس سلسلہ میں ان دو عبارتوں پر مزید غور فرمائیے:

"سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قوتوں کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے، اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

اسلامی پردہ کا یہی راز ہے اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے...... اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہ چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے۔"

(اسرار شریعت ج:۲ ص:۲۴۷)

"سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے، اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آئے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے...... اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص:۳۰، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۳۴۳)

حضرت مولانا تھانوی نے "احکام اسلام عقل کی نظر میں" کے صفحہ:۲۴۹ پر "اسرار شریعت" سے اقتباس لیتے ہوئے خط کشیدہ سطور نہیں لیں، اور آگے یہاں سے مضمون لے لیا ہے:

"اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے ...... الخ"

اب ایمن زئی صاحب کی ہوشیاری دیکھئے، آپ نے ''کمالاتِ اشرفیہ'' کے صفحہ: ۳۵ پر یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ مولانا تھانوی اور مرزا صاحب کی عبارت ہوبہو ایک ہیں، مرزا صاحب کی عبارت نقل کرتے ہوئے، یہ چھ سطریں حذف کردی ہیں، اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے اس قسم کی کتربیونت کیا کسی خدا پرست کو زیب دیتی ہے؟ اس بحث میں مرزا غلام احمد کی اس عبارت پر غور کریں:

''ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی، بلکہ اپنے تئیں پاکدامن رکھنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلادیئے۔''

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی ص:۳۰)

یہاں ''اپنے تئیں'' سے ''خدا کی ذات'' مراد نہیں تو اور کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے تئیں پاکدامن رکھنے کے لئے کیا کسی علاج کی ضرورت ہے؟ سو اصل عبارت وہی ہوگی جو ''اسرارِ شریعت'' کی ہے:

''ان آیات میں خدا تعالیٰ نے احصان یعنی عفت حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی، بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلادیئے۔''

(اسرارِ شریعت ج:۲ ص:۲۳۴)

ان دونوں عبارتوں کو پھر سے دیکھو اور یہ معلوم کرو کہ اصل عبارت اور صحیح بات کون سی ہوگی؟ اور کس نے بات کو بگاڑا ہوگا؟

اس بات سے ایمن زئی صاحب بے خبر نہ تھے، آپ نے ''کمالاتِ اشرفیہ'' کے صفحہ: ۲۹ پر مرزا غلام احمد کی عبارت نقل کرتے ہوئے یہ ''اپنے تئیں'' کے الفاظ ''اسرارِ شریعت'' کے الفاظ سے بدل دیئے ہیں، اصلاح تو کوئی بات نہیں، لیکن اس عبارت کو مرزا غلام احمد کے نام سے پیش کرنا اگر خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار!

نکاح وطلاق کا فلسفہ:

(اکمل رزاقی صاحب "کمالات شرفیہ" کے صفحہ ۳۴۳ پر لکھتے ہیں:

"مرزا صاحب اپنی کتاب آریہ دھرم میں نکاح اور طلاق کی حکمتوں پر بحث کر چکے تھے، حضرت تھانوی نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس سے استفادہ کیا۔"

اب آیئے اس باب میں بھی "اسرار شریعت" اور "آریہ دھرم" کا تقابلی مطالعہ کریں۔ "اسرار شریعت" میں ہے:

"واضح ہو مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے، جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان ونفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے، اور عورت کی طرف سے عفت اور پاکدامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروریہ میں سے ہے، اور جیسا کہ دوسرے معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں، ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ جسم تو اسی وقت سے تیرا جسم نہیں رہا جبکہ تو نے اسے کاٹ کر پھینک دیا۔" (اسرار شریعت ج:۲ ص:۱۸۷،۱۸۸)

جبکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان ونفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے، اور عورت کی طرف سے عفت اور پاکدامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروریہ میں سے ہے، اور جیسا کہ دوسرے تمام معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں، ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے ۔ ....

رام دئی سے لیا ہے۔ "آریہ دھرم" صفحہ: ۳۳ پر لکھتے ہیں:

"پھر رام دئی نے چندرت کو مخاطب کر کے یہ بھی کہا کہ یہ جو تو نے کہا کہ آریوں میں نیوگ ایسا ہے جیسا کہ مسلمانوں میں طلاق، اس سے معلوم ہوا کہ تم اس گندکو کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتے ..... بھلا چندرت تجھ طلاق کو نیوگ سے کیا مناسبت اور نیوگ کو طلاق سے کیا نسبت، مسلمان ہمارے پڑوسی ہیں اور اس بات کو ہم خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان و نفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے۔" (آریہ دھرم ص: ۳۳، روحانی خزائن ج: ۱۰ ص: ۴۷)

مرزا غلام احمد نے یہ قرآنی معارف رام دئی سے لئے ہیں، یہ اس وقت زیر بحث نہیں، لیکن ایک عام مطالعہ کنندہ یہاں یہ سوال اٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ادھر بات تو طلاق یا نیوگ کی ہو رہی تھی اور وہی زیر بحث تھے، مرزا صاحب یہ نکاح کی بحث یہاں کہاں سے لے آئے؟ دونوں مضمونوں میں کوئی قریب کا ربط نہیں، سیاق مضمون صاف بتا رہا ہے کہ یہ عبارت کسی اور جگہ کی تھی جو مرزا صاحب نے تو اتفاقاً اور رام دئی کے الفاظ سے یہاں جڑ دی ہے۔ "اسرار شریعت" میں جہاں یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ: "مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے..... الخ۔" وہاں اس سے پہلے "وضح ہو" کے الفاظ موجود ہیں، اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت اصلاً یہیں کی تھی جو مسودے سے لے کر "آریہ دھرم" میں نقل کر دی گئی ہے۔

روح کا قبر سے تعلق:

عبداللہ اکبر آبادی نے "کمالات اشرفیہ" میں اس عنوان پر بھی مرزا صاحب اور حضرت تھانوی کی عبارات نقل کی ہیں، ہم اس سلسلہ میں بھی "اسرار شریعت" سے عبارت نقل کرتے ہیں، مؤلف نے جلد: ۳ صفحہ: ۲۶۴ پر یہ سرخی قائم کی ہے: "قبور سے تعلق

"روح کی حقیقت" بھی اس مضمون کی آخری بحث یہاں نقل کرتے ہیں اور اس کے مقابل مرزا صاحب کی عبارت پیش کرتے ہیں:

"ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے، انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے، جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے۔"

(اسرار شریعت ج:۳ ص:۲۲۹)

"ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے، انسان میت سے کلام کر سکتا ہے، روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے، جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے۔"

(آریہ دھرم ص:۳)

الحسن زلی صاحب نے صفحہ:۲۱۸ سے لے کر صفحہ:۲۲۲ تک مرزا صاحب اور حضرت تھانوی کی عبارات ایک دوسرے کے سامنے درج کی ہیں، ہم بھی مرزا صاحب کی ان عبارات کو "اسرار شریعت" کے بالمقابل درج کر سکتے ہیں، لیکن بات طویل ہونے کا اندیشہ ہے۔ "اسرار شریعت" میں یہ عبارات صفحہ:۲۲۲ سے صفحہ:۲۴۹ تک پھیلی ہوئی ہیں، اور یہ وہی عبارتیں ہیں جو الحسن زلی صاحب نے مرزا غلام احمد کے نام سے نقل کرکے حضرت تھانوی کو ان سے مستفاد کرنے کا الزام لگایا ہے۔

ہم دونوں کتابوں سے ایک دو جملے نقل کر دیتے ہیں:

"وہ جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ ترش ہے اور وہ شیریں، لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو ترشی اور شیرینی کا فیصلہ کون کرے گا۔" (اسرار شریعت ج:۳ ص:۲۲۸)

اب مرزا غلام احمد کی عبارت بھی دیکھئے:

"وہ جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ ترش ہے اور وہ شیریں، لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو ترشی اور شیرینی کا فیصلہ

کوئی کرے گا۔" (منظور ۲۳ جنوری)

پھر یہ فرق بھی ملحوظ رہے:

"غرض روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔"

(اسرارِ شریعت ج:۳ ص:۲۲۸)

"روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔"

(از مرزا غلام احمد قادیانی، ملفوظاتِ شریفہ ص:۴۴)

اب آیئے دیکھیں کہ حضرت تھانویؒ کی عبارت میں لفظ "جن" ہے یا "لیکن" اور آخری عبارت کے شروع میں "غرض" کا لفظ ہے یا نہیں؟

"احکامِ اسلام عقل کی روشنی میں" کے صفحہ:۳۴۳ پر پہلا جملہ یوں ہے:

"پس اگر کسی میں حسن ساقی ہی نہیں تو تمکین اور شیریں کا

دوکیا فیصلہ کرے گا۔"

اسی طرح آخری عبارت میں بھی لفظ "غرض" موجود ہے، جو بتارہا ہے کہ حضرت تھانویؒ کے سامنے "اسرارِ شریعت" تھی، نہ کہ مرزا غلام احمد کی کوئی کتاب۔ رہی یہ بات کہ پھر اس آخری عبارت کے شروع میں جو جملہ ہے کہ: "ہم اپنے ذاتی تجربے سے گواہ ہیں۔" اس کا مطلب کیا ہوگا؟ یہ تو مرزا صاحب کی بات معلوم ہوئی جو الہامات کے مدعی تھے، کیا مولوی محمد فضل خان بھی اس قسم کے تجربات کے مدعی تھے؟

جواب: عرض ہے: ہاں! مولوی فضل محمد خان بھی بے شک اس قسم کے تجربات کے مدعی تھے، ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"بین النوم والیقظہ مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی جس کو میری روح اور جسم دونوں نے یکساں محسوس کیا اور مجھے معلوم ہوگیا کہ حشرِ اجسام ضرور ہوگا۔" (اسرارِ شریعت ج:۳ ص:۲۹۰)

"۱۳۲۸ھ کی شب کو میں نے رؤیا دیکھا ... آدمی کی شکل میں ملائکہ بھی کھڑے ہوئے دیکھے اور میرے خیال میں آیا کہ

وہ قضا وقدر کے خلاف نہیں... الخ۔" (اسرارِ شریعت ج:۲ ص:۱۵۳)

کیا اب بھی کوئی عاقل شخص اس فقرے کو کہ: "ہم اپنے ذاتی تجربے سے گواہ ہیں" مرزا صاحب کے ساتھ خاص کرسکے گا؟ حقیقتِ حال آپ کے سامنے آچکی، اب اس میں ایمن زئی صاحب کا تبصرہ بھی سنئے:

"یہاں تک حضرت تھانوی نے مرزا صاحب کی عبارتیں بلاتکلف نقل فرمادیں، مگر اس کے بعد مرزا صاحب نے ایک جملہ لکھا تھا وہ حذف کردیا، یہ جملہ اس طرح تھا:

"ہم اپنے ذاتی تجربے سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔"

اس مقام پر پہنچ کر حضرت تھانوی کی دیانت داری اور راست بازی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے یہ الفاظ چھوڑ دیئے، کیونکہ انہیں اس قسم کا دعویٰ نہ تھا، اور نہ وہ کشفِ قبور کے معاملے میں صاحبِ تجربہ تھے، انہوں نے ایک غلط دعویٰ کرکے اپنے دامنِ صداقت کو داغدار کرنے سے محفوظ رکھا۔"

(کمالاتِ اشرفیہ ص:۲۴)

ہم نے جب یہ "ذاتی تجربہ" رکھنے والی عبارت "اسرارِ شریعت" جلد:۲ صفحہ:۳۲۹ سطر:۸ میں دیکھی تو مرزا غلام احمد کے اس قسم کے تجربات کا دعویٰ اور زیادہ کمزور نظر آیا، ہم نے بار بار سوچا کہ مرزا صاحب اسے اپنا ذاتی تجربہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ کیا وہ پہلے بھی مرے تھے، اور ان کی روح کا تعلق ان کی قبر سے قائم ہوا ہوگا؟ ان کا کوئی اندھا معتقد اس بات کو مان لے تو مان لے، لیکن ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس تجربے سے پہلے کبھی مرے تھے اور نہ ان کی روح کا ان کی قبر سے کوئی ایسا تعلق قائم ہوا تھا، جس کی گواہی وہ اپنے ذاتی تجربہ سے دے رہے ہیں۔

اس پر ہمیں مرزا صاحب کا ایک نیا تجربہ یاد آرہا ہے، بھی ملاحظہ کیجئے، مرزا

صاحب لکھتے ہیں:

"راقم کو تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق فاجر بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص:۲۸)

مرزا صاحب اسے اپنا تجربہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ کیا وہ واقعی ان صفات کے حامل تھے جو انہوں نے ذکر کی ہیں؟ مرزا صاحب کو اگر یہ دعویٰ تھا کہ وہ سچی خوابیں دیکھتے ہیں، تو کیا وہ اس تمہید کے بغیر یہ دعویٰ نہ کر سکتے تھے؟ ان کی سیرت لوگوں کے سامنے تھی یا ایسی تھی کہ اس کے بغیر کوئی ان کے اس دعوے کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا؟

یہ تجربہ کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے، مولوی محمد فضل خاں کا تھا، انہوں نے "اسرارِ شریعت" میں اسے اس طرح بیان کیا ہے:

"بین النوم والیقظہ مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی، جس کو میری روح اور جسم دونوں نے یکساں قبول کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ حشرِ اجسام ضرور ہوگا، اور قبر و حشر میں عذاب و ثواب روح و جسم دونوں پر وارد ہوگا۔" (اسرارِ شریعت ج:۳ ص:۲۰۰)

مرزا غلام احمد کے پورے لٹریچر میں ان کا کوئی اس قسم کا تجربہ یا مشاہدہ مذکور نہیں، سو یہ بات اصل میں مولوی محمد فضل خاں صاحب کی تھی، حضرت تھانویؒ نے اگر اس جملے کو حذف کیا ہے تو "اسرارِ شریعت" کی عبارت سے حذف کیا ہے، نہ کہ مرزا غلام احمد کی عبارت سے، اور یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہے کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین زیرِ بحث "اسرارِ شریعت" سے لئے ہیں نہ کہ مرزا غلام احمد کی کتابوں سے۔ اور یہ بات حضرت تھانویؒ اپنی کتاب کے مقدمے میں لکھ چکے ہیں کہ انہوں نے:

"یہ مضامین ایک کتاب سے لئے ہیں جو قاضی مرزا صاحب پاس درخواست کی گئی تھی سے پڑھے..... احقر نے غایت بے تعصبی سے

اس میں سے بہت سے مضامین کتاب مذکورہ بالا سے بھی جو کہ
موصوف بصحت تھے لے لئے ہیں۔"

(احکام اسلام عقل کی روشنی میں ص:۱۳)

قادیانی حضرات اگر شروع سے ہی اس کتاب کی طرف رجوع کرتے اور حضرت تھانویؒ کی اس بات پر یقین کرتے کہ یہ مضامین انہوں نے واقعی ایک اسی کتاب سے لئے ہیں تو یہ بات اتنا طول نہ پکڑتی۔ نہ عبداللہ الیکن زئی صاحب کو "کمالات اشرفیہ" لکھنی پڑتی۔ مگر افسوس کہ دوست محمد قادیانی اور ان کے دوسرے مضمون نگاروں نے حضرت تھانویؒ کی عبارات ان کے مقدمہ میں دیئے گئے اس حوالے کے بغیر نقل کرکے مسلمانوں کو شکش خوردہ ہے۔ یوں کو بھی ایک بڑا مغالطہ دیا ہے۔ الیکن زئی صاحب نے اسے "مذہبی دنیا میں ایک [illegible]" کہا اور اسے "عقل گم کردینے والے انکشافات" قرار دیا۔ اور یہ سوچا کہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ جیسا جلیل القدر اور ثقہ عالم جو کروڑوں مسلمانوں کا مرشد اور روحانی پیشوا ہو، وہ مرزا غلام احمد کی کتابوں سے کس طرح ان اقتباسات کو لے سکتا تھا...؟

ہم نے ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کی ۲۹؍جولائی ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں قادیانیوں کی اس خیانت پر نوٹس لیا اور دوست محمد شاہد اور ان کے دوسرے رفقاء سے مطالبہ کرتے رہے کہ وہ اپنی اس علمی خیانت کی برسرعام معافی مانگیں، مگر افسوس کہ انہوں نے حقیقت حال کا اعتراف کیا اور نہ اپنے اس الزام سے رجوع کیا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ اقتباسات مرزا غلام احمد کی کتابوں سے ہی لئے ہیں۔ (معاذاللہ)

حوالہ دینے کی اصولی ذمہ داری:

حضرت مولانا تھانویؒ نے یہ صراحت کی کہ انہوں نے بعض مضامین ایک کتاب سے لئے ہیں، محض اس لئے کہ وہ دوسروں کے الفاظ کو اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہ کرتے تھے، اور یہ بات بھی ان کے پیش نظر ہوگی کہ کوئی شخص ان پر سرقہ کا الزام نہ لگائے، لیکن آپ

نے جو یہ مصنف (مولوی محمد فضل خان) کا نام نہیں لیا، اس کا مقصد کیا تھا اسے مزید سوالی سے بچانا تھا۔ اس پر بعض دوسرے حلقوں نے سوال اٹھایا کہ اصولی طور پر کس قدر حوالہ دینا ضروری ہوتا ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ حوالہ پوری تفصیل سے دیا جائے؟

جواباً گزارش ہے کہ مصنف کا نام بتانا صرف افضل ہے، کسی درجے میں ضروری نہیں۔ جامعۃ ازہر کے کلیہ اصول الدین کے استاذ عبدالوہاب عبداللطیف جنھوں نے "تدریب الراوی" پر تحقیق کا کام کیا ہے، ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"قال الشوكاني ودأب المصنفين الأخذ من كتب من سبقهم، نعم الأفضل أن يعزو القول لصاحبه."

ترجمہ: "مصنفین کا عام دستور سلف کی کتابوں سے استفادہ کا ہے، البتہ بہتر یہی ہے کہ ہر قول کی نسبت اصل قائل کی طرف جائے۔"

امام سیوطی نے اس موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا ہے، جس کا نام "الفارق بین المؤلف والسارق" ہے۔ اپنی عبارت میں پہلی عبارت سے تھوڑا سا فرق بھی آ جائے تو علماء اسے پہلوں کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ امام سیوطی جو اجتہاد وتحقیق کے درجے پر پہنچے ہوئے تھے، علامہ زین الدین العراقی، علامہ زرکشی، شیخ بلقینی کی عبارات "تدریب الراوی" میں لاتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ حوالہ نہیں دیتے اور پہلے اجمالی حوالوں پر ہی اکتفا کر لی جاتی ہے۔

استاذ عبدالوہاب ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"وترى البعض في تدريب الراوي فإنه يلخص فيه بعض عبارات الزين العراقي والزركشي والبلقيني وتارة لا يعزو وذلك إلى أحد منهم لعدم أخذه بالنص." (مقدمہ تدریب الراوی ص: ۲۲)

ترجمہ: "تدریب الراوی میں علامہ عراقی، زرکشی اور

مسیح قادیان اور اس کے حواری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے'' یہ ایک خدا کے صادق نبی کا قول ہے، اور درحقیقت ایک بہت سچی بات ہے۔

اگر ایک شخص خود راستی پر نہیں بلکہ وہ کذاب اور مفتری ہے اور اس میں خود قوت قدسی نہیں، بلکہ وہ ایک گمراہ کنندہ آدمی ہے، جو مکروفریب سے لوگوں کا مال کھاتا ہے اور خدا پر گندے افترا باندھ دیتا ہے تو وہ دوسروں میں راستی کی روح کیونکر پھونک سکتا ہے؟ اور ان کو گندوں سے کیونکر پاک کر سکے گا؟

مرزا صاحب کی صداقت یا غیر صداقت پرکھنے کے لئے آسان سے آسان یہی راہ ہے کہ جس جماعت کو وہ تیار کر کے چھوڑ گئے ہیں، اس جماعت کو دیکھو کہ اس کی کیا حالت ہے؟'' (محمد علی ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان جون، جولائی ۱۹۰۸ء)

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جاں نثار صحابی اور امیر جماعت احمدیہ لاہور مسٹر محمد علی ایم اے کے الفاظ ہیں۔ ''ریویو آف ریلیجنز قادیان'' جناب مرزا صاحب نے ۱۹۰۲ء میں جاری کیا تھا، اور مسٹر محمد علی کو اس کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا تھا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب اس عالم مکروفریب سے رخصت ہوئے تو چونکہ ان کے بہت سے الہامات خواب تشنہ تعبیر تھے، بہت سے دعوے تشنہ تکمیل تھے، بہت سے مقاصد ناتمام تھے... اور آج ایک صدی

بعد بھی اس صورت حال میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اس لئے تو دیانی اُمت کو جوابدہی کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جون، جولائی ۱۹۰۸ء کا جو "ریویو" نکلا تو اس کے بیشتر مضامین اس جوابدہی پر مشتمل تھے، حکیم نورالدین صاحب، حکیم محمد احسن امروہوی اور مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اپنے رنگ میں مرزا صاحب کی قبل از وقت وفات پر تبصرہ کیا، اور ان اعتراضات کو اُٹھانے کی کوشش کی جو مرزا صاحب کی وفات سے ان کی ذات پر وارد ہوسکتے تھے۔ مندرجہ بالا اقتباس "ریویو" کے اسی شمارے میں مندرج محمد علی ایم اے کے مضمون سے ماخوذ ہے، جس کا عنوان ہے: "حضرت مسیح موعود کے وصال پر چند مختصر نوٹ" (دیکھئے: جلد۷ ص:۲۴۴)۔

مسٹر محمد علی صاحب نے مرزا صاحب کی صداقت کو پرکھنے کا جو آسان راستہ بتایا ہے، آج ہم اس پر چند قدم چل کر مرزا صاحب کی صداقت کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ روایت بھی پیشِ نظر رکھنی چاہئے جو مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے "سیرۃ المہدی" میں درج کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ: ایک بار مسٹر محمد علی صاحب کا مرزا صاحب کے مقدس خسر جناب میر ناصر نواب صاحب سے کچھ اختلاف ہوا تو میر صاحب نے مرزا صاحب سے شکایت کی۔ مسٹر محمد علی صاحب نے اس شکایت پر مرزا صاحب سے معذرت احتجاج کیا تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ: میر صاحب نے کچھ کہا تو تھا مگر وہ اپنے خیال میں ایسے مستغرق تھے کہ انہیں کچھ خبر نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا تھا۔ اسی سلسلے میں مزید فرمایا:

> "چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دُوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے، بس ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے، میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے، وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں، مگر میں اپنے اسی خیال میں محو ہوتا ہوں، جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال

میرے ساتھ ہوتا ہے، غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی، وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مؤمن ہو، اور خدا پر حقیقی ایمان لائے، اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر کاربند اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے، اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے، تا پھر ایسی جماعت کے ذریعے دُنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشا پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا، اور اس کو پوری طرح زیر بھی کرلیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں، کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔" (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۲۵۳)

مرزا صاحب کا ارشاد کسی تشریح کا محتاج نہیں، ان کی بعثت کی اصل غرض ایک ایسی جماعت تیار کرنا تھی جو بقول ان کے ایمان و یقین، زہد و تقویٰ، اخلاص و للّٰہیت اور اخلاق و اعمال کا بلند ترین نمونہ ہو، ان کی بعثت کی یہ غرض اگر پوری نہ ہو تو اگر بالفرض وہ ساری دُنیا کو بھی زیر کرلیں تب بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کا سارا کام فضول، ان کی ساری کوشش بے سود اور ان کے سارے دعاوی غلط ثابت ہوئے۔ اب صرف یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا مرزا صاحب ایسی جماعت تیار کرکے اپنی بعثت کی اصل غرض کی تکمیل کرگئے یا نہیں؟ اس نکتے پر غور کرنے کے لئے ہم قادیانی جماعت کی تاریخ کو تین اَدوار پر تقسیم کرتے ہیں، جنھیں قادیانی اُمت کے "خیر القرون" کہنا چاہئے:

پہلا دور:... جناب مرزا صاحب کی زندگی میں جماعت کی حالت۔

دُوسرا دور:... حکیم نوردین کے زمانے میں جماعت کا نقشہ۔

تیسرا دور:... حکیم صاحب کے بعد جماعت کی کیفیت۔

دورِ اوّل:... قادیانی جماعت مرزا غلام احمد کی زندگی میں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے تقریباً ۱۸۸۰ء میں ملہم، مجدد اور مامور من اللہ کی حیثیت سے اپنی دعوت و دعاوی کا آغاز کیا، اور مختلف اعلانات و اشتہارات کے ذریعے خلقِ خدا کو قادیان آنے کی دعوت دی، اور ۱۸۸۸ء میں باقاعدہ اخذِ بیعت کا اور تنظیم متبعین کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے دو برس بعد ۱۸۹۱ء میں انہوں نے مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

دعویٰ مسیحیت کے تین سال بعد ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے اخلاق کی جو رپورٹ قلم بند کی، وہ ان کی کتاب ”شہادۃ القرآن“ (روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۹۴) کے آخر میں ملحقہ ”اشتہار التوائے جلسہ“ میں محفوظ ہے، اس کے چند فقرے یہاں نقل کئے جاتے ہیں، جن سے مرزا صاحب کی تیرہ سالہ محنت کی ”شاندار کامیابی“ کا اندازہ آسانی سے ہوسکے گا۔

بدخوئی و کج خلقی:

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ اب کی دفعہ اس جلسے کو ملتوی رکھا جائے، اور چونکہ بعض لوگ تعجب کریں گے کہ اس التوا کا موجب کیا ہے، لہٰذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے:

اوّل یہ کہ اس جلسے سے مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں، اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو، اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور

مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں، اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو، اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں، لیکن اس پہلے جلسے کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ خاص جلسے کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنی گئی کہ وہ اپنے بعض بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں، اور بعض اس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کے لئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں، گویا وہ مجمع ہی ان کے لئے موجب ابتلا ہو گیا۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسے کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اب تک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا۔ اور اس تجربے کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آج تک ایک جماعت کثیر مہمانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادل رہتی ہے، یعنی بعض آتے اور بعض جاتے ہیں، اور بعض وقت یہ جماعت سو سو مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے، اور بعض وقت اس سے کم، لیکن اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمان داری ایسے ناکارہ رنجش اور خودغرضی کی تحت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتے دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں...... سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۳۳۲، ۳۳۳)

چال چلن اور اخلاق:

"اور جب تک یہ معلوم نہ ہو، اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسے سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر

اس کا یہ اثر ہے جب تک یہ جلسہ صرف فضول تو نہیں بلکہ اس علم کے بعد اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت قبیحہ ہے۔" (ایضاً ص ۴۴)

بھیڑیوں کی طرح:

"اور اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ بار بار مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں۔" (ایضاً)

سفلہ، خود غرض، گالیاں اور نفسانی بحثیں:

"اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔" (ایضاً)

نفسانی لالچوں پر:

"اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت، بلکہ یقیناً دوسروں سے زیادہ ہی ہیں..... لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے؟ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے؟ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں؟ اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے؟" (ایضاً ص:۳۲۴،۳۲۳)

اکثر بے تہذیبی:

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے..... مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں، بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے، اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹ دیتا ہے، اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے، پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔" (ایضاً)

ان سے درندے اچھے:

"یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے، اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔" (ایضاً)

میں تھک گیا:

"میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی

جانتے ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے؟ لیکن ہر ایک
کچھ ایسے ہیں کہ توبہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی
توقع نہیں۔ لیکن خدا اگر چاہے۔ اور میں تو ایسے لوگوں سے اس دنیا
اور آخرت میں بیزار ہوں۔ اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو
میرے لئے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا۔" (ایضاً ص:۳۴۴)

شوق پورا نہ ہوا:

"میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی
دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے
درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ
ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ
ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے مگر
ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آئیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۸۳ طبع ربوہ)

یہ مرزا صاحب کی تیرہ سالہ محنت سے تیار کردہ جماعت کا وہ نقشہ تھا جو خود مرزا صاحب نے قلم سے مرتب کیا۔ اس کے ملاحظہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تیرہ برس تک مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت کی تاثیر نے ان کے ہاتھ پر توبہ نصوح کرنے والوں میں کیا تبدیلی پیدا کی؟

اب مرزا صاحب کے آخری دور کی شہادت ملاحظہ فرمائیے "براہین احمدیہ" حصہ پنجم (روحانی خزائن ج:۲۱) ان کی آخری تصنیف ہے جس سے فارغ ہونے کے چند دن بعد ان کا انتقال ہو گیا، اور کتاب ان کی وفات کے بعد چھپ گئی۔ اس میں مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے بارے میں جو اظہار فرمایا ہے، وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:

جیسے کتا مردار کی طرف:

"بیعت کے معنی بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص
درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں نہیں بیچتا میں سچ سچ
کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں، بلکہ میں دیکھتا
ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک
ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں، اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر
ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں، اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ
شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں، اور بدگمانی کی
طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف، پس میں کیونکر کہوں
کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں
کا علم بھی دیا جاتا ہے، مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی
چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے، اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے
کئے جائیں گے، پس مقام خوف ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۰۵، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۱۳۳)

گویا قادیانی جماعت میں اخلاقِ عالیہ تو کیا پیدا ہوتے، بقول مرزا صاحب کے ان میں نیک ظنی کا مادہ بھی ان کی وفات تک کامل نہ ہوا، بلکہ وہ بدظنی کی طرف اس طرح دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف...!

جناب مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی بدگمانی اور بدظنی کے جس مرض کی طرف اشارہ کیا ہے، اس کا تعلق خود مرزا صاحب کی ذات سے تھا۔ قادیانی جماعت کے بہت سے افراد کو مرزا صاحب سے شکایت تھی کہ وہ قوم کی روپے میں اسراف کرتے ہیں اور جو سرمایہ چندوں کی شکل میں جماعت کے خون پسینے کی کمائی سے "تبلیغِ اسلام" کے لئے جمع کیا جاتا ہے، اسے مرزا صاحب ذاتی تعیش میں صرف کرتے ہیں، مرزا صاحب کی جانب

سے اس شکایت کا جواب یہ تھا کہ انہیں جو کچھ ملتا ہے، خدا کی طرف سے ملتا ہے، لہٰذا کوئی شخص اس کے مصرف پر حرف گیری کا مجاز نہیں، البتہ جن لوگوں کو ان پر اعتماد نہیں وہ آئندہ چندہ بند کر دیں، اور گزشتہ صلوٰۃ سمجھیں۔ آپ ایک شخص کے خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

"میری نسبت آپ کے ...... کی جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے، آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور روپیہ ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں، اور یہ بھی ذکر تھا کہ اس روپیہ میں سے باغ کے چند خدمت گار بھی روٹیاں کھاتے ہیں، اور ایسی ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا، جن کو میں لکھتا ہوں۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا، میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا ذکر لکھوں (اور حقائق کو ذکر کرنا ممکن بھی نہیں... ناقل) میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ   کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ اس کے بعد ہم ...... کا چندہ بھی بند کرتے ہیں۔ اور ان پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لئے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں (اور جو جواب تک دے چکے ہیں اور مرزا صاحب اسے ذاتی مصارف پر خرچ کر چکے ہیں، اسے حلال و طیب، حلال و شیر مادر سمجھ کر ہضم کریں... ناقل) ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے اس کو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس طرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح، درست ہے یا غلط، میں اسی طرح کرتا ہوں (لہٰذا اگر خدا تعالیٰ میرے دل میں یہ ڈالے کہ اس روپیہ کو شاہی زیورات وملبوسات میں خرچ کیا جائے تو مجھے یہی کرنا ہوگا، خواہ چندہ دینے والے اس کو غلط ہی سمجھیں ...ناقل)۔ پس جو شخص کچھ مدد دے کر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے، وہ میرے پر حملہ کرتا ہے ایسا حملہ قابل برداشت نہیں (کیونکہ جب ایک شخص کو مامور من اللہ سمجھ کر روپیہ دے دیا تو اس پر اسراف کا طعنہ کیا؟ وہ اسے جہاں چاہے خرچ کرے...ناقل)..... پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں..... میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں، میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔"

(ملفوظات ج:۷ ص:۳۲۵-۳۲۶ حاشیہ)

(ہفت روزہ لولاک لائلپور ۲۹ اگست ۱۹۷۵ء)

معرکۂ لاہور و قادیان

مرزا غلام احمد قادیانی اور مسٹر محمد علی کے نظریات کا تقابلی جائزہ

مرزائیوں کے لاہوری فرقہ کے امام جناب مسٹر محمد علی صاحب ایم اے اپنی مشہور تفسیر "بیان القرآن" میں آیت کریمہ: "فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ" کے تحت لکھتے ہیں:

> "احزاب یا فرقوں سے مراد عیسائیت کے مختلف فرقے ہیں۔ ان کے باہمی اختلافات حضرت عیسیٰ کے بارہ میں بہت ہیں اور ہر ایک عقیدہ باطلہ کا کیسی حد تک جوتا ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں اور عیسائیوں کے فرقوں میں کتنا فرق ہے کہ وہ سب فرقے حتیٰ کہ سنی اور شیعہ بھی رسول اللہ صلعم کے متعلق کوئی اختلاف ایسا نہیں رکھتے کہ آپ کا مرتبہ کیا تھا اور ان میں اصولی اختلاف کوئی نہیں مگر عیسائیوں کے تمام فرقوں میں ایک دوسرے سے اصولی اختلاف ہے اور کوئی دو فرقے اس پر اتفاق نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ کو کیا کہیں اور ان بحثوں سے دفتروں کے دفتر سیاہ ہوئے ہیں۔"
>
> (بیان القرآن ج:۲ ص:۱۲۴۴، ۹۱۰)

عیسائیت کے اصولی اختلاف کا جو نقشہ مسٹر محمد علی نے کھینچا ہے، ٹھیک یہی حال مرزائیت کا (یا صحیح لفظوں میں جدید عیسائیت کا) ہوا۔ مرزائیت کی فرقوں میں باقی اور بقول مسٹر محمد علی "ان کے عیسائیوں کے تمام فرقوں میں ایک دوسرے سے اصولی

اختلاف ہے، اور کوئی دو فرقے بھی اس پر اتفاق نہیں کرتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیا ہیں اور ان کی بحثوں سے دفتروں کے دفتر سیاہ ہوچکے ہیں۔ لطف یہ کہ مرزائیوں کا یہ ''اصولی اختلاف'' خود مرزا غلام احمد آنجہانی کی زندگی میں رونما ہوچکا تھا۔ ایک مرزائی اگر ''لا نفرق بین احد من رسلہ'' کی آیت پڑھ کر مرزا آنجہانی کی نبوت کا اعلان برسر منبر کرتا تو دوسرا مرزائی اس کا گریبان پکڑ لیتا۔

دراصل مرزائیت کے اس ''اصولی اختلاف'' کی ذمہ داری مرزائیوں سے زیادہ مرزا آنجہانی پر عائد ہوتی ہے، موصوف نے موقع محل سے فائدہ اٹھا کر اتنے متناقض دعوے کر ڈالے کہ مرزا کی اصل حیثیت خود اس کی اُمت پر مشتبہ ہوکر رہ گئی اور ان کے لئے مرزا کے تمام متخالف اقوال اور دعوؤں کو ساتھ لے کر چلنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہوگیا۔ بالآخر مرزا محمود صاحب نے اس تناقض سے عہدہ برآ ہونے کی یہ ترکیب نکال کر اپنے ابا کی ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء سے قبل کی تمام تصریحات کو بیک جنبش قلم منسوخ کرڈالا اور کھل کر اعلان کردیا کہ حضرت صاحب کی ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء سے قبل کی عبارتیں منسوخ ہیں، اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ملخصاً ص:۱۵۵)

اِدھر لاہوری پارٹی کے امیر جناب مسٹر محمد علی نے تاویل کے ڈنڈے سے مرزا آنجہانی کے متناقض دعاوی کے جن کو محمدیت کی بوتل میں بند کرنا چاہا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مرزا آنجہانی پر ایسی شدید تنقیدیں کرگئے کہ مرزائی نبوت خود مرزائیوں کے نزدیک ایک گالی بن کر رہ گئی۔ ذیل میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نظریات اور ان پر مسٹر محمد علی لاہوری کی تنقیدات کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے، جو دلچسپ بھی ہے اور عبرت آموز بھی۔ تمام مرزائیوں سے، بالخصوص لاہوریوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس آئینے میں مرزائی نبوت کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کریں کیا دنیا میں کوئی ایسا نبی یا مامور من اللہ ہوا ہے، جس کو خود اس کی اُمت نے جرح و تنقید کا ایسا نشانہ بنایا ہو؟

۱:... نبوت اور پیش گوئیاں:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"اسلام کی رو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا، اب بھی کرتا ہے اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو، جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں، یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو، اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں۔ کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں، جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے، مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو، جو بکثرت پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔ حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو۔"

(چشمہ معرفت ص:۱۸۰، ۱۸۱، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۱۸۸، ۱۸۹)

مرزا غلام احمد صاحب کی اس عبارت سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک نبوت کی تعریف ہے: "خدا سے خبر پاکر پیش گوئیاں کرنا اور آئندہ کی خبریں دینا" اور "جو شخص بذریعہ الہام بکثرت پیش گوئیاں کرتا ہو اس کو نبی کہتے ہیں" اب اس پر مسٹر محمد علی لاہوری کا تبصرہ سنئے، فرماتے ہیں:

"مبشرات (پیش گوئیوں) کو عین نبوت قرار دینے میں میاں صاحب نے ایک ایسا اصول باطل باندھا ہے، جس کے لئے نہ صرف ان کے ہاتھ میں کوئی سند ہی نہیں، بلکہ جس میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ صحیح احادیث کی مخالفت ہے، اکابر اہل سنت کی مخالفت ہے۔"

"پیش گوئیاں محض اس غرض کے لئے ہیں کہ مامور کی صداقت کا یقین آجائے۔ ورنہ پیش گوئی نبوت کی اصل غرض نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ سلسلۂ انبیاء کو قائم کرنے کی غرض یہ ہے کہ کسی قوم کو بتا دیا جائے کہ وہ بڑی ہو جائے گی اور کسی کو کہہ دیا جائے کہ وہ ہلاک ہوگی۔ اگر محض نبوت یہی چیز ہے تو پھر نبوت کی غرض و غایت اور اس کا تصور ایک نہایت حقیر سی بات رہ جاتی ہے اور سلسلۂ انبیاء کی عظمت ہی دنیا سے مفقود ہو جاتی ہے۔"

"مبشرات کو عین نبوت قرار دینا دین کو محض ایک کھیل بناتا ہے۔"

"جو شخص پیش گوئیوں، تعبیر واقعات اور مبشرات کو عین نبوت قرار دیتا ہے، وہ اصل مقصد نبوت سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ یہی مذہب تمام امت کا رہا ہے جس کا جی چاہے، کتابوں میں پڑھ لے۔" (النبوۃ فی الاسلام ص:۱۳۲،۱۳۳)

نتیجہ:... مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ "نبوت پیش گوئیوں کو کہتے ہیں" اور مسٹر محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ "۱- یہ اصول باطل ہے۔ ۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے۔ ۳- احادیث صحیحہ کے مخالف ہے۔ ۴- اکابر اہل سنت کے مخالف ہے۔ ۵- اس سے سلسلۂ نبوت کی توہین ہوتی ہے۔ ۶- دین ایک کھیل بن جاتا ہے۔ ۷- اور یہ مقصد و مقام نبوت سے بہت دور ہونے کی علامت ہے۔"

۲:... نبوت کی تفسیر: کثرت مکالمہ و مخاطبہ

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب:

الف:... "جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں، وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے... اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے، سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں، میں

اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔" (مرزا صاحب کا خط بنام اخبار عام، مندرجہ ضمیمہ الحکم قوی الاسلام ص:۴۴۳)

ب:...." نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۳۸، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۰۶)

ج:...." ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کرسکتا ہے لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔"

(چشمہ معرفت ص:۳۲۵، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۴۱)

د:...." ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ و مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔" ("بدر" ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص:۲۷۲، ملفوظات ج:۱۰ ص:۱۲۷)

مسٹر محمد علی صاحب:

" کثرت مکالمہ و مخاطبہ بھی کثرت نشانات کی طرح معیار نبوت نہیں۔ ایک شخص پہلی ہی وحی پر، اگر وہ وحی نبوت ہے، نبی ہو جاتا ہے۔ ایک کو مدۃ العمر الہام ہوتے رہیں، وہ اس سے نبی نہیں بن سکتا۔ بلکہ کثرت الہامات سے مامور بھی نہیں بن جاتا۔ یہ نظارہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو کثرت سے الہامات ہوتے رہتے ہیں۔ نہ وہ مجدد ہوتے ہیں نہ

نبی۔ بلکہ بعض تو کمال سے کسی بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے نہیں ہوتے۔ حدیث میں آگیا ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے، جن کے ساتھ کلام الٰہی تو ہوگی مگر وہ نبی نہیں ہوں گے 'یکلمون' کو غلط بتاتا ہے کہ ان کے ساتھ کلام ہوتی رہے گی، یہ نہیں کہ ایک دو فقرات بطور وحی کے مل جائیں گے اور پھر ساری عمر ان سے محروم رہیں گے۔ کلام الٰہی کا تو ایک دروازہ ہے جب کھلتا ہے تو پھر اسے بند کرنے والا کون ہے۔ پس (حدیث نبوی) "یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء" اس بات پر شاہد ہے کہ غیر نبی کو بھی کثرت مکالمہ ہوسکتی ہے......"

"......بہرحال میں کہتا ہوں کہ یہ تو صحیح حدیث میں آگیا کہ ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہیں ہوں گے مگر ان کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ ہوگا۔ اب یہ کس حدیث سے نکالیں کہ تھوڑا مکالمہ ہوگا تو وہ محدث کہلائیں گے اور اگر زیادہ مکالمہ ہوگا تو وہ نبی بن جائیں گے؟ آخر مذہب کسی کے اپنے باپ کا متروکہ مکان تو نہیں کہ جو چاہا اس میں تغیر کیا۔ جس دیوار اور دروازہ کو چاہا گرادیا۔ جس کو چاہا قائم رکھا اور جہاں چاہا کوئی نیا کمرہ بنا دیا۔ مذہب کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے۔ پھر قرآن و حدیث کی کون سی سند ہے جس کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ کثرت مکالمہ والا نبی ہوجاتا ہے۔"

(النبوۃ فی الاسلام ص ۲۰۰،۲۰۱)

تبصرہ:... مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "کثرت مکالمہ مخاطبہ کا نام نبوت ہے اور چونکہ یہ تعریف مجھ پر صادق آتی ہے اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اور میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔" مسٹر محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ "اس سے تو آپ دور اور بعید بھی نبی بن سکتے ہیں چہ جائیکہ... چشم بد دور... آپ نبی بن جائیں۔" مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "خدا کی اصطلاح میں کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام نبوت ہے۔"

مسٹر محمد علی فرماتے ہیں کہ ''دین آپ کے ابا جان کا متروکہ مکان نہیں کہ آپ جیسی چاہیں اس میں ترمیم کرتے پھریں۔'' آخر آپ کے اس دعوے پر کہ ''کثرت مکالمہ والا نبی ہو جاتا ہے۔'' قرآن و حدیث کی کون سی سند ہے؟ اگر ہے تو پیش کیجئے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

۳:... خاتم النبیین کی تفسیر:

الف:... مرزا غلام احمد قادیانی:

''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین... آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔'' (ملفوظات مرزا غلام احمد)

مسٹر محمد علی ایم اے:

''انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ یعنی ان میں سے آخری ہونا، پس نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔''

(بیان القرآن مسٹر محمد علی ج:۳ ص:۱۵۱۵)

نتیجہ:... مرزا آنجہانی کہتے ہیں ''خاتم النبیین کے معنی'' نبیوں کی مہر'' مسٹر محمد علی ایم اے صاحب فرماتے ہیں کہ ''خاتم النبیین کے معنی'' نبیوں کی مہر'' نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔''

ب:... مرزا غلام احمد قادیانی:

''روحانی نبوت اور فیض کا سلسلہ آپ کے بعد جاری رہے گا اور وہ آپ میں سے ہو کر جاری ہوگا نہ الگ طور سے وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جاوے تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور

اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی مختلف شان ہوتی ہے۔"

(ملفوظات ج:۵ ص:۳۳۳)

مسٹر محمد علی ایم اے:

"...... اور ان حدیثوں میں سے لا نبی بعدی یعنی "میرے بعد کوئی نبی نہیں" اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری نبی کہا گیا ہے، بیچ ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت صلعم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بینات اور اصول دین سے انکار ہے۔"

(بیان القرآن ج:۲ ص:۱۰۱۹)

تنبیہ:... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ "نبوت کا دروازہ بند نہیں، بلکہ "آپ کی مہر" سے نبوت ملتی ہے۔" ایم اے صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ احادیث متواترہ کی شہادت کے خلاف ہے۔ اور یہ اصول دین کا انکار ہے۔" (یاد رہے کہ اصول دین کا انکار کفر ہے)

ش:... مرزا غلام احمد قادیانی:

۱:... "نبوت، جو اللہ تعالیٰ نے اب قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حرام کی ہے... اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے سوائے اب کوئی نبوت نہیں چل سکے گی۔" (ملفوظات ج:۵ ص:۳۳۳)

۲:... "ایک چراغ اگر ایسا ہو جس سے کوئی دوسرا روشن نہ ہو وہ قابل تعریف نہیں ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم ایسا نور مانتے ہیں کہ آپ سے دوسرے روشنی پاتے ہیں... اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی آیت میں فرمایا ہے کہ..... آپ خاتم ہیں۔ آپ کی مہر سے نبوت کا سلسلہ چلتا ہے۔" (ملفوظات ج:۳ ص:۲۱۰)

مسٹر محمد علی ایم اے:

"اگر خاتم النبیین کے معنی یہی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اپنی مہر سے جیسے نبی بنا سکتے ہیں تو سب سے پہلے اگر ہم واقعات کی طرف جائیں گے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بڑھ جانے کے بجائے درحقیقت ان کو... معاذ اللہ... نہایت ہی ناقابل استاد ثابت کریں گے، کیونکہ ہم پھر یہ غور کریں گے کہ آخر کتنے نبی تیرہ سو سال میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہر سے بنائے؟ بس لے دے کے ایک ہی (مرزا غلام احمد قادیانی...؟) اور وہ بھی ایسا جو آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میری نبوت مجازی ہے اور ظلی نبوت ہے اپنے اقرار کے مطابق کم از کم پندرہ سال تک کھلا اور صاف انکار اپنی نبوت کا کرتا رہا، بلکہ آنحضرتؐ کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور مفتری اور دائرۂ اسلام سے خارج کہتا رہا۔"

(النبوۃ فی الاسلام طبع اول ص:۹۵)

نتیجہ:... مرزا آنجہانی کہتے ہیں کہ "چراغ سے چراغ جلتا ہے اور آپ کی مہر سے سلسلہ نبوت چلتا ہے..." ایم اے صاحب فرماتے ہیں کہ اس لفاظی کو چھوڑ دیجئے ذرا واقعات کی دنیا میں نکل کر دیکھئے تو بتائیے کہ تیرہ صدیوں میں آپ کی مہر نے کتنے نبی بنائے؟ بس لے دے کے ایک آنجناب کی ذات شریف؟ ___ اور وہ بھی ___ چشم بد دور ___ ایسا بہادر کہ پندرہ بیس سال تک تو اپنی نبوت کا کھلا کھلا انکار ہی کرتا رہا۔ بالآخر مریدوں کی استعداد دیکھ کر نبوت کا اعلان بھی کیا تو کیسا؟ آخر دم تک ظل و مجاز کے شیش محل سے باہر قدم رکھنے کی آنجناب کو جرأت نہ ہوئی۔ بس اسی لفاظی سے دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالی جا رہی ہے؟

۷:... مرزا غلام احمد آنجہانی:

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی "نبی تراش" ہے

اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی ص:۹۶)

"... اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۲۸)

مسٹر محمد علی ایم اے:

"اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی معنوں میں خاتم النبیین تھے کہ آپ (اپنی مہر سے) اپنے جیسے بنایا کریں گے اور اب خدا سے براہ راست نبوت کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ عزت بھی آپ ہی کو دے دی گئی اور ایک گونہ خدائی اختیارات آپ کے ہاتھ میں آگئے تو پھر یہ کیا ہوگیا کہ آپ اپنے جیسا ایک بھی نبی نہ بنا سکے؟" (النبوۃ فی الاسلام ص:۳۳)

تبصرہ:... مرزا محمود کہتے ہیں کہ "آپ کی روحانی توجہ سے نبی بنتے ہیں، آپ کی مہر سے نبی ڈھلتے ہیں اور آپ کی قوتِ قدسیہ سے نبوت ملتی ہے۔" ایم اے صاحب فرماتے ہیں "چلئے مان لیا کہ قادیان میں عطائے نبوت سے خداوندی اختیارات بھی آپ کو دے دیئے گئے لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ کی قوتِ قدسیہ کی تاثیر سے تیرہ صدیوں میں کتنے نبی پیدا ہوئے؟ تیرہ صدیوں تک آپ نے یہ خدائی اختیارات کیوں نہ استعمال کئے؟" کیا ہائے ہائے کرنے کے سوا آپ کے پاس اس کا کوئی معقول جواب ہے؟ نہیں اور قطعاً نہیں:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی:

"خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی

نبوت کی تصدیق نہیں ہوتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ مستند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔“

(ملفوظات ج:۲ ص:۳۰۹)

مسٹر محمد علی ایم اے:

”اگر غور کیا جائے تو درحقیقت یہ ہمارے خیالات خدا کے کلام میں قلت تدبر سے پیدا ہوئے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہر دے دی گئی ہے کہ جو کام پہلے خدا کیا کرتا تھا وہ اب آپ کے سپرد کیا جاتا ہے، یہ تو ایک لغو بات ہے۔“

(النبوۃ فی الاسلام ص:۱۲۳)

تبصرہ:... مرزا آنجہانی کہتے ہیں کہ ”خاتم النبیین“ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو مہر دے دی گئی تاکہ آپ مہر لگا کر آئندہ نبیوں کی تصدیق کیا کریں۔ ”ایم اے صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے خیالات خدا کے کلام میں قلت تدبر کا نتیجہ ہیں“ اور ”لغو“ ہیں۔ کہئے کہ نبوت عطا کرنا خدا کا کام ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ یہ آپ کس کی لغو باتیں کہہ رہے ہیں؟

۲۳:... حضرت عائشہؓ اور اجرائے نبوت:

مرزا غلام احمد قادیانی:

”کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو دوسرے الفاظ میں نبوت کہا جاتا ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول کہ ”قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ“ اس امر کی صراحت کرتا ہے۔ نبوت اگر اسلام میں موقوف ہو چکی ہے تو یقیناً جانو کہ اسلام بھی مر گیا اور پھر کوئی امتیازی نشان بھی نہیں ہے۔“

(ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ ربوہ ج:۱۰ ص:۱۲۲)

لئے بطور استخارہ یا استخبار وغیرہ کے توجہ کرتا ہے ... تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلاتوقف نکالا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته** (الخ) ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آجاتا ہے۔ دیکھو خط دوم قرنتھیان، باب ۱۱ آیت ۱۴ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس، آیت انیس میں لکھا ہے کہ ”ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹی نکلی اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہی تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت اور انجیل اس دخل کی مصدق ہیں... الخ۔“

(ازالہ اوہام ص:۶۲۸، ۶۲۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۳۹)

مسٹر محمد علی لاہوری:

”**القی الشیطان فی امنیته** کے معنی صرف اسی قدر ہیں کہ نبی کی نیک آرزو کے بارے میں شیطان لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈال دیتا ہے نہ یہ کہ وہ نبی کی وحی میں کچھ ڈال دیتا ہے۔ پھر الفاظ (قرآنی) کے معنی کو دیکھو کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں

سمجھو کہ آپ کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوا ہو تو یہ حضرت ﷺ کی وحی میں
بھی شیطان نے دخل کر دیا تھا؟ غالباً اس سوال کا جواب رسول کریم
سے بڑھ کر حضرت ﷺ سے محبت رکھنے والے مسلمان بھی اثبات
میں نہ دیں گے۔ پھر سب کو چھوڑ دو ایک بھی نبی کا ذکر قرآن شریف
میں نہیں جس کی وحی میں القاء شیطان کا ذکر نہ ہو... پھر کیا یہ
جائے تعجب نہیں؟ اگر حصر تو یہ کیا جائے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا ہو ہی
نہیں جس کی وحی میں شیطان نے القاء نہ کیا ہو اور ایک نبی کی بھی
مثال پیش نہ کی جائے کہ اس کی وحی میں شیطان نے جو القاء کیا
تھا۔ پھر تعجب اس کا بتایا ہو۔ لیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق تو کیا
صاحب علم لوگوں کو اس کے حق ہونے کا علم نہ ہو سکتا تھا جب تک کہ
شیطان وحی میں القاء کرے یہ کیسی بدیہی البطلان بات ہے۔“

(بیان القرآن از مسٹر محمد علی لاہوری ج:۲ صفحہ:۱۲۰۴)

تنقیح:... مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ”انبیاء علیہم السلام کی وحی میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے اور وہ اس کے لئے قرآن کریم کی آیت کا سہارا لیتے ہیں۔ توریت میں چار سو نبیوں کی جھوٹی پیش گوئی اس کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور انجیل کو بھی اس دعویٰ کا مصداق بتاتے ہیں۔“ لیکن مسٹر محمد علی صاحب اس دعوے کو بدیہی البطلان قرار دیتے ہیں۔

”وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا،
وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا“

لاہوری قادیانیوں کی مضحکہ خیزیاں

"۱۹۵۵ء میں جب راقم الحروف تعلیم سے فارغ ہوا، فرصت تھی، قوت ہمت اور فکر و سوچ تازہ تھی، اور ہر وقت قادیانی امت کی نقل و حرکت پر نگاہ رہتی تھی، ان کے لٹریچر کے علاوہ ربوہ اور لاہور سے شائع ہونے والے تمام رسائل و جرائد زیر مطالعہ رہتے تھے۔ انہی دنوں لاہوریوں کے رسالے "پیغام صلح" میں لاہوریوں کی جانب سے شائع ہونے والے مضامین پر "تازہ بتازہ نو بنو" کے عنوان سے ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد میں میرے چند ایک تبصرے شائع ہوئے تھے، جنہیں "لاہوری قادیانیوں کی مضحکہ خیزیاں" کے عنوان سے شائع کیا جارہا ہے۔"

مرزا غلام احمد: امر الٰہی

"فعسی اللّٰہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ"

اے مسلمانو! عنقریب اللہ تم کو فتح دے گا یا میری طرف سے کوئی حکم یا امر آئے گا۔"

(ہفت روزہ "پیغام صلح" ۲۰ جنوری ۱۹۵۵ء جلد ۴۲ نمبر ۵ کالم ۱)

"یہ امر بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ مجدد اور امام زمانہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے، گویا یہی دعویٰ حضرت غلام احمد صاحب "امام الزمان" نے کیا ہے۔"

(ہفت روزہ "پیغام صلح" ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء جلد ۴۲ نمبر ۵ ص ۲)

جواب:...اور اسی دعویٰ ہم کلامی کی وجہ سے "امام الزمان" اور اس کی اُمت کو سکھوں اور ہندوؤں کی صف میں شامل کیا گیا ہے۔

فتویٰ:

"پھر یہ بھی قرآن مجید نے فتویٰ دیا ہے کہ جو لوگ اس امتیازی امر (مرزا غلام احمد) سے قطع تعلق رکھیں گے، یعنی اس کے ساتھ اختلاف کریں گے وہی گمراہ ہوں گے، وہی فاسق ہوں گے، وہی اللہ کا عہد توڑنے والے ہوں گے، اور فساد کریں گے زمین میں۔"

(ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ۲۴ جنوری ۱۹۷۵ء جلد: ۶۲ شمارہ: ۵ کالم: ۲)

جواب:... یہ لاہوری مرزائیوں کا "ذاتی فتویٰ" ہے کہ مرزا غلام احمد سے اختلاف کرنے والے گمراہ، فاسق، مفسد اور عہدِ الٰہی کو توڑنے والے ہیں، اور پھر کتنی معصومیت سے کہا جاتا ہے کہ ہم تو اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔

احمدی مسلمان:

"احمدی مسلمان (مرزائی) قرآن مجید کے مطابق عمل کرتے ہیں، وہ ہرگز فساد نہیں کرتے۔"

(ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص: ۲ کالم: ۴)

جواب:...جی ہاں! احمدی کبھی فساد ہرگز نہیں کرتے، بس ذرا سی قرآن مجید میں تحریف کرتے ہیں اور وہ بھی اپنے امام الزمان کی ہدایت کی وجہ سے، شاید یہ فساد نہیں بلکہ اصلاح ہے، منافق بھی تو یہی کہا کرتے تھے۔

اور "پیغامِ صلح" کو شاید یاد نہیں رہا کہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود ماننے والے کبھی چاہے آپ کو "احمدی" کہتے ہیں، آئین کے مطابق مسلمان نہیں بلکہ غیرمسلم اقلیتوں میں شامل ہیں، ان کو "مسلمان" کہنا آئینی جرم ہے، آئندہ احتیاط کی جائے۔

نقش دوم:

"مجھے اُمید ہے "احمدی مسلمان" اپنے امام الزمان (مرزا غلام احمد) کے نقشِ قدم پر ثابت قدم رہیں گے۔"

(ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۲، کالم:۲)

جواب:... بلاشبہ، اور ثابت قدمی سے جہاں امام الزماں صاحب پہنچے ہیں، وہاں جلدی پہنچیں گے، ان شاء اللہ!

تعزیراتِ پاکستان:

"۱۹؍جنوری کے انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز کی اطلاع ہے کہ پاکستان نیشنل اسمبلی میں جناب ملک اختر صاحب نے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-۱ میں ایک وضاحتی اضافے کی تجویز پیش کی ہے جس کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے: "جو مسلمان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے خلاف، جس کی وضاحت آئین کی دفعہ (آرٹیکل) ۲۶۰ کی شق (کلاز) ۳ میں کی گئی ہے، اعتقاد رکھے، عمل کرے یا تبلیغ کرے گا وہ قانون کی رُو سے مستوجبِ سزا ہوگا۔" (ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۱)

جواب:... تعزیراتِ پاکستان میں اس وضاحتی اضافے پر نیشنل اسمبلی اور تمام ملتِ اسلامیہ کو مبارک باد ــــ اور ملتِ مرزائیہ کے لئے عبرت بصد عبرت...!

ختمِ نبوّت کا مقصد:

"قومی اسمبلی کا یہ اقدام ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی متفقہ ترمیم کا قدرتی نتیجہ ہے۔ ختمِ نبوّت، دینِ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اسلام کا مقصد ایک مربوط اور غیر منقسم معاشرہ قائم کرنا ہے، ایک عالمگیر خدا، ایک عالمگیر کتاب اور ایک کامل عالمگیر اُسوۂ حسنہ، تمام

اس امر کے آئینہ دار ہیں کہ انسان کو ایک بار پھر ایک دین اور نظامِ حیات میں جکڑ دیا جائے اور اس طرح عالمی اخوت، مساوات اور انصاف پر تمام انسانوں کو متحد کر دیا جائے۔“

(ہفت روزہ ”پیغام صلح“ ایضاً ص:۲ کالم:۱)

جواب:... اور اس عالمگیر مقصد میں رخنہ اندازی کے لئے غلام احمد قادیانی ایسے لوگوں نے ظلی نبوت کے افسانے گھڑے، اور تمام انسانوں کو کافر، فاسق، مفسد، گمراہ، عہدِ الٰہی کو توڑنے والے اور جہنمی بنا کر چلتے بنے، اس لئے ایسے اعدائے انسانیت کا سدِ باب ضروری ہے۔

ہمیشہ ناکام و نامراد:

”ختم نبوت کو اس نظام میں مرکزی مقام حاصل ہے، قرآن و حدیث اس حقیقت کے مؤید ہیں، اس امت کا اس پر اجماع چلا آیا ہے، اور گو مختلف زمانوں میں بعض طالع آزماؤں نے اس چٹان سے سر ٹکرایا ہے، لیکن مصلحتِ خداوندی نے انہیں ہمیشہ ناکام و نامراد کیا۔“ (ہفت روزہ ”پیغام صلح“ ایضاً ص:۳ کالم:۱)

جواب:... بالکل صحیح! اس صدی میں تو ان ”ناکام و نامراد“ طالع آزماؤں کا ایک غول ہی جمع ہو گیا تھا، جن کے سرخیل مرزا غلام احمد قادیانی تھے، مگر ناکامی و نامرادی کا یہ عالم کہ اور تو اور ان کے مریدوں نے ہی مرزائی نبوت کو کثرتِ تعبیر سے خوابِ پریشاں بنا دیا۔ ایک نے کہا: حقیقی نبی تھے، دوسرے نے کہا: نہیں، بلکہ مجازی نبی تھے۔ ایک نے کہا: تشریعی نبی تھے، دوسرے نے کہا: نہیں بلکہ غیرتشریعی نبی تھے۔ کسی نے کہا: اصلی نبی تھے، دوسرے نے کہا: نہیں بلکہ ظلی اور نقلی نبی تھے۔ کسی نے کہا: مستقل نبی تھے، دوسرے نے کہا: نہیں بلکہ غیرمستقل نبی تھے۔ کسی نے کہا: سچ مچ واقعی نبی تھے، دوسرے نے کہا: نہیں بلکہ غیرواقعی نبی تھے۔ دیکھئے! ختم نبوت کی چٹان سے ٹکرائے تو کیسا سر پھوٹا؟ اور مصلحتِ

خداوندی نے انہیں کیسا ناکام و نامراد کیا؟ وقد خاب من افتریٰ!

کارگر اور موٴثر:

> "ہمیشہ کی طرح آج بھی یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ دُنیا
> میں اعمال و افعال پر تو تعزیر چل سکتی ہے مگر افکار و عقائد کی دُنیا میں
> تعزیر و تشدّد کبھی کارگر موٴثر نہیں ہوا۔"
>
> (ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۱)

جواب:... اگر اعمال و افعال پر تعزیر چل سکتی ہے تو اقوال پر بھی یقیناً چل سکے گی، دِل میں افکار و عقائد جو چاہے رکھے، معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، لیکن اگر ان غلط افکار و عقائد کا زہر زبان و قلم سے اُگلنا شروع کریں گے تو قانون و تعزیر کو بہرحال اپنا فرض ادا کرنا ہے، بخاری شریف کی حدیث تو سنی ہوگی: "من بدّل دینہ فاقتلوہ!"۔

تبرا:

> "آج سب کو معلوم ہے کہ کچھ مسلمان صحابہ کرامؓ کو منافق
> و مرتد جانتے ہیں اور تبرا کرتے ہیں۔"
>
> (ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۲)

جواب:... جو لوگ صحابہؓ پر تبرا کرتے ہیں، بُرا کرتے ہیں، لیکن کچھ غیرمسلم ... مرزا غلام احمد وغیرہ... ایسے ہیں جو صحابہ کو نادان اور احمق کہتے ہیں، اور اپنے مریدوں کو صحابہ کرامؓ کی جماعت بتاتے ہیں، ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے...؟

ایمان:

> "ہمیں ہر وہ شخص عزیز ہے جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد
> رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔"
>
> (ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۲)

جواب:... اور جو شخص کہے کہ خدا کی وحی کے مطابق "محمد رسول اللہ" میں ہوں،

کیا وہ بھی عزیز ہے؟ اور آپ اسی طرح "محمد رسول اللہ" پر ایمان رکھنے والوں کو تو عزیز نہیں سمجھتے...؟

خدائی مقصد:

"ہم دل سے آرزومند ہیں کہ مسلمان ختم نبوت، وحدت اور اتحاد انسانیت کے خدائی مقصد کے لئے یک جان ہو جائیں اور غلبۂ دین کے لئے مل کر کام کریں۔"

(ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۲)

جواب:... بڑی مبارک آرزو ہے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ جب تک موجود ہے تب تک ختم نبوت اور وحدتِ اُمت کا "خدائی مقصد" پورا نہیں ہوسکتا، پس دُعا بھی کیجئے اور کوشش بھی کہ یہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ جلد رفع ہو جائے۔

جماعتِ ربوہ: عجیب پوزیشن!

"ہم جماعتِ ربوہ سے مایوس نہیں، انہوں نے اپنے لئے عجیب پوزیشن اختیار کر رکھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اس کے تمام حکموں پر عمل کرتے ہیں، اسلام کے بعد کوئی دین نہیں آئے گا، لیکن جب بھی اعلان کوئی دُوسرا مسلمان کرتا ہے جو ان کی جماعت میں شامل نہیں تو اس کا نام کافر رکھتے ہیں۔"

(ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۲)

جواب:... اور لاہوری مرزائی اس کا نام فاسق، گمراہ، عبد الٰہی کو توڑنے والے اور جہنمی رکھتے ہیں۔ یہ بھی تو عجیب پوزیشن ہے۔

کیوں کافر؟

"اگر اسی خدا، رسول، کتاب پر ایمان لاکر مرزا صاحب

اور جماعت ربوہ کے لوگ مسلمان کہلا سکتے ہیں، اور حضرت مرزا صاحب قرآن حکیم پر عمل کرکے مجدد وسیدہ ہوسکتے ہیں تو کوئی دوسرا مسلمان اس پر ایمان لاکر اور عمل کرتے کیوں کافر ہوسکتا ہے؟"

(ہفت روزہ "پیغام صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۲)

جواب:... اس لئے کہ "حضرت مرزا صاحب" نے اپنی نبوت کو جزو ایمان قرار دیا ہے، اپنی نبوت کے بغیر اسلام کو مردہ قرار دیا ہے، اپنی نبوت کے بغیر دین اسلام کو لعنتی اور قابل نفرت قرار دیا ہے، ظاہر ہے کہ ان کے مانے بغیر آدمی "احمدی" نہیں ہوسکتا، کافر ہی ہوسکتا ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ:

"مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کے ارشاد کے مطابق جماعت ربوہ کا ہر شخص تین دفعہ نہیں، ایک ہی دفعہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب پڑھ جائے تو ختم نبوت کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہوجائے گا۔"

(ہفت روزہ "پیغام صلح" ایضاً ص:۳ کالم:۲)

جواب:... ماشاء اللہ! چشم بد دور! "حضرت صاحب" کی کتب تین دفعہ نہیں ایک ہی دفعہ پیغام صلح والوں نے پڑھی ہیں، وہ تو بے مثال ہے، نہ تو جماعت ربوہ نے کبھی اٹھا کر دیکھیں، نہ علمائے امت نے کبھی ان سے "استفادہ" کیا، نہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں پیش ہوئیں، اس گنج مدفون کا سراغ بس "پیغام صلح" کو ہی مل سکا۔ جل جلالہ!

اور یہ تو فرمایا ہوتا کہ "حضرت مرزا صاحب" کی کتب تین دفعہ نہیں ایک ہی دفعہ پڑھ جانے سے تو ختم نبوت کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہوجاتا ہے، یہ مسئلہ اُلجھایا کس کی کتابوں نے؟ ظلی، بروزی، اُمتی، غیراُمتی، تشریعی، غیرتشریعی، اصلی، نقلی، حقیقی، غیرحقیقی، مستقل، غیرمستقل نبوت کا جال کس "حضرت صاحب" کی کتابوں نے پھیلایا ہے؟

ہمارا خیال ہے کہ اگر تعصب کی عینک اُتار کر "حضرت مرزا صاحب" کی نبوت

اور اس کے مقامات ولوازم اور تجزیرات کو ان کی کتابوں میں پڑھا جائے تو شاید "پیغامِ صلح" لاہور "پیغامِ صحیح" ہو جائے۔ "حضرت مرزا صاحب" پر ایمان لانا اور پھر مسلمانوں کی فہرست میں شامل ہونے کی کوشش کرنا "لا الیٰ ھؤلاء ولا الیٰ ھؤلاء" کا مصداق ہے۔

شرمناک حد تک مضحکہ خیز:

> "ہمارے ان بزرگوں نے "ختم" اور "آخری" کے جو معنی "اوپر کی جانب" ختم اور آخری کر رکھے ہیں، وہ شرمناک حد تک مضحکہ خیز ہیں۔" (ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۲ کالم:۲)

جواب:... جزاک اللہ! اور مرزا صاحب نے "آخری" کے جو معنی "محمدی چیز محمدی کے پاس رہی" کئے ہیں، کیا وہ اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز اور شرمناک نہیں...؟

منہ چڑانے کے مترادف:

> "اور (مندرجہ بالا معنی) قرآن، حدیث، لغت، محاورہ، زبان اور خود مرزا کی بیک وقت سینکڑوں صد ہا تحریروں کا منہ چڑانے کے مترادف ہیں اور اس طرح کھینچ تان کر امت میں قیامت تک صرف "ایک ہی نبی" لانے کے لئے اجرائے نبوت کا جو قضیہ کھڑا کر رکھا ہے اس سے تو نون کی روشنی میں جماعت ربوہ ایک چکر میں پڑ جائے گی یا تو انہیں حقیقی نبوت سے انکار کرکے "خانہ ساز نبوت" کی تبلیغ کے لئے غیر مسلم اقلیت ہونے کا اعلان کرنا ہوگا، اور اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں تو پھر انہیں اعلان کرنا ہوگا کہ ہم مسلمان ہیں اور ان معنوں میں ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں جو آئین کا تقاضا ہے اور اس طرح اجرائے نبوت کے غیر اسلامی عقیدے سے دستبردار ہونا ہوگا اور حضرت صاحب نے جہاں جہاں اپنی تحریروں میں لغوی، جزوی اور ناقص مجازی وغیرہ نبی کا لفظ استعمال

قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔“

(درمنثور ج:۲ ص:۳۳)

اور پھر یہ مشہور و معروف چودہ صدی کے مجددین، محدثین، مفسرین اور آئمہ دین کو دیکھئے کہ ہر ایک نے یہی عقیدہ رکھا، اس کی تبلیغ کی اور اس کو اپنی کتابوں میں درج فرمایا۔

اور پھر یہ مشہور و ”حضرت مرزا صاحب“ کو دیکھا جائے کہ انہوں نے مجدد، محدث، ملہم اور امام الزماں ہونے کی حیثیت میں یہ عقیدہ ”براہین احمدیہ“ میں درج فرمایا اور ۵۲ برس کی عمر تک اس پر قائم رہے کیونکہ اس وقت تک مریم ابن عیسیٰ سے حاملہ نہیں ہوئے تھے۔ انصاف فرمائیے! جو عقیدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں درج کر دیا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث متواترہ میں تاکید در تاکید کے ساتھ ذکر فرمایا ہو، صحابہ و تابعین اور مجددین امت تیرہ صدی تک اس پر قائم رہے ہوں، خود آپ کے ”خاتم سلسلہ عیسیٰ بن مریم“ ۵۲ برس تک اس پر ایمان رکھتے رہے ہوں، بے چارے مسلمانوں کی کیا مجال ہے کہ وہ اس عقیدے کو ترک کر دیں؟ یہ تو حضرت مرزا صاحب ہی کا کمال ہے کہ جب ان پر وحی آئی تو عقیدہ بھی بدل گیا۔

اور ہاں! آپ کو یہ غلط فہمی بھی مرزا صاحب کے مریدی حس اور زودرنجی نے ڈالی ہے کہ اس عقیدے سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے، اور یہ بات ختم نبوت کے منافی ہے، ذرا عقل و انصاف سے سوچ کر فرمایئے کہ مرزا صاحب جب یہ عقیدہ ”براہین احمدیہ“ میں لکھ رہے تھے اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے کے مجرم تو نہیں ہوگئے تھے؟ اور ختم نبوت کے منافی عقیدہ لکھ کر دائرہ اسلام سے نکل تو نہیں گئے تھے...؟

جناب من! ”خاتم النبیین“ کے یہ معنی کس کتاب میں لکھے ہیں کہ آپ کی آمد سے تمام گزشتہ نبی مر گئے؟ یا ان کی نبوت سلب ہوگئی؟ یا کسی گزشتہ نبی کے آنے سے آپ کا ذاتی تاج حرام ہو گیا...؟

بات کرنے کا سلیقہ چاہئے!

انبیاء سے بڑھ کر:

"اب اس اُمت کی اصلاح تاقیامت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خادم اُمتی اولیاء اللہ ہی پہلے کی طرح کرتے رہیں گے، نہ ہی اس اُمت میں امام معصوم آئیں گے، جن کا رُتبہ انبیاء سے بڑھ کر ہوگا، یہ بھی ختمِ نبوّت کے خلاف ہے، نہ ہی کوئی ایسا ولی خدا آئے گا جس کا ماننا جزوِ ایمان ہوگا۔"

(ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۲ کالم:۱)

جواب:... عیسیٰ علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور اُمتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے، اور ان کی آمد سے ایمان کے کسی رُکن میں اضافہ نہیں ہوگا، کیونکہ ان کی نبوّت پہلے ہی جزوِ ایمان ہے، اس لئے آپ کی تقریر مسلمانوں کے خلاف نہیں، ہاں! آپ نے مرزا صاحب کی مسیحیت و مہدویت کی جڑ کاٹ دی، ان کا ماننا ان کے مسیحی دین میں جزوِ ایمان بھی ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا اعلان بھی ہے، لہٰذا اگر آپ سچے تو مرزا جی...؟

مدیر "پیغامِ صلح" صاحب! کسی مسئلے پر قلم اُٹھانا ہو تو "حضرت مرزا صاحب" کی پچاس الماریوں پر نظر ڈال لیا کریں، ورنہ وہی مثل ہوگی: "من چہ سرایم و طنبورۂ من چہ سرایند"۔

ایمانیات کا دائرہ:

"ایمانیات کا دائرہ قرآن تک محدود ہے۔"

(ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ایضاً ص:۲ کالم:۱)

جواب:... ایمانیات اجمالاً قرآن کریم نے اور تفصیلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور تشریحاً مجددینِ اُمت نے بیان فرمائے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا اور قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لانا بھی "ایمانیات" میں شامل

ہے جس کا انکار وہی کرسکتا ہے جو نہ قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہو، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور نہ مجددینِ امت کو مسلمان سمجھتا ہو، جس کے ایمان کی بنیاد مرزا صاحب کی "ازالۂ اوہام" اور "کشتیٔ نوح" پر ہو، اس کا نام آئین میں عیسائیوں اور ہندوؤں کے بعد ہی درج ہوسکتا ہے...!

ایک لمحہ بھی:

"ہماری جماعت حقیقی معنوں میں ختمِ نبوت پر ایمان رکھتی ہے، ہم کم از کم سالہا سال سے ختمِ نبوت کے حق میں جماعتِ ربوہ سے لڑ رہے ہیں، اور ہماری کتابیں اور اخبارات اس پر گواہ ہیں، ہم حلفیہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر ہمیں اس امر کا ذرہ بھر بھی یقین ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کی اصطلاح میں اپنے لئے لفظِ نبی استعمال کیا تھا، آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختمِ نبوت کے منکر تھے تو ہم ایک لمحہ بھی ان سے وابستہ نہ رہیں۔" (محضر نامہ لاہوری جماعت ص:۳ کالم:۱)

جواب:... قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں آپ کی جماعت کے امیر مولانا صدرالدین صاحب بھی پیش ہوئے تھے، انہوں نے اپنا موقف بھی پیش کیا، ان پر جرح بھی ہوئی، افسوس ہے کہ آپ نے یہ نکات ان کو نہ سمجھادیئے، ورنہ وہ اس وقت تو قوم کو مطمئن کردیتے، اب تو آپ کی یہ تقریر "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلۂ خود باید زد" کا مصداق ہے۔ آپ کو قومی عدالت میں کوئی بحث اور کوئی عذر کرنا چاہئے تھا، مقدمہ ہو جانے کے بعد قانونی نکات پیش کرنا بدحواسی کی علامت تو نہیں...؟

غلطی خوردہ:

"ہمارے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہم غلطی خوردہ ہیں، تو ہم علماء کے حق و انصاف پسند اور محب حکومت

> سے پوچھتے ہیں کہ اگر ہم غلطی کھا کر بھی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں تو اس میں اسلام اور اُمت کا کیا بگڑا؟ اور ہمارے خلاف قدغن کیسی؟“
> (ہفت روزہ ”پیغام صلح“ ایضاً ص:۳ کالم:۱)

جواب:… اگر ایک ”غلطی خوردہ“ اسلام کو نشک بھروہ قابل نفرت اور لعنتی کہتا ہو، اور اُمت مسلمہ کو کافر، گمراہ، مشرک اور جہنمی کے خطاب دیتا ہو، ایک بر خود غلط مدعی کے منکروں پر کفر کا فتویٰ صادر کرتا ہو، اور پھر ان تمام اُمور کی ”تبلیغ“ کرتا ہو، اس پر قدغن نہیں ہونی چاہئے؟ اس کی غلط فہمی، غلط اندیشی اور غلط روی سے اسلام اور اُمت کا کچھ نہیں بگڑتا…؟

ختم نبوت پر تحقیق:

> ”جہاں تک عقائد کا تعلق ہے حکومت کو چاہئے کہ وہ اہل علم کی اعانت سے ختم نبوت پر تحقیق کرائے اور قرآن، حدیث اور گزشتہ مفسرین و محدثین کی تحریروں کی مدد سے علم کلام کی تدوین کرائے۔“
> (ہفت روزہ ”پیغام صلح“ ایضاً ص:۳ کالم:۱)

جواب:… اسلام کا علم عقائد قرآن و حدیث اور مفسرین و محدثین کی تحریروں کی روشنی میں الحمدللہ مدون شدہ موجود ہے، البتہ قادیانی اُمت کو اس پر ایمان نصیب نہیں، رہی ختم نبوت پر تحقیق! سو وہ بھی بحمداللہ کامل و مکمل ہو چکی ہے، اور قوی اُمید ہے کہ ایک سو ایک دن تک کمال نہیں کھولی رہی، روزانہ اخبار و اخبار و محفلوں تک ”اہل علم کی اعانت سے“ ختم نبوت پر تحقیق کی کی جاتی رہی، مگر حیف کہ قادیانی اُمت کو وہ تحقیق بھی مسلّم نہیں:

بریں عقل و دانش بباید گریست!

(ہفت روزہ ”پیغام صلح“ ایضاً ص:۵ کالم:۳)

اصل مطلب:

> ”حکومت دینی تعلیم و تدریس کا نظام اپنے ہاتھ میں لے

> سے، اپنی تعلیم کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرے، اور اسے اس نصاب سے آزاد کرے جو صدیوں کے فرسودہ نظریات، افکار و تحقیق پر مبنی ہے۔" (ہفت روزہ "پیامِ صبح" ایضاً ص:۳ کالم:۱)

جواب ۳: ہاں! یہی اصل مطلب کی بات! دینی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے: قرآن، حدیث، عقائد، اصول، فقہ اور ان کے خادم علوم، یہ قادیانی اُمت کے نزدیک "صدیوں پہلے کے فرسودہ نظریات و افکار" ہیں، اس لئے ان کی جگہ قادیان کی جدید تحقیقات، جدید مسیحیت اور جدید علمِ کلام کا نصاب رائج ہونا چاہئے۔

ہاں بھی دینی کی حرارت کے لئے ایمان و یقین کی تجلیاں بھی مدارس مہیا کرتے ہیں، اور چودھویں صدی کے ظلمت کدے میں قال اللہ وقال الرسول کی روشن قندیلیں بھی سر پھرے مدارس گھر گھر لئے پھرتے ہیں۔ قادیانی مسیحیت اور مرزائی ذریت کے خلاف علمِ بغاوت یہیں سے بلند ہوتا ہے، اس لئے ان کو اپنے ہاتھ میں لینا ضروری ہے۔

اور اس مشورے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس طرح حکومت کے لئے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا، اور علمائے کرام، طلبائے اسلامیہ اور نوجوانوں کی نظر قادیانی مسئلے سے ہٹ جائے گی اور آئین و قانون کو اپنے تقاضے پورے کرنے کی فرصت ہی نہیں ملے گی، اسے کہتے ہیں: "ایک تیر سے دو شکار"۔

تمام فرقوں کو:

> "اگر حکومت دینی امور میں مخلص ہے تو اسے چاہئے کہ تمام مسلمانوں کو اسلامی اوامر و نواہی پر چلنے کے لئے قوانین بنائے اور ان تمام فرقوں کو ختم کرے جنہوں نے اسلامی اتحاد کو مختل کر رکھا ہے۔" (ہفت روزہ "پیامِ صبح" ایضاً ص:۳ کالم:۲)

جواب ۴: مشورہ بڑا صائب ہے، البتہ اس پر ایک فقرے کا اضافہ کر دینا چاہئے

کہ ان تمام فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ مرزا غلام احمد کی مسیحیت ہے جو ابتدائے آفرینش سے آج تک بقول علامہ اقبال اسلام کی غدار اور انگریز کی جاسوس رہی۔

وما علینا الا البلاغ

(ہفت روزہ "لولاک" لائل پور ۱۷ مارچ ۱۹۷۵ء)

انوکھی رحمت:

لاہوری ہفت روزہ "پیغام صلح" ۲۶ جنوری ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں ہے:

"ان فتاویٰ کفر کی کثرت دیکھ کر علمائے ربانی گھبرائے
نہیں، انہوں نے اس کو رحمت سمجھ لیا، پتھروں کی بارش کو پھول سمجھ کر
برداشت کر لیا۔"

جواب:... فتویٰ کفر بھی رحمت ہے تو زہے قسمت کہ یہ دولت دونوں جہان میں مرزا صاحب کی جماعت کے شامل رہے، مرزا صاحب جو "رحمۃ للعالمین" بن کر آئے تھے، ان سے مراد بھی غالباً یہی رحمت کفر ہوگی ــــ مبارک باد...!

چودھویں صدی ختم ہونے کو:

"پیغام صلح" کے اسی شمارے میں ہے:

"اس صدی کے سر پر سوائے حضرت مرزا غلام احمد
قادیانی کے اور کسی شخص نے دعویٰ مجددیت نہیں کیا، آج چودھویں
صدی ختم ہونے کو ہے۔"

جواب:... تو اب بھی سمجھئے مرزا صاحب کا دور تجدید ختم ہوچکا، ان کی رحمۃ للعالمینی کا جتنا کرشمہ تھا کرچکی اور اس کا نتیجہ بھی نکل آیا۔

نئی خلافت کے نئے فتنے:

"پیغام صلح" ۵ فروری ۱۹۷۵ء میں ہے:

"ہمارے زمانے میں ایک نئی خلافت (ربوہ) نے ان

(اسلامی) روایات کو ختم کرنے کے لئے سن ہجری کو ختم کرکے ایک نیا سن جاری کردیا، جس کی وجہ سے اس سن کی عظمت پر ضرب پڑی ہے، حالانکہ جن لوگوں نے سن ہجری جاری کیا تھا وہ اسلام میں ہجرت اور اس کے بلندترین مقام کو خوب سمجھتے تھے اور انہیں علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کو بلندترین مقام بخشا تھا، لیکن اب مسلمانوں کو "جشن ودفا تحریک" وغیرہ جیسوں کی راہ پر ڈال کر نئے نئے فتنوں کو اُبھارا جارہا ہے۔"

جواب:… جزاک اللہ! بات ٹھیک کہی مگر ادھوری! اسلام میں قمری تقویم رائج ہے، کیونکہ اسلامی احکام اسی قمری حساب سے وابستہ ہیں۔ قمری تقویم کی جگہ "شمسی" جاری کرنا، دراصل ان احکام کو منسوخ کرنے کے مترادف ہے۔ مگر شکوہ کیجئے تو کس سے کیجئے؟ جس دور فتن میں اسود قادیانی کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر، نبا جے نے مسیلمہ بنادیا، روح اللہ… عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام… سے افضل سمجھا اور ترجیح دیا جب کو تسلیم کیا جاتا ہے، اب تاریک دور میں ان بدعتیوں میں کون جاتا ہے…؟

اور جن لوگوں نے محمد کی عقل وخرد کو… صلی اللہ علیہ وسلم… کے مقابلے میں نیا محمد، نبوت کے مقابلے میں نئی نبوت، اُمہات المؤمنین کے مقابلے میں نئی اُمہات المؤمنین، صحابہ کرام کے مقابلے میں نئے صحابی، اہل بیت نبی کے مقابلے میں نئے اہل بیت، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں نیا ابوبکر، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں فضل عمر، مردِ علی… معاذ اللہ… کے مقابلے میں زندہ علی، حسین کے مقابلے میں نیا حسین، مہدیٔ اسلام کے مقابلے میں نیا مہدی، آدم علیہ السلام کے مقابلے میں نیا آدم، ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں نیا ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں نیا عیسیٰ، مقام ابراہیم کے مقابلے میں نیا مقام ابراہیم، مسجد حرام کے مقابلے میں نیا حرم، مسجد اقصیٰ کے مقابلے میں نئی مسجد اقصیٰ، بیت اللہ کے مقابلے میں نیا بیت اللہ، حج کے مقابلے میں ظلی حج اور خلافت راشدہ کے مقابلے میں نئی خلافت… وغیرہ وغیرہ… کا فتنہ کھڑا کرلیا ہو، ان کے لئے اسلامی

جن کے مقابلے میں قادیانی ان کا تذکرہ کرنا کیا حقیقت رکھتا ہے؟

غور کیجئے! جب مرکز تجلیات، حرم کی جگہ قادیان بن جائے، جب مرزا کی شخصیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ احمد ہندی... مرزا صاحب... غصب ہے! اور جب گنبد خضرا کے حقوق قادیان میں گنبد بیضا کو عطا کر دیئے جائیں تو اور کچھ باقی رہ جاتا ہے؟ ہمارے بھولے بھالے لاہوری دوست کہتے ہیں حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا، حیف ہے کہ ادھر یہ دعویٰ نبوت آگے کر کے اسلام کا سب کچھ لوٹ کر قادیان منتقل کر دیا گیا اور ادھر لاہوری دوست بیٹھے سب اچھا ہے کی رٹ لگا رہے ہیں...!

نیا دین:

ہفت روزہ ”پیغام صلح“ ۵ مارچ ۱۹۷۵ء میں ہے کہ:

> ”معاصر ہفت روزہ لاہور ۱۷ فروری ۱۹۷۵ء میں جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان سابق صدر عالمی عدالت انصاف کا ایک مضمون بعنوان ”میرا دین“ شائع ہوا ہے، جس میں انہوں نے مرزا صاحب کو مجدد، محدث، مصلح کہہ کر لاہوری جماعت کے عقائد کی ترجمانی تو پیش کی ہے اور مرزا صاحب کے ظہور کو ختم نبوت کی مہر نہ توڑنے والا ٹھہرایا ہے۔ البتہ چوہدری صاحب کا یہ فقرہ کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اس مسیح موعود کا ذکر فرمایا ہے اس کے ساتھ ہر بار ”نبی اللہ“ کا لقب بھی شامل کیا ہے“ اصلاح طلب ہے۔“

جواب: ادارہ ”پیغام صلح“ نے اگر چوہدری صاحب کے مضمون سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

دراصل مرزا غلام احمد صاحب سے مرزا ناصر احمد تک قادیانی جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے فیضان سے نبی بنے ہیں،

اس لئے ان کی نبوّت سے مہرِ نبوّت نہیں ٹوٹتی، بلکہ اس کا کمال ثابت ہوتا ہے، اور کمال فیضان سے مطلب ہے فنافی الرسول ہوکر آپ کے تمام کمالاتِ نبوّت کو جذب کرکے نبوّتِ محمدیہ کی چادر خود اوڑھ لینا۔ یہی معنی ہیں ظلی اور بروزی نبوّت کے، اور یہی تفسیر ہے خاتم النبیین کی۔ خلاصہ یہ کہ مرزا صاحب نبی ہیں، واقعۃً نبی ہیں، حقیقۃً نبی ہیں، من جانب اللہ نبی ہیں، مگر بلاواسطہ نہیں، بلکہ بواسطہ اتباعِ محمدی اور بذریعہ فیضانِ ختمِ نبوّت۔ یہ ہے قادیانی عقیدہ، اور یہی عقیدہ مختصراً چوہدری صاحب نے اپنے مضمون ''میرا دین'' میں بیان کیا ہے۔ اور اسی کی تشریحات مرزا صاحب نے سیکڑوں صفحات پر پھیلائی ہیں، مگر لاہوری بھولے بادشاہ ہیں کہ چوہدری صاحب کے مضمون پر بغلیں بجانے لگے۔

لاہوری دوستو! مرزا صاحب کی ظلی نبوّت طلسم ہوشربا ہے، یہ بروزی گورکھ دھندا ہے، اس گتھی کو سلجھانا تمہارے بس کا روگ نہیں، ہمت ہے تو مجازی نبوّت کے تارِ عنکبوت کو توڑ کر باہر نکل آؤ، اور اس بیضۂ مور سے باہر جھانک کر دیکھو کہ خدا کی زمین کتنی فراخ اور کشادہ ہے، اور اگر تمہارے کمزور اعضائے فکر اس مکڑی کے جالے کو توڑنے پر قادر نہیں تو ہمیشہ کے لئے اس میں پھڑ پھڑاتے رہو، اور دُنیا ہی میں: ''لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى'' کی عبرتناک تصویر بنے رہو۔ خدا شاہد ہے کہ ہمیں تم لوگوں سے ذاتی بغض نہیں، بلکہ تمہاری حالتِ زار پر رحم آتا ہے، مگر جب تم خود ہی اپنی ذات پر رحم نہ کرنا چاہو تو کیا کیا جائے؟ کس طرح تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں اس دلدل سے نکالا جائے جس میں تم سر تک دھنس گئے ہو اور ابھی دھنستے ہی جارہے ہو۔ مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالکریم مباہلہ اور دیگر بیسیوں افاضل، قادیان کے ''سبز باغ'' کی سیر کرنے کے بعد وہاں کے گل و بلبل کی داستانیں ساتھ لے کر نکل آئے، تمہیں بڑے باپ کے بڑے بیٹے کے افسانے ازبر ہیں، اور پھر بڑے بیٹے کے بارے میں بڑے باپ کی الہامی بشارتیں اور دُعائیں بھی حفظ ہیں، اس کے بعد بھی تمہاری قوتِ فکر یہ صحیح فیصلہ نہ کرے اور تم نار کو عار پر، اور دُنیا کو عقبیٰ پر ترجیح دینے ہی کا فیصلہ کرو، تو تم ہی بتاؤ تمہیں کیسے سمجھایا جائے؟ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ٹھنڈے سوچنے کے لئے بیسیوں موقعے پیدا کئے لیکن: ''وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ'' اللہ

تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

مدعیٔ نبوت اور تاویل:

اسی ہفت روزہ "پیغامِ صلح" ۵؍مارچ ۱۹۷۵ء کے صفحہ:۱۲ پر ہے:

"بے شک محمود احمد خلیفہ قادیان نے علیحدہ اُمت قائم کی اور ختمِ نبوت کو توڑ کر اپنے والد بزرگوار کو... کی تائید کرتے ہوئے مدعیٔ نبوت ثابت کرنے کی کوشش کی اور تمام مسلمانوں کو مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے کی وجہ سے کافر کہا، مگر چونکہ ظاہرا وہ تمام ارکانِ اسلام بجالاتے ہیں اور منہ سے بھی کلمہ پڑھتے رہے لہٰذا "احمدیہ جماعت لاہور" ان کی تکفیر سے اجتناب کرتی رہی۔"

جواب:... یہ ہے مرزائی اسلام، ایک شخص مدعیٔ نبوت کو حقیقی نبی ثابت کرتا ہے، اس پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تمام اُمتِ مسلمہ کو کافر کہتا ہے، مگر لاہوری مرزائیوں کے نزدیک وہ کافر نہیں بلکہ پکا مسلمان ہے۔

مرزا محمود خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کے عقائد سب کو معلوم ہیں، وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ محمد رسول اللہ سمجھ کر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں محمد سے مرزا صاحب مراد لیتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں، وہی تمام دُنیا کے رسول ہیں، وہی رحمۃ للعالمین ہیں، اب قیامت تک انہی کے ذریعے فیض ملے گا، انہی کی پیروی میں اب نجات منحصر ہے، اور جو لوگ مرزا قادیانی کی بعثت و نبوت پر ایمان نہیں لائے... ان میں لاہوری مرزائی بھی اپنے آپ کو شامل کرتے ہیں... وہ نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، مشرک ہیں، جہنمی ہیں، کتوں اور خنزیروں کی اولاد ہیں۔ لیکن ان تمام خبیث عقائد کے باوجود لاہوری مرزائی ان کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں، اگر یہی صحیح ہے تو لاہوری مرزائیوں کو اعلان کردینا چاہئے کہ مسیلمہ کذاب سے لے کر بہاء اللہ ایرانی تک اور چراغ دین سے لے کر

اسماعیل لندنی تک، جتنے جھوٹے نبی، مسیح، مہدی اور مدعی گزرے ہیں، وہ سب مسلمان تھے، اور ان کے ماننے والے ہماری برادری میں شامل ہیں۔ کیونکہ ہر مدعی کوئی نہ کوئی الہامی تاویل لے کر اٹھتا ہے، اور الہام و تاویل ہی کے سہارے اپنی رسالت و نبوت اور مہدویت و مسیحیت کا اعلان کرتا ہے، لہٰذا لاہوریوں کے نزدیک ہر تاویل کنندہ مسلمان ہے، اور ان کی برادری کا ممبر ہے۔

اسلامی عقائد میں یہ صراحت کردی گئی ہے کہ دین کے مسلّمہ حقائق کو تاویل کے ذریعے بدلنے والا مسلمان نہیں۔ شیخ علی القاری، علم عقائد کی کتاب "قصیدہ بدء الامالی" کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فان اعتقاد نبوة من ليس بنبي كفر، كاعتقاد نفي نبوة نبي من الأنبياء."

ترجمہ:... "غیر نبی کو نبی سمجھنا کفر ہے، جس طرح کسی بھی نبی کے نبی نہ ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔"

انصاف کرو کہ مرزا صاحب جو غیر نبی تھے، ان کو حقیقی، ظلی یا بروزی نبی سمجھنے والوں کا کیا حکم ہے؟ ان کی وحی پر ایمان لانے والے کون ہیں؟ ان کے معجزات کی تصدیق کرنے والے کیا حکم رکھتے ہیں؟ امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ: "جس نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے معجزہ طلب کیا، وہ بھی کافر ہے۔"

ان کی بھی سنئے:

روزنامہ "الفضل" ۸؍مارچ ۱۹۷۵ء میں ربوہ کے خلیفہ جناب مرزا ناصر احمد صاحب کا تازہ خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے، چند کلمات ان کے بھی سماعت فرمایئے، ارشاد ہوتا ہے:

"گزشتہ عرصے میں بہت سے مہینے ایسے گزرے ہیں جو بڑی پریشانیوں کے مہینے تھے اور فساد کے مہینے تھے، اور ظلم سہنے کے

میتے تھے اور ظلم کو برداشت کے ساتھ اور مسکراتے چہروں کے ساتھ برداشت کرنے کے مینے تھے اور جو چیز حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ذریعے ہمیں حاصل ہوئی اس کو ظاہر کرنے کے مینے تھے۔"

جواب:... یعنی غیرت پکڑنے کے علاوہ باقی سب کچھ کے مینے تھے...!

قرآن پہ یقین:

اسی شمارے میں آگے مزید ارشاد ہے:

"یعنی یقین کی دولت کو ظاہر کرنے کے مینے تھے، جو مرزا صاحب کے ذریعے ہم نے پائی، یقین اس بات پر کہ اللہ ہے (اور وہ مرزا صاحب کی رؤیا کے مطابق خود مرزا صاحب ہیں... ناقل) اور یقین اس بات پر کہ قرآن عظیم ایک نہایت ہی حسین شریعت اور ایک کامل و مکمل ہدایت ہے۔"

جواب:... اگر یہ یقین ہوتا تو مرزا صاحب کو نئی "وحی نبوت" کے نئے نئے پارے لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی، جبکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱)

لولاک لما خلقت الافلاک:

مزید ارشاد ہے:

"یقین اس بات پر کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے عظیم محسن ہیں اور آپ کا مقام اس کائنات میں ان الفاظ میں بیان ہوا: "لولاک لما خلقت الافلاک" کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اس کائنات کو پیدا کرنے ہی کی ضرورت نہ تھی۔"

جواب:... مرزائیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ لولاک پر بھی یقین نہیں،

ان کا ایمان یہ ہے کہ یہ شان مرزا غلام احمد کی ہے۔ (دیکھئے: تذکرہ ص:۴۰۲، ۶۰۵، ۶۴۷ طبع دوم)

رحمۃ للعالمین:

آگے مزید ارشاد ہے:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، آپ کو صرف انسانوں کے لئے رحمت نہیں کہا گیا بلکہ رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے۔"

جواب:... بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ بھی ہیں اور رحمۃ للعالمین بھی، لیکن مرزائیوں کا "محمد رسول اللہ" اور "رحمۃ للعالمین" تو مرزا غلام احمد ہے۔ (دیکھئے تذکرہ ص:۸۳ اور ۱۸۳)

مہدی:

اسی شمارے میں آگے فرماتے ہیں:

"اور یقین اس بات پر کہ حضرت محمد رسول اللہ کو ایک وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانے میں آپ کی "روحانی اولاد" میں سے ایک مہدی، ایک ظل جلیل اور آپ کا سب سے زیادہ محبوب بیٹا روحانی لحاظ سے پیدا ہوگا، اور وہ ایک جماعت پیدا کرے گا۔"

جواب:... اس ارشاد پر چند گزارشات ملاحظہ فرمائیں:

۱:... مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مہدی سے متعلق حدیثیں جھوٹی ہیں، کیا مرزائی جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں؟

۲:... مہدی کی احادیث میں کسی جگہ بھی "روحانی اولاد" کا لفظ نہیں آیا، کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا اور بہتان نہیں...؟

۳:... جو شخص ساری عمر صلیب پرستوں کا مطیع وفرماں بردار رہے، وہ ظل جلیل ہوتا ہے؟ اور جو شخص عیسائی کی عدالت میں انگوٹھا لگاکر آئے کہ فلاں آئندہ کوئی ایسا دیسا

الہام شائع نہیں کرے گا، وہ "مہدی بہادر" کہلاتا ہے؟

۳:...کس حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کے مرجانے کے چالیس سال بعد اس کا پایۂ تخت قادیان شریف دارالکفر بن جائے گا، اور ۷۰ سال بعد اس کی جماعت کو بجرم ذلت خارج از اسلام قرار دیا جائے گا، اور جماعت کا امام اپنی جماعت کو غلبۂ اسلام کے سبز باغ دِکھائے گا، اگر ایسا مضمون کسی حدیث میں آیا ہو تو خلیفہ صاحب اپنے خطبے میں اس حدیث کا حوالہ دیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آگے فرماتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزند... معاذ اللہ، مرزا... کو ایک جماعت دوں گا جو اس رُوحانی فرزند کے ذریعے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کی وارث، آپ کی تعلیم پر چلنے والی اور آپ کی سچی پیار کرنے والی ہوگی۔"

جواب:...خلیفہ صاحب! یہ کس آیت کا ترجمہ ہے؟ اور یہ بھی فرمایا ہوتا کہ مہدی کی یہ جماعت ربوہ والی ہے یا لاہوری؟ یا حقیقت پسند پارٹی یا قادیان شریف کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے والی؟ ربوہ سے شہر بدر کئے گئے لوگ تو مہدی کی جماعت کا نقشہ کچھ اور ہی پیش کرتے ہیں...!

جماعت کا یقین:

آخر میں ارشاد ہے:

> "میرے سامنے بعض دوست ایسے بھی ہیں جو اس حقیقت پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ خدا کی نگاہ میں مسیحِ موعود کی جماعت میں شامل نہیں، صرف دِکھاوے کے لئے حضرت مسیحِ موعود کی

طرف منسوب ہوتا تو بڑی بدقسمتی کے مترادف ہے، بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ ذکوٰۃ اٹھانے کے لئے انسان مسیح موعود کی جماعت کی طرف منسوب ہوجائے اور فیوض اور رحمتوں سے اپنے آپ کو محروم کرلے۔" (ملخصاً)

جواب:... سارے خطبے میں یہی ایک سچی بات ارشاد ہوئی، واقعۃً مرزائی امت کے تمام افراد بدقسمتی، محرومی اور ذکوٰۃ اٹھانے کے لئے ایک "فرضی" "مسیح موعود" مرزا غلام احمد کی طرف منسوب ہوگئے اور یہی محرومی و بدقسمتی ان کی دائمی قسمت ہے، خلیفہ صاحب ان کو غلبۂ اسلام کے سبز باغ دکھا کر چندہ تو جمع کرسکتے ہیں، مگر ان کی قسمت نہیں بدل سکتے۔

(ہفت روزہ "لولاک" ۲۴ مئی ۱۹۷۵ء)

"سیرت المہدی" فضول:

لاہوری رسالہ "پیغامِ صلح" ۳ اپریل ۱۹۷۵ء میں ہے:

"خیال تھا کہ شاید ربوائی جماعت طرزوں نے "سیرت المہدی" ایسی فضول کتاب سے کوئی سبق حاصل کرلیا ہوگا، مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا اور ناحق روایات کی اختراع جاری ہے، ملاحظہ فرمائیں: "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے جب کسی نے پوچھا کہ: آپ کا لڑکا کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ: کسی صف میں لپٹا ہوگا یا لوٹے کی ٹونٹی میں۔"

(الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۷۵ء ص:۸)

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

کیا لوٹے کی ٹونٹی میں ہونا بھی روحانیت کا کوئی مقام ہے؟"

جواب:... کہتے ہیں کہ ایک حبشی جا رہا تھا، راستے میں آئینہ ملا، اٹھا کر دیکھا تو

اپنی پری جیسی صورت نظر آئی، گھبرا کر اسے زمین پر دے مارا، اور بولا: اتنا بدصورت تھا جب بھی تو کسی نے یوں پھینک دیا۔

"سیرت" کسی شخص کا آئینہ ہوتی ہے، "سیرت المہدی" میں قادیانی امت کو مرزا غلام احمد کے ملکوتی سراپا کی کچھ جھلکیاں نظر آتی ہیں، وہ حبشی کی طرح اس آئینے ہی کو توڑنے پر آمادہ ہے، حالانکہ اگر "سیرت المہدی" فضول ہے تو اس میں قصور "سیرت" کا نہیں، بلکہ صاحب سیرت کا ہے۔ نام نہاد "مہدی" کے صفحات زندگی ہی اتنے گندے ہیں اور تاریک ہیں کہ قادیانی امت ان سے حبشی کے آئینے کی طرح جھنجلاتی ہے۔

رہا "پیغام صلح" کا یہ سوال کہ کیا لوٹے کی ٹونٹی تک ہونا بھی روحانیت کا کوئی مقام ہے؟ اس کا جواب تو "ربوائی جدت طراز" دے سکتے ہیں، نہ "لاہوری الہام پرست" اس عقدہ کو حل کر سکتے ہیں، اس کا حل یہ ہے کہ جس مسیح موعود صاحب کے لئے چالیس برس کی عمر میں مراق اور سلس البول "روحانی مقامات" کی حیثیت رکھتے ہوں، اس کے بچپن کا "روحانی مقام" لوٹے کی ٹونٹی ہی ہو سکتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" اور یہ آغاز شعور کا "روحانی مقام" تھا، جب مسیح موعود ابھی بچے ہی تھے اس وقت آپ کا "روحانی مقام" تھا روٹی پر گڑ رکھنا اور کھانے کے واسطے گھر سے نکل پڑ جانا۔ (دیکھئے: سیرت المہدی ج:۱، ص:۲۴۴، ۲۴۵)

تو ہین:

"پیغام صلح" ۲ /اپریل ۱۹۷۵ء کے شمارے میں ہے:

"گزشتہ سال ربوہ کے مولوی محمد شریف صاحب حج پر تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں اسیر زنداں رہے، جنوری ۱۹۷۵ء کے "انصار اللہ" میں داستان قید و بندکی دوسری قسط درج ہے، جس کو بارہ مصالحہ لگا کر چٹ پٹا بنانے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن اس سلسلے میں ان کی وصیت کا تذکرہ یوں کیا ہے: "میں نے ان سے

اس لئے کہ اس کو رحمانی نہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۳۸)

مزید سنئے:

"وہ مذہب مردار ہے جس میں ہمیشہ کے لئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں، کیونکہ وہ انسانوں پر یقین کی راہ بند کرتا ہے اور ان کو قصوں کہانیوں پر چھوڑتا ہے اور ان کو خدا سے نا امید کرتا اور تاریکی میں ڈالتا ہے۔ اور کیونکر کوئی مذہب خدا نما ہو سکتا ہے اور کیونکر گناہوں سے چھڑا سکتا ہے، جب تک کوئی یقین کا ذریعہ اپنے پاس نہیں رکھتا..... اے بدقسمتو! اے مسلمان کہلانے والو! کہ ظلمات شک سے نور یقین کی طرف تم کیونکر پہنچ سکتے ہو، یقین کا ذریعہ تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔" (نزول مسیح ص:۹۸)

(ہفت روزہ لولاک لائل پور۔ جون ۱۹۷۵ء)

اسلام اور قادیانیت:

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلے کے مطابق منکرینِ ختمِ نبوت خارج از اسلام ہیں، اس فیصلے کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام اور قادیانیت دو متضاد ہیں، اگر ایک شخص مسلمان ہے تو وہ مرزائی نہیں ہو سکتا، اور مرزائی ہے تو مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ آئین کے تقاضوں کو اب تدریجاً قانونی شکل دی جا رہی ہے، چنانچہ صدرِ مملکت کے ایک حکم میں جمعیت کی رکنیت کے مسلمان امیدواروں کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ حلفیہ اقرار کریں کہ وہ ختمِ نبوت کے منکر اور مرزائی نہیں ہیں۔ حلف نامے کی عبارت حسبِ ذیل ہوگی:

"میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر مکمل، پختہ اور غیر مشروط یقین رکھتا ہوں، اور میں ایسے شخص کو نبی یا مذہبی مصلح تسلیم نہیں کرتا جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (مرزا

غلام احمد قادیانی کی طرح) نبی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔"

قریباً اسی نوعیت کا حلف نامہ شناختی کارڈ کے فارم میں درج کیا گیا ہے، جس میں تصریح کی گئی ہے کہ جو شخص مذہب کے خانے میں اپنا مذہب "اسلام" درج کرے اسے حلفیہ بیان دینا ہوگا کہ:

> "میں اقرار کرتا / کرتی ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا / رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا / کی پیروکار نہیں ہوں، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو، اور نہ ایسے دعوے دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا / مانتی ہوں، نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا / رکھتی ہوں یا خود کو "احمدی" کہتا / کہتی ہوں۔"

اس حلف نامے کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے پیروکار ...قادیانی گروپ، لاہوری گروپ... خود کو مسلم نہیں کہہ سکتے، اور اگر وہ "مسلم" لکھنے پر اصرار کریں تو مرزا قادیانی کے پیروکار نہیں رہ سکتے۔ الغرض اسلام اور قادیانیت دو ضدیں ہیں جو ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔ مرزائی اُمت سے یہ توقع عبث ہے کہ وہ نفاق کو چھوڑ کر اسلام اور قادیانیت دونوں میں سے ایک کو قبول کرنے کی کوشش کرے گی، بلکہ اندازہ یہی ہے کہ حسبِ سابق وہ مسلمانوں میں ہی گھسنے کی تدبیر نکالے گی، لیکن اس صورت میں خود ان کا اپنا نقصان ہوگا۔

"غیر مسلم احمدی" کا لفظ چھوڑ کر اگر وہ "اسلام" کا لفظ استعمال کریں گے تو ان کی مردم شماری کم ہوگی اور مرزا ناصر احمد خلیفہ ربوہ کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہوجائے گا کہ پاکستان میں ہماری تعداد نصف کروڑ ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزائی صاحبان اپنی تعداد محفوظ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں، یا مصنوعی طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھنے کو؟

عجیب منطق:

صدرِ مملکت کے حکم پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہوری مرزائیوں کا آرگن "پیغامِ صلح" لکھتا ہے:

"ہم اس حکم کے دل سے مؤید اور مجوّزہ حلف نامے کو ضروری سمجھتے ہیں بشرطیکہ اس کے ساتھ حلف لینے والے کے لئے یہ بھی لازمی قرار دیا جائے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد پر ایمان نہیں رکھتا، ورنہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا منتظر ہو، اس کا حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آخری نبی ہونے پر مکمل اور پختہ یقین تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔"

(پیغامِ صلح ۲ رجولائی ۱۹۷۶ء)

مثل مشہور ہے کہ "رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا" مرزا قادیانی کے مرید اپنے کفر والحاد کی وجہ سے اُمتِ مسلمہ سے کٹ چکے ہیں، عیسائیوں اور چوہڑوں، چماروں کی فہرست میں ان کا نام درج کیا جاچکا ہے مگر کجی اور الحاد کا کانٹا ان کے حلق سے ابھی تک نہیں نکلا۔

"پیغامِ صلح" نے مرزا قادیانی کی لکیر کا فقیر بن کر کتنی بڑی جسارت سے یہ لکھ دیا کہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا قائل ہو وہ ختمِ نبوت پر ایمان نہیں رکھتا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، ائمہ دینؒ، مجددینِ اُمتؒ سب اسی عقیدے پر دُنیا سے رُخصت ہوئے ہیں، یہ تمام حضرات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے رفع ونزول کے قائل رہے، اس کا اعتراف خود مرزا قادیانی کو بھی ہے، چنانچہ مرزا کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ:

"ایک دفعہ ہم دِلّی میں گئے تھے، ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ

کو زندہ آسمان پر بٹھایا.....“ (ج:۱۰ ص:۳۰۰)

مرزا کے اس ملفوظ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا تک کی تیرہ صدیوں کے کل مسلمان یہی عقیدہ رکھتے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اب ”پیغامِ صلح“ کی غلط منطق کے مطابق گویا تیرہ، چودہ صدیوں کی اُمت ختمِ نبوّت کی منکر اور دائرۂ اسلام سے خارج تھی، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ”پیغامِ صلح“ کا یہی فتویٰ عائد ہوگا.. معاذ اللہ... یہ ہے وہ کج ذہنی جو مرزائی اُمت کو اپنے ”ظلی اور جعلی نبی“ سے میراث میں ملی ہے۔

سنگل اور ڈبل:

ہفت روزہ ”پیغامِ صلح“ نے پنجاب کے سابق وزیرِ اعلیٰ کے ایک بیان کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

> ”کیا جناب رائے اس بات پر غور کریں گے کہ یہ کہاں کا عدل اور انصاف ہے؟ یا عدل و احسان کی روح کے کہاں تک مطابق ہے کہ ملک کی ایک بہت بڑی جماعت اپنے پیشوا کی تقلید میں بار بار قسمیں کھا کھا کر یہ اعلان کر رہی ہے کہ ہم حضرت رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے پر کامل و مکمل یقین و ایمان رکھتے ہیں اور آپ کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل نہیں، باوجود اس کے انہیں ”غیر مسلم اقلیت“ قرار دیا گیا۔“ (۲۱ر جولائی ۱۹۷۵ء، ص:۵)

دراصل مرزا قادیانی کے ماننے والوں کا قادیانی... ربوائی... گروپ اگر ”سنگل کافر“ ہے تو لاہوری گروپ ”ڈبل کافر“، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوّت تو آفتابِ نیمروز ہے، جس سے کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا، مرزا نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ:

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (ص:۳۹۱)

اس لئے تو مرزائی اگر مدعی نبوت کو پیشوا تسلیم کرکے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں تو لاہوری مرزائی بھی "نبی" کی نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے بھی کافر ہوتے ہیں، رہا ان کا یہ کہنا کہ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں، تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون کی پہلی آیت میں دے دیا ہے:

"واللّٰہ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون"

ترجمہ: "اللہ گواہ ہے کہ یہ منافق اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔"

صحیح مگر نامکمل:

اسی صفحے پر "پیغامِ صلح" نے مزید لکھا ہے کہ "قادیانی، ربوائی جماعت کے معتقدات جو کچھ بھی ہوں ہمیں ان کا مطلب نہیں۔"

بالکل! لاہوری مرزائیوں کو ربوہ کے مرزائیوں سے کچھ مطلب نہیں ہوگا، مگر ربوہ والوں کے معتقدات تو ٹھیک وہی ہیں جو مرزا غلام احمد کی کتابوں میں درج ہیں، اس لئے "پیغامِ صلح" کا فقرہ نامکمل رہ جاتا ہے جب تک کہ "قادیانی جماعت" کے ساتھ مرزا قادیانی کا نام بھی شامل نہیں کیا جاتا۔ "پیغامِ صلح" کو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے معتقدات کچھ بھی ہوں ہمیں ان سے کچھ مطلب نہیں۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مدعی نبوت کو "حضرت مسیح موعود" بھی مانیں اور پھر یہ شکایت کریں کہ ہمیں "غیر مسلم اقلیت" کیوں قرار دیا گیا...؟

"پیغامِ صلح" سے ایک سوال:

لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح موعود" اور "مہدی معہود" کا لقب

دیتے ہیں، اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح کہ ان سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

مرزائیوں کا مرحوم مہدی پون صدی قبل دُنیا میں آیا اور چلا گیا، سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی آمد کے بعد دُنیا عدل و انصاف سے بھر گئی یا اس کے برعکس ظلم وجور میں مزید اضافہ ہوا؟ اگر واقعی مرزا قادیانی کے دم قدم سے عدل و انصاف دُنیا میں پھیل گیا ہوتا، تو حدیث کے مطابق وہ بلاشبہ اپنے دعویٔ مہدویت میں سچا تھا، لیکن اس صورت میں "پیغام صلح" جناب رائے صاحب سے عدل و انصاف کی بھیک کیوں مانگ رہا ہے؟ مرزائی اُمت کا یہ وصفِ گدائی اعلان کر رہا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٔ مہدویت کے بعد عدل و انصاف کا دور دورہ نہیں ہوا، جس سے لازم آتا ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٔ مہدویت ومسیحیت غلط تھا، لہٰذا مرزائی اُمت کو دُنیا کے جور وستم کی شکایت نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ اس سے ان کے مہدی صاحب کے دعویٔ مہدویت کا سارا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر انہیں اس شکایت سے مفر نہیں تو پہلے خود عدل و انصاف سے کام لے کر مرزا کی دعویٔ مہدویت سے دستبردار ہوجانا چاہئے۔

کیا لاہوری مرزائی، قادیانی مہدی کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لیں گے...؟

(ہفت روزہ "لولاک" لائل پور ۱۲ راگست ۱۹۷۵ء)

کر دیجئے، لیکن ان کو ماننے کے لئے ان کا اپنا ”شرح صدر“ ضروری ہے۔ کسی مسئلے میں ان سے ایک دفعہ انکار ہو جائے، تو آئندہ ”شرح صدر“ کی توقع بے کار ہوگی۔ اپنے ”شرح صدر“ کے خلاف ہمیں یاد نہیں کہ موصوف نے کبھی اپنے بڑوں کی بھی مانی ہو... جن کو وہ خود بھی پیر و مرشد کے بغیر یاد کرنا سوءِ ادب سمجھتے ہیں... چہ جائیکہ اپنے ہم مرتبہ یا کم مرتبہ کی انہوں نے سنی ہو، اور اسے لائق توجہ قرار دیا ہو۔ پھر اپنے تمام اکابر کے علی الرغم مرزائیت کی مفت وکالت اور بے جا حمایت میں وقتاً فوقتاً ان کے قلم سے ”صدق جدید“ کے صفحات پر جو نکات جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں، ان کو پڑھ کر مشکل ہی سے آدمی اپنی ہنسی ضبط کر سکتا ہے۔ موصوف کو اس ”طائفہ“ کی حمایت اور نصرت میں قریب قریب وہی ”شرح صدر“ ہے جو اس ملعون جماعت کے رد و تعاقب میں السید الامام مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری ...نور اللہ مرقدہ... کو تھا۔ مولانا موصوف جب مرزائیت کی نصرت کے موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو ان کا جوش، ان کی نکتہ آفرینی اور ان کا طرز استدلال دیدہ باید کا مصداق ہوتا ہے، لطف یہ کہ بالکل فرضی اور وہمی مقدمات ملا کر مولانا جو نتیجہ نکالتے ہیں، وہ ان کے نزدیک سو فیصد قطعی اور واقعی ہوتا ہے، اور نظر ثانی کی گنجائش! مولانا کے خیال میں اس میں نہیں ہوتی۔ بنظر انصاف دیکھئے مندرجہ ذیل عبارت کیا اسی نوعیت کی نہیں؟ مولانا رقم طراز ہیں:

> ”دعویٰ نبوت! متعارف اور مصطلح معنی میں ہرگز یقین نہیں آتا کہ کوئی معمولی عقل و علم کا شخص بھی زبان پر لا سکتا ہے، چہ جائیکہ مرزا صاحب سا ”فہیم و ذی ہوش“۔ سوا اس صورت کے کہ اس نے نبوت ہی کے کوئی مخصوص معنی متعارف و متبادر مفہوم سے الگ اپنے ذہن میں رکھ لئے ہوں۔ اور جس طرح فارسی، اردو کے بے شمار شاعروں نے شراب، کفر، اسلام، صنم، بت وغیرہ کی مخصوص اصطلاحیں ان کے لغوی اور شرعی دونوں مفہوموں سے بالکل الگ گھڑ لی ہیں، اس نے نبوت کا استعمال کسی خانہ ساز اصطلاحی معنی میں شروع کر دیا ہو، اور جب ایسا ہے تو انسان جس طرح ان بے شمار

شاعروں کے مقابلے میں اپنے کو بے بس پاتا ہے، ایک نبی کے مقابلے میں اور بھی۔" (صدق جدید ۲ر نومبر ۱۹۶۲ء)

غور فرمایا جائے! مولانا نے دانستہ یا نادانستہ اس چند سطری فقرے میں کتنے مقدمات بلادلیل، خلاف واقعہ اور محض فرضی اور وہمی، بطور اصول موضوعہ ذکر کردائے:

۱:... مرزا صاحب آنجہانی معمولی عقل وعلم کا شخص نہیں، بلکہ مولانا باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ فہم وہوش کے غیرمعمولی درجے پر فائز تھا۔

۲:... دعویٰ نبوت! متعارف اور مصطلح معنی میں مولانا کو یقین نہیں آتا کہ: "کوئی معمولی عقل وعلم کا شخص بھی زبان پر... لایا ہوگا... یا لاسکتا ہے۔"

۳:... اسی مفروضے کی بنیاد پر مولانا کو تسلیم کرنا ہوگا کہ: "کسی بھی محال عقلی یا شرعی کا دعویٰ کوئی معمولی عقل وعلم کا شخص زبان پر نہیں لاسکتا...!"

۴:... ان فرضی مقدموں سے مولانا اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ: "مرزا صاحب نے نبوت کا متبادر اور متعارف معنی میں دعویٰ نہیں کیا۔"

۵:... "مولانا کے نزدیک مرزا صاحب نے "نبوت کا استعمال کسی خانہ ساز اصطلاحی معنی میں کیا ہے، جو اس نے شرعی مفہوم سے بالکل الگ گھڑلیا ہے۔"

۶:... مولانا کا دعویٰ ہے کہ بے شمار شاعر، شرعی الفاظ کو ان کے شرعی ولغوی دونوں مفہوموں سے ہٹاکر اپنے اصطلاحی معنی میں استعمال کرتے ہیں، لیکن ان سے کبھی تعرض نہیں کیا گیا، بلکہ "انسان ان بے شمار شاعروں کے مقابلے میں اپنے کو بے بس پاتا ہے۔"

۷:... ان تمام مقدمات کو جوڑ کر مولانا کی تمنا ہے اور وہ مشورہ دیتے ہیں کہ لوگ جس طرح ان شاعروں کے مقابلے میں بے بس ہیں، "ایک نبی کے مقابلے میں اور بھی"۔

کیا مولانا کی خدمت میں یہ التماس کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے نظریات کو عقل وعلم اور فہم وہوش ہی کی روشنی میں واقعات پر منطبق کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں...؟

جو گستاخ سیدنا مسیح علیہ السلام کے پورے خاندان کو بطور تعریض و تہکم "پاک اور مطہر" قرار دیتا ہو، ان کی تین دادیوں اور نانیوں کو... والعیاذ باللہ... "زناکار اور کسبی" بتاتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتا، اور زناکار خانوادے سے آپ کے وجود کے ظہور پذیر ہونے کا انکشاف کرتا ہو، وہ مولانا کے نزدیک غیر معمولی عقل مند تھا...!

جو بدزبان حضرت مسیح علیہ السلام کو شرابی، یوسف نجار کا بیٹا، ان کے قرآن میں ذکر کردہ معجزات کو مکروہ عمل، قابل نفرت، [illegible] قرار دیتا ہو، اور ان کے معجزات کو مٹی کے کھلونے سے زیادہ وقعت نہ دیتا ہو، مولانا چند آزاد ذہنوں سے مرعوب ہو کر اسے "فہیم اور ذی ہوش" مانتے ہیں...!

جو "ہوش مند" اعلان کرتا ہو کہ "مسیح علیہ السلام ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے سے قریب قریب ناکام رہے" اور "ان سے کوئی معجزہ نہ ہوا" حیف ہے کہ وہ مولانا دریاآبادی کے نزدیک "غیر معمولی عقل و علم کا شخص" تھا...!

جو فرعون صفت بار بار قسم کھا کھا کر مسیح علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ رکھتا ہو، اور جو یہ اعتقاد رکھنے والے "مبتلائے وسوسہ شیطانی" قرار دیتا ہو، کون دانش مند اس کے حق میں مولانا دریاآبادی کا یہ خطاب تسلیم کرے گا کہ وہ فہیم و ہوش اور عقل و علم کا شخص تھا...؟

جس غیر معمولی عقل و علم کے شخص نے اپنی تصنیفات میں بار بار یہ لکھا ہو کہ: "مریم بتول نے ایک مدت تک بے نکاح رہ کر اور حاملہ ہو جانے کے بعد بزرگان قوم کی ہدایت اور اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر کے تعلیم توراۃ کی خلاف ورزی کی، بتول ہونے کے عہد کو توڑا، تعدد ازدواج کی قبیح رسم ڈالی" اس کو "فہیم اور ذی ہوش" تسلیم کرنا، اور پورے "شرح صدر" کے ساتھ تسلیم کرنا، مولانا دریاآبادی ہی کی ہمت ہے...!

جس بگڑے دل نے یہ بکا کہ: "مسیح علیہ السلام، مریم رضی اللہ عنہا کے بلا باپ اکلوتے بیٹے نہیں تھے بلکہ مریم ان کے علاوہ چار بیٹوں اور دو بیٹیوں کی بھی ماں تھیں، اور یہ سب مسیح علیہ السلام کی طرح مریم اور یوسف نجار دونوں کی اولاد تھی" اور مسیح علیہ السلام "تمام

نبیوں سے بڑھ کر سخت زبان، زبان کی تلوار چلانے والے، اپنے کلام میں سخت اور آزردہ طریقے استعمال کرنے والے تھے" اور "مسیح علیہ السلام کو اس کی ذات سے کوئی نسبت نہیں" اور "مسیح علیہ السلام سے اپنی تمام شانوں میں وہ بڑھ کر ہے" اور "مسیح علیہ السلام سے بڑھ کر کام کرسکتا ہے"۔ "مسیح علیہ السلام کے معجزات" "سامری کے گئوسالہ" سے زیادہ حیثیت نہ رکھتے تھے" اور "وہ تمام نبیوں سے بزعم خود افضل ہے" خود ہی اپنی کے فیصلے سے وہ یہ اعلان کرنے پر اپنے کو مجبور سمجھتا ہے، مولانا کسی ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کرکے بتلائیں کہ اس کے فہیم، ذی ہوش، غیر معمولی عقل، علم کا اعلان کرنے والا خود بھی ان ہی اوصاف سے موصوف ہے...؟

جس شخص نے علمائے امت کی تکفیر کی ہو، ان کو سب و شتم کا نشانہ بنایا ہو، ان پر لعنت و ملامت کا ایک طومار کھڑا کردیا ہو جو دامادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو "مردہ علی"... خاکش بدہن... اور ان کے مقابلے میں اپنے کو "زندہ علی" کہتے ہوئے نہ شرمائے، جو "صد حسین است در گریبانم" کا نعرہ لگائے اور حیا نہ کرے، اپنی بیعت میں داخل، نامۂ اعمال سیاہ کرنے والوں کو اصحاب رسول اللہ... صلی اللہ علیہ وسلم... سے افضل بتلائے، اور اس کی جبین غیرت عرق آلود نہ ہو، کیا عقلاء کے نزدیک اس کو فہیم اور ذی ہوش، صاحب عقل و علم کہنے والا حق بجانب ہے...؟

ہمارے مولانا دریاآبادی نے کمال سادگی سے مرزا صاحب کو غیر معمولی عقل و علم کا شخص اور فہیم و ذی ہوش لکھ ڈالا، ذرا نہیں سوچا کہ اس کی زد میں کون کون آجائیں گے؟ اور ان کا یہ فقرہ کتنے اہلِ عقل، اہلِ علم، اصحاب فہم و دانش اور اصحاب بصیرت کے خلاف تیغ ہے...!

مولانا کو معلوم ہوگا کہ ان کا یہی ممدوح جو ان کے دربار سے فہم اور ہوش مندی کا تمغہ حاصل کرتا ہے، ان کے شیخ الشیوخ، قطب الارشاد، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو شیطان، اندھا، گمراہ، غوی، شقی اور ملعون قرار دیتا ہے، اب یہ فیصلہ مولانا کی دیانت اور بصیرت پر چھوڑتا ہوں کہ ان دونوں میں فہیم کون تھا اور بدفہم کون؟ صاحب عقل

ظالم کون تھا اور بے علم اور بے عقل کون...؟

دریاآبادی صاحب جانتے ہوں گے کہ ان کے ممدوح کو جن چیدہ صلحائے امت کے نام یاد تھے۔ اس نے ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر ان کی تکفیر، تضلیل، تفسیق اور تحمیق کی ہے۔ اس نے اکابر امت کی پگڑی اچھالنے اور اولیائے امت کی توہین و تنقیص میں کوئی تکلف محسوس نہیں کیا۔ اس نے علماء و صلحاء کے سب و شتم کے موضوع پر مستقل تصانیف چھوڑی ہیں۔ اس نے پوری امت کو "حرامزادہ" کہا ہے۔ اس نے پوری ملت کو خنزیر، اور امت کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو، جن میں دوسرے مسلمانوں کی طرح میری اور مولانا دریاآبادی کی ماں، بہنیں اور بیٹی بھی شامل ہیں، کتیوں اور کنجریوں کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ میں مولانا سے خدا کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، خدارا! بتلائیں کہ [illegible] و انصاف [illegible] سب کچھ مرزا صاحب کو "سینے پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل کے ساتھ" سہہ جائیں گے:

یہ کاریست [illegible] دیدم من
مرا اے کاشکے مادر نزادے

مرزا صاحب کے خرافات کی فہرست طویل لذیل ہے، میں یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں، اور مرزا صاحب کی جرأت علی اللہ، گستاخی، بے حیائی اور بے ہودہ گوئی اور انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام و علمائے امت کی مظلومیت کو نقل کرتے بھی قلم پر رعشہ طاری ہے، جب یہ جناب مولانا دریاآبادی کا فقرہ تصور میں آتا ہے تو دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

ہائے اللہ! پوری امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، خیر امت، امت وسط کو پوری بے دردی کے ساتھ گمراہ، جہنمی، کافر، منافق، بے ایمان، حرامزادہ، خنزیر، کنجریوں کی اولاد کہا جائے، اور مولانا دریاآبادی بضد ہوں کہ کہنے والا بہرحال غیر معمولی "عقل و علم کا شخص" ہے اور "نیم مذہبی بزرگ" بھی، الیس منکم رجل رشید؟

وا اسفا! پوری امت کے علماء، بدذات، یہودی خصلت، بے ایمان، نیم عیسائی، دجال کے ہمراہی، اسلام دشمن، شیطان، غول، گدھے، مشرک، بے حیا، بے شرم

وغیرہ وغیرہ الفاظ سے... معاذ اللہ، استغفر اللہ... یاد کئے جائیں، اسی شاتم اُمت کو ''فہیم اور ذی ہوش'' لکھنے پر، چند روشن خیالوں سے مرعوب ہوکر، مولانا مجبور ہوں...!

یا للعجب! اسی مرزا کی ''صدق'' کے صفحات میں دریا آبادی صاحب کے قلم سے مدح سرائی کی جاتی ہے، جس کے قلم نے انبیاءؑ کی عصمت میں شگاف ڈالا، اُمہات المومنینؓ کی عفت پر سیاہی چھینکی، صحابہؓ کے مقام پر حملہ کیا، علماء وصلحاء کی دستار کو چھیڑا اور پوری ملت، ملتِ اسلامیہ پر سنگ باری کی۔ کاش! مولانا کا ''شرحِ صدر'' مرزا صاحب پر ''ترس'' کھانے اور ان کے انتصار کی بجائے، مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ، انبیائے کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت پر ترس کھاتا، اور ان پر ظالم نے جو سوقیانہ حملے کئے، ان کا مقام، مولانا واضح کرتے، چند گریجویٹوں سے مرعوب ہونے کے بجائے، وہ اہل اللہ سے مرعوب ہوتے، لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا، کاش! مولانا اب بھی غور فرمالیں کہ وہ کس سے توڑتے ہیں اور کس سے جوڑتے ہیں...؟

بقول دُشمن پیمان دوست بشکستی

ببیں از کہ بریدی و با کہ پیوستی!

پھر جس کی طفلی کا عالم اس ''ہوش'' میں گزرا کہ ''روٹی پر راکھ'' کھا جانے کا کوئی مضائقہ ہے یا نہیں؟ اس کی تمیز سے وہ قریب قریب سن شعور میں بھی عاجز تھا، جو بچپن میں نہیں بلکہ بیوی کا شوہر، اولاد کا باپ، طائفہ کا امام، بزعم خویش وقت کا مجدد اور ایک اُمت کی اصلاح کا مدعی ہونے کے باوصف فرنگی پاپوش کے دائیں بائیں کی تمیز نہ کرپاتا ہو، اور دائیں بائیں کی جو علامت اس کی بیوی نے لگادی تھی، اس کے علی الرغم وہ ان کو اُلٹا سیدھا پہننے پر مجبور ہو، حیف ہے کہ ہمارے مولانا دریا آبادی کی بارگاہ سے اسی کو ''فہیم اور ذی ہوش'' کے خطاب سے نوازا جاتا ہے...!

جو بیچارہ اپنی اُفتادِ طبع سے مجبور ہوکر ''گڑ کی ڈلیں'' اور بیماری کی لاچاری سے ''مٹی کے ڈھیلے'' ایک ہی جیب میں رکھنے کا عادی ہو، تعجب ہے کہ ''صدقِ جدید'' کی اصطلاح میں وہ ''غیرمعمولی عقل کا شخص'' کہلاتا ہے...!

جس کی غفلت اسے گھڑی دیکھ کر وقت دریافت کرنے سے عاجز کر دے، بالآخر چند سے گن گن کر اسے وقت کا حساب لگانا پڑے، دریا آبادی صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ تھا بڑا ہوش مند اور ذہین عقل...!

ہسٹریا اور مراق جس کے اوپر کے دھڑ کو، اور ذیابیطس اس کے نیچے کے دھڑ کو لازم ہو، جس کے بے ہوشی کے دورے دائم اور طویل ہوں، جسے کثرتِ بول کی وجہ سے سو سو دفعہ بیت الخلاء (پیشاب خانے) کا رخ کرنا پڑے، اور نماز اس سے قل ھو اللہ کے ساتھ بھی تہ پڑھی جا سکے، سوچا جا سکتا ہے کہ اس کے حواس کس قدر ٹھکانے ہوں گے؟ اور وہ فہم و ہوش کے کس بلند مرتبے پر فائز ہوگا...؟

بہرحال مولانا کا یہ دعویٰ سراسر خلافِ واقعہ ہے، اور ایک شخص کی حمایت میں نادانستہ بہت سے علماء سے دو من دور ضد کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔

۲:... مولانا کا دعویٰ ہے کہ: ”نبوت کا دعویٰ متعارف اور مصطلح معنی میں یقین نہیں آتا کہ کوئی بھی معمولی عقل و فہم کا شخص زبان پر لا سکتا ہے۔“ یار! میں سوچتا ہوں کہ مولانا ایسا ذکی علم اس یقین سے کیوں خالی ہے؟ تاریخ کا ابجد خواں بھی واقف ہے کہ ہر قرن اور صدی میں ایسے دجال اور مفتری ظاہر ہوتے رہے ہیں جنھوں نے نبوت کے دعاوی سے اسلام کی بنیادوں کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی۔

سب جانتے ہیں کہ دعویٰ نبوت ہی کا فتنہ اسلام کے خلاف سب سے پہلا فتنہ ہے، جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ظاہر ہوا۔ کیا کسی کے بس میں ہے کہ وہ اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور طلیحہ اسدی کے ناموں کو حدیث اور سیر کی کتابوں سے کھرچ دے؟ کیا دریا آبادی صاحب ان متنبیان کذابین کے دعویٰ نبوت میں تاویل کی ہمت کریں گے؟

اب سمجھ میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں، بعض کور بختوں نے جو دعویٰ نبوت کیا، اس میں تکوینی حکمت کیا تھی؟ گویا ”خاتم النبیین“ کی تفسیر جیسے قولاً کھول کھول کر بیان کی گئی تھی، عملاً بھی اس کو واضح کر دیا گیا، جتلا دیا گیا کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد دعویٔ نبوت زبان پر لانے والے کس سلوک کے مستحق ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اور تاکہ اُمت کو آسانی کے ساتھ اس فتنے کا شکار نہ کیا جاسکے۔ صدق اللہ:
"لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ"۔

مسیلمہ اور اسود کے ساتھ جو معاملہ بارگاہِ رسالت پناہ... صلی اللہ علیہ وسلم... کی طرف سے کیا گیا، جب اس "اسوۂ حسنہ" کے بارے میں تمرّد کرنے والے بدبخت بگمراہ کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں، خیرالقرون کی بے مثال لوگوں کی نظروں سے اگر اوجھل ہوتی تو نہیں کہا جاسکتا کہ اُمت کو کن کن فتنوں میں مبتلا کردیا جاتا۔

بہرحال مولانا کو یقین دلا دینا تو خدا ہی کے قبضے میں ہے، لیکن کم از کم وہ اس بے یقینی کی وجہ بتلائیں، کیا مولانا نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلا لشکر اسی دعویٔ نبوت کو تہِ تیغ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، دورِ صدیقی کا سب سے پہلا عظیم الشان کارنامہ یہی تھا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٔ نبوت رکھنے والے گروہ کی سرکوبی فرمائی، اور اس مہم میں "رواداری اور بے حسی" سے کام نہیں لیا، جس کا مولانا دریاآبادی چند روشن خیالوں سے ذہب کر علما کو مشورہ دیتے ہیں، بلکہ ایک ہزار اتنی صحابہؓ کو شہید کروادیا، جن میں کثرت قرّا و قرآن کی تھی۔ اور خلافتِ صدیقی میں سب سے پہلی جو خوشخبری حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو ملی وہ دعویٔ نبوت زبان پر لانے والے کے قتل کی تھی۔

ضروری ہے کہ آگے بڑھنے سے پہلے مولانا دریاآبادی سے اس دشواری کے حل کی درخواست کرلی جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ تحقیق فرمائی تھی کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے بھی بالکل اسی طرح ... مجازاً ... "لفظِ نبوت کا استعمال انہوں نے اپنے تراشیدہ معنی میں کیا ہے"؟ یا یہ قانونی نکتہ دریاآبادی صاحب کو ان کے حیدرآبادی دوست کی جانب سے تلقین ہوا ہے؟

حیرت ہے کہ دریاآبادی صاحب علم و فضل، قرآن کے مفسر، اسلامی موضوعات

پر ان جھوٹوں کتابوں کے مصنف ہو کر یہ یقین نہیں کر پاتے کہ آسمان کے نیچے اور زمین کی پیٹھ پر
ایسے ناہنجار ملعون بھی ہوئے ہیں جن کے دعویٰ نبوت نے ہزاروں بندگانِ خدا کو گمراہ کر کے قتل
کیا، گویا واقعے کی واقعیت خود مولانا دریابادی صاحب کے یقین کے تابع ہے، اگر کسی
بدقسمت واقعے کا مولانا کو یقین نہ آئے تو وہ واقعہ نہیں، اس کی واقعیت مولانا کے زورِ قلم
کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں رکھتی۔

قرآن کریم کی آیت ختم نبوت (وخاتم النبیین) کی تفسیر لکھتے وقت، کتب تفسیر
میں مولانا محترم کی نظر سے یہ حدیث گزری ہوگی:

"عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (رفعہ) سَیَکُوْنُ فِیْ
اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ، کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ، وَاَنَا خَاتَمُ
النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔" (رواہ الترمذی وصححہ)

"وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (مرفوعاً) لَا
تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ
ثَلَاثِیْنَ، کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔"

(رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

اس حدیث میں دعویٰ نبوت و رسالت زبان پر لانے والوں کی خبر جو تاکید کے
ساتھ سنائی گئی ہے، کیا مولانا کے نزدیک یہ کسی واقعے کی خبر نہیں؟ اس حکایت سے محکی عنہ پر
مولانا کو "یقین" کیوں نہیں آتا؟ اور کیا اس حدیث پاک میں بھی نبوت اور رسالت کے
کوئی دوسرے معنی ہیں؟ جس دعوے کے مقابلے میں حسب ارشاد مولانا انسان بے بس ہیں!
بہرحال مولانا کو یقین آئے یا نہ آئے، لیکن اہل فہم پر واضح ہو گیا ہوگا کہ مولانا کا
یہ دعویٰ سراسر خلافِ واقعہ ہے۔

۳: کاش! مولانا سے دریافت کیا جاسکتا کہ کس دلیل عقلی یا شرعی کی بنا پر ان
کو قطعی واقعات سے انکار ہے، جب اسی زمین پر بیٹھنے والے "انسان" کو "انا ربکم
الاعلیٰ" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے سنا گیا، "انا احیی و امیت" کا ادعا کرتے ہوئے پایا

گیا۔ "انا خیر من هذا الذی هو مهین" کا نعرہ لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ کہنے والوں نے جب "ان اللہ ثالث ثلاثۃ"، "ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء"، "ید اللہ مغلولۃ"، "اتخذ اللہ ولدا" جیسے کہے (اور آخر مولانا کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ بدنصیبوں کی ایک ٹولی "انا نبی، انا رسول اللہ" کا جھوٹا دعویٰ بھی زبان پر لاسکتی ہے، مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔

مولانا دریاآبادی نے خواہ مخواہ پہلے یہ نظریہ گھڑ لیا کہ دعویٰ نبوت کسی صاحب عقل وعلم شخص کی طرف سے کیا ہی نہیں جاسکتا، لیکن ان کا یہ مفروضہ جب واقعات پر منطبق نہیں ہوتا تو تمام متنبیان کذاب کی جانب سے مولانا تاویل کرکے اپنے مفروضے کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں (ملاحظہ ہوں مولانا کے نوٹ کی تفسیر پر متعلقہ آیت: "وخاتم النبیین")۔ کاش! مولانا اس مشکل کو سمجھ کر اپنے غلط نظریہ کا ماتم نہ فرماتے، یا اگر ان سے یہ غلطی ہوگئی تھی تو رجوع فرمالیتے۔ آخر غلطیات سے رجوع کرلینے میں کیا ہے؟ غلطی پر متنبہ ہوجانا، اور اس سے رجوع کرلینا عیب نہیں، بلکہ کمال ہے۔

میں نے ثقات بزرگوں سے سنا ہے کہ حجۃ الاسلام، حافظ العصر، سید الامام مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: "مولوی صاحب! بعض مسائل میں ہم چند سال تک غلطی پر رہے، بالآخر اساتذہ کی تنبیہ سے متنبہ ہوا۔" لیکن یہ جگر اور حوصلہ ہر ایک کا نصیب نہیں، "کل الناس افقہ من عمر حتی النساء" کا اعلان حضرت فاروق عمرؓ کی ہمت تھی، باوجودیکہ وہ غلطی پر بھی نہ تھے۔

بہرکیف! مولانا کا یہ دعویٰ واقعے کے قطعاً خلاف ہے، بہت بہتر ہوگا کہ مولانا موصوف مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا صاحب تک کے بارے میں تاویل کا طویل راستہ اختیار کرنے کی بجائے خود اپنے نظریہ میں غور وفکر اور نظرثانی کا راستہ اختیار کرلیں۔

عقل وعلم:

مولانا کے نزدیک "معمولی عقل وعلم" اپنے وہ سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس وہ

مولانا چاہتے ہوں گے، اور جو نتیجہ چاہتے تھے انہیں جان لینا چاہئے کہ یہاں مطلق عقل و علم نہیں، بلکہ علم صحیح و مفید، اور مثالی سعادت کے ساتھ جذبۂ الٰہی: وحیت ربانی درکار ہے، اور یہ کہ بعث ... کا وجود ہے، وہی حرف قریشی اور کامل قوتیں کو کافی قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں۔

نبوت کے دو معنی!

مولانا نے انگریز نمائی کی مدد کر دی، یہی یہ لکھنے کے بعد کہ نبوت کے ایک معنی تو متبادر اور معروف ہیں، جس کا دعویٰ مولانا یقین کے بغیر لوگوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ "کوئی معمولی عقل و علم کا شخص نہیں کر سکتا" آگے مولانا رقم طراز ہیں:

> "سوا اس صورت کے کہ اس نے نبوت ہی کے کوئی مخصوص معنی متبادر و متعارف مفہوم سے الگ اپنے ذہن میں رکھے ہوں، اور جس طرح فارسی اور اردو کے بے شمار شاعروں نے شراب، کفر، اسلام، صنم، بت وغیرہ کی مخصوص اصطلاحیں ان کے لغوی و شرعی دونوں مفہوموں سے بالکل الگ کر لی ہیں، اس نے بھی نبوت کا استعمال کسی خاص معنی میں شروع کر دیا ہو، اور جب دیا ہے تو انسان جس طرح ان بے شمار شاعروں کے مقابلے میں اپنے کو بے بس پاتا ہے ایک ہی کے مقابلے میں اور سہی۔"

کاش ایسی تحریر لکھ کر مولانا نے اہل ایمان کی روح فرسائی اور خود بھی بچے بچائی کا سامان نہ کیا ہوتا، عجب ہے کہ ہم مولانا دریا آبادی کے قلم سے نبوت کی یہ تقسیم سننے کے لئے زندہ رہ گئے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں: ۱- معروف و متبادر، ۲- اصطلاحی ہو خانہ ساز۔ اول کا دعویٰ ممکن نہیں، ثانی کے مقابلے میں انسان بے بس ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

سب جانتے ہیں کہ خدا، رسول، نبی، خدائی، رسالت، نبوت، قرآن، کتاب اللہ وغیرہ شریعت کے وہ مخصوص اور مقدس الفاظ ہیں جن کے لغوی اور شرعی معنی میں

زندہ جاوید کی اجازت کبھی نہیں دی گئی، اور ان الفاظ کو شرعی معنی سے ہٹا کر کسی خودساختہ معنی پر اطلاق کرنے والا زندیق اور ملحد ہے، لیکن مفتی صاحب کی اور بھولے بھالے انداز میں مولانا ندوی یا آبادی لوگوں کو اس خوش فہمی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کہ لفظ نبوت کو اگر کوئی اپنے "خانہ ساز" معنی میں استعمال کرلے تو کیا مضائقہ ہے؟ علم عقائد و کلام کا ادنیٰ طالب علم بھی واقف ہے کہ آیات الٰہیہ کے معانی میں تغییر کرنا، نصوص شرعیہ کے مفہومات میں تبدیلی کرنا، اور شریعت کے اصطلاحی الفاظ کو خودساختہ معنی پہنانا الحاد اور زندقہ ہے۔ خود مولانا ندوی یا آبادی آیت: "اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ" الآیہ کے حواشی تفسیریہ میں محققین سے ناقل ہیں:

"...... اَلَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا ......
فَسَکَذِّبُوْنَ، اور منکروں سے مراد ہونا تو ظاہر ہی ہے، لیکن علمائے محققین نے لکھا ہے کہ:
وعیدات باطنی فرقوں پر بھی شامل ہے، جو آیات قرآنی کے معنی گھڑ گھڑ کر، اور مسخ کر کر کے ایسے بیان کرتے ہیں جو صدودِ تاویل سے بالکل خارج ہوتے ہیں، متکلمین، اصولیین اہل سنت نے یہ تصریح کردی ہے کہ ہر نص اپنے ظاہر ہی پر محمول ہوگی، تاوقتیکہ کوئی دلیل قطعی تاویل کی مقتضی نہ مل جائے، لغت، زبان، قواعد نحوی سے الگ ہوکر اپنے معنی گھڑنا، جس سے احکام شریعت ہی باطل ہوجائیں، باطنیہ اور زنادقہ کا شیوہ رہا ہے۔
عالمگیریہ میں ہے:
"وکذالک لو قال: انا رسول اللہ، او قال بالفارسیۃ: "من پیغمبرم" یرید بہ "من پیغام می برم" یکفر۔"
(ج:۲ ص:۲۶۳)

کسی قادیانی کو سب سے پہلا اجازت دی جاسکتی ہے کہ کوئی "خانہ ساز" معنی ذہن میں

رکھ کر... معاذ اللہ... لفظ "خدا" کو اپنے اوپر چسپاں کر لے؟ کب گوارا کیا جاسکتا ہے کہ ایک مکان پر کوئی بدبخت "کعبۃ اللہ، بیت الحرام" کا لفظ اطلاق کرے؟... استغفراللہ... کس ایسے مجرو کو کب برداشت کیا جاسکتا ہے جو اپنے ہذیانات پر قرآن کا اطلاق کرے؟ معاذ اللہ... کون سن سکتا ہے کہ چند بڑھنے والے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ" کی آیت کو اپنی ذات اور اپنے رفقاء کے لئے پڑھتے جائیں...؟

اگر لفظ "خدا" کا اطلاق غیر اللہ پر، قرآن یا کلام اللہ یا کتاب اللہ کا اطلاق غیر قرآن پر، بیت اللہ یا کعبۃ اللہ کا استعمال بیت عتیق کے علاوہ پر جائز نہیں، اور ایسا کرنے والا بے ایمان اور ملحد ہے، اگر دینی غیرت سر نہیں گئی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نبوت و رسالت کے مقدس اور پاکیزہ لفظ کا استعمال خودساختہ اور خانہ ساز معنی میں کس منطق کی رو سے جائز اور صحیح ہے؟ اور "انسان ایسے ملحد کے مقابلے میں کیوں بے بس ہے"؟

ابنائے زمانہ کی ستم ظریفی دیکھو! آج مولانا دریاآبادی کے قلم سے شریعت کے اس "روشن" "بدیہی" اور "بالکل واضح مسئلے" پر بھی قلم اٹھانا ناگزیر ہوا کہ اصطلاحات شرعیہ کو غیر محل پر حمل کرنے والا، اور انہیں اپنے خانہ ساز معنی پہنانے والا بے دین اور ملحد ہے۔

کاش! مولانا دریاآبادی سے عرض کیا جاسکتا کہ انہوں نے کمال اخلاص کے ساتھ سہی، لیکن انتہائی سادگی کے ساتھ اس چھوٹے سے فقرے کے ذریعے کتنے "بڑے الحاد" کا دروازہ کھول دیا ہے، قطعاً نہیں سوچا کہ اس کی زد میں صرف نبوت نہیں بلکہ خدائی بھی آتی ہے، جب خدائی اور نبوت پر ہاتھ صاف کر دیا گیا تو باقی رہ کیا جاتا ہے؟ فَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا!

نبوت یا شاعری؟

پھر ستم بالائے ستم یہ کہ نبوت کا رشتہ مولانا محترم نے شاعری سے جوڑ دیا۔ دنیا میں قیاس مع الفارق کی بدترین مثال اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے؟ گویا لفظ "نبوت" بھی تماشائیوں اور بازی گروں کی ایک اصطلاح ہے، جس طرح بے شمار اصطلاحات کے

"یہ بے حسی ہوگی یا بے بسی"؟ فهل من مدکر؟

مولانا دریا آبادی صاحب کو واضح رہنا چاہئے کہ ایسا نہیں، کبھی نہ ہوگا، بخدا ہرگز نہ ہوگا، أینقص فی الدین وأنا حیّ!

مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے مقابلے میں علمائے امت اس معنی تو اب تک "بے بس" ہیں کہ ان ایمان باختہ لوگوں پر شرعی تعزیر جاری نہیں کر سکتے، کہ اس کے لئے سلطنت شرط ہے۔ اب یہ مزید "بے بسی" جس کا مولانا دریا آبادی نے خلوص مشورہ دیتے ہیں، یہی ہے کہ جس طرح علمائے کرام ہاتھ روکنے کے لئے "بے بس" ہیں، زبان و قلم کو روک کر بھی بے بس ہو جائیں، مرزا صاحب اور ان کی ذریت پر گرفت نہ کریں، ان کے دجل و تلبیس سے نقاب کشائی نہ کریں، بلکہ مولانا دریا آبادی کی طرح اس کے دعویٔ نبوت میں بے جا تاویل کر کے دائرۂ اسلام میں ان کے لئے گنجائش پیدا کریں، مرزا صاحب کی حوصلہ شکنی نہ کریں، بلکہ اسے بصد شوق نبی کہلانے دیں۔ گویا "سنگہا را کشادہ و سگہا را بستہ" کا سماں پیدا کر لیں۔ اگر یہی بے بسی ہے، جس کو وہ علمائے امت کے سر منڈھنا چاہتے ہیں تو بصد معذرت! ان کا یہ مشورہ ناعاقبت اندیشانہ اور ناقابل قبول ہے۔ یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ بسر و چشم اور بجان و دل قبول کر چکے ہیں:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله، ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين۔"

بہتر ہوگا کہ مولانا دریا آبادی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ قبول کر لیں، اور مرزا صاحب جیسے غالی، باطل پرست اور نادان کی تحریف و تاویل کو صحیح قرار دینے کے بجائے اس کی نفی اور ابطال کے لئے قلم اٹھائیں، اور اگر انہیں اس سے عذر ہے تو ان کا احسان ہوگا کہ دوسروں کو "بے بسی" کے مشورے سے معذور رکھیں، والعذر عند کرام الناس مقبول!

اللّٰهم أرنا الحق حقًّا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلًا وارزقنا اجتنابه

اصل بحث!

یہ تمام تر کلام مولوی دریاآبادی صاحب کے مقدمات سے تھا، جن سے "بالیقین" وہ دوسروں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ:

"مرزا صاحب چونکہ غیر معمولی خلق و حلم کے شخص تھے، اس لئے انہوں نے دعویٰ نبوت صحیح اور متبادر معنی میں نہیں بلکہ کسی خوبصورت اور مجازی معنی میں کیا ہوگا۔"

مندرجہ بالا گزارشات پر اگر مولانا غور فرمائیں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ ان کے ترتیب دادہ مقدمات سے ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، پھر مولوی صاحب موصوف جانتے ہیں کہ جو کردار اور جو مقصد روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آچکا ہو، اور اس کے عمل اور رد عمل نے ایک ضخیم کتب خانے کے علاوہ نصف صدی کی تاریخ کو جنم دیا ہو، اس واقعے کو زور استدلال اور قوت منطق سے نہ تو مٹایا جا سکتا ہے، اور نہ اس کے انکار پر بے جا اصرار کئے جانا دین، امت، اسلام اور ادب کی کوئی مفید خدمت ہے۔

مرزا صاحب اور دعویٰ نبوت!

مرزا صاحب نے قصر نبوت میں رونق افروزی کے لئے امام، مجدد، مسیح، مہدی، مثیل مسیح، مسیح موعود، ظل محمدی اور بروز احمدی وغیرہ کے جن ارتقائی مدارج کو قریب قریب پچیس برس کی طویل مدت میں طے کیا ہے، ان کی تاریخ مولوی صاحب کی نظر سے اوجھل نہیں ہوگی۔ بلند عمارت میں جانے والا جن زینوں پر قدم رکھ کر اوپر گیا ہے، ان کی درمیانی سیڑھیوں میں اس کو محدود کر دینا دانش مندی نہیں ہوگی۔

مطلب یہ کہ جو سمجھنے والے ہیں، اور جن لوگوں نے جان بوجھ کر انجان بن جانے کا فیصلہ نہیں کر لیا ہے، ان کو جان لینا چاہئے کہ مرزا صاحب نے دفعۃً دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ اس بار امانت کو اٹھانے اور لوگوں میں "ہضم ہو سکنے" کی استعداد پیدا کرنے کے لئے انہوں نے ربع صدی تک تدریجی دعوے کئے ہیں، اور اس مدت میں انہوں نے

دجل و تلبیس کے لئے متعدد اصطلاحیں وضع کی ہیں۔

سب سے پہلے وہ خدمتِ دین اور دفاع عن الاسلام کا لبادہ پہن کر میدان مناظرہ میں فروکش ہوئے، جب عوام کو مائل دیکھا تو ملہم اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، چند زود اعتقاد اور فریب خوردہ لوگ اسے تسلیم کر گئے، اور باقاعدہ ایک جدید دعوت میں بیعت کا سلسلہ کامیاب ہوا تو بعض یارانِ وفا کیش کی خواہش اور درخواست پر مہدی ہونے کا دعویٰ زبان پر لایا گیا، یہ خوراک زود ہضم نہ تھی، لیکن زور دار تحدی، اور الہامات کی تکرار آوری کے ساتھ اس کو ہضم کرانے میں بھی وہ بالآخر بڑی حد تک کامیاب ہوئے، اب غذا ثقیل سے ثقیل تر تجویز ہو رہی تھی۔ ادھر الہامات کا معجون لوگوں کو مسلسل پلایا جا رہا تھا، ساتھ ساتھ تحدی اور اشتہار بازی کے ذریعے ان کے دل و دماغ کو مسحور کیا جا رہا تھا، اب مسیح علیہ السلام سے مماثلت اور فطری مناسبت کا دعویٰ کیا گیا، معاً یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ جس مسیح کے نزول اور آمد ثانی کی متواتر احادیث میں خبر دی گئی ہے، اس سے مراد بھی عاجز ہے۔ اس دعوے کے ہضم کرنے اور کرانے میں مرزا صاحب کن کن مشکلات سے دوچار ہوئے، کن کن دشوار گزار صحراؤں سے وہ گزرے، جس دہشت اور مایوسی کے کیا کیا عالم ان پر طاری ہوئے، ان کی تفصیل موجب طوالت ہوگی۔ پھر ان عقدہ کشائیوں کے لئے ان کو اپنے رجال کار سمیت کتنی محنت کرنی پڑی، اور تحریفات اور بے جا تاویلات کا جو طومار ان کو تصنیف کرنا پڑا، اس کی تفصیل بھی شاید کسی دوسرے موقع پر بیان کر سکوں۔

بہر حال ان کی تصنیفات آج بھی پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ مسیح موعود کے دعوے کو ہضم کرنے اور کرانے کے لئے جتنی دقت اور دشواری مرزا صاحب اور ان کے "خاص الخاص" لوگوں کو پیش آئی، نہ پہلے دعاوی میں ان کو یہ دقت پیش آئی نہ پچھلے دعووں میں۔

اس دعوے کے دوران مرزا صاحب "نبوی کے دوروں" میں بھی مبتلا ہوئے جو ماقبل اور مابعد کے دعاوی میں نظر نہیں آتے، جب ان کو خیال آتا کہ مسیح موعود کا دعویٰ ان پر کسی طرح منطبق نہیں ہوتا تو کسی اور مسیح کی آمد کی گنجائش کا بھی وہ اقرار کر لیتے ہیں، جیسا

کہ ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"میرا یہ دعویٰ تو نہیں کہ کوئی مثیلِ مسیح پیدا نہیں ہوگا، بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانے میں خاص کر دمشق میں مثیلِ مسیح پیدا ہو جائے۔"

کبھی وہ لکھتے ہیں:

"ہاں! اس بات سے انکار نہیں کہ شاید پیش گوئی کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔"

کبھی ان کے قلم سے یہ فقرہ بھی نکل جاتا:

"ممکن ہے اور بہت ممکن ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر احادیث کے ظاہری الفاظ صادق آجائیں، کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت و شان و شوکت کے ساتھ نہیں آیا۔"

الغرض! مرزا صاحب کی اس قسم کی عبارتیں جن سے ان کی دو عملی جھلکتی ہے، ان کی کتاب "ازالہ اوہام" میں آج بھی موجود ہیں۔ بالآخر یہ کھیل دیکھتے ہی دیکھتے مرزا صاحب نے مخالفین کو مباحثوں اور مناظروں کے الجھاؤ میں مبتلا کر دیا، اور مریدین کا وہ گروہ جو ان کے ہر دعوے کو آسمانی قرار دینے کا خوگر ہو گیا تھا، ان کو باور کرا دیا کہ وہ واقعی مسیح موعود ہیں۔

جب اس دو رُخی چال میں غلط دلی کے باوجود وہ اپنے خیال میں کامیاب نہ ہوئے، اور ماننے والوں میں استعداد کی کچھ کمی نظر آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوض و برکات سے کلی و جزئی طور پر فیض یاب ہونے کے مدعی ہوئے۔ کمالاتِ نبویہ کی اسی نشأۃ ثانیہ کو مرزا صاحب نے ظل و بروز کی اصطلاحات سے تعبیر کیا۔ لیکن اب تک وہ تمام مراد و صافِ نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے باوجود دعوئ نبوت سے کسی مصلحت کی وجہ سے پرہیز کرتے تھے۔ بالآخر مولوی عبدالکریم صاحب نے خطبۂ جمعہ میں اس طلسم کو توڑا، اور مرزا صاحب کو نبی اور رسول کے خطابات سے نوازا، اور مرزا

صاحب کی جانب سے اس کی تصویب کی گئی۔ اب مرزا صاحب صریح الفاظ میں اپنے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرنے لگے۔ اس پر ختم نبوت کے اجماعی عقیدے کا، جس کو مرزا صاحب بقلم خود بار بار دہرا چکے تھے۔۔ اشکال پیش آنا فطری بات تھی، لیکن ظل و بروز وغیرہ کے باطنی قسم کے الفاظ وہ پہلے سے وضع کر چکے تھے، بالآخر بحث سمٹنے کے اس میدان میں بھی ان کا پیر تو لیں نظر نہیں آتا، یہ دجل و تلبیس کا کمال تھا کہ متناقض قسم کے دعاوی کو وہ خلط ملط کرتے رہے، نبوت و رسالت کے صریح دعووں کے ساتھ وہ مسیح موعود، مہدی موعود، مجدد وغیرہ کے مناصب بھی اپنے لئے تا دمِ حیات ثابت کرتے رہے۔ اس تناقض و تہافت اور دجل و تلبیس کا طبعی نتیجہ تھا کہ مرزا صاحب کے اس عالم سے رخصت ہو جانے کے بعد خود ان کے عقیدت مند لوگ ان کے دعاوی کی روشنی میں ان کا مقام متعین کرنے سے قاصر ہے۔

مرزا بشیر الدین اور ان کے رفقاء ... قادیانی جماعت ... کے نزدیک وہ نبی تھے، اس کے علاوہ ان کے تمام دعاوی ان کے نزدیک مؤول ہیں، اس کے لئے مرزا محمود صاحب کی تصنیف "حقیقۃ النبوۃ" کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔۔ اور مسٹر محمد علی اور ان کی جماعت کے نزدیک مرزا صاحب صرف امام یا مجدد تھے، لیکن اس کے باوجود یہ لوگ ان کو مسیح موعود کے نام سے بے تکلف یاد کرتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی صحیح توجیہ سے مسٹر محمد علی صاحب اور ان کی جماعت قاصر ہے۔

مدت کے بعد تیسرا موقف مولوی دریا آبادی نے اختیار کیا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ضرور کیا ہے، لیکن شرعی نبوت کا نہیں، بلکہ مرزا صاحب کی وہ تمام عبارتیں جن میں صریح نبوت کے الفاظ بار بار اصرار و تکرار کے ساتھ دہرائے گئے ہیں، محض شاعرانہ استعارات پر محمول ہیں، اور ان میں لفظ "نبوت" کا استعمال کسی خدا رسیدہ متقی کے لئے کیا گیا ہے، جس کے مقابلے میں انسان بے بس ہے، اس لئے دریا آبادی صاحب کے نزدیک صریح دعویٰ نبوت کے باوجود مرزا صاحب دائرۂ اسلام سے خارج نہیں، تاہم ان کی

جماعت کو سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے، نہ نجات سے محرومی کا سوال ہے، اور نہ ان سے تعرض کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس خودساختہ معنی کے اعتبار سے مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سواد کے نزدیک کفر صریح نہیں۔ افسوس ہے کہ دریاآبادی صاحب کا موقف مرزا صاحب کے متناقض دعاوی سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے، اور منصفانہ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی ترجمانی سے موصوف کا یہ موقف بُری طرح ناکام ہے، بلکہ "توجیہ القول بما لا یرضی به قائله" کا صحیح مصداق ہے۔

اب تک کی بحث یہ امر تھا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت قواعد شرعیہ کے اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟ لیکن دریاآبادی صاحب کی اس "بالیقین اور مکمل تصریح" سے یہ تو پتا نہ چلا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت متعارف و مصطلح فی الشرع کے اعتبار سے تھا، یا کسی "خانہ ساز مفہوم" کے اعتبار سے تھا۔

کاش! وہ اس موقع پر "معنی متعارف" اور "خانہ ساز مفہوم" کی بھی وضاحت کرتے، اور پھر غور و فکر کی زحمت گوارا فرماتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت دونوں معنوں میں سے کس معنی پر منطبق ہوتا ہے...؟

دریاآبادی صاحب، مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے مفہوم کو پانے سے جب تک قاصر ہیں، اور ظلی، بروزی، لغوی، اور اتباعی نبوت وغیرہ کے پرفریب اور حسین الفاظ سے مرزا صاحب نے جو تاریکی اور تضاد پھیلا دی ہے، مولانا موصوف تمام تر اسی تاریکی میں سرگرداں ہیں۔ دریاآبادی صاحب نہیں جانتے کہ یہ الفاظ تو مریدوں کی آنکھیں بالکل چوپٹ کردینے کی کوشش ہے، ورنہ مرزا صاحب حقیقی معنی ہی میں نبوت کا دعویٰ رکھتے تھے۔

دریاآبادی صاحب فرمائیں کہ جس نبوت کی بنیاد "۲۳ سالہ متواتر وحی" پر رکھی گئی ہو، جو وحی ان کے بقول تورات، انجیل کی طرح واجب الایمان ہو، اور قرآن مجید کی طرح قطعی ہو، وہی پاک وحی جس میں مرزا صاحب کو رسول، مرسل اور نبی کے الفاظ سے بہت تصریح اور توضیح کے ساتھ ایک دفعہ نہیں بلکہ صدہا دفعہ پکارا گیا ہو، کیا وہ نبوت متعارف نہیں

ہوگی؟ اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس نبوت کا مدعی کذاب نہیں کہلائے گا...؟ مرزا صاحب کی عبارتیں ملاحظہ ہوں:

"میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں۔ میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰)

"جبکہ مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت وانجیل وقرآن کریم پر، تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرے کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے۔" (اربعین ص:۱۹ ح۳)

"حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانے کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔"

(ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص:۲۶۱)

"اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی ہے۔"

(اشتہارات ایک غلطی کا ازالہ منقول از ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص:۲۹۳)

ان عبارات میں مرزا صاحب اپنی وحی کو... معاذ اللہ... تورات اور انجیل اور قرآن کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، کیا فرماتے ہیں دریاآبادی صاحب کہ اگر مرزا صاحب کی وحی، رسالت و ایمان کے الفاظ متعارف معنی پر محمول نہیں تو کیا تورات اور انجیل اور قرآن کا وحی

ہوتا کہ "خانہ ساز مفہوم" پر محمول ہے؟! استغفراللہ!

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ:

"میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے" اس نعمت" سے کامل حصہ پایا ہے، جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔" (حقیقۃ الوحی ص:۶۲)

دریاآبادی صاحب فرمائیں کہ پہلے نبیوں اور رسولوں کو کیا نعمت ملی تھی، جس کا دعویٰ مرزا صاحب کو ہے...؟

کیا یہ واقعہ سے صریح بے انصافی نہیں کہ ایک شخص اس نعمت نبوت کے پانے کا دعویٰ رکھتا ہے، جو انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی رہی، مگر دریاآبادی صاحب اس کے دعوے میں تاویل اور گنجائش پیدا کرنے کے لئے اپنی ساری صلاحیت صرف کر دیتے ہیں۔

پھر کون نہیں جانتا کہ مرزا صاحب جس نبوت کے مدعی ہوتے ہیں، وہ بقول مرزا صاحب، تین لاکھ معجزات، بلکہ دس لاکھ سے زائد نشانوں کے ساتھ مؤید ہے، اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے جو اول درجے پر فائز ہیں۔

مولانا صاف فرمائیں کہ یوں سب نشانات کے مدعی کا دعویٰ کس خانہ ساز مفہوم کا تھا...؟

مرزا صاحب تحدی اعلان بیان کرتے ہیں کہ:

"میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ "بہت کم نبی" ایسے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۶)

"بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے" باقی تمام انبیاء علیہم السلام" میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے، اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے، اب

چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔" (ایضاً ص:۱۳۶)

دریا آبادی صاحب بتلائیں کہ مرزا صاحب کے یہ معجزات جو "بہت کم نبیوں" کو دیئے گئے، اور باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کا ثبوت "باقی تمام انبیاء علیہم السلام" کے حق میں محال ہے، ان معجزات سے ثابت شدہ مرزا صاحب کی نبوّت کے معنی اگر شرعی نبوّت کے نہیں تو تمام انبیاء کی نبوّت کے معنی کیا ہیں؟ کیا یہ باعث حیرت نہیں کہ ایک شخص اپنی وحی کو مثل وحی انبیاء، اپنے معجزات کو تمام انبیاء سے فائق، اور اپنی نبوّت کو ہم سنگ نبوّت انبیاء قرار دیتا رہے، لیکن ہم کمال سادگی سے اس کے دعوے میں گنجائش پیدا کرتے رہیں، اور لوگوں کو اس کے مقابلے میں بے بس ہوجانے کا پُرخلوص مشورہ دیتے رہیں: ھذا لعمری فی الزمان بدیع!

دریا آبادی صاحب کا حال تو ان ہی کو معلوم ہوگا، لیکن اپنا حال یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کی یہ عبارت پڑھتا ہوں:

"اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۷)

تو بے چینی کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، مرزا صاحب نے نہ صرف یہ کہ اپنی نبوّت اور معجزات کو سیّدنا نوح علیہ السلام کی نبوّت اور معجزات سے افضل بتلایا، بلکہ ظالم نے اس ۹۰۰ سال کی تبلیغ کرنے والے بوڑھے پیغمبر... صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ... کی نبوّت اور ان کے معجزات میں کیڑے نکالے، گویا قوم نوح کی غرقابی میں خود اس قوم کے مجرمانہ افعال کا نہیں، بلکہ نوح علیہ السلام کے معجزات اور ان کی دعوت کے نقص کا دخل تھا، ورنہ جو کامل معجزات مرزا صاحب کو ملے، اگر نوح علیہ السلام کے زمانے میں وہ ظاہر کردیئے جاتے تو وہ مسکین کیوں غرق ہوتے، استغفر اللہ!

صد حیف کہ دریا آبادی صاحب اب تک مرزا صاحب کو سمجھنے سے قاصر ہیں، اور مرزا صاحب کی طرف سے مدافعت کرکے بزعم خود خدمت دین کا فرض بجالارہے ہیں۔

مرزا صاحب بزعمِ خود آیت: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" کا مصداق اس بنا پر مرزا صاحب کو قرار دیتے ہیں (دیکھئے تحفہ گولڑویہ، اربعین وغیرہ) مگر دریا آبادی صاحب، مرزا صاحب کی کیا خوب ترجمانی کرتے ہیں کہ انہوں نے دعویٰ نبوت حقیقتاً اور مجازاً بھی نہیں کیا۔

موصوف فرمائیں کہ آیت کا مصداق "جو شخص ہو" کیا وہ صرف شاعرانہ مفہوم کے اعتبار سے رسول ہے؟

مرزا صاحب اپنی وحی کے اوامر و نواہی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اپنے لئے "صاحبِ شریعت نبی" کا منصب تجویز کرتے ہیں (اربعین ص:۳) لیکن ان کے وکیل دریا آبادی صاحب ابھی تک اس اشتباہ میں ہیں کہ ان کا دعویٰ نبوت کس مفہوم کے اعتبار سے تھا...؟

مرزا صاحب بطور لازمۂ نبوت ان تمام لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں، جو ان کی جدید نبوت پر ایمان نہیں لائے، اور ساتھ ہی وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حق صرف نبوتِ تشریعیہ کا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکامِ جدیدہ لاتے ہیں، لیکن صاحبِ شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں، گو وہ کیسی ہی جنابِ الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا۔"
>
> (تریاق القلوب ص:۱۳۰ حاشیہ ص:۱۵)

اس نکتے کی بنیاد پر مرزا صاحب نے ان تمام لوگوں کی تکفیر کی جو ان کے حلقۂ ارادت میں داخل نہیں ہوئے، اور شقی ازلی، کافر، جہنمی، دائرۂ اسلام سے خارج اور خدا و رسول کے باغی وغیرہ وغیرہ الفاظ سے ان کو نوازا، اور آج تک قادیانی جماعت اسی

عقیدے کو بیان کرتی ہے، اسی نبوت کے منکرین سے مرزا صاحب نے کفار کا معاملہ کیا، ان سے مناکحت حرام، ان کا جنازہ ناجائز، ان کی امامت میں نماز باطل، وغیرہ ذالک، لیکن دریاآبادی صاحب کو خدا جانے کس نے بتلا دیا ہے کہ مرزا صاحب نبوت بالمعنی الاصطلاحی کے مدعی نہ تھے۔

دریاآبادی صاحب جانتے ہوں گے کہ مرزا صاحب کے دعویٔ نبوت... جس کی وجہ سے مرزائی تاویلات میں مصروف ہیں... نے صرف لفظ "نبوت" ہی نہیں بلکہ شریعت کی تمام معلوم و متعین اصطلاحات کو مسخ کیا ہے۔ دجل و تلبیس کے لئے "مسیح" "نبی" "کتاب" "ظل" "بروز" وغیرہ کے الفاظ انہوں نے ضرور استعمال کئے ہیں، لیکن نبی کے مقابلے میں نئی شریعت، امت کے مقابلے میں جدید امت، وحی کے مقابلے میں قطعی وحی، معجزات کے مقابلے میں معجزات، حرم کے مقابلے میں حرم، امہات المؤمنین کے مقابلے میں ام المؤمنین، صحابہ کے مقابلے میں صحابہ، خلیفہ اوّل و ثانی کے مقابلے میں خلیفہ اوّل و ثانی، اسلام کے مقابلے میں اسلام، شرعی کفر کے مقابلے میں کفر شرعی، ارتداد و مرتد کے مقابلے میں ارتداد و مرتد وغیرہ وغیرہ، اگر یہ تمام امور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں دریاآبادی صاحب کے نزدیک قابل برداشت ہیں تو اس دین کا خدا حافظ ہے۔ پھر نہ صرف مرزا صاحب کے مقابلے میں "سب کچھ نہیں" بلکہ دریاآبادی صاحب اور ان جیسے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں بھی "سب کچھ ہیں"۔ حضرت لدھیانوی اور تمام مسلمانوں کی حسرت ہے کہ مرزائی نبوت میں اسلامی قرآنی صحیفوں کے نام تک بھی دیئے جاتے ہیں، اور حضرت ہتھ صاحب ابھی تک اس بحث میں الجھے ہیں کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت سے تعرض کیوں کیا جاتا ہے؟ ان کے بلند بانگ دعاوی کو کوئی اہمیت نہ دے کر ان کی تنسیخ کیوں نہیں قرار دیا جاتا؟ گویا ان حضرات کی عدالت عالیہ میں مرزا صاحب "بے چارے" "مظلوم" ہیں، اور علمائے کرام ان کے موقف کا شرعی حکم بیان کر دینے کے جرم میں لائق "گردن زدنی" ہیں۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔

ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“

(ازالہ اوہام ج:۳ ص:۲۵۷، ۲۵۸ حاشیہ ص:۳۰۹)

۵:... مرزا صاحب چونکہ خود دینی استقامت سے محروم تھے، اس لئے ان کو عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہی ”رقیبانہ فکر“ رہا کرتی تھی کہ ہائے وہ اس فضیلت سے کیوں سرفراز ہوگئے۔ بالآخر اسی ”جذبہ حسد“ سے مغلوب ہوکر وہ اس فضیلت کی نفی کی وجہ بھی ڈھونڈ لائے، وہ لکھتے ہیں:

”یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجے کا رہا کہ قریب ناکام کے رہے۔“ (ازالہ اوہام ج:۳ ص:۲۵۸، حاشیہ ص:۳۱۲)

۶:... مرزا صاحب کے اس ”حسد و بغض“ اور ”غیظ و غضب“ کی اصل وجہ اُمت کا یہ اجماعی عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں، اور قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے۔ یہ عقیدہ قرآن مجید نے بیان کیا، احادیثِ متواترہ نے اس کی تفصیل جزئیات شرح و بسط سے ذکر فرمائیں، اُمت نے اس کو بابُ الایمان کا ایک جز قرار دیا، حکمائے اُمت نے اس کے اَسرار و حِکم بیان کئے، فقہاء نے اس کی فقہی جزئیات سے بحث فرمائی، عقلِ صحیح اور فطرتِ سلیمہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی علتِ غائیہ کا سراغ لگایا، لیکن مرزا صاحب کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی ”شانِ رفع و نزول“ کیسے قابلِ برداشت ہوسکتی تھی؟ اس منقبتِ عیسویہ نے ان کو ”حواس باختہ“ کردیا، وہ بے چارے پوری اُمت کے مقابلے میں کیا کریں؟ لیکن جب تک عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فضیلت ثابت رہے گی ان کی دُکانِ مسیحیت کیسے چلے گی؟ لیکن وہ یکہ و تنہا چند رُفقاء کے ساتھ کیا کیا کریں؟ عیسیٰ علیہ السلام کو کیسے مار دیں؟ کہاں ان کی قبر بنائیں؟ اس رفع کا عمل ہوتا کس طرح لوگوں کو سمجھا دیں؟ اس نزول میں جو ”مفاسد“ لازم آتے ہیں، وہ کیسے دلوں میں اُتار دیں؟ اس

کے لئے مرزا صاحب نے اپنے رفقاء سمیت ''عقل و خرد'' اور ''دین و ایمان'' کی بڑی بڑی قربانیاں دیں، لیکن طوطی کی نقار خانے میں کون سنتا تھا؟ اب اس پوری صورتِ حال نے ان کے اعصاب پر بہت برا اثر ڈالا، مراق اور ہسٹریا کے وہ پہلے سے مریض تھے… (دیکھو: سیرۃ المہدی…) اس پر یہ صدمۂ جان کاہ اور سانحۂ ہوش ربا ان کو پیش آیا، اس کا انجام جو ہونا چاہئے تھا وہ ہوا…. ان کی یہی نفسیاتی کیفیت ہے جو ان کی اس زمانے کی تحریروں سے نمایاں ہوتی ہے، کبھی وہ دیوانہ وار آنے والے مسیح پر پل پڑتے:

> ''ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے، یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا، اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا، جب لوگ عبادت کے لئے بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا، اور شراب پئے گا، اور سور کھائے گا، اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہ رکھے گا۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۲۹)

اور کبھی اسی ''مراقی کیفیت'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ متواتر احادیث جو آنے والے مسیح کی علامات بیان کرتی ہیں اور بدقسمتی سے مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتیں، ان کا تمسخر انداز میں استہزا کرتے ہیں، ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد یہی کام ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے، اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے، اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور ساسیوں اور گنڈیلوں وغیرہ کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں، خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی۔'' (ازالہ اوہام ج:۲ ص:۱۴۳)

(ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند جمادی ۱۳۹۳ھ)

مفتی اعظمؒ اور تردید قادیانیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

حق تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے اس کائنات میں خیر و شر اور حق و باطل کا سلسلہ ابتدائے تخلیق سے جاری فرمایا اور جب تک دنیا قائم ہے جاری رہے گا، اس کی ابتدا اگر ابلیس و آدم کی آویزش سے ہوئی ہے تو اس کی انتہا دجال و مسیح پر ہوگی۔

اسی سنت الٰہیہ کے مطابق جب کسی شر کی قوت نے سر اٹھایا اس کا سر کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رجال خیر کو کھڑا کردیا۔ اس صدی (چودھویں صدی ہجری) کا سب سے بڑا شر، سب سے بڑا فتنہ، سب سے بڑی گمراہی اور سب سے بڑا باطل و فریب، لعین بن لعین، لعین قادیان کا دعویٰ نبوت و مسیحیت تھا، جس نے گزشتہ صدیوں کے سارے کفر و الحاد کا عفن اپنے اندر سمیٹ لیا تھا۔

یہ فتنہ چونکہ دجل و فریب کی بیساکھیوں کے سہارے چل رہا تھا، اس لئے شروع شروع میں تو بہت سے لوگ اس کی حقیقت ہی نہ سمجھے، اور جن حضرات کو اصل حقیقت تک رسائی ہوئی انہوں نے اس کو ”دیوانے کی بڑ“ اور ”مجذوب کی بڑ“ تصور کرتے ہوئے اسے لائق التفات ہی نہ سمجھا، ادھر انگریز کی عیاری و مکاری، اس کی اعانت و نصرت اور تائید و حمایت نے اس فتنہ کو ابھر کر انگریزی خواندہ نوجوانوں اور سرکاری ملازموں میں پھیلنے کا موقع دیا، تا آنکہ رفتہ رفتہ قادیانیت کی رگوں میں دجل و فریب کے علاوہ کبر و نخوت اور تحدی و تعلّی کا خون بھی دوڑنے لگا، وہ ہر راہ چلتے کو بازو پکڑ کر اسے حیات مسیح پر بحث کرنے کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے گلی کوچوں میں مناظروں اور مباحثوں کی فضا پیدا کردی، وہ ہر

وردی والے کو دیکھ کر اس پر پھبتیاں کسنے اور اسلامی عقائد کو چیلنج کرنے لگے۔

یہ وہ صورت حال تھی جس نے امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری کو پریشان کر دیا تھا۔ اور آپ کی راتوں کی نیند حرام کر دی تھی۔ خطرہ ہو چلا تھا کہ اگر اس ملعون فتنہ کو لگام نہ دی گئی تو یہ نہ صرف مسلمانوں کی گمراہی کا ذریعہ بن جائے گا بلکہ دین محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے کم از کم ہندوستان سے خاتمہ کا سبب ہوگا۔ علمائے امت بحمد اللہ اس فتنہ کی سرکوبی پہلے سے کرتے آرہے تھے مگر حضرت امام العصرؒ کے پیش نظر اس فتنہ کے قلع قمع کے لئے چند اہم اقدامات تھے:

اوّل: اس فتنہ کی ملعونیت و خباثت اس طرح اجاگر کی جائے کہ قادیانیت و مرزائیت کا لفظ بجائے خود گالی بن جائے، حتیٰ کہ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مرزائی یا قادیانی کہلانا باعث عار و شرم کا موجب سمجھیں۔

دوم:... اہل علم کی ایک باتوفیق جماعت تیار کی جائے جو قادیانیوں کی تلبیسات کا پردہ چاک کرے اور ان تمام علمی مباحث کو نہایت صاف اور منقح کر دے جو اسلام اور قادیانیت کے درمیان زیر بحث آتے ہیں۔

سوم:... دعوت و تبلیغ اور مباحثہ و مناظرہ کے میدان میں اتنی پیش قدمی کی جائے کہ حریف پسپا ہونے پر مجبور ہو جائے اور اسے ہر گلی کوچے میں مسلمانوں کو للکارنے کی جرأت نہ ہو۔

چہارم:... ردّ قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کا ایک مستقل مشن بن جائے تاکہ جہاں کہیں قادیانیت کے طاغوتی جراثیم پائے جائیں وہاں ختم نبوت کا تریاق مہیا کیا جا سکے۔

حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے علمی تفوق اور روحانی توجہ نے پورے دارالعلوم دیوبند کو اس محاذ پر لگا دیا، آپ کے زیر اشراف جو جماعت قادیانیت کے استیصال کے لئے تیار ہوئی ان میں حضرت اقدس مفتی اعظم مولانا محمد شفیع دیوبندی قدس سرہ کی شخصیت بالآخر اپنے دور کی نمایاں ترین شخصیت بن گئی۔

حضرت مفتی اعظم نے رد قادیانیت پر جو کام کیا اسے آسانی کے لئے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

اول: دعوت و تبلیغ کے ذریعہ نیز مباحثہ و مناظرہ کے میدان میں اور عدالت عظمیٰ سے بھی قادیانیت کا مقابلہ۔

دوم: تصنیف و تالیف کے ذریعہ رد قادیانیت کی خدمت۔

سوم: دارالعلوم دیوبند کی مسند دارالافتاء سے قادیانیوں کی دینی حیثیت کی تشخیص اور ان کے شبہات کا ازالہ۔

اول الذکر دونوں چیزوں کا مختصر تذکرہ خود مفتی صاحب کے اس مقالہ میں آ جاتا ہے جو "حیات انور" میں شائع ہے اور جو ہمارے پاس سب سے مستند ذریعہ معلومات ہے، اس لئے اس مقالہ کا ضروری حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے جس سے اس دور کے بعض اہم واقعات بھی معلوم ہوں گے، حضرت شاہ صاحب کے رد قادیانیت کے لئے اہتمام اور اپنے تلامذہ کی تربیت پر روشنی پڑے گی اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی خدمات کا اجمالی تعارف بھی ہوگا۔ حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"فتنہ مرزائیت کی شدت اور اس کے بعض اسباب:

تقریباً ۱۳۳۰ھ کا واقعہ ہے کہ فتنہ قادیانیت پورے ہندوستان کے اطراف و جوانب میں اور خصوصاً پنجاب میں ایک خوفناک صورت سے اٹھا، اس کا سبب خواہ یہ ہو کہ ۱۹۱۹ء کی جنگ عظیم میں قادیانی جماعت نے مسلمانوں کے مقابلہ میں عیسائیوں (انگریزوں) کی کافی مدد بہم پہنچائی، جس کا اعتراف خود قادیانیوں نے اپنے اخبارات میں کیا ہے، اور یہی وجہ تھی کہ جب بغداد سات سو سال کے بعد مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر انگریزوں کے تسلط میں داخل ہوا تو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت ان

کے رنج و غم میں جلا تھی وہیں قادیانی مرزا کی امت قادیان میں چراغاں کر رہی تھی۔ (الفضل قادیان)

اس جنگ میں اماراتِ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں انگریزوں کو کامیاب بنانے کے صلہ میں انگریزوں کی حمایت (بقول مرزا صاحب) اپنے اس خود کاشتہ پودے کو زیادہ حاصل ہوگئی، اور اس کا یہ حوصلہ ہوگیا کہ وہ کھل کر مسلمانوں کے مقابلے میں آجائے اور ممکن ہے کہ کچھ اور بھی اسباب ہوں۔

یہ زمانہ دارالعلوم دیوبند میں میرے درس و تدریس کا ابتدائی دور تھا، اور میں اس بسم اللہ کے گنبد میں اپنی کتاب اور سبق پڑھانے کے سوا کچھ نہ جانتا تھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

لیکن ہمارے بزرگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے فروغ اور اسلام کی خدمت ہی کے لئے پیدا فرمایا تھا، قادیانیت کے اس بڑھتے ہوئے طوفان سے سخت تشویش و اضطراب محسوس فرما رہے تھے اور تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ اس کے مقابلے کی فکر کر رہے تھے، بالخصوص حضرت شاہ صاحب قدس سرہ پر اس فتنہ کا بہت اثر تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے ان کو چن لیا ہے، جیسا ہر زمانہ میں عادۃ اللہ یہی رہی ہے کہ ہر فتنہ کے مقابلہ کے لئے اس وقت کے علمائے دین سے کسی کو منتخب کر لیا گیا اور اس کے قلب میں اس کی اہمیت ڈال دی گئی۔ فتنہ قادیانیت کے استیصال میں حضرت ممدوح کی شبانہ روز جدوجہد اور فکر و عمل سے دیکھنے والے کو یقین ہوجاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے آپ کو چن لیا ہے۔

مصر و عراق وغیرہ ممالک اسلامیہ میں فتنۂ قادیانیت کا انسداد:

میں حسب عادت ایک روز استاذ محترم حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کی دائمی عادت کے خلاف یہ دیکھا کہ ان کے سامنے کوئی کتاب زیر مطالعہ نہیں، خالی بیٹھے ہوئے ہیں اور چہرے پر فکر کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیسا مزاج ہے؟ فرمایا کہ بھائی! مزاج کو کیا پوچھتے ہو؟ قادیانیت کا ارتداد اور کفر کا سیلاب امنڈتا نظر آتا ہے۔ صرف ہندوستان میں نہیں، عراق و بغداد میں ان کا فتنہ سخت ہوتا جاتا ہے اور ہمارے علماء و عوام کو اس طرف توجہ نہیں۔ ہم نے اس کے مقابلے کے لئے جمعیۃ علماء ہند میں یہ تجویز پاس کرائی تھی کہ دس رسالے مختلف موضوعات متعلقہ قادیانیت پر عربی زبان میں لکھے جائیں اور ان کو طبع کرا کر ان بلاد اسلامیہ میں بھیجا جائے، مگر اب کوئی کام کرنے والا نہیں ملتا، اس کام کی اہمیت لوگوں کے خیال میں نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اپنی استعداد پر تو بھروسہ نہیں لیکن حکم ہو تو کچھ لکھ کر پیش کروں، ملاحظہ کے بعد کچھ مفید معلوم ہو تو شائع کیا جائے ورنہ بیکار ہونا بظاہر ہے۔

ارشاد ہوا کہ مسئلہ ختم نبوت پر مفصل لکھو۔ احقر نے استاذ محترم کی تعمیل ارشاد کے لئے بحمد اللہ چند روز میں تقریباً ایک سو صفحات کا ایک رسالہ عربی زبان میں لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت ممدوح رسالہ دیکھتے جاتے تھے اور بار بار دعائیہ کلمات زبان پر تھے۔ مجھے کوئی تصور نہ تھا کہ اس ناچیز خدمت کی اتنی قدر افزائی کی جائے گی، پھر خود ہی حضرت ممدوح نے اس رسالہ کا نام "ھدیۃ

المهديين في آية خاتم النبيين" تجویز فرما کر اس کے آخر میں ایک صفحہ بطور تقریظ تحریر فرمایا اور اپنے اہتمام سے اس کو طبع کرایا، مصر، شام، عراق مختلف مقامات پر اس کے نسخے روانہ کئے۔

خاص قادیان میں پہنچ کر اعلانِ حق اور ترد مرزائیت :

اسی زمانے میں حضرت ممدوح کے ایما پر امرتسر و پٹیالہ والدھیانہ کے چند علماء نے یہ تجویز کیا کہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے خاص قادیان میں ایک تبلیغی جلسہ سالانہ منعقد کیا جائے تاکہ قضیہ زمین برسرِ زمین طے ہوسکے۔

یہ عوام کو فریب میں ڈالنے والے مناظرے اور مباحثے کے چیلنج جو اکثر اس فرقہ کی طرف سے چھپتے رہتے ہیں ان کی حقیقت لوگوں پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ چند سال مسلسل یہ جلسے قادیان میں ہوتے تھے اور حضرت ممدوح اکثر بذاتِ خود ایک جماعت علمائے دیوبند کے ساتھ اس میں شرکت فرماتے تھے۔ احقر ناکارہ بھی اکثر ان میں حاضر رہا ہے۔

قادیانی گروہ نے اپنے آقاؤں (انگریزوں) کے ذریعے ہر طرح کی کوشش کی کہ یہ جلسے قادیان میں نہ ہوسکیں۔ لیکن کوئی قانونی وجہ بھی جس سے جلسے روک دیئے جاویں۔ کیونکہ ان جلسوں میں عالمانہ بیانات تہذیب و متانت کے ساتھ ہوتے اور کسی نقصِ امن کے خطرہ کو موقع نہ دیتے تھے۔ جب قادیانی گروہ اس میں کامیاب نہ ہوا تو خود شرور پر اتر آیا، حضرت شاہ صاحب قدس سرہ اور ان کے رفقا کو قادیان جانے سے پہلے اکثر ایسے خطوط تہدید آمیز ملا کرتے تھے کہ اگر قادیان میں قدم رکھا تو زندہ واپس نہ جاسکو گے۔ اور یہ صرف دھمکی

لیکن اکثر لوگوں کو یہی شکایت کرتے سنا کہ پوری طرح سمجھ میں نہیں
آتا اس لئے اگر آپ لوگ پڑھ سکیں تو یہ معاملہ آپ کو دے
دوں۔ اس وقت حاضرین میں چار آدمی تھے، احقر ناکارہ اور حضرت
مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم شعبہ تعلیم و تبلیغ
دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا بدر عالم صاحب سابق مدرس
دارالعلوم دیوبند و جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سورت و دارالعلوم ٹنڈو الہ یار
مشہور و حال مہاجر مدینہ طیبہ اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب
سابق مدرس دارالعلوم دیوبند و شیخ الجامعہ بہاولپور و حال شیخ الحدیث
جامعہ اشرفیہ لاہور ادام اللہ تعالیٰ فیوضہم ہم چاروں نے عرض کیا کہ
جو حکم ہو ہم امتثال امر کو سعادت کبریٰ سمجھتے ہیں۔

اسی وقت فرمایا کہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے علمی طور
پر تین کام کرنے ہیں: اول مسئلہ ختم نبوت پر ایک محققانہ مکمل تصنیف
جس میں مرزائیوں کے شبہات واوہام کا ازالہ بھی ہو۔

دوسرے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ کی مکمل تحقیق
قرآن و حدیث اور آثار سلف سے مع ازالہ شبہات ملحدین۔

تیسرے خود مرزا کی ذات، اس کے گرے ہوئے اخلاق
اور متعارض و متہافت اقوال اور انبیاء و اولیاء و علماء کی شان میں اس
کی گستاخیاں اور گندگی کا بیان، اس کا دعویٰ نبوت و وحی اور مقتدائے عالم
کے دعوے، ان سب چیزوں کو نہایت احتیاط کے ساتھ اس کی
کتابوں سے مع حوالہ جمع کرنا جس سے مسلمانوں کو اس فرقہ کی
حقیقت معلوم ہو اور اصل یہ ہے کہ اس فتنہ کی مدافعت کے لئے یہی
چیز اکیلی کافی ہے مگر چونکہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو فریب میں
ڈالنے کے لئے خواہ مخواہ بعض علمی مسائل میں عوام کو الجھا دیا ہے اس

مختصر سا رسالہ بنام: "کلمة الله في حياة روح الله" تصنیف فرما کر حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت ممدوح نے بے حد پسند فرما کر تقریظ تحریر فرمائی اور ۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوکر مقبول و مفید خلائق ہوا۔

احقر ناکارہ کے متعلق یہ خدمت کی گئی کہ تمام مستند و معتبر روایات حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول فی آخر الزمان کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان سب کو یک جا رسالے میں جمع کردے، احقر نے بتعمیل حکم یہ رسالہ "التصریح بما تواتر في نزول المسیح" بزبان عربی لکھا اور حضرت ممدوح کی بے حد پسندگی کے بعد اسی سال شائع ہوا۔

اس کے بعد حسب ارشاد ممدوح مسئلہ ختم نبوت پر ایک مستقل کتاب اردو زبان میں تین حصوں میں لکھی:

پہلا حصہ ختم النبوۃ فی القرآن:... جس میں ایک سو آیات قرآنی سے اس مسئلہ کا مکمل ثبوت اور ملحدوں کے شبہات کا جواب لکھا گیا ہے۔

دوسرا ختم النبوۃ فی الحدیث:... جس میں دو سو دس احادیث معتبرہ سے اس مضمون کا ثبوت اور منکرین کا جواب پیش کیا گیا ہے۔

تیسرا ختم النبوۃ فی الآثار:... جس میں سینکڑوں اقوال صحابہؓ و تابعینؒ و ائمہ دین امت سے ثبوت اور منکرین اور ان کی تاویلات باطلہ، تحریفات کے متعلق تمام شبہات و اقوال صحیح نقل کئے گئے ہیں۔ یہ تینوں رسالے پہلی مرتبہ ۱۳۴۴ھ سے ۱۳۴۵ھ تک شائع ہوئے، دیگر کے ساتھ تحفہ رسالہ "دعاوی مرزا" اور "مسیح موعود کی پہچان" اردو زبان میں احقر نے لکھ کر پیش کئے۔ ان رسائل کا جو کچھ

نظر مسلمانوں کی اصلاح و ہدایت اور ملحدین و منکرین پر اتمام حجت
کے سلسلے میں ہوا یا ہوگا اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے لیکن اپنی محنت کا نقد
صلہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی مسرت و خوشنودی اور بے شمار
دعاؤں سے اسی وقت مل گیا اور جوں جوں ان رسائل کی اشاعت
سے مسلمانوں کی ہدایت بلکہ بہت سے قادیانی خاندانوں کی توبہ و
رجوع الی الاسلام کے متعلق حضرت کو معلوم ہوتے اسی طرح اظہار
مسرت اور دعا کے انعامات ملتے رہے۔

مخدومنا حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب رحمۃ اللہ
علیہ جو عمر اور طبقہ کے اعتبار سے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ سے
متقدم تھے لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر العقول علم
سے بے حد معتقد اور آپ کے ساتھ معاملہ بزرگوں کا سا کرتے تھے،
جو خدمت اس سلسلہ کی ان کے سپرد فرمائی تھی اس کو آپ نے بڑی
سعی بلیغ کے ساتھ انجام دینا شروع کیا اور مرزا قادیانی کی پوری
زندگی، اس کے اخلاق و اعمال اور عقائد و خیالات، دعویٰ نبوت و
رسالت اور تکفیر عام اہل اسلام، گستاخی در شان انبیاء و اولیاء کو مرزا
کی اپنی کتابوں سے بحوالہ صفحہ سطر نہایت انصاف اور احتیاط کے
ساتھ نقل کر کے بہت سے رسائل تصنیف فرمائے اور حضرت شاہ
صاحب قدس سرہ کے سامنے پیش فرما کر ان کی مراد پوری فرمائی۔ ان
رسائل میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں:

قادیان میں قیامت خیز بھونچال، اشد العذاب علی
مسیلمۃ الپنجاب، فتح قادیان، مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج،
مرزائیت کا خاتمہ، مرزائیت کا جنازہ بے گور و کفن، ہندوستان کے
تمام مرزائیوں کو چیلنج، مرزا اور مرزائیوں کو دربار نبوت سے چیلنج۔ یہ

سب رسائل ۱۳۴۲ھ سے ۱۳۴۳ھ تک شائع ہوئے۔

فیروز پور پنجاب میں تاریخی مناظرہ

کسی زمانہ میں چھاؤنی فیروز پور پنجاب میں قادیانیوں کا ایک خاصا جتھا جمع ہو گیا تھا، یہ لوگ وہاں کے مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے تھے اور اپنے دستور کے موافق عوام مسلمانوں کو مناظرہ، مباحثہ کا چیلنج کیا کرتے تھے اور جب کسی عالم سے مقابلہ کی نوبت آتی تو راہ گریز اختیار کرتے، اسی زمانہ میں ضلع سہارنپور کے رہنے والے کچھ مسلمان جو فیروز پور میں بسلسلۂ ملازمت مقیم تھے ان لوگوں نے روز روز کی جھک جھک کو ختم کرنے کے لئے خود قادیانیوں کو دعوت مناظرہ دے دی۔

قادیانیوں نے سادہ لوح عوام سے معاملہ دیکھ کر بڑی دلیری اور چالاکی کے ساتھ دعوت مناظرہ قبول کر کے بجائے اس کے کہ مناظرہ کرنے والے علماء سے شرائط مناظرہ طے کرتے انہیں عوام سے ایسی شرائط مناظرہ پر دستخط لے لئے جن کی رو سے فتح بہرحال قادیانی گروہ کی ہو اور اہل اسلام کو مقررہ شرائط کی پابندی کی وجہ سے ہر قدم پر مشکلات در پیش ہوں۔

ان عوام مسلمین نے مناظرہ اور شرائط مناظرہ طے کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند سے چند علماء کو دعوت دی جو قادیانیوں سے مناظرہ کریں۔

مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے اس کام کے لئے حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب، حضرت

حضرت شاہ صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہما کی تقریریں قادیانی مسئلہ کے متعلق ہوئیں، یہ تقریریں فیروزپور کی تاریخ میں ایک یادگار خاص کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے وہ لوگ جو قادیانی دجل کے شکار ہو چکے تھے اس مناظرہ اور تقریروں کے بعد اسلام پر لوٹ آئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کا دورۂ پنجاب:

۱۳۴۳ھ میں جبکہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی کوشش سے بذریعہ تصنیف و تحریر قادیانی دجل و فریب کا پردہ پوری طرح چاک کر دیا گیا اور قادیانیت سے متعلق ہر مسئلہ پر مختلف طرز و انداز کے سینکڑوں رسائل شائع ہو چکے تو آپ نے اس کی بھی ضرورت محسوس فرمائی کہ ناخواندہ عوام کا طبقہ جو زیادہ کتابیں نہیں پڑھتا اور قادیانی مبلغین چل پھر کر ان میں اپنا دجل پھیلاتے ہیں، ان لوگوں کی حفاظت کے لئے پنجاب کے مختلف شہروں کا ایک تبلیغی دورہ کیا جائے۔

پنجاب و سرحد کے دورہ کا پروگرام بنا، علمائے دیوبند کی ایک جماعت ہمرکاب ہوئی، اس جماعت میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اکابرین سے حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ شریک تھے، اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا بدر عالم صاحب، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب اور مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی اور راقم الحروف شامل تھے، یہ علم کے پہاڑ اور تقویٰ کے پیکر پنجاب کے ہر بڑے شہر میں

پہنچے اور مرزائیت کے متعلق اعلان حق کیا۔ منکرین کو رفع شبہات کی دعوت دی۔ لدھیانہ، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ، گجرات، راولپنڈی، ایبٹ آباد، مانسہرہ ہزارہ، لکھنؤ وغیرہ میں ان حضرات کی بصیرت افروز عالمانہ تقریریں ہوئیں۔ مرزائی دجال جو آئے دن مناظرہ و مباہلہ کے چیلنج عوام کو دکھانے کے لئے لئے پھرتے تھے ان میں سے ایک سامنے نہ آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس جہان میں نہیں ہیں۔

اس پورے سفر میں عام مسلمانوں نے "جاء الحق وزھق الباطل" کا منظر گویا آنکھوں سے دیکھ لیا۔

مرزائیوں کے مقابلہ میں بہاولپور کا تاریخی مقدمہ:

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ اور دیگر علماء کے بیانات،

مرزائیوں کے مرتد ہونے کا فیصلہ:

۱۹۲۶ء میں احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور کی ایک مسلمان عورت کا دعویٰ اپنے شوہر کے مرزائی ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہونے کے متعلق بہاولپور کی عدالت میں دائر ہوا اور سات سال تک یہ مقدمہ بہاولپور کی ادنیٰ، اعلیٰ عدالتوں میں دائر رہتے ہوئے آخر میں دربار معلی بہاولپور میں پہنچا۔ ۱۹۳۲ء میں دربار معلی نے پھر عدالت میں یہ کہہ کر واپس کیا کہ ہمارے خیال میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق و تنقیح کرنا ضروری ہے، دونوں فریقوں کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے علماء کی شہادتیں پیش کریں اور دونوں طرف کے مکمل بیانات سننے کے بعد اس مسئلہ کا کوئی آخری فیصلہ کیا جائے۔

اب مدعا علیہ مرزائی نے اپنی حمایت کے لئے قادیان کی

طرف رجوع کیا، قادیان کو بیت المال اور اس کے رجال کار مقدمہ کی پیروی کے لئے وقف ہوگئے، ادھر مدعیہ بے چاری ایک غریب گھرانے کی لڑکی نہایت کسمپرسی میں وقت گزار رہی تھی، اس کی قدرت سے قطعاً خارج تھا کہ ملک کے مشاہیر علماء کو جمع کرکے اپنی شہادت میں پیش کرسکے، یا اس مقدمہ کی پیروی کرسکے، مگر الحمدللہ بہاولپور کے غیور مسلمانوں کی انجمن مؤید الاسلام نے زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخ الجامعہ بہاولپور اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور مقدمہ کی پیروی کا انتظام کیا، اور ملک کے مشاہیر علماء کو خطوط لکھ کر اس مقدمہ کی پیروی اور شہادت کے لئے طلب کیا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں صدر مدرسی کے فرائض انجام دے رہے تھے اور کچھ عرصہ سے علالت کے سبب رخصت پر دیوبند تشریف لائے ہوئے تھے، طویل علالت سے نقاہت بے حد بڑھ گئی تھی۔

لیکن جس وقت یہ معاملہ آپ کے سامنے آیا تو مسئلہ کی نزاکت اور دینی غیرت کے قوی احساس نے آپ کو اس کے لئے مجبور کردیا کہ اپنی صحت اور دوسری ضرورتوں کا خیال کئے بغیر وہ بہاولپور کا سفر کریں۔

آپ نے نہ صرف یہ کہ آپ کو شہادت کے لئے پیش فرمایا بلکہ ملک کے دوسرے علماء کو بھی ترغیب دے کر شہادت کے لئے جمع فرمایا۔

یہ واقعہ تقریباً ۱۳۵۰ھ کا ہے جبکہ احقر ناکارہ بحیثیت مفتی دارالعلوم دیوبند فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دے رہا تھا۔

انجمن مؤید الاسلام بہاولپور کی دعوت کے علاوہ استاذ

محترم حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا ایما بھی میری حاضری کے متعلق معلوم ہوا، احقر نے حاضری کا قصد کرلیا۔

چنانچہ حضرت الاستاذ شاہ صاحب قدس سرہ کو جو خداداد شغف دینی ضرورتوں کے ساتھ تھا اور آپ کو جو شغف کئے رکھتا تھا اس کی وجہ سے آپ نے تاریخ مقدمہ سے کافی روز پہلے بہاول پور پہنچ کر اس کام کو پوری توجہ کے ساتھ انجام دینے کا فیصلہ فرماکر سب بیانات کے اختتام تک تقریباً تیس پچیس روز بہاول پور میں قیام فرمایا۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا پُرشوکت عالمانہ بیان جو کمرۂ عدالت میں ہوا اس کی اصل کیفیت تو صرف انہی لوگوں سے پوچھئے جنہوں نے یہ منظر دیکھا ہے، اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، مختصر یہ کہ اس وقت کمرۂ عدالت دارالعلوم دیوبند کا دارالحدیث نظر آتا تھا، عدالت اور حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم تھا، علوم ربانی کے حقائق و معارف کا دریا تھا جو اُمڈا چلا جاتا تھا۔

تین روز مسلسل بیان ہوا، تقریباً ساٹھ صفحات پر قلم بند ہوا، یہ بیان اور دوسرے حضرات کے بیانات ایک مستقل جلد میں طبع ہوئے۔

اس مقدمہ میں کیا ہوا؟ اس کی پوری تفصیل تو اس مفصل فیصلہ سے معلوم ہوسکتی ہے جو عدالت کی طرف سے ۷؍فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳؍ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ کو دیا گیا، اور جو اسی وقت بزبان اردو ایک سو باون صفحات پر شائع ہوچکا تھا، اس کی اشاعت کا اہتمام حضرت مولانا محمد صادق صاحب استاذ جامعہ عباسیہ بہاول پور و حال ناظم امور مذہبیہ بہاول پور کے دست مبارک سے ہوا، اس مقدمہ کی پیروی علماء کے اجتماع اور ان کی ضروریات کا اہتمام بھی

فریق ثانی کی شہادت پر ایسی باطل شکن جرح فرمائی جس نے مرزائیت کی بنیادوں کو کھوکھلا اور مرزائی دجل وفریب کے تمام پردوں کو پارہ پارہ کر کے فرقہ مرزائیہ ضالہ کا ارتداد آشکارا عالم کر دیا۔ فریقین کی شہادت ختم ہونے کے بعد مولانا موصوف نے مقدمہ پر بحث پیش کی اور فریق ثانی کی تحریری بحث کا تحریری جواب الجواب نہایت مفصل اور جامع پیش کیا۔ کامل دو سال کی تحقیق وتنقیح کے بعد عالی جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر نے اس تاریخی مقدمہ کا بصیرت افروز فیصلہ ۷؍فروری ۱۹۳۵ء بحق مدعیہ سنایا۔ یہ فیصلہ اپنی جامعیت اور قوت استدلال کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر وبے عدیل ہے۔ مسلمانان ہند کی بہرہ اندوزی کی خاطر اس فیصلہ کو ایک کتابی صورت میں شائع کیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ مواد مقدمہ کی تیسری جلد ہے۔ اس سے پہلے دو جلدیں اور ہوں گی۔

جلد اوّل میں حضرات علمائے کرام کی مکمل شہادتیں اور جلد ثانی میں حضرت مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہان پوری کی بحث اور جواب الجواب شائع کیا جائے گا۔ باقی رہا یہ سوال کہ یہ دونوں جلدیں کب شائع ہوں گی؟ اس کا جواب مسلمانان ہند کی ہمت افزائی پر موقوف ہے۔ یہ تیسری جلد جتنی جلدی فروخت ہوگی اسی اندازے سے پہلی دو جلدوں کی اشاعت میں آسانی ہوگی۔ حضرات علمائے کرام کے بیانات اور بحث اور جواب الجواب تردید مرزائیت کا بے نظیر ذخیرہ ہے۔ اگر خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ تینوں جلدیں شائع ہوگئیں تو تردید مرزائیت میں کسی دوسری تصنیف کی قطعاً حاجت نہ رہے گی۔“

اس مقدمہ میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے علم کی بنا

یہ پہلا بیان اس احقر کا ہوا، جس روز بیان ہوا، ایک دو روز قبل ہی تو میں
تقریباً ساٹھ منٹ تک یہ بیان مرتب ہوا۔

پہلا پہلا بیان تھا، ابھی دونوں نے اکابر کے بیان سنے تھے،
مجھے سب نے بے حد پسند کیا، مجھے یاد ہے کہ دورانِ بیان مجلس میں بھی
اور مکان پر آنے کے بعد بھی حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے دل
سے بڑی خوشی، دعاؤں کے ساتھ اپنی مسرت کا اظہار فرمائے تھے اور
اس ناکارہ آوارہ کے پاس دین و دنیا کا صرف یہی سرمایہ ہے کہ اللہ
والوں کی رضا، رضائے حق کی علامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اسئال ان
یلحقنی بالصالحین۔"

فتنۂ قادیانیت پر حضرت مفتی صاحبؒ کی تصنیفات:

ردِّ قادیانیت کے سلسلے میں حضرت مفتی اعظمؒ کی اہم ترین خدمت ان کی وہ گرانقدر تصنیفات ہیں جو آپ نے اسلام اور قادیانیت کے درمیان زیرِ بحث مسائل پر مرتب فرمائیں، ان میں اکثر کا ذکر اوپر کی تحریر میں آچکا ہے، مگر مناسب ہوگا کہ ان کا مختصر سا تعارف یہاں پیش کردیا جائے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی تمام تالیفات میں چند خصوصیات ایسی ہیں جو صرف ان کی تحریر کا خصوصی رنگ کہلا سکتی ہیں اور جن کی وجہ سے ان کی تالیفات مفید خاص و عام ہیں۔

پہلی خصوصیت ان کی زبان کی بے ساختگی اور سلاست ہے، حضرت مفتی صاحب کسی مسئلے پر قلم اٹھاتے ہیں تو ایسے عام فہم انداز میں صاف صاف بیان کرتے ہیں کہ متوسط استعداد کا آدمی بھی اس سے بھرپور استفادہ کرسکتا ہے، عبارت میں بے جا طول اور مطالب میں پیچیدگی سے ان کی تحریر مبرا ہوتی ہے۔

دوسری خصوصیت ان کے لب و لہجہ میں متانت اور سنجیدگی ہے، وہ سخت سے سخت مخالف کے مقابلے میں تحمل اور متانت سے بات کرتے ہیں اور تلخی و اکتاہٹ سے ہمیشہ دامن

کشادہ رہے ہیں۔ ان کی تحریر میں آپ کو تعصب و تنگ نظری کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ جس موضوع کو چھیڑتے ہیں اس کے ساتھ پوری وفاداری کرتے ہیں، اور موضوع کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہنے دیتے۔

چوتھی خصوصیت ان کا تفقہ، تحقیق اور استدلال کی قوت ہے، جو ان کی ہر تصنیف میں نمایاں ہے، جو فقیہ النفس عالم اور اولیائی بصیرت و تفقہ کی آئینہ دار ہے۔

پانچویں خصوصیت مطالب کی تہذیب اور مقامات کی ترتیب کا خداداد سلیقہ ہے۔

ان تمام خصوصیات کے بعد اب ان کی رد قادیانیت کے موضوع پر تصانیف کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

۱:... ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین:

آپ نے یہ رسالہ حضرت شاہ صاحبؒ کے حکم پر عربی میں تالیف فرمایا، اس کے مقدمہ میں فتنہ قادیانیت کی شہرت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی باطلہ کا خلاصہ ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"وانا سمعنا انها (اى الفتنة القاديانية) تجاوزت حدود الهند وكادت تشيع في ارض العراق وقاها الله وبلاد المسلمين كلها عن فتنتهم وفتنة المسيح الدجال، ولهذا اشار الي من اشارته حكم، واطاعته غنم اعني قدوة المحدثين والمفسرين في اوانه وزبدة العلماء والفقهاء المتقين في زمانه شيخنا الاكبر محمد انور الكشميري صدر المدرسين بدار العلوم الديوبندية، متعنا الله تعالى بطول بقائه، ان اكتب في هذا الباب رسالة وجيزة اجمع فيها ما ورد في مسئلة ختم النبوة من نصوص قاطعة واضحة، واحاديث متواترة

به، ومن اجماع الامة وقول السلف المصنفين على
ان دعوى النبوة كيف كان بعد نبينا صلى الله عليه
وسلم كفر بواح." (ص:۲)

اس رسالہ میں نہایت اختصار کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت پر قرآن کریم کی ۳۳ آیات، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۶۳ احادیث طیبہ نقل کی گئی ہیں، ۶ صحابہ کرام اور بے شمار اکابر سلف کی تصریحات ذکر کی گئی ہیں، اور آخر میں کتب سابقہ سے مسئلہ ختم نبوت پر نقول پیش کی گئی ہیں۔

یہ رسالہ ۱۳۴۲ھ میں دیوبند سے شائع ہوا اور اس پر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ، مفتی عزیز الرحمن دیوبندی، مولانا حبیب الرحمن عثمانی، مولانا اعزاز علی اور مولانا محمد رحیم اللہ بجنوری رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقریظات ثبت ہیں۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے وصال کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی جانب سے یہ رسالہ دوبارہ شائع ہوا۔

ختم نبوت کامل:

متوسط تقطیع پر چار سو صفحے کی یہ ضخیم کتاب گویا "ہدیۃ المہدیین" کا اردو ایڈیشن ہے، اس میں حضرت مفتی صاحبؒ نے مسئلہ ختم نبوت پر قرآن کریم، حدیث نبوی، اجماع امت اور کتب سابقہ کی نقول کا ذخیرہ پوری شرح و تفصیل سے ذکر کیا ہے، اور اسے تین حصوں پر تقسیم فرمایا ہے۔

۱:... ختم النبوۃ فی القرآن۔
۲:... ختم النبوۃ فی الحدیث۔
۳:... ختم النبوۃ فی الآثار۔

ختم النبوۃ فی القرآن میں قرآن کریم کی ۹۹ آیات مع ان کی تفسیر کے درج کی گئی ہیں۔ ختم النبوۃ فی الحدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۱۰ ارشادات نقل کئے

گئے ہیں۔ اور ختم نبوت فی الآثار میں صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدین، فقہاء، محدثین، مفسرین، صوفیاء، متکلمین، الغرض اُمت کے تمام طبقات کے اکابر کی تصریحات جمع کی گئی ہیں، اس کے ساتھ انبیائے سابقین کے ارشادات اور کتب سابقہ کی نقول کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے۔

قادیانیت کی طرف سے آیات و احادیث کی جو تحریفات کی جاتی ہیں ان کا بھی نہایت شافی و مدلل جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب حضرت مصنفؒ کے اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ اگر فتنہ قادیانیت کے رد میں اس کے سوا ان کی کوئی اور تحریر نہ ہوتی تب بھی ان کا دعویٰ و تردید کی سعادت کے لئے کافی تھی۔ یہ کتاب تقسیم سے قبل دیوبند سے شائع ہوتی رہی اور پاکستان میں بھی حضرت مفتی صاحبؒ کے ادارے سے بار بار شائع ہوئی۔

التصریح بما تواتر فی نزول المسیح:

قادیانیت کا سب سے بڑا مسئلہ حیات مسیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک پوری اُمت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ابھی تک آسمان پر زندہ ہیں، قیامت سے پہلے ان کا نزول ہوگا اور تمام اہل کتاب جو اس وقت موجود ہوں گے ان پر ایمان لائیں گے، آپ دین اسلام کی دعوت دیں گے اور پوری دنیا میں صرف ایک ہی دین ہوگا۔

حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق تمام احادیث کو ذخیرۂ حدیث سے تلاش کر کے جمع فرمایا اور حضرت مفتی صاحبؒ کو ان کے مرتب کرنے کا حکم فرمایا۔ آپؒ نے ان احادیث کو "التصریح" کے نام سے مرتب کیا اور اس کے شروع میں ایک مختصر سا مقدمہ تحریر فرمایا۔ یہ عظیم الشان کتاب نہ صرف اپنے موضوع پر اپنی نوعیت کی بے مثل کتاب ہے بلکہ ذخیرۂ حدیث میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے، جس میں علامات قیامت، خصوصاً ظہور مہدی، خروج دجال، نزول عیسیٰ بن مریم، خروج یاجوج ماجوج، خروج دابۃ الارض کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی سات دفعہ ترجمان کے ساتھ شائع کر دیئے گئے ہیں۔

یہ کتاب پہلے دیوبند سے شائع ہوئی، پاکستان میں "مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان" نے اسے شائع کیا۔ چند سال پہلے الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ مدظلہ العالی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ حلب سے اس کا جو بہترین ایڈیشن نکلا جو ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، حال ہی میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اہتمام سے اس کا عکس شائع ہو گیا ہے۔

مسیح موعود کی پہچان:

یہ مختصر رسالہ "التصریح" کا گویا خلاصہ ہے، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جتنی صفات، علامات اور علامات آئی ہیں حضرت مفتی صاحب نے ان کو مرتب کر کے مرزا قادیانی کو ان سے مقابلہ کر کے دکھایا ہے کہ ان صفات میں سے کوئی صفت بھی مرزا قادیانی کو نصیب نہیں، لہٰذا جس مسیح کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں نہ کہ مرزا قادیانی۔ "التصریح" کے حلبی ایڈیشن میں اس رسالہ کا عربی ترجمہ برادرم مولانا محمد تقی عثمانی کے قلم سے شائع کر دیا گیا ہے۔

نزول مسیح اور علامات قیامت:

یہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کا اردو ترجمہ ہے جو مولانا محمد رفیع عثمانی کے قلم سے ہے، اس کے ساتھ موصوف نے علامات قیامت کا ایک جدول مرتب کر دیا ہے، جس سے واقعات کی ترتیب ذہن نشین ہو جاتی ہے۔

وصول الافکار الی اصول الاکفار:

کسی مسلمان کو کافر کہنا بھی بڑا سخت گناہ ہے، اور کسی کافر کو مسلمان ثابت کرنا بھی فساد عظیم کا موجب ہے کیونکہ اس سے اسلام اور کفر کی حدود مٹ جاتی ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ اسلام اور کفر کے حدود کو منقح کیا جائے۔ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے اپنے مخصوص انداز میں اس موضوع پر "اکفار الملحدین" تالیف فرمائی، جسے دقیقہ آخر سمجھا جاتا ہے مگر وہ عام فہم نہ تھی، اس لئے حضرت مفتی صاحب نے

خالص فقہی انداز میں اس پر قلم اٹھایا اور اسلام اور کفر کے معیار کو بالکل منقح کر کے رکھ دیا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے اپنے ایک گرامی نامہ میں جو عبدالماجد دریا آبادی کے نام ۷ رشعبان ۱۳۵۱ھ کو تحریر فرمایا اور رسالہ "النور" تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا، اس رسالہ کے بارے میں تحریر فرمایا:

> "مولوی محمد شفیع صاحب نے اصول تکفیر میں ایک مختصر اور جامع، مانع اور نافع رسالہ لکھا ہے، بعض اجزا میں مجھ کو بھی الجھن تھا مگر ان کی تحریر و تقریر سے قریب قریب مسئلہ صاف ہو گیا، وہ عنقریب چھپ جاوے گا، میں نے اس کا نام رکھا ہے: "وصول الافکار الی اصول الاکفار" ۷ رشعبان ۱۳۵۱ھ"

یہ رسالہ الگ بھی کئی بار طبع ہوا، اور اب اسے "جواہر الفقہ" میں جو حضرت مفتی صاحب کے فقہی مسائل کا مجموعہ ہے، شامل کر دیا گیا ہے۔

مرتد کی سزا:

کابل میں لعنت اللہ قادیانی کو بہ سزائے ارتداد سنگسار کیا گیا تو قادیانی اس سے آتش زیر پا ہوئے اور اسلام کے اس قطعی مسئلہ کا کہ "مرتد کی سزا قتل ہے" انکار کر دیا۔ اس رسالہ میں حضرت مفتی صاحبؒ نے قرآن کریم، حدیث نبوی، تعامل صحابہ اور اجماع امت سے زیر بحث مسئلہ کو ثابت کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ عقل صریح کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے، یہ رسالہ بھی "جواہر الفقہ" میں شامل ہے۔

البیان الرفیع:

اس کا تذکرہ حضرت مفتی صاحبؒ کے مضمون میں بھی جو "حیات انور" سے نقل کیا جا چکا ہے، آ چکا ہے، بہاولپور کے مشہور تاریخی مقدمہ میں وکیل مدعیہ کی طرف سے جو بیان حضرت مفتی صاحبؒ نے دیا تھا اسے "البیان الرفیع" کے نام سے "بیانات علمائے ربانی" میں شائع کیا گیا ہے، اس میں آپؒ نے قادیانیوں کے دعاوی، ان کی حیثیت اور ان

یہ ہے کہ کسی گناہ و معصیت کی وجہ سے کسی اہلِ قبلہ کو، کسی مسلمان کو کافر مت کہو، چنانچہ بعض روایات میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی مذکور ہیں: "ولا تکفروا بعمل" یعنی جب تک کفرِ صریح نہ دیکھو کافر مت کہو، خواہ کتنی ہی غلطی کرے۔

یہ روایت ابوداؤد کتاب الجہاد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے:

"الكف عمن قال لا إله إلا الله ولا تكفره بذنب ولا تخرجه من الإسلام بعمل."

نیز بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مرفوعاً:

"من شهد أن لا إله إلا الله واستقبل قبلتنا وصلى صلاتنا وأكل ذبيحتنا فهو المسلم"

اہلِ قبلہ سے مراد باجماعِ امت وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین کو مانتے ہیں، نہ یہ کہ قبلہ کی طرف نماز پڑھ لیں، چاہے ضروریاتِ اسلامیہ کا انکار کرتے رہیں۔

"كما في شرح المقاصد الجلد الثاني من صفحة: ۲۶۸ إلى صفحة: ۲۷۰. قال: المبحث السابع في حكم مخالف الحق من أهل القبلة ليس بكافر ما لم يخالف ما هو من ضروريات الدين. إلى قوله: وإلا فلا نزاع في كفر أهل القبلة المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفي الحشر ونفي العلم بالجزئيات وكذا بصدور شيء من موجبات الكفر ... الخ. وفي شرح الفقه الأكبر: وإن غلا فيه حتى وجب إكفاره لا يعتبر خلافه ووفاقه أيضاً. إلى قوله: وإن صلى إلى القبلة واعتقد نفسه مسلماً لأن الأمة ليست عبارة عن المصلين إلى القبلة بل عن المؤمنين. ونحوه في الكشف البزدوي صفحة: ۲۳۸ جلد الثالث، وفي الشامي صفحة: ۳۷۷ الجلد الأول باب الإمامة: إذ لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الإسلام وإن كان من أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات. وقال الشامي أيضاً: أهل القبلة في اصطلاح

المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الأمور التی علم ثبوتها فی
الشرع واشتهر، فمن انکر شیئا من الضروریات کحدوث العالم وحشر
الأجساد وعلم الله سبحانه بالجزئیات وفرضیة الصلوٰة والصوم لم یکن
من اهل القبلة ولو کان مجاهدا بالطاعات، الیٰ قوله ومعنی عدم تکفیر
اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بانکار الأمور الخفیة غیر
المشهورة. هذا ما حققه المحققون فاحفظه، ومثله قال المحقق ابن امیر الحاج
فی شرح التحریر لابن همام: والنهی عن تکفیر اهل القبلة هو الموافق
علی ما هو من ضروریات الإسلام. هذا جملة قلیلة من اقوال العلماء
نقلتها واکتفیت بها لقلة الفراغة، ولتفصیل هذه المسئلة فی رسالة "اکفار
الملحدین فی شیء من ضروریات الدین" لشیخنا ومولانا الکشمیری
مد ظله، والله اعلم." (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۱۲ ص:۳۱۱-۳۱۲)

دوسرا فتویٰ:

سوال:۲۹... کلمہ گو اور اہل قبلہ کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ قادیانی مرزائی، لاہوری
مرزائی، احمدی اہل قبلہ و کلمہ گو مسلمان ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس وجہ سے؟

الجواب:... کلمہ گو اور اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اسلام اور مسلمانوں کی،
جس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے خواہ کسی طرح پڑھے وہ مسلمان ہے،
یا جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے بلکہ یہ لفظ اصطلاحی نام ہے اس شخص کا جو تمام
احکام اسلامیہ کا پابند ہو، جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ایم اے پاس ہے، تو ایم اے ایک
اصطلاحی نام ہے ان تمام علوم کا جو اس درجہ میں سکھائے جاتے ہیں، نہ یہ کہ جو ایم اے کے
الفاظ ہی پڑھ لے یا یاد رکھتا ہو، اسی طرح اہل قبلہ کے معنی بھی باتفاق امت یہی ہیں
کہ جو تمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو، یہ تصریح ہے فی عامۃ کتب الکلام اور اس کی مفصل بحث
رسالہ "اکفار الملحدین" مصنفہ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ میں موجود ہے، ضرورت
ہو تو ملاحظہ فرمایا جاوے، مگر رسالہ عربی زبان میں ہے (اردو زبان میں بھی اس مضمون کا ایک

رسالہ احقر کا ہے جس کا نام ”وصول الافکار“ ہے) واللہ اعلم۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۲ ص:۱۳۵)

تیسرا فتویٰ:

۱:... ”لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی“ (ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج:۲ ص:۲۴۶، الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۲۲، شرح فقہ اکبر ص:۱۰۰ میں بھی یہ مضمون ہے)۔

۲:... ”ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ“ (کنزالعمال ج:۲ ص:۱۲۵، جلالین مجتبائی ص:۵۰) اس حدیث سے وفات ثابت ہوتی ہے۔

۳:... خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوئی؟ حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر کیوں نہ اٹھائے گئے؟

۴:... ”ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل“ (آل عمران) اس آیت سے وفات مسیح علیہ السلام پر استدلال کرنا کیسا ہے؟

۵:... ”اموات غیر احیاء“ الآیۃ سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہوتی ہے۔

۶:... شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: ”لا نبی بعدی کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہوچکی ہے لیکن غیرتشریعی نبوت ختم نہیں۔“ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: ۱:... حدیث ”لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین“ جن کتابوں میں مذکور ہے مگر سب میں بلاسند نقل کی ہے اور جب تک سند معلوم نہ ہو، کیسے یقین کرلیا جائے کہ یہ حدیث صحیح و قابل عمل ہے؟ اگر اسی طرح بلاسند روایت پر عمل کریں تو سارا دین برباد ہوجائے، اسی لئے بعض اکابر محدثین نے (غالباً عبداللہ بن مبارک نے) فرمایا ہے: ”لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء“ دوسرے اگر بالفرض سند موجود بھی ہو اور وہ صحیح بھی ہو تو نہایت یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی پر صریح ہیں اور درجہ تواتر کو پہنچی ہیں، ان کی معارض ہوگی، اور تعارض کے وقت

شرعی اور عقلی قاعدہ یہی ہے کہ قوی کو ترجیح ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ ایک غیر معروف حدیث ان تمام صحیح اور قوی متواتر روایات حدیث پر راجح نہیں ہوسکتی، یہ قادیانی مذہب ہی کی خصوصیت ہے کہ مطلب کے موافق نہ ہو تو صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کو معاذ اللہ ردّی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہوجائیں اور مطلب کی بزعمِ خود موافق ہو تو ضعیف روایت کو ایسا اہم بنائیں کہ صحیح اور متواتر روایات پر ترجیح دیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں کرسکتا، اس حدیث کی تحقیق پر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہم ناظم تبلیغ دارالعلوم نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے جو عنقریب طبع ہوکر شائع ہونے والا ہے۔

۲:... اس حدیث سے وفات کا ثبوت پیش کرنا تو بانیِ قراست ہی کی خصوصیات سے ہے، اوّل اس لئے کہ حدیث خود متکلم فیہ ہے، بعض محدثین نے اس کو قابلِ اعتماد نہیں مانا، ثانیاً اگر حدیث ثابت بھی ہوجائے تو صحاح ستہ میں جو قوی اور صریح روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول فی آخر الزمان کے متعلق وارد ہیں، یہ حدیث ان کا معارضہ مطلقاً واصولاً نہیں کرسکتی۔

ثالثاً حدیث کی مراد صاف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ایک سو بیس سال زندہ رہے، آسمان پر زندہ رہنا چونکہ معجزہ ہے اس لئے اس حیات کو حیاتِ دنیوی میں شمار نہ کرنا چاہئے تھا اور نہ کیا گیا، اور اس حدیث میں زمین اور اس عالمِ عناصر کی حیات کا ذکر ہے، بطور اعجاز جو حیات کسی کے لئے ثابت ہوا اس کا اس میں شمار کرنا اور داخل سمجھنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔

۳:... حق تعالیٰ کے معاملات ہر شخص کے ساتھ جداگانہ ہیں، کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرے کہ جو معاملہ تو نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیوں نہ کیا؟ اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیوں نہ کیا؟ اور نہ صرف ان معاملات و واقعات سے ایک نبی کو دوسرے نبی پر کوئی ترجیح و تفضیل دی جاسکتی ہے جب تک دوسری صحیح و صریح روایات تفضیل پر دلالت نہ کریں، انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بعض انبیاء کو آزادی

ترشی اور ترش مست کھانا، ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ، کوئی مضر نہیں، اور دوسری چیزوں میں پتھر ہو یا اور سنکھیا (زہر) بھی داخل ہے، لہٰذا میں جو کچھ کھاتا ہوں حکیم صاحب کے فرمانے سے کھاتا ہوں۔ انصاف کیجئے کہ کوئی عقلمند اس کو صحیح العقل سمجھے گا؟ اور پھر یہ بھی انصاف کیجئے کہ اس قادیانی استدلال میں اور اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ ذرا غور سے معلوم ہو جائے گا کہ اگر بالفرض "خلت" کے معنی موت کے ہوں تو بھی اس سے تمام انبیاء کی موت ثابت نہیں ہو سکتی جن سے قرآن وحدیث کی دوسری نصوص حیات ثابت کرتی ہیں، جیسے: "سب چیز کھاؤ" کے قول سے پتھر اور زہر کا کھانا مراد نہیں، اس کے علاوہ "خلت" کے معنی لغت میں موت کے نہیں بلکہ گزر جانے کے ہیں خواہ مر کر، خواہ کسی دوسرے طریقے سے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا۔

امام راغب اصفہانی "مفردات القرآن" میں اس لفظ کے یہی معنی لکھتے ہیں:

"والخلو یستعمل فی الزمان والمکان لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اهل اللغة خلا الزمان بقولهم مضی الزمان وذهب. قال تعالیٰ: وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔"

یہ الفاظ صریح ہیں کہ "خلت" کے معنی قرآن شریف میں چلے جانے اور گزر جانے کے ہیں جس میں عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء بلاشبہ برابر ہو گئے۔ تعجب ہے کہ قادیانی خانہ ساز پیغمبر کے "صحابی" اتنی سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے؟ اور اگر حق تعالیٰ ان کو چشم بصیرت عطا فرمائے اور وہ اب بھی غور کریں تو سمجھیں گے کہ یہ آیت بجائے وفات عیسیٰ پر دلیل ہونے کے حیات عیسیٰ کی طرف مشیر ہے، کیونکہ صریح لفظ "ماتت" کو چھوڑ کر "خلت" شاید خدا تعالیٰ نے اسی لئے اختیار فرمایا ہے کہ کسی بے وقوف کو موت عیسیٰ کا شبہ نہ ہو جائے، اگرچہ محاورہ شناس کو تو پھر بھی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔

۵:... "اموات غیر احیاء" کی تفسیر باعتبار لغت بھی اور جو کچھ مفسرین نے تحریر فرمایا ہے اس کے اعتبار سے بھی یہی ہے کہ یہ سب حضرات ایک معین مدت کے بعد مرنے

والے ہیں نہ یہ کہ بالفعل مرچکے ہیں۔ اور یہ بالکل ایسا ہی جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرمایا گیا: "انک میت وانہم میتون" تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ معاذ اللہ! آپ اس وقت وفات پاچکے ہیں؟ بلکہ بالاتفاق وہی معنی مذکور مراد ہیں کہ ایک وقت معین میں وفات پانے والے ہیں، یہ بھی جھوٹی نبوت کی نحوست ہے کہ اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئی۔

۴:... شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا قول استدلال میں پیش کرنا اول تو اصولاً غلط ہے کیونکہ مسئلہ ختمِ نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماعِ اُمت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہوسکتا، اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماعِ اُمت کے سوا کوئی نہیں، ابن عربیؒ کا قول ان میں سے فرمایئے کس میں داخل ہے؟ اس لئے اس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔

ثانیاً خود ابن عربیؒ اپنی کتاب "فتوحات" میں نیز "فصوص" میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہوچکی ہے، ابن عربیؒ اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح اور صاف رسائل ذیل میں مذکور ہیں: "عقیدۃ الإسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام، التنبیہ الطربی فی الذب عن ابن عربی" وغیرہ۔

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاریؒ بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے، یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہوچکی ہے آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔

چوتھا فتویٰ:

سوال:... "لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین" کیا یہ حدیث کسی حدیث کی کتاب میں موجود ہے یا کہ نہ؟ حق کا خزانہ پایا جاتا ہے اس میں ہے یا نہیں؟

الجواب:... حدیث: "لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین" کسی بھی معتبر کتاب میں موجود نہیں، البتہ تفسیر ابن کثیر میں ضمناً یہ الفاظ لکھے ہیں اور اسی طرح اور بعض کتب

تصوف میں نقل کردی ہے، مگر سب جگہ بے سند نقل کی ہے، اس لئے یہ حدیث بے شمار صحیح احادیثِ مشہورہ کے معارض نہیں ہوسکتی، کیونکہ معارض کے لئے مساوات فی القوۃ شرط ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں، جہاں کہیں ہے تو وہ بلاسند ہے، اور یہ قول ائمہ حدیث کا مقبول و مشہور ہے: "لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء"۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ حدیث معتبر بھی ہوتی تو احادیثِ متواترہ دربارۂ حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے معارض ہوگی، اور ترجیح کی نوبت آئے گی تو ظاہر ہے کہ احادیثِ کثیرہ متواترۃ المعنیٰ کو اس کے مقابلہ میں ترجیح ہوگی تاکہ اس حدیث کو جس کا حدیث ہونا بھی ہنوز متعین نہیں۔

ثالثاً: اگر ان الفاظ کو صحیح احادیث بھی مان لیا جائے تب بھی اس سے وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے معنی صاف یہ ہوتے ہیں کہ عالمِ زمین پر حیات ہوتے کیونکہ حدیث میں اتباعِ نبوت کا ذکر ہے اور یہ اتباع اسی عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، معنی یہ ہیں کہ اگر اس عالم میں زندہ ہوتے تو آپ کا اتباع کرتے، اب چونکہ دوسرے عالم میں زندہ ہیں اس لئے اتباع ان پر ضروری نہ ہوا۔ سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے، اور اگر اس مضمون کو بسوط دیکھنا چاہیں تو مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے اس مضمون پر مستقل رسالہ لکھا ہے، وہ ملاحظہ فرمایئے۔

پانچواں فتویٰ:

سوال:... شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں کہ: "لا نبی بعدی" کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہوچکی ہے، لہٰذا غیرتشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:... شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ کا قول استدلال میں پیش کرنا اوّل تو اُصولاً غلط ہے کیونکہ مسئلہ ختمِ نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماعِ اُمت بغیر دلیلِ قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہوسکتا، اور دلیلِ قطعی قرآنِ کریم، حدیثِ متواتر اور اجماعِ اُمت کے سوا کوئی نہیں۔

ابن عربیؒ کا قول ان میں سے فریقین کس میں داخل ہے؟ اس لئے اس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولاً غلط ہے۔ ثانیاً خود ابن عربیؒ اپنی کتاب فتوحات مکیہ نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت تشریعی ہر قسم کی ختم ہو چکی ہے، اور جس عبارت کو سوال میں پیش کیا ہے اس کا صحیح مطلب خود فتوحات کی تصریح سے یہ ہے کہ نبوت غیر تشریعی ایک خاص اصطلاح شیخ اکبرؒ کی ہے جو مرادف ولایت ہے، نہ وہ نبوت جو مصطلح شرع ہے کیونکہ جمیع اقسام نبوت کے انقطاع پر خود فتوحات کی بے شمار عبارتیں شاہد ہیں، ابن عربیؒ اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح اور صاف رسائل مذکورۃ الصدر میں مذکور ہیں اور قلمی احقر کے پاس منقول ہیں لیکن سب کے نقل کرنے کی فرصت اور ضرورت نہیں۔

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاریؒ بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے، یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے، آئندہ جو دعویٰ نبوت کا کرے گا وہ ... فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۲ ص:۴۹، ۳۴۲)

یہ چند فتاویٰ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں قادیانیوں کے چبائے ہوئے شبہات کے جواب پر مشتمل ہیں، اس لئے ان فتاویٰ کو حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے آثار میں شمار کیا جائے گا۔ حق تعالیٰ انہیں اپنے دین متین کی حفاظت کا بہترین اجر عطا فرمائے اور امت محمدیہ کو ان کے علوم و فیوض سے مستفید فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قادیانی نظریات
مُلّا علی قاریؒ کی عدالت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

حق تعالیٰ حافظ سیوطیؒ کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے کیسی عمدہ بات لکھی ہے:

''اور ارباب بدعت کا مقصد صرف اور صرف آیات میں تحریف کرنا اور انہیں کاٹ چھانٹ کر اپنے مذہب فاسد پر چسپاں کرنا ہے، انہیں کہیں دور سے کوئی پڑی چیز نظر آجائے اسے فوراً اچک لیں گے، یا کسی جگہ انہیں ادنیٰ گنجائش نظر آئے دوڑ کر اس کی طرف لپکیں گے، ہاں محمد! تو اس کے کفر والحاد کا کیا پوچھنا؟ وہ اللہ کی آیات میں کجروی اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کا افتراء کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کبھی نہیں فرمائی۔ (چند مثالیں ذکر کرکے آگے لکھتے ہیں) اس قسم کی تحریفات ہی کا محمل ہیں، اس حدیث کی جو ابویعلیٰ وغیرہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری اُمت میں چند لوگ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ وہ سے ردّی کھجوروں کی طرح بکھاڑیں گے (یعنی بلاتدبر ردّی سمجھ کر پڑھیں گے) اس کی بے محل تاویلیں کریں گے۔'' (الاتقان ج:۲ ص:۱۰)

ہمیشہ سے ملاحدہ کی یہی تکنیک رہی ہے اور یہی طریقہ کار باطل فرقے نے اختیار کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے "بروزی نبوت" کے لئے جہاں قرآن و حدیث میں کھلی تحریف کی تو وہاں چند اکابر کی عبارتوں کو بھی مسخ کیا گیا۔ اور پھر ان تحریفات کا اس شدت سے پروپیگنڈا کیا گیا کہ کم فہم لوگوں کو یہ غلط فہمی ہونے لگی کہ شاید یہی اسلامی عقیدہ ہے۔ قادیانی صاحبان سلطان العارفین شیخ علی القاری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) کا نام بھی اپنے نظریات کی ترویج کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں، اس لئے ذیل میں شیخ رحمہ اللہ کی چند تصریحات نقل کی جاتی ہیں، امید ہے قادیانی صاحبان بنظر انصاف ملاحظہ فرما کر اپنے عقائد کی اصلاح فرمائیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں:

امتِ اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، شیخ علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں "شرح مقاصد" سے نقل کرتے ہیں:

> "بڑے بڑے علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار نبی زندہ ہیں: خضر اور الیاس زمین میں، اور عیسیٰ اور ادریس آسمان میں (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات)۔"
>
> (شرح فقہ اکبر ص:۳ مطبوعہ سعید کراچی)

واضح رہے کہ ان چار حضرات میں سے تین کے بارے میں علماء کی آرا مختلف ہیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے میں اہل حق میں سے کسی کا اختلاف نہیں، مرزا غلام احمد قادیانی (جو خود ملہم اور مامور من اللہ ہونے کے مدعی تھے) یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ "مسیح موعود" کا "الہام" پانے کے بعد بھی بارہ برس تک ان کا یہی عقیدہ رہا۔ (اعجاز احمدی) ان کو اس کا اعتراف ہے کہ وہ بھی جمہور امت کے اسی عقیدے کے معتقد چلے آتے تھے (ایام الصلح اردو ص:۱۴۲)۔ اور یہ کہ ظاہر قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مرویہ سے یہی عقیدہ ثابت ہے (ازالہ اوہام)۔ ان کے فرزند اکبر مرزا محمود احمد کو بھی اعتراف

کرتے ہیں کہ:

"پچھلی صدیوں میں سب دنیا کے مسلمانوں میں حیات مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا، اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مشرک فوت ہوئے، گو اس میں شک نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے، حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔"

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے دعوے سے پہلے جس قدر اولیاء، صلحاء گزرے ہیں، ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح (علیہ السلام) کو زندہ خیال کرتا تھا لیکن وہ مشرک اور قابل مواخذہ نہ تھا، مگر جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کر دی اور حیات مسیح کے عقیدہ کو شرک ثابت کر دیا تو اب جو شخص حیات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک اور قابل مواخذہ ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۴۲)

انصاف فرمائیے کہ جو عقیدہ ظاہر قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت ہو، گزشتہ صدیوں کے تمام مسلمان اور اکابر اولیاء، صلحاء اور مجددین امت میں متواتر چلا آیا ہو، اسے شرکانہ عقیدہ کہنا اسلام کی تکذیب نہیں؟ قرآن کریم کی وہ کون سی آیات ہیں جن سے بقول خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی ہے؟ کیا وہ تیرہ صدیوں کے مفسرین اور مجددین امت کے سامنے نہیں تھیں؟ مرزا صاحب کو اپنی مسیحیت کے لئے راستہ ہموار کرنا تھا، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ موجود ہونا ان کے دعویٰ کے لئے سنگ راہ تھا، اس لئے انہوں نے اپنی ساری زندگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے میں صرف کر ڈالی اور ہزاروں صفحات تحریرات کا طوفان برپا کردیا۔ حالانکہ اگر بالفرض عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہوتے تب بھی کیا مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ عیسیٰ ابن مریم بن جاتے؟

برگزیں بالعقل شیخ شیرازی:

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور شود ہما از جہاں معدوم

کاش انہیں کوئی مشورہ دیتا:

بصاحب نظرے نما گوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے:

قادیانی صاحبان، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور وہاں سے نازل ہونے کے منکر ہیں، لیکن امام اعظم ”فقہ اکبر“ میں فرماتے ہیں:

”دجال اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا، آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں سب حق ہیں، ضرور ہو کر رہیں گی اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے (اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو بھی اپنے فضل سے ہدایت نصیب کرے)۔“

شیخ علی قاری اس کی شرح میں قرآن کریم سے اس کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ قیامت کا نشان ہے یعنی علامت قیامت ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست کریں گے، مگر وہ یہ کہہ کر عذر کردیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ ہی کے لئے ہوئی ہے، اس لئے اس موقع پر امامت کے آپ زیادہ مستحق ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدیؓ کی اقتدا کریں گے تاکہ ظاہر ہوجائے کہ وہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی جانب اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے کہ: "اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔" اور میں اس کی وجہ "شرح شفاء" میں حق تعالیٰ کے ارشاد: "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ" الآیہ، کے تحت بیان کرچکا ہوں۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس زمین میں رہیں گے، پھر ان کا وصال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے، جیسا کہ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور دوسری روایات میں آتا ہے کہ: "وہ روضۂ اطہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان دفن ہوں گے۔" اور یہ بھی مروی ہے کہ شیخینؓ کے بعد دفن ہوں گے، پس شیخینؓ کو مبارک ہو کہ وہ نبی بن کے گردو پیش ہیں۔" (شرح فقہ اکبر ص:۱۳۶)

دمشق اور قادیان:

مرزا غلام احمد قادیانی بزعم خود عیسیٰ علیہ السلام کو "مارنے" سے فارغ ہوئے تو خود عیسیٰ بن مریم بننے کے لئے "تاویلات" کرنے لگے۔ اور تاویلات ایسی کہ سننے والوں کو

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔"

اور شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم وجود میں تشریف لانے کے بعد پیدا ہوئے کیونکہ آپؐ اپنی تشریف آوری کے وقت خاتم النبیین تھے (لہٰذا آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا)، رہے عیسیٰ علیہ السلام! سو وہ آپؐ سے قبل عالم وجود میں تشریف لاچکے تھے، اگرچہ ان کا نزول آپؐ کے بعد ہوگا۔"

(شرح فقہ اکبر ص:۶۷)

اس تصریح سے مندرجہ ذیل امور منقح ہوگئے:

اول:... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی عالم وجود میں نہیں آسکتا، نہ تشریعی، نہ غیرتشریعی، نہ ظلی، نہ اصلی۔

دوم:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عالم وجود میں آچکے تھے۔

سوم:... احادیث متواترہ میں "عیسیٰ" کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔

(ازالہ اوہام ص:۱۳۱ طبع پنجم، شہادۃ القرآن ص:۱۲)

اس سے مراد اصلی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تشریف لاچکے، یہ پیش گوئی کسی "فرضی عیسیٰ" سے متعلق نہیں جو "ایامِ حمل" سے پیدا ہوگیا، کیا قادیانی حضرات اس تصریح سے کوئی عبرت حاصل کریں گے؟

ختم نبوت:

مرزا صاحب نے ناواقفوں کے دل میں یہ وسوسہ بھی ڈالا ہے کہ آیت خاتم النبیین نے صرف "مستقل اور تشریعی" نبوت کا دروازہ بند کیا ہے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیروی سے نبوت حاصل کی جاسکتی ہے، قادیانی صاحبان "امت محمدیہ میں سلسلۂ نبوت جاری ہونے پر موضوعات کبیر سے حدیث: "لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا" کے ذیل میں شیخ علی قاریؒ کی عبارت کا حوالہ دیا کرتے ہیں۔ آیئے ٹھیک اسی جگہ میں موصوف کا فیصلہ پڑھئے! ملا علی قاری صاحب ابن ماجہ سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"البتہ اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ایک ضعیف راوی ہے، لیکن یہ تین طرق سے مروی ہے جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ کا ارشاد: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ .... الیٰ قولہ .... وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" بھی اسی کی طرف مشیر ہے، کیونکہ یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آپ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا جو بالغ مردوں کی عمر کو پہنچا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلب سے ہے، اس کا تقاضا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا حامل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصۂ قلب ہوتا، جیسے کہا جاتا ہے کہ: "بیٹا باپ پر ہوتا ہے۔" اب اگر وہ زندہ رہتا اور چالیس برس کی عمر کو پہنچتا اور نبی بن جاتا تو اس سے لازم آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں۔"

(موضوعات کبیر ص:۶۹)

شیخ رحمہ اللہ کی اس تصریح سے متدرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

اوّل:... آیت خاتم النبیین میں ختم نبوت کا اعلان ہے اور اس کی بنیاد نفی ابوت پر رکھی گئی ہے، گویا اشارۃً بتایا گیا ہے کہ اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھیجنا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی اولاد کو زندہ رکھتے۔

دوم:... ٹھیک یہی مضمون حدیث: "لو عاش ابراھیم ... الخ" کا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو صاحبزادۂ گرامی زندہ رہتے، کیونکہ

جو جوہر طبعی کے لحاظ سے نبوت کی استعداد رکھتا تھا، مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مقدر نہ تھی، اس لئے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی حیات بھی مقدر نہ ہوئی۔

سوم:... شیخ علی قاری تصریح فرماتے ہیں کہ صاحبزادہ کے نبی ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین نہ ہونا لازم آتا تھا، کیا اس کے بعد بھی کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ غیر تشریعی نبوت کا دروازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کھلا ہے؟ کتنی عجیب بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "لخت جگر" کے نبی بننے سے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے، لیکن ایک مغل بچے کے معاذ اللہ "محمد رسول اللہ" بن بیٹھنے سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ قادیانیوں کے ظلم و ستم کی کوئی حد ہے؟

معراج جسمانی:

چونکہ مرزا صاحب کے نزدیک جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا فلسفہ کی رو سے ممتنع ہے اس لئے وہ معراج جسمانی کے منکر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کثیف (نعوذ باللہ) کے ساتھ نہیں تھی، بلکہ یہ ایک لطیف کشف تھا (ازالہ اوہام)۔ اس کے بارے میں شیخ علی قاری کا فیصلہ حسب ذیل ہے:

> "اور معراج کا واقعہ، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیداری کی حالت میں جسد اطہر کے ساتھ جانا آسمان تک اور آگے کے بلند مقامات تک جہاں اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لے جانا منظور تھا، حق ہے، یعنی متعدد طرق سے ثابت ہے، پس جس شخص نے اس خبر کو رد کیا اور اس کے مقتضیٰ پر ایمان نہ لایا وہ گمراہ اور بدعتی ہے، یعنی ضلالت و بدعت کا جامع ہے، اور کتاب الخلاصہ میں ہے کہ کسی نے معراج کا انکار کیا تو دیکھا جائے گا، اگر مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک جانے کا منکر ہے تو کافر ہے، اور اگر بیت المقدس سے (آسمانوں تک کے) معراج کا منکر ہو تو کافر نہیں قرار

دیا جائے گا (البتہ گمراہ اور بدعتی تصور کیا جائے گا) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانے کا واقعہ آیت سے ثابت ہے اور وہ قطعی الدلالت ہے، اور بیت المقدس سے آسمان تک کا عروج سنت سے ثابت ہے، اور روایت و درایت کے لحاظ سے ظنی ہے۔"

قادیانی احباب انصاف فرمائیں کہ امام ابوحنیفہؒ سے لے کر شیخ علی قاریؒ تک کا عقیدہ قابلِ تسلیم ہے؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی کا فلسفۂ قدیمہ و جدیدہ لائقِ اتباع ہے؟

عالم حادث ہے، قدیم بالنوع نہیں:

ملتِ اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ یہ تمام کائنات حادث ہے، اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ یہ ہے کہ دنیا قدیم بالنوع ہے، وہ لکھتے ہیں:

"چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے، لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں۔"

(لیکچر لاہور ص:۳۳۹ دسمبر ۱۹۰۴ء)

اور شیخ علی قاریؒ کا فیصلہ اس سلسلہ میں یہ ہے:

"بلاشبہ عالم حادث ہے، یعنی عدم سے وجود میں آیا، پس جو شخص عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہو وہ کافر ہے۔"

قادیانی احباب توجہ فرمائیں کہ عالم کو قدیم بالنوع ماننے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟

مرزا غلام احمد "اہلِ قبلہ" میں شامل نہیں:

گزشتہ سطور سے واضح ہوچکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کے بہت سے مسلّمہ عقائد سے انکار ہے، مثلاً ختمِ نبوت کی تشریح، عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا، ان کا آسمان سے نازل ہونا، معراج، ملائکہ، شیاطین، حشرِ جسمانی (حوادثِ عالم وغیرہ وغیرہ) اور شیخ علی

توریؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص اسلام کے مسلّمہ عقائد اور ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں۔ شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پھر یہ بھی یاد رہے کہ ''اہلِ قبلہ'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ دین پر متفق ہوں، مثلاً: دنیا کا حادث ہونا، حشرِ جسمانی، اللہ تعالیٰ کا کلیات و جزئیات کا عالم ہونا اور ان جیسے دیگر مسائل، پس جو شخص عمر بھر طاعات و عبادات کی پابندی کرے، مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو، یا حشرِ جسمانی کا قائل نہ ہو، یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں، ایسا شخص ''اہلِ قبلہ'' میں سے نہیں۔ اور یہ مسئلہ کہ: ''اہلِ حق کے نزدیک اہلِ قبلہ میں سے کسی شخص کو کافر کہنا صحیح نہیں۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اس وقت تک کافر قرار دیا جائے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی جائے، اور اس سے کوئی ایسی چیز مرزد نہ ہو جس سے کفر ثابت ہو جاتا ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی سے کفریات سرزد ہوئی ہیں)۔''

قادیانی احباب کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار تو نہیں کیا؟ اسلام کے مسلّمہ عقائد میں تاویل کرکے ان کے مفہوم کو تبدیل تو نہیں کیا؟ اور موجباتِ کفر میں سے تو کوئی چیز ان میں نہیں پائی گئی؟ اسلامی عقائد کی کتابوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و نظریات کے غیر جانبدارانہ تقابلی مطالعہ سے صحیح راستہ واضح ہو سکتا ہے۔ واللہ الموفق!

مرزا غلام احمد زندیقوں کی صف میں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآنِ کریم اور سنتِ نبویہ کے ایسے باطنی معنی بیان کئے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور چودہ صدیوں کے اکابرِ اُمت ناآشنا تھے، مرزا صاحب کو اس بات پر ناز اور فخر ہے کہ ان پر وہ علوم کھلے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم پر بھی معاذ اللہ نہیں کھلے تھے، وہ لکھتے ہیں:

"یہ خیال کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے بارے میں بیان فرمایا، اس سے بڑھ کر ممکن نہیں، بداہتاً باطل ہے۔" (کرامات الصادقین ص:۱۹)

اسی بنا پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ تفسیر قرآن کو کئی جگہ غلط کہا ہے، مرزا صاحب نے "تجدیدات" کے ذریعہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے اس مفہوم کو بدل ڈالا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک مسلسل چلا آتا تھا، اسلام کی اصطلاح میں اسی کو زندقہ اور الحاد کہا جاتا ہے۔

شیخ علی قاری فرماتے ہیں:

"کتاب و سنت کے نصوص کو ان کے ظاہری مفہوم پر محمول کیا جائے گا، اور ظاہری معنوں سے ہٹا کر کتاب و سنت کو ایسے معنی پہنانا جن کا دعویٰ ملاحدہ اور باطنیہ کرتے ہیں، یہ زندقہ ہے۔"

قادیانی احباب صحت فکر کے ساتھ ان احادیث و آیات کا مطالعہ فرمائیں جن کی من مانی تشریحات مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں سپرد قلم کی ہیں، اور پھر مرزا صاحب کی ان تشریحات کا مقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دین کی ارشاد فرمودہ تشریحات سے کریں، اور پھر خود انصاف فرمائیں کہ مرزا صاحب کے بیان کردہ "معنی" خالص زندقہ و الحاد نہیں تو اور کیا ہیں...؟

مرزا غلام احمد کاہنوں کی صف میں:

شیخ علی قاریؒ نے مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں کرنے والے کاہنوں کے متعلق لکھا ہے:

"کاہن جو غیب کی خبریں دیتا ہے، اس کی تصدیق کرنا کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمان وزمین میں رہنے والا کوئی شخص غیب نہیں جانتا۔"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص کاہن کے پاس گیا، پس اس نے جو کچھ بتایا اس کو سچا سمجھا تو اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل شدہ دین کا انکار کیا۔"

اور "کاہن" وہ شخص ہے جو آئندہ واقعات کی خبر دے اور معرفتِ اسرار کا دعویٰ کرے اور کہا گیا ہے کہ کاہن، جادوگر ہے، اور نجومی جب آئندہ زمانے کے واقعات کے علم کا دعویٰ کرے تو وہ بھی "کاہن" کی مثل ہے، اور اسی کے حکم میں رمال بھی داخل ہے۔

قونوی کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث کاہن، عراف، نجومی سب کو شامل ہے، لہٰذا نجومی اور رمال وغیرہ مثلاً کنکریاں پھینکنے والے کی اتباع جائز نہیں۔ اور ان لوگوں کو جو اجرت دی جائے وہ بالاجماع حرام ہے، جیسا کہ بغوی اور قاضی عیاضؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے، اسی طرح جو شخص حروف تہجی کے علم (حساب جمل) کا مدعی ہو اس کے قول کی پیروی جائز نہیں کیونکہ وہ بھی کاہن کے معنی میں ہے۔" (شرح فقہ اکبر ص:۱۸۵)

اس تصریح سے معلوم ہوا کہ جو شخص حساب جمل کے اسرار کا مدعی ہو وہ کاہن ہے اور اس کی تصدیق کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سی جگہ "حساب جمل" سے اپنی نبوت و مسیحیت کا ثبوت پیش کیا ہے اور سورۂ والعصر کے حروف سے تو دنیا کی اول سے آخر تک پوری تاریخ نکال دی۔ (دیکھئے لیکچر لاہور ص:۴۹، ۳، ستمبر ۱۹۰۴ء)۔ اسی طرح بیسیوں جگہ حروف ابجد کا حساب لگا کر مسیحیت کے دلائل مہیا کئے ہیں۔ اس لئے شیخ علی قاری کے بقول مرزا غلام احمد کے "کاہن" ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ

صاحب پر ٹھیک چسپاں نظر آئے گی۔

کافر حکومت کی تعریف وتوصیف:

شیخ علی قاری فرماتے ہیں:

"فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جس نے ہمارے زمانے کی حکومت کو "عادل" کہا وہ کافر قرار دیا جائے گا، کیونکہ وہ بالیقین "ظالم" ہے (اور یہ ظلم کو عدل بتاتا ہے)۔"

اللہ اکبر! ایک مسلمان مگر ظالم حکومت کو عادل کہنا شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک کفر ہے، اور ایک کافر کو رحمت کو خدا کا نور، ظل ولی اور رحمت خداوندی قرار دینے کا کیا حکم ہوگا...؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے صلیب پرست حکومت کی تعریف وتوصیف میں بقول خود پچاس الماریاں تصنیف کی ہیں، جس ظالم نے مسلمانوں کو ظلم واستبداد کے شکنجے میں کسا، جس نے ہزاروں اولیاء، صلحاء کو تختۂ دار پر کھینچا، اور دریائے شور اور قید وبند کا تختۂ مشق بنایا، جس نے قرآن کریم کو جلایا، بیت اللہ پر گولیاں برسائیں، حرم مقدس کو خون شہیداں سے لالہ زار کیا، جس نے اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ابلیسانہ حربے استعمال کئے، جس نے عالم اسلام پر جبر وتشدد کے پہاڑ توڑے، جس نے خود مرزا غلام احمد کی رپورٹ کے مطابق اسی لاکھ مسلمانوں کو عیسائی بنایا، اور جس کی "تہذیب جدید" نے دنیا سے روائے انسانیت چھین لی، مرزا صاحب اس جابر وظالم اور کافر حکومت کو "خدا کا نور" کہتے ہیں، صرف اس لئے کہ یہ کافر حکومت قادیانی نبوت کی پاسبان وحلیف تھی، کیا اس کے کفر ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے...؟

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۲ ش:۲۲، ۲۳)

صدی کا سر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ نبوت و مسیحیت اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکا ہے، تاہم مرزائی امت کی خیرخواہی کے لئے ہم ایک نیا ور چھوٹا سا نکتہ پیش کرتے ہیں، امید ہے وہ ان کے لئے غور و فکر کے نئے زاویے مہیا کرے گا۔ لیجئے ذرا توجہ سے سنئے! "حقیقۃ الوحی" مرزا صاحب کی آخری دور کی تصنیف ہے، اس میں موصوف نے اپنی صداقت کی جو اول نمبر دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے:

"پہلا نشان: ... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد۔ یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا، جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے، اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو...... اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے، جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو، مری پڑ رہی ہے، زلزلے آرہے ہیں، ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں،

پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اسی زمانے کو آخری زمانہ قرار دیا ہے، اور چودھویں صدی میں سے بھی تئیس سال گزر گئے ہیں، پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے (جی نہیں! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ...ناقل) اور میں ہی وہ شخص ہوں، جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا (بلا دلیل رجماً بالغیب اور قیاس آرائی تو کوئی حجت نہیں ...ناقل) اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں، جس کے دعوے پر پچیس برس گزر گئے، اور اب تک زندہ موجود ہوں (تعجب! ...ناقل) اور میں ہی وہ ایک ہوں، جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا (کون سا نشان؟ آسمانی نکاح والا؟ سلطان احمد کی موت والا؟ یا عبداللہ آتھم کی موت والا؟ چہ خوب! ...ناقل) پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر ان صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے، تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود، جو آخری زمانے کا مجدد ہے، وہ میں ہی ہوں۔ (جب چودھویں صدی ”آخری زمانہ“ ہی نہیں تو آخری زمانے کے مجدد ہونے کا دعویٰ خود لغو ہے ...ناقل)۔“

(حقیقۃ الوحی ص:۱۹۳، ۱۹۴، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۲۰۰، ۲۰۱)

مرزا صاحب کی اس طویل بیان آرائی کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱:... حدیث صحیح کے مطابق ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے، ورنہ فرمودۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... معاذ اللہ... غلط ہوجاتا ہے۔

۲:... آخری زمانے کے مجدد باتفاق اہل حق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔

۳:... چودھویں صدی ہی آخری زمانہ ہے، جس کے بارے میں نزول مسیح کی پیش گوئی تھی۔

۴:... اس صدی میں مرزا صاحب کے سوا کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، لہٰذا وہ بلامقابلہ مجدد منتخب ہوئے۔

۵:... اور جب وہ اس صدی کے مجدد ہوئے تو "مسیح موعود" بھی ہوئے۔

ہمیں مرزا صاحب کے ان مقدمات کے صحیح یا غلط ہونے سے بحث نہیں، البتہ یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ کسی صدی کے تیس سال گزر جانا مسیح موعود کے ظہور کے وقت کی دلیل کیسے بن گئی؟ مختصر یہ کہ مرزا صاحب کی تصریح کے مطابق ان کا دورِ تجدید و مسیحیت چودھویں صدی تک محدود تھا، اور اب مرزائی کی "مسیحی تجدید" کی معیاد پوری ہوچکی، اور ان کے تجدیدی کارناموں کا وقت مقدر گزر چکا، لہٰذا اب مرزا صاحب کی "مسیحی اُمت" سے درخواست ہے کہ اب کسی نئے مجدد کی آمد کے لئے جگہ خالی کیجئے:

"بس ہوچکی نماز مصلیٰ اُٹھائیے!"

مرزا صاحب نے چودھویں صدی کو "آخری زمانہ" سمجھ کر اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی، اور قاضیٔ وقت نے فیصلہ کردیا کہ ان کی یہ بنیاد غلط تھی، لہٰذا "آخری زمانہ" کے جس مسیح کی آمد کا انتظار ہے، وہ کوئی اور ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب "آخری زمانے کا مسیح" نہیں تھے، اب مرزا صاحب کی "مسیحی اُمت" کو کہنا چاہئے کہ:

"خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"

مرزا صاحب کے دعوے کا اہم ستون یہ حدیث تھی کہ "ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا" اگر یہ حدیث صحیح ہے تو چونکہ صدی کا سر آن پہنچا ہے، اس لئے مرزا صاحب کی "مسیحی اُمت" کو نئے مجدد کے لئے مسلمانوں کی صف میں شامل ہوجانا چاہئے۔ اور اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو مرزا صاحب کی مسیحیت بھی حرف غلط اور دعویٰ باطل تھی، مرزائیوں کو اب مزید متاعِ ایمان اس کے ہاتھ فروخت نہیں کرنی چاہئے۔

لطیفہ:... جب کوئی سرکاری افسر کسی عہدے کا چارج لیتا ہے تو اس کا پرجوش استقبال کیا جاتا ہے، اور جب اس کی سروس ختم ہوتی ہے تو اس کے لئے "الوداعی پارٹی" کا اہتمام ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد نے جب عہدۂ مسیحیت چودھویں صدی کا چارج لیا تو علمائے

آں کاذب ومفتری آں خاطی ست۔“ (حجج الکرامہ ص:۳۴۴)

ترجمہ: ”میں کہتا ہوں کہ ظہورِ مہدی، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، خروجِ دجال، یا ان کے علاوہ وہ واقعات اور فتن، جن کے آخری زمانے میں وقوع کے بارے میں اخبار وآثار بالاجمال وارد ہیں، ان کی تاریخ کی تعیین اپنی طرف سے کرنا خواہ کشف سے ہو یا حسابِ نجوم سے، دوسرے تخیلات سے ہو یا معلومات سے، نصوص کے سرقے سے ہو، دلائل (کتاب وسنت) کی تاویل سے، بہرحال کلامِ نبوی کی تحریف ہے، یہ ساری چیزیں بلاشبہ ہوں گی، لیکن ان کا وقت خدائے عالم الغیب والشہادة کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں، نہ آئندہ اس کی امید ہے، جو شخص اس کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے، اور جو شخص اس کی تائید وتصدیق کرے، وہ خطاکار ہے۔“

بنیادی غلطی

بعض اوقات ایک بنیادی غلطی انسان کو سنگین نتائج سے دوچار کردیتی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا دعویٔ مسیحیت اس کی بہترین مثال ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اُمتِ اسلامیہ کا تیرہ سو سال سے متواتر عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، اور قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے، حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ آخری زمانے میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی جو تفصیلی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں، ان میں سے ایک بھی مرزا غلام احمد قادیانی پر صادق نہیں آتی، اور ان واضح علامات کی موجودگی میں مرزا صاحب کو ”مسیح موعود“ کہنا گویا زنگی کو کافور، اور بلی کو شیر کہنے کے مترادف ہے، مرزا صاحب خود بھی اس حقیقت سے بے خبر نہیں تھے، مگر ان سے بنیادی غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے فرض کرلیا کہ بس چودھویں صدی آخری زمانہ ہے، اور اسی آخری صدی میں ظہورِ مہدی اور نزولِ مسیح ہوگا، مرزا صاحب کے ایک حواری لکھتے ہیں:

"ہم چھوٹے سے تھے تو ایک طرف اپنے بزرگوں سے سنا کرتے تھے کہ تیرھویں صدی سے جانور بھی پناہ مانگتے ہیں، اور ہر چھوٹا بڑا یہی کہتا تھا کہ چودھویں صدی بڑی بابرکت ہوگی، کیونکہ اس میں امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔"

(عسل مصفّٰی ج:۱ ص:۱۹۴ مصنفہ مرزا خدابخش مصدقہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ظاہر ہے کہ چودھویں صدی میں ظہورِ مہدی اور نزولِ عیسیٰ کا افسانہ محض ایک اٹکل پچو قیاس آرائی تھی، مگر مرزا غلام احمد مسیح قادیان نے اسے غلطی سے وحیٔ منزل من اللہ سمجھ لیا، اور جب چودھویں صدی کے آغاز میں نہ مہدی آئے، نہ مسیح علیہ السلام اُترے، تو انہوں نے آزماؤ کرم اس عہدہ جلیلہ کو پُر کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کردیں، اور مسندِ مسیحیت پر جلوہ افروز ہوتے ہی اسلام کے مسلّمہ عقائد سے انحراف، اور نصوص میں من گھڑت تحریف و تاویل کرکے ایک نیا "دینِ مسیحی" ایجاد کرڈالا۔

مرزا صاحب جب "آخری زمانے" کا فلسفہ پیش کرکے اپنے "دینِ مسیحی" کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے، اس وقت انہیں کیا خبر تھی کہ زمانہ جب ایک صدی سے دُوسری صدی کی طرف کروٹ بدلے گا تو ان کی خودساختہ مسیحیت کے تمام کس بل نکل جائیں گے؟ اور آنے والا مؤرخ ان کا نام بھی انہی مسیحانِ کذاب کی فہرست میں شامل کرے گا، جن کے بارے میں مرزا صاحب کی مصدقہ بائبل کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا:

"اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر تھا، اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا کہ ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے، اور دُنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ: خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے، کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے، اور کہیں گے: "میں مسیح ہوں" اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے۔" (متی باب:۲۴ آیت:۳-۵)

صاحب نے ڈال دی ہے کہ میری رہی سہی جان بھی اب ختم ہوتا چاہتی ہے، یا اس ملک سے نکل جانا چاہتی ہے۔ اس ملک کے واسطے ہم نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر چندے دیئے، کوششیں کیں۔ ۱۹۴۰ء والے ریزولیشن کے پاس کرنے میں لاہور جاکر شامل ہوا، پھر پاکستان بنا۔ گھر امرتسر والا فسادیوں نے جلاکر خاک کردیا، یہاں آئے، سات آٹھ برس تک قائدِاعظم کے پاکستان کا اثر رہا، پھر یہاں فساد ہوئے، دُکان جلائی گئی، مکان لوٹ لیا گیا، مارشل لا لگا، پھر اب ۲۰ برس کے بعد مارشل لا کی سی حالت ہوئی، پھر ہڑتالیں ہوئیں، بائیکاٹ ہوا، آگیں لگیں، لوگ گورنمنٹ کے قابو آئے تو ہمیں جو قریباً دو سو برس سے جن کے اجداد مسلمان چلے آتے تھے، اور ان کی اولاد کو، جن میں پکے مسلمان صاحبِ کشوف ولی اللہ بھی تھے، اب بھٹو صاحب نے، جن کو ہم نے ووٹ دے کر اپنا ممبر کھڑا کیا، ہمیں ہی غیرمسلم کا فتویٰ دے کر مسلمانوں سے نکال دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ہی اب صرف میرے پرانے عام دوستوں میں سے رہ گئے ہیں، آپ کو میں عالم اور اپنا دوست ہونے کی وجہ سے مشورہ لینے کے لئے یہ خط لکھ رہا ہوں، آپ مجھ بیمار، غریب، نادار، کمزور، بجھے ہوئے دل اور پریشان دماغ والے اپنے دوست کو کیا مشورہ دیتے ہیں؟ میرا دل چاہتا ہے کہ اس ملک سے نکل جاؤں، وہاں ہی مروں، اور پھر خلیفہ کا خیال کرکے اور بھی ڈراؤنی صورتیں نظر آرہی ہیں، احمدیوں (مرزائیوں) کا کیا بنے گا؟ تحقیق کا کیا بنے گا؟ اتنی محنت ہماری اب کیسے اوپر کو پہنچے گی؟ اس خیال سے کہ باہر

دوسرے سے لڑانے کے لئے منصوبے مرتب کئے گئے، پاکستان کی ملت اسلامیہ اور حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے بیرون ملک خوب پروپیگنڈا کیا گیا، اور قصر خلافت ربوہ سے جنوری ۱۹۷۵ء میں نئی خوشخبری سنانے کا اعلان ہوا، جس کے نہ معلوم کیا کیا منصوبے زیر غور رہوں گے۔

زورآور حملے

مختصر یہ کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد مرزائیت پر یاس و قنوطی فضا چھائی تھی، مگر منادیہ مرزائیت نے اس نیم بسمل کو "الہامات" کے انجکشن دے کر پھر مرزائیت کے غلبے و علا کے سبز باغ دکھانے شروع کردیئے، چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر محمد منیر صاحب کا جو خط درج کیا گیا ہے، اس پر مدیر "الفرقان"... ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب... نے یہ نوٹ لکھا ہے:

> "مذہبی تاریخ پر نظر رکھیں کہ ہر زمانے کے فرستادہ کو دنیا کے لوگ اسی طرح دھتکارتے رہے، مگر آخرکار سچائی کی فتح ہوتی رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے الہام پر غور فرمائیں کہ: دنیا میں ایک نذیر (مرزا) آیا، پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا، لیکن خدا اسے قبول کرے گا، اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔"

اس الہام کے ذکر کرنے سے مدیر "الفرقان" کا مقصد مرزائی برادری کو یہ تسلی دینا ہے کہ مسلمانوں کا مذہب مرزا جی کے الہام کے مطابق سچا نہیں، بلکہ مرزا جی کا "نیا مذہب" سچا ہے، اور خدا... معاذ اللہ... اسلام کے مقابلے میں اس کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے زور آور حملے کرے گا۔

فرزند جلیل؟

یہ مرزائیت بزعم خود "خدا کے زور آور حملوں" کے لئے تیار، اور نئے سرے سے مسلح ہوکر میدان وغا... کارزار... میں پھر خم ٹھونک کر نکلی ہے، اور مسلمانوں کی غیرت کو

قادیانی پیش گوئیوں کا انجام!

مرزائی ارادے اور خدائی ارادے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مرزا محمود احمد صاحب سابق خلیفہ ربوہ نے ۲۳/ جون ۱۹۴۸ء کو پارک ہاؤس کوئٹہ میں خطبہ جمعہ کے دوران کہا تھا:

"مجھے ہزارہا غیر احمدی ملے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ احمدی بولتے بہت زیادہ ہیں اور یہ سچ ہے، جب کوئی احمدی بولنے لگ جاتا ہے تو پھر وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیتا، اور اگر موقع ملے تو مخاطب کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ اسے اپنی جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ وہ بولتا ہی نہیں، اگر بولے تو پھر دوسرے کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے، ہماری مثال تو ایسی ہے کہ لوگ کہتے ہیں مرد ہو کے لکھن پھاڑ ہے۔" ("الفضل" ۳/ اگست ۱۹۴۸ء)

مرزا محمود صاحب کی یہ مثال مجھے ان کے صاحبزادہ گرامی قدر جناب مرزا ناصر احمد خلیفہ ربوہ کے ایک خطبے سے یاد آئی، خلیفہ جی نے ۱۷/ جنوری ۱۹۷۵ء کے خطبے میں اپنے مریدوں کو نئی ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا:

"اگلے چودہ سال کا زمانہ میرے نزدیک تربیت پر بہت زور دینے کا زمانہ ہے، جس میں ہزاروں ہزار احمدیوں کو تربیت یافتہ ہونا چاہئے، اور پھر اس کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بتایا

"جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں
پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان
میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں
جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ..... وہ مولود
مسعود پیدا ہو گیا۔"　　　(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۱۴۱)

تقدیر یہاں بھی تدبیر پر غالب آئی، اور ۴ر نومبر ۱۸۸۸ء کو "وہ لڑکا" داغِ مفارقت دے گیا۔

۵:۔ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو میاں محمود احمد کی ولادت ہوئی تو مرزا صاحب نے پھر اشتہار دیا کہ:

"آج ..... اس عاجز کے گھر میں بفضلِ تعالیٰ ایک لڑکا
پیدا ہو گیا ہے، جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی
رکھا گیا ہے، اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی، مگر
ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا
وہ کوئی اور ہے۔"　　　(حاشیہ مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۱۶۱)

۶:۔ اس کے بعد ۱۹ برس تک مرزا صاحب زندہ رہے، مگر کامل انکشاف کے بعد پھر کوئی اطلاع نہ دی کہ مرزا میاں محمود ہی مصلح موعود ہے، تا آنکہ ۲۸ر فروری ۱۹۴۴ء کو مرزا صاحب کی وفات کے ۳۶ سال بعد مرزا محمود صاحب نے بالہامِ الٰہی مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا، مگر خود اپنے والد کے "صحابہ" سے وہ اپنا یہ دعویٰ تسلیم نہ کرا سکے، بلکہ لاہوری جماعت نے ان پر ایسے سنگین اور گندے الزامات لگائے، اور اب تک لگائے جارہے ہیں، جن کی موجودگی میں مصلح موعود تو کجا! انہیں عام انسانوں کا درجہ بھی وہ تسلیم نہیں کرتے۔

۷:۔ جنوری ۱۸۹۷ء میں مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ یہ مصلح موعود آسمانی منکوحہ سے پیدا ہوگا (ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۵۳، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۳۷) مگر تقدیر

یہاں بھی مانع ہوئی، چنانچہ آسمانی منکوحہ مرزا صاحب کے نکاح ہی میں نہ آنے دی گئی، اس سے اولاد کیسے ہوتی...؟

۸:... ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء کو صاحبزادہ مبارک احمد کی ولادت ہوئی تو مرزا صاحب نے "تریاق القلوب" میں اس کو "مصلح موعود" والی پیش گوئی کا مصداق قرار دے کر گویا مرزا محمود کے "مصلح موعود" ہونے کی نفی کردی، لیکن تقدیر یہاں بھی مسکرائی اور ۱۶ رستمبر ۱۹۰۷ء کو یہ صاحبزادہ مبارک احمد بھی مرزا صاحب کی کشتِ تمنا کو خزاں نصیب کر کے ملک بقا کو سدھارے۔

۹:... اکیس برس تک تقدیر مرزا صاحب کو مصلح موعود کی پیش گوئی کے دریائے ناپیدا کنار میں چکر دیتی رہی، لیکن مرزا صاحب پھر بھی مایوس نہ ہوئے، نہ معاملہ خداوندی سے عبرت پذیر ہوئے، بلکہ مبارک احمد کی وفات پر ایک "نئے یحییٰ" کی خوشخبری کا اعلان کردیا، مگر افسوس ہے کہ یحییٰ صاحب کی تشریف آوری سے پہلے ہی مرزا صاحب کا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اور مصلح موعود کی پیش گوئی دھری کی دھری رہ گئی۔

خواتینِ مبارکہ:

۱۰:... ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مرزا صاحب نے تحدی آمیز خدائی اعلان کیا تھا کہ:

> "خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ
> تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا،
> اور خواتینِ مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا،
> تیری نسل بہت ہوگی۔"

اس اعلان کے بعد مرزا صاحب کو کوئی نئی "خاتونِ مبارکہ" تو نصیب نہ ہوئی، البتہ ایک "خاتونِ مبارکہ" کو طلاق ضرور ہوئی۔ شاید "خدائی بشارت" کی تعبیر یہی ہوگی کہ بعض صاحب اولاد خواتینِ مبارکہ تیرے حبالۂ عقد سے آزاد ہو جائیں گی اور تیرا گھر اجڑ

جائے گا، بیٹے عاق ہو جائیں گے، بیوی کو طلاق ہو جائے گی، اور ایک نئی سخت بستی قائم ہو جائے گی...!

کنواری اور بیوہ:

۱۸۹۵ء میں مرزا صاحب نے خدائی اعلان جاری کیا کہ قریباً اٹھارہ سال قبل بکر و ثیب کا الہام ہوا تھا:

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا... اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔"

(تریاق القلوب ص:۳۴، روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۲۰۱)

مرزا صاحب کو تا دمِ واپسیں بیوہ کا انتظار رہا، نہ جانے خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی کون سی غلطی دیکھ کر الہامی ارادہ تبدیل فرما لیا...؟

نیک سیرت اہلیہ:

۸ر جون ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے مولوی نور دین کو لکھا کہ:

"شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا، سو اس کا نام بشیر ہوگا، میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اسی بات پر ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی، وہ صاحب اولاد ہوگی۔" (مکتوبات احمدیہ ج:۵ ص:۲)

افسوس ہے کہ "الہامات" کے باوجود نہ کوئی پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ انہیں عطا ہوئی، نہ الہامی فرزند متولد ہوا۔

تیسری شادی

تقدیر مبرم:

۲۰؍جون ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے مولوی نور دین کو لکھا کہ:

"اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے، اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے، تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے، اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں، مگر بالطبع کارہ ہے، اور ہر چند اوّل اوّل چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے مگر متواتر الہامات اور کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ ج:۵ ص:۲)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا صاحب کے یہ متواتر الہامات بھی غلط نکلے، اور نکاح کا نہ ہونا "تقدیر مبرم" ثابت ہوا۔

محمدی بیگم:

"مرزا صاحباں" کی طرح "مرزا محمدی" کا قصہ بھی شہرۂ آفاق ہے، مرزا صاحب نے اپنے اعزہ میں ایک لڑکی... محمدی بیگم... کا رشتہ طلب کیا، مگر منظور نہ ہوا، ترغیب و تہدید سے کام لیا، مگر غیر مفید ثابت ہوا، منت سماجت، خوشامد و سفارش کی ساری ترکیبیں غیر مؤثر ثابت ہوئیں، مرزا صاحب نے اس موضوع پر اتنا لکھا کہ ایک دلچسپ الف لیلیٰ مرتب ہو سکتی ہے، یہاں اس کا آغاز و انجام ملاحظہ فرمایئے:

سلسلۂ جنبانی:

مرزا صاحب نے اس نکاح کی جانب پیش رفت اگرچہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے تہدید آمیز اشتہار میں بھی کی تھا، مگر باقاعدہ سلسلہ جنبانی کے لئے ۲۰؍فروری ۱۸۸۸ء کو

محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کے نام خدائی حکم نامہ بھیجا کہ:

"ابھی میں تپ سے فارغ ہی ہوا تھا کہ مجھ کو غنودگی ہوئی
اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کر دے کہ وہ بڑی
لڑکی کا رشتہ منظور کرے... اور تم نے اس کو حکم پہنچا دیا کہ اس
کے رحم و کرم سے حصہ پاؤ... اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی
اور آپ کی ہے۔" (قادیانی مذہب بحوالہ فصل آسمانی ص:۲۵۹)

اعلانِ فسخ:

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۱۹۰۷ء تک مرزا صاحب اس خواہش کی تکمیل کے منتظر رہے، لیکن خدا کو منظور نہ ہوا، آخر کار حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب نے فسخ نکاح کا اعلان کر دیا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۵۷۰)

صد شکر کہ آ پہنچا لب گور جنازہ
پر بھر حسرت کا نظارہ نظر آیا!

آتھم کا غم:

۵ جون ۱۸۹۳ء کو مرزا صاحب نے اپنے حریف... عبداللہ آتھم... کو پندرہ مہینے بسزائے موت ہاویہ میں گرانے کا آسمانی حربہ چلایا، ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء اس کی آخری میعاد تھی، مرزا صاحب نے اپنے لاؤ لشکر سمیت اس کی موت کے لئے ہزار جتن کئے، ٹونے ٹوٹکے بھی کئے کرائے، دعائیں بھی کیں مگر یہ حربہ بھی تقدیر خداوندی کا ناکام رہا۔ مرزا صاحب کی ناکامی دیکھ کر بعض مرزائی عیسائی بن گئے اور مرزا صاحب کو کافی ذلت اٹھانا پڑی۔

الغرض جب سے مرزا صاحب "مسیح موعود" بنے، خدا تعالیٰ کی مشیت نے فیصلہ کر لیا کہ مرزا صاحب جو کچھ کہیں، واقعہ اس کے خلاف رونما ہوا کرے۔ تو اعلیٰ اسلام کی پیش گوئی جو مرزا صاحب نے فرمائی تھی، اس کا انجام ایک صدی بعد بھی یہی نکلا کہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین کو خارج از اسلام قرار دے دیا گیا۔ قادیانی صاحبان اس تقدیر کی

پیش گوئی نوٹ کرلیں کہ مرزا صاحب کی "غلبۂ اسلام کی پیش گوئی" ابھی پوری نہیں ہوئی۔ اسلام ان شاء اللہ ضرور غالب آئے گا، مگر اصل مسیح علیہ السلام کے ذریعے، نہ کہ نقلی مسیح کے ذریعے نہیں۔ قادیانی لیڈر جب بھی قادیانیت کے غلبے کی بڑ ہانکتے سنائی دیں، تو سمجھنا چاہئے کہ تقدیر کا فیصلہ ان کے الٹ ہونے والا ہے۔

(ہفت روزہ "[illegible]" لاہور، [illegible] ۱۹۸۷ء)

مسیحِ قادیان کی عبرتناک ناکامی
اور اسلام کے بارے میں مرزائیوں کی دشنام طرازی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

حال ہی میں لاہوری مرزائیوں کا شائع کردہ ایک پمفلٹ نظر سے گزرا، جس میں لاہوری مرزائیوں کے امیرِ اوّل مسٹر محمد علی صاحب ایم اے کے ”دو خطبے“ درج ہیں۔ یہ پمفلٹ تقریباً ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا تھا، اس کے دو اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

۱:... ”یورپ میں اسلام کے خلاف خوفناک تیاریاں“ کے زیرِ عنوان فرماتے ہیں:

”آج ایک صاحب کا خط آیا ہے، ان سے میری معمولی ملاقات ہے، جہاں تک یاد پڑتا ہے کسی چائے کی مجلس میں تعارف ہوا تھا، آج کل وہ حصولِ تعلیم کی غرض سے ولایت میں ہیں، وہیں سے انہوں نے یہ خط تحریر کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

اس عیسائی دُنیا میں بحیثیت مذہب اسلام کو مٹادینے کے لئے بہت اہتمام سے تیاریاں ہو رہی ہیں، بے شمار کتابیں اسلامی ممالک اور اسلامی معاشرت کے متعلق چھپ رہی ہیں تاکہ عیسائی مبلغین کو ان ممالک میں عیسوی تبلیغ میں امداد دے سکیں، مسلمانوں کے عادات، خصائل، رسم و رواج، ان کے نقائص، ان کی خوبیاں سب کچھ عیسائی پادری کی معلومات کا حصہ بن رہی ہیں، اس کے

علاوہ قاہرہ یونیورسٹی میں ایک نامور فاضل پروفیسر آف اسلامکس مقرر ہے، جو عام طور پر پادری یا یہودی ہوتا ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے علیحدہ علیحدہ مشن ہیں، جو ایشیا اور افریقہ میں نہایت کامیاب کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار پادری اور دوسرے عیسائی عربی زبان کی تعلیم حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور عربی کے فاضل انگلستان میں، افغانستان یا ایران سے زیادہ ہوں گے اور یہ سب اہتمام تخریب اسلام پر صرف ہو رہے ہیں۔"

مسٹر محمد علی کا یہ اقتباس قادیانیوں کے لئے عبرت کا مرقع اور قادیان کے نام نہاد مسیح کی ناکامی پر زبردست شہادت ہے۔ قادیانی مسیح ۱۹۰۸ء میں مر چکا تھا، لیکن اس کا دجال اس کے تیس سال بعد ۱۹۳۸ء میں بھی، بقول مسٹر محمد علی کے "افریقہ و ایشیا میں نہایت کامیاب کام کر رہا تھا" اور اس کا یہ "سب اہتمام تخریب اسلام پر صرف ہو رہا تھا۔"

۳:... "چند قابل غور اعداد و شمار" کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

"ہم میں سے بعض لوگ اٹھتے ہیں اور کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یورپ مذہب سے بیزار ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کے سامنے مذہب کو، قرآن کو پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔ اب یورپ کے لوگ مذہبی باتوں کو سننے کے لئے تیار نہیں، لیکن اب تک وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر یورپ مذہب سے بیزار ہو چکا ہے تو اس کا قدم اپنی مذہبی کتاب یعنی بائبل کی اشاعت میں اس قدر آگے کیوں بڑھ رہا ہے؟ ذرا غور کیجئے کہ ۱۸۹۴ء تک بائبل کا ترجمہ دنیا کی تین سو مختلف زبانوں میں ہو چکا تھا، ۱۹۰۶ء میں یعنی چودہ سال بعد ایک سو زبانوں کا اور اضافہ ہو گیا، (پھر) ۱۹۱۲ء میں یعنی دو گیارہ سال بعد یہ تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی، ۱۹۳۸ء میں یعنی دو گیارہ سال بعد چھ سو زبانوں میں ان لوگوں نے بائبل کا ترجمہ کر دیا، اور اس کے بعد

"۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۷ء یعنی ۹ سال کے عرصے میں یہ تعداد ۱۱۷ مزید
زبانوں تک پہنچ گئی۔ گویا آخری نو سالوں میں ۱۱۲ مزید زبانوں میں
بائبل کے ترجمے ہوگئے۔" (ص:۲۲، ۲۳)

دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی "کسرِ صلیب" کا کرشمہ! ۱۸۹۱ء میں جبکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ مجددیت کو بارہ تیرہ سال گزر چکے تھے، مرزا نے مسیح موعود بن کر بزعمِ خود عیسائیت کو پاش پاش کرنا شروع کیا، صلیب کو توڑ ڈالا، دجال کو قتل کرڈالا، مگر مرزا قادیانی کے دور میں ۱۹۳۷ء تک سات سو بیس زبانوں میں بائبل کے ترجمے ہوئے، اور مرزا صاحب کی مسیحیت اپنے مقتول شدہ دجال اور ٹوٹی ہوئی صلیب کے ساتھ ان خوفناک کارناموں کا منہ تکتی رہی۔

اور یہ تو بائبل کی اشاعت میں ترقی کا نقشہ مسٹر محمد علی نے کھینچا ہے، خود عیسائیت کو مرزا قادیانی کی مسیحیت کی بدولت کتنی ترقی ہوئی، اس کے لئے یورپ، افریقہ اور ایشیا، بلکہ برصغیر پاک و ہند کے اعداد و شمار جمع کرنے کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ قادیان کے ضلع گورداسپور کی عیسائی مردم شماری کا نقشہ دیکھ لینا کافی عبرت آموز ہے، وہو ہذا:

سال:	عیسائیوں کی آبادی:
۱۸۹۱ء	۲۳۰۰
۱۹۰۱ء	۳۳۶۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۶۵
۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۵۳۲۴۳

گویا جب سے مرزائیت نے جنم لیا ہے، عیسائیت روزافزوں ترقی کر رہی ہے، اس قلیل عرصے میں صرف قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور میں عیسائی افراد تیئس گنا ہوگئے۔ جب تک مرزا صاحب صرف مجدد تھے، انہوں نے اپنے ضلع میں چوگنا عیسائی بنائے۔ جب مسیح موعود بن گئے تو دس سال کے عرصے میں انیس ہزار عیسائیوں کا اضافہ ہوا، اور جب اس سے بھی ترقی کرکے "نبی" بنے تو عیسائیت نے دس سال کے عرصے میں

سیکڑوں کی بجائے ہزاروں کے حساب سے ترقی شروع کر دی۔ قادیانی نبوت کی پہلی دہائی میں تین ہزار، دوسری میں نو ہزار اور تیسری میں اکیاون ہزار عیسائی ہوئے، یہ واقعہ مسیح موعود کے اپنے ضلع میں ہوا۔ غیرت..! غیرت...!!

اب ذرا حضرت مرزا قادیانی کے مندرجہ ذیل الفاظ غور سے پڑھیں اور مندرجہ بالا اعداد و شمار کی روشنی میں خود فیصلہ کریں؟

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں، اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں، اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں، پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے؟ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں..... اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔" (اخبار بدر قادیان نمبر۲۹ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء ص:۴، "المہدی" نمبر۳ ص:۳۳، بحوالہ قادیانی مذہب، جدید ایڈیشن ص:۱۵۱)

مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضے سے مر گئے، مگر عیسائیت کی ترقی ان سے رک نہ سکی، اس لئے مرزا صاحب کی وصیت کے مطابق سب لوگ گواہ رہیں کہ مرزا جھوٹا تھا..!

آپ شاید سوال کریں گے کہ پھر مرزا صاحب کے دعویٔ نبوت کی غرض و غایت کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مقصد کا نیا دین تھا، مسلمانوں کو کافر بنانا، انگریزوں کے لئے جاسوسی کرنا، عیسائیوں کے اصول تسلیم کر کے عیسائیت کی مدد کرنا۔

اس اجمال کی تفصیل بھی کچھ عرض کی جائے گی، مگر اس سے پہلے سمجھئے کہ مرزا

قادیانی نے نئی اُمت کو اسلام کے خلاف زہر اُگلنے اور اسے مغلظات سنانے کی کیسی مشق کرائی تھی؟ راقم الحروف نے لاہوری مرزائیوں کے ایک اہم رُکن جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب چیف ایڈیٹر ہفت روزہ "پیغامِ صلح" لاہور کو اسلام کی دعوت دی تھی، اور دلائل کے ساتھ مرزا غلام احمد کی مسیحیت کا غلط ہونا ثابت کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب میرے دلائل سے ایسے مجبور ہوئے کہ انہوں نے نفاق کا لبادہ اُتار کر اسلام ہی سے بیزاری کا اظہار واعلان کردیا، وہ مجھے مخاطب کرکے لکھتے ہیں:

"آپ مجھے یہ دعوت دیتے ہیں کہ میں جمہور مسلمانوں کی راہ پر آؤں، تو سوال یہ ہے کہ وہ کونسی صورت اور شکل اسلام کی ہے، جو میں اختیار کروں، کیونکہ اس وقت بہتر فرقے موجود ہیں، اور ہر فرقہ اپنے آپ کو ناجی کہتا ہے۔ (یہ تو مرزا صاحب سے پہلے بھی موجود تھے، کیا اس وقت بھی لوگوں کو اسلام چھوڑ دینا چاہئے تھا؟ ... راقم) میرے دوست! آپ مجھے کس اسلام کی طرف بلانا چاہتے ہیں؟ وہ اسلام جس میں کوئی حرکت وطاقت باقی نہیں رہی، وہ اسلام جو علم وسائنس کے زمانے میں کوئی ہوش مند انسان قبول نہیں کرسکتا، وہ اسلام جو صرف رسم ورواج اور لفظ پرستی، ظاہر پرستی کا مجموعہ، حقیقت سے خالی اور روح سے مردہ ہوچکا ہے۔"

(پیغامِ صلح ۱۳ اگست ۱۹۷۹ء، ص:۱۲)

سن لیا آپ نے، مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد کے مسیحِ موعود بننے کی بدولت اب اسلام میں کوئی حرکت وطاقت باقی نہیں رہی، وہ حقیقت سے خالی اور روح سے عاری اور مردہ ہوچکا ہے، اور کوئی ہوش مند مرزائی علم وسائنس کے زمانے میں اسلام قبول نہیں کرسکتا۔ یہ تو اُمتِ مرزائیہ کے ایک رُکن کی اسلام کے بارے میں رائے تھی، اب اُمتِ مرزائیہ کے قادیانی نبی کی رائے اسلام کے بارے میں سنئے! اسلام کا عقیدہ ہے کہ وحیِ نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہوچکی ہے، مرزا قادیانی اس

عقیدے پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"وہ دین، دین نہیں ہے، اور نہ وہ نبی نبی ہے، جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہوسکے (یعنی نبی بن سکے)۔ وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے، جو صرف یہ سکھاتا ہے کہ چند منقولی باتوں پر (یعنی قرآن وحدیث پر) انسانی ترقیات کا انحصار ہے، اور وحیِ الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۰۶)

اسی سلسلے میں دوسری جگہ لکھتا ہے:

"اور اگر یہ کہا جائے کہ اس امت پر قیامت تک دروازۂ مکالمہ مخاطبہ اور وحیِ الٰہی کا بند ہے، تو پھر اس صورت میں کوئی امتی نبی کیونکر کہلا سکتا ہے؟ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ خدا اس سے ہم کلام ہو، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت پر یہ دروازہ ہرگز بند نہیں ہے، اور اگر اس امت پر یہ دروازہ بند ہوتا تو یہ امت ایک مردہ امت ہوتی، اور خدا تعالیٰ سے دور اور مہجور ہوتی۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے، اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کے بعد دروازۂ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا بند ہے، اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی، جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالیٰ سے دور ومہجور ہوتی۔

ایسا نبی (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیا عزت، اور کیا مرتبت، اور کیا تاثیر، اور کیا قوتِ قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے، جس کی پیروی کے دعوے کرنے والے صرف اندھے اور نابینا

"اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے، اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصۂ کثیر وحیٔ الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں، اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا، اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے، اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۴۰۶، ۴۰۷)

یعنی تیرہ سو برس تک تو اسلام نے کسی کو نبی نہیں بنایا، اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی برکت سے کوئی شخص اس منصب تک پہنچا، اس لئے تیرہ صدیوں تک تو اسلام، بقول مرزا قادیانی کے لعنتی اور قابلِ نفرت مذہب رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوتِ قدسیہ سے محروم رہے، اور تیرہ صدیوں کے تمام مسلمان اندھے رہے، صرف قصے کہانیوں کی پوجا کرتے رہے ——— اب اگر مرزا کی نبوت و مسیحیت تسلیم کرلی جائے تب تو اسلام زندہ مذہب کہلائے گا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی ہوں گے، ورنہ اگر مرزا کو جھوٹا جانے، اس کی وحی پر ایمان نہ لایا جائے تو یہ دین، دینِ محمدی نہیں ہے، بلکہ ایسا دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے، شیطانی ہے، مردہ ہے، قصے کہانیوں کا پرستار ہے نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ...!

یہ تھا مرزا کے دعویٔ مسیحیت و نبوت کا اصل مدعا ——— اسلام کو لعنتی ناپاک

گالیاں صرف قادیان کا مسیح اور اس کی ذریت ہی دے سکتی ہے، کسی عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ یا کسی کافر سے یہ کارنامہ کب انجام دیا جاسکتا تھا؟ لطیفہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بعد اس کی امت میں سے بھی کوئی نبی ہوا؟ جو مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوکر براہ راست خدا تعالیٰ کا پتا لگاتے، اور صرف مرزا کے قصے کہانیوں کی پوجا نہ کرے، اس لئے مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق اب اس کا مذہب بھی لعنتی اور قابل نفرت ہے، اس کی امت بھی اندھی ہے، اندھی مرے گی، اور سیدھی جہنم میں جائے گی، کیا کوئی مرزائی اس عقدے کو حل کرے گا...؟

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

حفاظتِ قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

قرآن کریم حق تعالیٰ شانہ کی آخری کتاب ہے، جس کی حفاظت کا اس نے خود ذمہ لیا ہے: "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون" تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے لوگوں نے قرآن کریم کے الفاظ و معانی کو بدلنے کی مذموم کوشش کی، مگر وہ ناکام و نامراد رہے۔ قرآن کریم کے الفاظ میں ترمیم اور تبدیلی کو تحریف لفظی کہا جاتا ہے، اور اس کے معنی مفہوم بدلنے کو تحریف معنوی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ قرآن کو دونوں قسم کی تحریف سے محفوظ رکھا ہے۔

چودھویں صدی کے آغاز میں جس شخص نے قرآن کریم کی تحریف کا بیڑا اُٹھایا، وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ "رئیس قادیان" کے مؤلف جناب مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے لکھا ہے کہ حکیم نورالدین، سرسید احمد خاں کے بڑے راسخ الاعتقاد مرید تھے، انہوں نے سرسید کو لکھا کہ:

> "راسخ الوقت قرآن، عرب کے بدوؤں کی اصلاح کے لئے نازل ہوا تھا، اب زمانہ تیرہ سو سال کی مدت میں ترقی و عروج کی منزلیں طے کر گیا ہے، اس لئے میری خواہش ہے کہ قرآن میں عہد حاضر کی ضروریات کے مطابق اصلاح و ترمیم کرلی جائے۔"

سرسید نے اس کے جواب میں لکھا کہ:

> "میرا اصل عقیدہ تو یہ ہے کہ بائے بسم اللہ سے لے کر

والناس کے سین تک، جو کچھ مابین الدفتین ہے، وہ سب کلام الٰہی ہے۔ اس میں سر مو استفادہ یا اضافہ کی گنجائش نہیں۔ اور ناسوتی و ظلمانی بشر کی کیا بساط ہے کہ کلام الٰہی میں اصلاح و ترمیم کا حوصلہ کرے……"

سرینگر سے حکیم نور الدین کی عدم واپسی کی خبر جب مرزا غلام احمد نے سنی تو ان کا ساغر دل خوشی سے چھلک گیا، اور انہیں یقین ہو گیا کہ حکیم صاحب سے رابطہ مودت و اتحاد کا استوار کرنا، تکمیل مقاصد میں بڑا معاون ہوگا، بجہت رخت سفر باندھ جموں کا راستہ لیا۔ وہاں حکیم صاحب کے پاس مرزا صاحب دس بارہ روز رہے، مختلف مسائل پر مشورے ہوئے اور آخر آئندہ کا لائحہ عمل تیار کیا گیا۔"

(رئیس قادیان ج:۱ ص:۱۴۶)

حکیم صاحب کی خواہش کی تکمیل مرزا صاحب نے یوں کی کہ مامور من اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ قرآن کریم کی آیات میں قطع و برید کر کے انہیں الہامات کی شکل میں ڈھالنا شروع کیا اور انہی الہامات پر اپنے دعووں کی بنیاد رکھی، چنانچہ قادیانی الہامات میں سیکڑوں آیات قرآن میں تحریف و ترمیم کی گئی، دوران میں کمی اور فضول الفاظ کا پیوند لگایا گیا۔

یہ تو لفظی تحریف تھی، اس کے علاوہ قادیانی نبوت نے بے شمار آیات قرآن کے معنی و مفہوم میں بھی الٹ پھیر کیا۔ حد یہ کہ بہت سی وہ آیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے مخصوص تھیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے برملا ان کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا۔ اور متحدہ ہندوستان میں یہ سب کچھ انگریزی اقتدار کے زیر سایہ ہوتا رہا۔ مملکت خداداد پاکستان کے منصۂ وجود پر آنے کے بعد توقع تھی کہ اس "اسلامی ملک" میں قرآن کریم کے ساتھ یہ بد دینی مذاق روا نہیں رکھا جائے گا، اور ایسے تمام لٹریچر کی اشاعت ممنوع قرار دی جائے گی جس میں قرآن کریم کو تحریف و ترمیم کا تختۂ مشق بنایا گیا ہے۔ لیکن: "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" پاکستان کو وجود میں آئے ہوئے چھبیسواں سال گزر رہا ہے مگر آج تک

کسی مسلم حکمران کو توفیق نہیں ہوئی کہ قادیانی نبوت کے اس گھناؤنے فعل کی طرف توجہ کرتا، موجودہ حکومت نے قرآن کریم کی صحیح اشاعت اور ترمیم و تحریف سے اس کی حفاظت کے لئے ایک قانون بھی وضع کر رکھا ہے، اس کے باوجود قادیانی تحریف پسندوں کو قرآن کریم سے تلعب کی کھلی چھٹی ہے اور وہ لٹریچر باقاعدہ چھپ رہا ہے، جس میں قرآن کریم کو لفظاً و معناً مسخ کیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ان علمائے امت کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے قادیانی تحریفات کا پردہ چاک کیا، اور قرآن کریم کی عزت و ناموس کی حفاظت و پاسبانی کا فریضہ انجام دیا ہے۔

حال ہی میں قرآن کریم کی لفظی اور معنوی تحریف کی دو مثالیں سامنے آئی ہیں۔

۱:... کراچی میں "تنظیم فکر چمن (پاکستان)" کے نام سے کوئی تنظیم قائم ہے جس کا ترجمان "عکس چمن" ۴/۲ بی، المدینہ کوارٹرز ناظم آباد، بالمقابل مدینہ مسجد کراچی، سے شائع ہوتا ہے، ایڈیٹر کا نام سید ریاض حیدر تقوی درج ہے، اس کی محرم کی اشاعت میں سورۂ قصص کے حوالے سے یہ آیت مع ترجمہ یوں درج کی گئی ہے:

"منهم ائمة يدعون الى الجنة ومنهم ائمة يدعون الى النار." (سورۃ القصص پ۲۰/۲۸)

"دنیا میں امام دو طرح کے ہوتے ہیں، کچھ وہ خود جنت میں جاتے ہیں اور اپنے پیروی کرنے والوں کو بھی جنت میں لے جاتے ہیں، اور کچھ وہ امام جو خود دوزخ میں جاتے ہیں اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی دوزخ کا راستہ دکھاتے ہیں۔"

ہمیں علم نہیں کہ "فکر چمن" سے وابستہ افراد کے افکار و نظریات کیا ہیں؟ اور ان کی ذہنی و علمی سطح کیا ہے؟ لیکن اس میں شک نہیں کہ ایک مصنوعی فقرہ قرآن کریم کی طرف منسوب کرنے کی جسارت کی گئی ہے، اور ستم یہ کہ سورت اور آیت نمبر کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، یہ جسارت اگر نادانستہ ہے تو لائق صد افسوس ہے، اور اگر دانستہ ہے تو لائق صد نفرین! اسی سلسلہ میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن سے استفتاء لیا گیا ہے، جس کا جواب درج ذیل ہے:

"الجواب باسمہ تعالیٰ

۱:... قرآن کریم میں تحریف قطعاً نہیں ہوسکتی، ایک کلمہ یا ایک حرف کی تبدیلی بھی قرآن کریم میں ناممکن ہے۔ اللہ رب العالمین نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے: "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔" آیت کریمہ میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا نازل کرنے والا ہے، اور وہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم بلا کم و کاست صحابہؓ تک پہنچایا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اُمتِ مسلمہ تک۔ اُمتِ مسلمہ نے اس کی حفاظت کی، اس کی آیات، کلمات، حروف تک سب کے سب شمار کئے ہوئے ہیں، ہزاروں لاکھوں انسان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کر رہے ہیں، تحریف لفظی کجا؟ تحریفِ معنوی بھی نہیں ہوسکتی! زنادقہ نے جب بھی تحریفِ معنوی کی کوشش کی، علمائے اُمت اور اُمتِ مسلمہ نے اس کو رَدّ کردیا اور ان تحریفات کو اُمتِ مرحومہ کے اجتماعی ذہن نے کبھی قبول نہیں کیا، حفاظتِ قرآن کا وعدۂ الٰہی ہر دور اور ہر زمانہ میں اسی طرح پورا ہوتا رہا، اور تحریف کرنے والے ہمیشہ خائب و خاسر رہے۔

۲:... قرآن کریم میں ایک حرف کی بھی تحریف یا تبدیلی کرنے والا بإجماعِ اُمت کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

"اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ۔" (البقرۃ:۷۵)

اس آیت سے واضح ہے کہ جو لوگ کلامِ الٰہی میں تحریف

کرتے ہیں ان کے ایمان کی قطعاً کوئی امید نہیں کی جاسکتی، اور نہ ان کو مؤمن کہا جاسکتا ہے، صاحب ”روح المعانی“ لکھتے ہیں:

”وحاصل الآية استبعاد الطمع في ان يقع من هؤلاء السفلة ايمان، فقد كان احبارهم ومقدموهم على هذه الحالة الشنعاء، ولا شك ان هؤلاء اسوأ خلقا واقل تمييزا من اسلافهم او استبعاد الطمع في ايمان هؤلاء الكفرة المحرفين.“ (ج:١، ص:٢٩٩)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن کریم میں کسی قسم کی تبدیلی کا حق نہیں تھا، ارشادِ خداوندی ہے:

”وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هٰذَا اَوْ بَدِّلْهُ، قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِيْ، اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ، اِنِّيْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ۔“ (یونس:١٥)

کفار اور منافقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض آیات کی تبدیلی کا مطالبہ کرتے تھے، اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ تبدیلی و تحریف کا مطالبہ کرنے والے کافر یا منافق ہوتے ہیں، نیز کسی کو بھی قرآن کریم میں تبدیلی کا حق نہیں، اہلِ علم نے بھی قرآن کریم میں تحریف کرنے والوں کو بالاجماع کافر کہا ہے:

”ومن استخف بالقرآن او شيء منه، او جحده او حرفا منه، او كذب بشيء منه، او اثبت ما نفاه، او نفى ما اثبته على علم منه بذلك، او شك في شيء من ذلك، فهو كافر عند اهل العلم بالاجماع، وكذا

سے اس قدر سرگرم عمل ہیں کہ وہ کھل کر اپنی تبلیغ کے ذریعہ ہم مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر رہے ہیں، حالانکہ وقت کے تقاضے کے ساتھ ہم انتہائی صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے بالکل خاموش رہتے ہیں تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ ہو۔

جناب والا! ہماری خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یا ہمارے صبر و تحمل کو کمزوری سمجھتے ہوئے کل شام چھ بجے بتاریخ ۲۴ اگست ۱۹۸۲ء کو قادیانیوں نے اپنے مبلغ اور منیجر چوہدری منور احمد کی قیادت میں ایک بڑا جلوس نکالا، نعرے لگائے اور ہم لوگوں کے جذبات کو مشتعل دلایا، انہوں نے کئی دوسرے اجنبی آدمیوں کو بھی ساتھ ملایا اور یہ تأثر دینے کی کوشش کی کہ یہ حضرات جو لندن، انڈونیشیا اور ملایا سے تشریف لائے ہیں، درحقیقت ان کے عزائم یہ تھے کہ جھگڑا اور فساد ہو، لیکن اس سب کے باوجود ہم نے بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا، حالانکہ ہمارے جذبات ایک فطری بات تھی، اس لئے آپ صاحبان سے گزارش ہے کہ مہربانی کرکے ان قادیانیوں کے مبلغ چوہدری منور احمد اور دوسرے ذمہ دار افراد کو سختی کے ساتھ منع کرنے کے احکامات صادر فرمادیں ورنہ امن کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں ساری ذمہ داری ان قادیانیوں پر پڑے گی جو جھگڑا، فساد اور انتشار پھیلانا چاہتے ہیں۔“

اس حقیقت سے ملت اسلامیہ کا ایک ایک فرد واقف ہے کہ قادیانی، شریعت اسلامی کی رو سے زندیق ہیں اور ان کا حکم مرتدین کا ہے اور پاکستان کے آئین کی رو سے بھی ملت اسلامیہ سے خارج ہیں، اپنے مرتدانہ عقائد کے باوجود ان کا اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر اصرار کرنا اسلام اور اہل اسلام اور آئین پاکستان کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کو اس اشتعال انگیز مظاہرے اور جلوس کی جرأت کیوں ہوئی؟ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ انتظامیہ کے اعلیٰ افسران قادیانی یا قادیانیوں کے زیراثر ہیں۔ یا یہ کہ قادیانی ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی طرح اپنی قوت کو آزما دیکھنا چاہتے ہیں۔ یا یہ کہ پاکستان کی موجودہ مشکلات سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو شر و فساد کی بھٹی میں جھونکنے کے خواہشمند ہیں، بہرکیف ہم حکومت پاکستان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی اس اشتعال انگیزی کے وجوہ واسباب اور اغراض و مقاصد سے مسلمانوں کو آگاہ کرے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۱ ش:۱۲)

انہیں مرزا صاحب پر ''ایمان'' لانے سے شرم نہ آئی۔

ج:... مرزا صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اپنے زمانے کو روحانیت میں اشد و اکمل اور قوی تر کہتے ہوئے سنا، مگر انہیں شرم نہ آئی۔

د:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو ''ہلال'' (پہلی رات کا چاند) اور اپنے زمانہ کو ''بدر کامل'' (چودھویں رات کا چاند) کہتے ہوئے سنا، انہیں کبھی شرم نہ آئی۔

ھ:... مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں سینکڑوں سفید جھوٹ لکھے، مگر قادیانیوں کو انہیں پڑھ کر کبھی شرم نہیں آئی۔

و:... مرزا صاحب نے انبیائے کرام کو جھوٹے کہا، مگر قادیانیوں کو سن کر کبھی شرم نہ آئی۔

ز:... مرزا صاحب نے انبیائے کرام پر شراب نوشی کی تہمت لگائی، مگر قادیانیوں کو اس سے بھی کبھی شرم نہ آئی۔

ح:... مرزا صاحب نے انبیائے کرام پر قرآن کریم کے حوالے سے بدچلنی کی تہمت لگائی، مگر شرم قادیانیوں کے کبھی نزدیک نہیں آئی۔

ط:... مرزا صاحب نے قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں سینکڑوں تحریفیں کیں، مگر قادیانیوں نے کبھی شرم کا نام نہ لیا۔

ی:... مرزا صاحب نے بزرگان امت کے غلط حوالے دے کر ان پر تہمتیں لگائیں، مگر قادیانیوں کی شرم کو کبھی جنبش نہ ہوئی۔ (یہ جتنی باتیں ہم نے لکھی ہیں محض الزام نہیں، اس کا ثبوت پیش کرنے کے لئے تیار ہیں)

آج پہلی بار معلوم ہوا کہ قادیانی حضرات میں بھی شرم نام کی کوئی چیز ہے، اور وہ مرزا صاحب کے لئے صلوٰۃ وسلام کے ''معصومانہ'' الفاظ لکھنے سے بھی شرما جاتے ہیں، حالانکہ جب وہ مرزا صاحب کو ڈنکے کی چوٹ ''نبی'' اور ''محمد رسول اللہ'' کہتے ہیں تو ان کے لئے ''صلوٰۃ وسلام'' سے شرمندہ ہوجانا عقل وفہم سے بالاتر چیز ہے۔

عن عرشہ۔" (تذکرہ ص:۱۹۴) (تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ترجمہ از مرتب تذکرہ طبع ص:۱۹۴)

۱۸:… "اصحاب الصفۃ وما ادراک ما اصحاب الصفۃ تری اعینھم تفیض من الدمع یصلون علیک۔ (ترجمہ) اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب صفہ کہلاتے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے۔ جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں، وہ بہت قوی الایمان ہوں گے، تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔"

(تذکرہ ص:۳۵، ۴۵، ۲۴۳، ۴۴۴)

۱۹:… "یحمدک اللہ من عرشہ نحمدک ونصلی۔ (ترجمہ) خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے، ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔"

(تذکرہ ص:۸۲، ۱۰۴، ۲۴۴، ۳۵۵، ۳۹۱، ۴۹۴)

۲۰:… مرزا صاحب کے امام حافظ محمد صاحب نماز پڑھاتے تو وہ صبح کی نماز میں التزام کے ساتھ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت بالجہر پڑھا کرتے تھے، اور اس میں درود شریف ان الفاظ میں پڑھا کرتے تھے:

"اللّٰھم صل علی محمد واحمد وعلی آل محمد واحمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علی محمد

واحمد وعلی آل محمد واحمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔''

یہ تحریر تقریباً ۱۳۱۶ھ کا یعنی ۱۸۹۸ء یا اس کے قریب کا ہے۔ انہوں نے کوئی تین چار ماہ تک متواتر نماز پڑھائی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جماعت میں شامل ہوتے تھے اور کبھی حضور نے حافظ محمد صاحب کے اس طرح پر درود شریف پڑھنے کے متعلق کچھ نہیں فرمایا تھا۔ ایک دفعہ قاضی سید امیر حسین صاحب و حافظ احمد اللہ خان صاحب اور (چوہدری المعروف) بھائی عبدالرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ) صاحب نے ان سے کہا کہ درود اس طرح نہ پڑھو بلکہ جس طرح حدیث میں آتا ہے اور نماز میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ حافظ محمد صاحب (کچھ تیز طبیعت کے تھے۔ انہوں) نے اس بات کا یہ جواب دیا کہ آپ لوگوں کا مجھے اس سے روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر منع کرنا ہوگا تو حضرت صاحب اس سے مجھے خود منع فرمادیں۔ مگر حضور نے انہیں کبھی نہیں منع فرمایا تھا اور نہ ہی ان بزرگوں نے اس معاملہ کو حضور کی خدمت میں پیش کیا اور حافظ صاحب بدستور اسی طرح نماز صبح میں دعا قنوت میں درود شریف بالفاظ مذکورہ بالا پڑھتے رہے۔ اس زمانہ میں ابھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے قادیان نہیں آئے تھے۔''

(ضمیمہ ص:۱۳۲ رسالہ درود شریف)

ان الہامی حوالہ جات سے واضح ہے کہ:

۱:... قادیانیوں کے بقول خدا مرزا صاحب پر درود شریف بھیجتا ہے۔

۲:... خود مرزا صاحب بھی اپنے اوپر درود پڑھا کرتے تھے (اور ظاہر ہے کہ

التحیات کی جگہ قادیانی درود رکھا گیا تھا، یہ گویا قادیانی شریعت کا نیا مسئلہ ہے)۔

۳:... مرزا صاحب کے امام الصلوٰۃ بھی مرزا صاحب پر درود پڑھتے تھے۔

۴:... قادیانی اصحاب صفہ کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ مرزا صاحب پر درود پڑھتے ہیں۔

۵:... عرش سے فرش تک کی ساری مخلوق مرزا صاحب پر درود پڑھتی ہے۔

اگر ان تمام نام نہاد الہامات سے قادیانیوں کو شرم نہیں آئی تو سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند کے مرزا صاحب کے لئے صلوٰۃ وسلام لکھنے پر "الفضل" شرم سے پانی پانی کیوں ہو رہا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں، دکھانے کے اور، چونکہ "ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ پر قانونی گرفت ہوسکتی تھی اس لئے "الفضل" نے بے قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے معذرت کرنا ضروری سمجھا۔

ورنہ اگر ان کا یہی عقیدہ ہوتا، وہ مرزا صاحب کے لئے صلوٰۃ وسلام ہر وقت بھیجتے تو انہیں مندرجہ بالا بے تکے الہامات سے بھی کبھی شرم آئی ہوتی۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۱ ش:۲۹)

قادیانی فتنے کا سدّباب

چند تجاویز!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

۱۲؍ربیع الاوّل ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۸؍دسمبر ۱۹۸۳ء کو آٹھویں قومی سیرت کانفرنس سے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ختم نبوت کے عقیدہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

> ”حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا، اس لئے آپ کے بعد نبوت کا ہر مدعی کاذب ہے، اور ایسا دعویٰ کرنے والے کو نبی، صاحب شریعت یا مجدد ماننے والے گمراہ اور غیرمسلم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں غیرمسلموں کی حفاظت اور نگہداشت حکومت کا فرض ہے، لیکن اگر وہ اسلام کے بنیادی نظریے یعنی ختم نبوت پر ضرب لگانے کی کوشش میں ہوں تو ان سے سختی سے نمٹا جائے گا۔ صدر نے کہا کہ پاکستان میں غیرمسلموں کو بہت سی آزادیاں حاصل ہیں مگر مشرکین یا منافقین یا غیرمسلموں کو تحریف اسلام کے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔“
>
> (روزنامہ جنگ کراچی ۲۰؍دسمبر ۱۹۸۳ء)

ایک عرصے سے صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے بارے میں چند لوگ یہ پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ وہ قادیانی ہیں، یہ لوگ اس کے دلائل اور شواہد پیش کرتے تھے،

ان میں سب سے بڑی دلیل یہ تھی کہ موصوف نے متعدد موقعوں پر قادیانیوں سے مسلمانوں کا سا سلوک روا رکھا، اور یہ کہ ان کے دور میں قادیانیوں کو مراعات دی گئیں۔ جناب صدر ان الزامات کی تردید اخبارات کراچی کے ایک بیان میں بھی کرچکے تھے، تاہم موصوف کی زیر بحث تقریر کے بعد ان کے بارے میں غلط فہمیوں کے سارے دروازے بند ہوجاتے ہیں، اس کے بعد ان کی طرف وہ بدنیتی منسوب کرنے کا کوئی اخلاقی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا یہ دعویٰ کرنا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی و رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہے، نبوت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے خلاف ایک بغاوت ہے۔ یہ بات کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں کہ انگریز کے کافرانہ دور میں "سرکار کے خود کاشتہ پودا" کی حیثیت سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت و رسالت سے لے کر الوہیت تک کے جتنے بھی دعوے کئے، اگر ایسے دعوے کسی اسلامی حکومت میں کئے جاتے تو مدعی یا تو دماغی شفاخانے میں پہنچایا جاتا، یا اگر اس کی دماغی صحت معقول ہوتی تو اسے واصل جہنم کیا جاتا، جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اس کے متبعین کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "حدیقۃ الموت" میں فی النار والسقر کیا تھا، اور جیسا کہ بعد کے تمام خلفائے اسلام نے ایسے مدعیان نبوت سے یہی سلوک کیا۔ چنانچہ قاضی عیاضؒ "الشفا بتعریف حقوق المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں:

"وقد قتل عبد الملك بن مروان الحارث المتنبي وصلبه وفعل ذلك غير واحد من الخلفاء والملوك بأشباههم واجمع علماء وقتهم على صواب فعلهم والمخالف في ذلك من كفرهم كافر۔"

(ج:۲ ص:۲۵۷ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: "عبدالملک بن مروان نے مدعی نبوت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا تھا، اور یہی سلوک بے شمار خلفاء اور سلاطین

سے اس قسم کے لوگوں سے لین دین ان سے دور رہنے کا علاوہ جانا ضروری
ان کے فعل کی تصویب کی، اور جس شخص کو ایسے لوگوں سے تنفر نہیں
اختلاف ہو وہ خود کافر ہے۔"

چونکہ قادیانی نبوت خود برطانیہ کا خود کاشتہ پودا تھا اور اس کے گھر کی لونڈی تھی، اس لئے انگریزی گورنمنٹ کے زیر سایہ قادیانی نبوت کا شجرۂ خبیثہ پھلتا پھولتا رہا۔ قیام پاکستان کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس ملک میں، جسے خدا اور رسول کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، مرزا کی جھوٹی نبوت کا سکہ نہ چلتا، لیکن بہت سے اسباب و عوامل کی بنا پر (جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) قادیانی دجال کی سرگرمیاں پاکستان میں بدستور جاری رہیں۔ ہمارے حکمران طبقے کی رواداری و فراخدلی کا یہ عالم رہا کہ قیام پاکستان سے ستائیس سال بعد (ستمبر ۱۹۷۴ء میں) صرف یہ بات تسلیم کی گئی کہ جو لوگ کسی مدعی نبوت کو کسی معنی میں بھی اپنا دینی راہنما و پیشوا تسلیم کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں، اور اب نو برس بعد جناب صدر صاحب نے پہلی بار یہ وعدہ فرمایا ہے کہ:

"پاکستان میں غیر مسلموں کی حفاظت اور کفالت حکومت کا
فرض ہے، لیکن اگر وہ اسلام کے بنیادی عقیدے یعنی ختم نبوت پر
ضرب لگانے کی کوشش میں ہوں تو ان سے سختی سے نمٹا جائے گا۔"

جناب صدر نے اپنے بیان میں اس "سختی سے نمٹنے" کا کیا مفہوم لیا ہے؟ اس کی وضاحت تو وہ خود ہی فرما سکتے ہیں، ہم "سختی سے" نہیں بلکہ "نرمی سے نمٹنے" کا جو تصور ہمارے ذہن میں ہے، وہ پیش خدمت ہے:

اول:... اگر یہ صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٔ نبوت، اسلام کی بنیاد پر کاری ضرب ہے تو ایسے لٹریچر کی اشاعت پر پابندی عائد کی جانی چاہئے جس میں ایک مدعی نبوت کے مشن کی تبلیغ ہو رہی ہے، یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے جس کے سمجھنے کے لئے کسی لمبے چوڑے مطالعہ کی ضرورت نہیں کہ کوئی حکومت باغیانہ لٹریچر کی اشاعت کی اجازت نہیں دیتی، بس جب ایسے لٹریچر کی اشاعت نہیں ہو سکتی جس میں حکومت کے خلاف

کھلی بغاوت اور ملک و وطن سے کھلی غداری کی دعوت دی گئی ہو تو ایسا لٹریچر جس میں نبوت محمدیہ سے بغاوت کی دعوت دی جاتی ہو، اس کی اجازت ایک اسلامی مملکت میں کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

دوم:... گزشتہ سالوں میں حکومت نے مردم شماری کرائی تھی اور قادیانیوں سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے مذہب کا حلفیہ اندراج کرائیں، اس سے قادیانیوں کے اعداد و شمار بھی ضرور سامنے آگئے ہوں گے، قادیانی (اپنے جھوٹے نبی کی سنت کے مطابق) بڑے مبالغہ آمیز انداز میں اپنے اعداد و شمار پیش کرکے دنیا کو مرعوب کرتے ہیں، اور مسلمانوں کے حقوق کا استحصال کرتے ہیں، ادھر مسلمانوں کو کچھ معلوم نہیں کہ وطن عزیز میں کتنے لوگ اس فرقہ باطلہ سے منسلک ہیں، اس لئے قادیانیوں کے اعداد و شمار بلاتاخیر قوم کے سامنے آنے چاہئیں۔

سوم:... بہت سے قادیانی اپنے کو مسلمان ظاہر کرکے ایسے اسلامی ممالک میں (بشمول سعودی عرب) ملازمتیں کر رہے ہیں، جہاں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے، اور بہت سے قادیانی، مسلمانوں کے بھیس میں حرمین شریفین کو اپنے نجس قدموں سے ملوث کرتے ہیں، لیکن اب تک حکومت کی طرف سے اس کے انسداد کی کوئی تدبیر نہیں کی گئی، عالم اسلام خصوصاً حرمین شریفین کو قادیانی سازشوں سے محفوظ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قادیانیوں کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ پر ان کے مذہب کا اندراج کیا جائے۔

چہارم:... بہت سے قادیانی آفیسر اپنے منصب کو اپنی مذہبی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں، اس لئے تحقیق کی جائے کہ ملک میں کتنے قادیانی افسر ملازم ہیں، اس تحقیق کے نتائج سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

پنجم:... قادیانی اس بات پر مصر ہیں کہ صرف یہی کہ وہ مسلمان ہیں، بلکہ وہ اصل وہی مسلمان ہیں، باقی سب غیر مسلم ہیں، ایک غیر مسلم کا اپنے تمام تر عقائد باطلہ کے باوجود، اپنے آپ کو مسلمان کہنا، اسلام اور مسلمانوں کی توہین ہے، حکومت کو غیر مسلموں پر یہ پابندی عائد کرنی چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے اسلام اور مسلمانوں کا

مذاق بناتے ہیں۔

یہ پانچ نکات تو وہ ہیں جو "سختی سے نہیں بلکہ" نرمی سے نمٹنے" کے ذیل میں آتے ہیں، اگر حکومت واقعۃً "سختی سے نمٹنے" کا ارادہ رکھتی ہے تو اس کے لئے حسب ذیل اقدامات ناگزیر ہیں:

اول:... نبوت کے جھوٹے مدعی کی اُمت کو خلافِ قانون قرار دیا جائے، کیونکہ جب یہ واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اسلامی قانون کے خلاف ہے، جیسا کہ تمام اسلامی کتب میں لکھا ہے، مثلاً شرح فقہ اکبر میں ہے:

"التحدی فرع دعوی النبوۃ، ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔" (ص:۲۲۲)

ترجمہ:... "معجزہ نمائی کا چیلنج کرنا دعویٰ نبوت کی فرع ہے، اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالاجماع کفر ہے۔"

تو لازم ہے کہ جو جماعت اس جھوٹے مدعی نبوت کو اپنا روحانی پیشوا مانتی ہے، اسلامی قانون کی رو سے اسے بھی خلافِ قانون قرار دیا جائے۔

دوم:... حکومت نے اسلامی تعزیرات کا قانون ملک میں نافذ کیا ہے، لیکن سزائے ارتداد جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر ارشادات میں بیان فرمایا ہے کہ:

"من بدّل دینہ فاقتلوہ۔" (بخاری ص:۱۰۲۳)

ترجمہ:... "جو شخص اپنا دین اسلام تبدیل کرکے کفر اختیار کرے، اسے قتل کردو۔"

اور جس پر تمام فقہائے اُمت کا اتفاق ہے، اسے حکومت نے نافذ نہیں کیا، اگر اسلامی تعزیرات کا نفاذ مطلوب ہے تو سزائے ارتداد سے شرمانے کی کوئی وجہ نہیں، ارتداد، اسلام کی نظر میں زنا اور چوری سے زیادہ سنگین جرم ہے، اب اگر زنا اور چوری کا انسداد بذریعہ قانون ضروری ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ارتداد کے انسداد کی کوئی تدبیر نہ کی

جائے۔ الغرض یہ قانون فی الفور نافذ ہونا چاہئے کہ جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرے گا اس پر سزائے ارتداد جاری ہوگی، نیز یہ کہ زندیق بھی سزائے ارتداد کا مستوجب ہوگا۔

سوم:... اگر سرکاری ملازمین کا سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر محکمے کی شہ رگ پر قادیانی بیٹھے ہیں، اس نوعیت کی کلیدی اسامیوں سے ان کو برطرف کیا جائے۔

ہم نے نہایت اختصار سے اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت سے کھیلنے والوں اور اسلام کی بنیادوں پر ضرب لگانے والوں کے بارے میں چند تجاویز پیش کردی ہیں، نرم بھی اور سخت بھی، اب یہ دیکھنا ہے کہ حکومت کن تدابیر کو روبہ عمل لاتی ہے، اور اگر یہ تجاویز قابلِ عمل نہیں تو ان کو چھوڑ کر اس سلسلے میں دیگر کیا اقدامات کرتی ہے؟

آخر میں یہ گزارش ضروری ہے کہ قادیانی اُمت کی مثال اس وقت زخم خوردہ سانپ کی ہے، جناب صدر ان کے خلاف کوئی اقدام کرتے ہیں یا نہیں، یہ تو بعد کی بات ہے، لیکن یہ لازم ہے کہ یہ زخمی سانپ جناب صدر کو ڈنک لگائے، اخبارات و رسائل آج کل جس طرح جناب صدر کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں، وہ ان کے درونِ باطن کی نشاندہی کر رہی ہے، "وما تخفی صدورھم اکبر!" حق تعالیٰ شانہٗ ان کو تمام دشمنانِ اسلام کے شر سے محفوظ رکھے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۲ ش:۳۳)

عدالت عظمیٰ کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

پاکستان کی عدالت عظمیٰ میں ۲۰؍جنوری ۱۹۹۳ء سے ۳؍فروری ۱۹۹۳ء تک امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۲۵؍اپریل ۱۹۸۴ء کے خلاف قادیانیوں کی دائر کردہ اپیلیں زیر سماعت رہیں، قادیانیوں نے عدالت عظمیٰ میں یہ موقف اختیار کیا کہ زیر بحث قانون، آئین پاکستان میں دی گئی مذہبی آزادی کے خلاف ہے، اس لئے اس کو کالعدم قرار دیا جائے۔ عدالت نے مسلسل پانچ دن فریقین کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ محفوظ کرلیا۔ تاہم دونوں طرف کے وکلاء اور علمائے کرام سے کہا کہ وہ چاہیں تو اپنے مزید دلائل تحریری طور پر عدالت میں پیش کرسکتے ہیں۔

جناب عالی! "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی جانب سے درج ذیل حقائق عدالت عظمیٰ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ اس نازک اور حساس مسئلے کے تمام پہلوؤں کا گہری نظر سے مطالعہ فرماکر "قانون امتناع قادیانیت" کو بحال رکھا جائے جیسا کہ وفاقی شرعی عدالت نے اس کو بحال رکھا ہے۔

ملک کے دستور کے تحت قادیانی غیرمسلم قرار دیئے جاچکے ہیں، اس فیصلے کے باوجود قادیانی کھلے بندوں شعائر اللہ اور شعائر اسلام اپنا کر خود کو مسلمان ظاہر کرتے رہے تو قانون امتناع قادیانیت کا نفاذ ہوا، اور قادیانیوں کی اس دانستہ منصوبہ بندی کے تحت جاری خلاف قانون حرکات پر قانونی گرفت شروع ہوئی۔

وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ اور بلوچستان ہائی کورٹ کے تفصیلی فیصلے ریکارڈ پر موجود ہیں، بنیادی حقوق کو رنگ آمیزی سے آڑ بناتے ہوئے قادیانیوں نے یہ من گھڑت ثقافت کا معاملہ بنا کر اس معزز عدالت میں پیش کیا، اور اپیل دائر کرنے کی خصوصی اجازت ملنے کے بعد معزز عدالت کے فیصلے کو آڑ بنا کر ماتحت عدالتوں میں زیر سماعت تمام مقدمات، آئینی درخواستوں وغیرہ کی کارروائی رکوا دی۔ اسی طرح ۱۹۸۲ء سے اس قانون کو عملاً غیر موثر بنا کر رکھ دیا۔ فاضل عدالت نے کرمنل پٹیشن ۲۷۸ اپیل برائے سال ۱۹۹۲ء میں ضمانت کی منظوری کا جو فیصلہ دیا اسے بھی نہ صرف اخبارات میں غلط انداز میں چھپوا کر سپریم کورٹ کے حوالے سے یہ تاثر دیا کہ سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی اجازت دے دی (اخبارات کے تراشے منسلک ہیں)۔ بلکہ اس فیصلے کی بنیاد پر سندھ ہائی کورٹ کراچی میں آئینی درخواست نمبر ۲۶۷۳ سال ۹۲ سماعت کے لئے منظور کرائی اور ماتحت عدالت کی کارروائی رکوا دی۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ شعائر اللہ اور شعائر اسلام کا قرآن اور سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔

شعائر اللہ اور شعائر اسلام سے کیا مراد ہے؟

جناب عالی! زیر بحث قانون میں جن چیزوں کا استعمال قادیانیوں کے لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے، ان کا تعلق ”اسلامی شعائر“ سے ہے، اس لئے سب سے پہلے ”اسلامی شعائر“ کا مفہوم متعین کر لینا چاہئے۔

”شعائر“ کا لفظ شعیرہ یا شعارہ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کی وہ مخصوص علامت جس سے اس چیز کی پہچان ہو، لہٰذا ”شعائر اسلام“ سے مراد ہیں اسلام کی وہ مخصوص علامات جن سے کسی شخص کا اسلام معلوم ہوتا ہے، اور جو شخص ان علامات کا اظہار کرے، اہل اسلام اسے اسلامی برادری کا ایک فرد سمجھنے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کرنے کے پابند ہیں۔ مثلاً اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا، اس کی نماز جنازہ ادا کرنا، اس کے ذبیحے کا حلال ہونا، مسلمانوں کے ساتھ اس کے نکاح کا جائز ہونا، وغیرہ وغیرہ۔

اس مدعا کے ثبوت کے لئے اسلامی لٹریچر کے بہت سے حوالے پیش کئے جا سکتے

میں عرض حاضر کا وقت بچانے کے لئے صرف چار حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں، ایک انگریزی کا اور تین اردو کے۔

الف:... جے ایس ... کی عربی، انگریزی لغت "المورد" میں "شعار" کے معنی یہ لکھے ہیں:

"شعار، ج: شُعُر و اشعرۃ: Under garment.
Distinctive sign, Coat of arms, Cry of war,
Horse-cloth (ص:۶۴۲)

ب:... جناب مفتی محمد شفیع، سابق مفتی اعظم پاکستان، تفسیر "معارف القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:

"لفظ شعائر جس کا ترجمہ نشانیوں سے کیا گیا ہے، شعیرہ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں علامت، اسی لئے شعائر اور شعیرہ اس محسوس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی علامت ہو۔ شعائر اسلام ان افعال و اعمال کو کہا جاتا ہے جو عرفاً مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں اور محسوس و مشاہد ہیں، جیسے نماز، اذان، حج، ختنہ اور سنت کے موافق داڑھی وغیرہ۔"

(تفسیر معارف القرآن ج:۳ ص:۱۸)

ج:... جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی "تفہیم القرآن" میں لکھتے ہیں:

"ہر وہ چیز جو کسی مسلک یا عقیدے یا طرز فکر و عمل یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہو، وہ اس کا "شعار" کہلائے گی، کیونکہ وہ اس کے لئے علامت یا نشانی کا کام دیتی ہے۔ سرکاری جھنڈے، فوج اور پولیس وغیرہ کے یونیفارم، سکے، نوٹ اور اسٹامپ حکومتوں کے شعائر ہیں اور وہ اپنے محکوموں سے، بلکہ جن جن پر ان کا زور چلے، سب سے ان کے احترام کا مطالبہ کرتی ہیں۔ گرجا اور قربان گاہ اور صلیب مسیحیت کے شعائر ہیں۔ چوٹی، زنار اور مندر برہمنیت

کے شعائر ہیں۔ کیس، کڑا، اور کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں۔ ہتھوڑا اور درانتی اشتراکیت کا شعار ہے۔ سواستیکا آریہ نسل پرستی کا شعار ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد اول ص:۴۳۸)

۷:... مسند الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ارقام فرماتے ہیں:

”شعائر در اصل جمع شعیرہ است، و شعیرہ بمعنی علامت و شعائر اللہ در عرف دین مکانات و ازمنہ و علامات و اوقات عبادات را گویند، و مکانات عبادات مثل کعبہ و عرفہ و مزدلفہ و جمار ثلاثہ و صفا و مروہ و منیٰ و جمیع مساجد، و ازمنہ مثل رمضان و اشہر حرم و عید الفطر و عید النحر و جمعہ و ایام التشریق وغیرہ، و علامات مثل اذان و اقامت و ختنہ و نماز جماعت و نماز جمعہ و نماز عیدین، و در ہمہ این چیزہا معنی علامت بودن متحقق است زیرا کہ مکان و زمان عبادت نیز از عبادات بلکہ از معبود یاد دہندہ۔“

(تفسیر فتح العزیز فارسی ص:۳۷۴ طبع مجتبائی دہلی)

ترجمہ:... ”شعائر اصل میں جمع شعیرہ ہے، شعیرہ کے معنی علامت ہے، اور عرف دین میں شعائر اللہ مکانات اور زمانوں اور علامات اور اوقات عبادات کو کہتے ہیں۔ مکانات عبادت جیسے کعبہ اور عرفات و مزدلفہ و جمار ثلاثہ و صفا و مروہ اور تمام مساجد ہیں۔ اور زمانے عبادت کے جیسے رمضان اور ماہ ہائے حرام اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور جمعہ اور ایام تشریق ہیں۔ اور علامات عبادت جیسے اذان و اقامت، ختنہ و نماز باجماعت و نماز جمعہ اور عیدین ہیں۔ اور ان سب چیزوں میں علامت کے معنی متحقق ہیں، اس واسطے کہ مکان اور زمان بھی عبادت کی بلکہ معبود کی یاد دلاتے ہیں۔“

(تفسیر عزیزی اردو ص:۶۱۸ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

کون کون سی چیزیں شعائرِ اسلام ہیں؟

جب یہ نکتہ واضح ہوا کہ اسلام کی مخصوص علامات، جن کے ذریعے کسی مسلمان کی غیرمسلم سے شناخت ہوتی ہے، ان کو "شعائرِ اسلام" کہا جاتا ہے، تو اب یہ معلوم کرنا لازم ہے کہ "شعائرِ اسلام" میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں۔ ان میں سے چند امور کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف:… کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اسلام کا شعار ہے:

اسلامی شعائر میں سب سے پہلی چیز کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے، یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بدیہی حقیقت ہے کہ معزز عدالت کے سامنے اس کے دلائل پیش کرنا محض وقت ضائع کرنا ہوگا، کیونکہ ہر مسلم و کافر جانتا ہے کہ کلمہ شریف پڑھنا مسلمانی کی علامت ہے، جو شخص کلمہ شریف پڑھتا ہو، اس کو تمام لوگ مسلمان سمجھتے ہیں، اور جو یہ کلمہ نہ پڑھتا ہو اس کو غیرمسلم سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ کلمہ طیبہ اسلام کی خاص علامت ہے، جس سے کسی شخص کے مسلم و غیرمسلم ہونے کی شناخت ہوسکتی ہے، اس لئے اس کے "شعائرِ اسلام" ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ب:… نماز با جماعت اسلام کا شعار ہے:

ہر قوم اپنے طریقے پر عبادات کی رسوم بجالاتی ہے، لیکن مخصوص ہیئت کے ساتھ نماز با جماعت ادا کرنا اسلام کی خصوصیت اور اس کا مخصوص شعار ہے۔ جن لوگوں کو بھی آپ اس خاص ہیئت کے ساتھ علانیہ نماز ادا کرتے ہوئے دیکھیں گے فوراً سمجھ لیں گے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ، فَلَا تُخْفِرُوا اللهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ" (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص:۱۲)

ترجمہ:... "جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے، ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے، اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ شخص مسلمان ہے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے، سو تم لوگ اللہ کے عہد میں خیانت (کرکے اس کی عہد شکنی) نہ کرو۔"

علمائے اُمت نے "نماز" کے شعائرِ اسلام ہونے کی جابجا تصریحات فرمائی ہیں، یہاں عدالت کی توجہ فیلسوفِ اسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بے نظیر کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" کے چند فقروں کی طرف مبذول کرانا کافی ہوگا۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اعلم أن الصلاة أعظم العبادات شأنا ... إلى قوله ... وجعلها أعظم شعائر الدين۔"

(حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:۱۸۹)

ترجمہ:... "جاننا چاہئے کہ نماز تمام عبادات میں سب سے زیادہ عظیم الشان ہے، اس بنا پر شارع نے اس کو اسلام کا سب سے بڑا شعار قرار دیا ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"الصلاة من أعظم شعائر الإسلام وعلاماته التي إذا فقدت ينبغي أن يحكم بفقده ...... الملابسة بينها وبينه۔" (ایضاً ج:۱ ص:۱۸۷)

ترجمہ:... "نماز اسلام کا بہت بڑا شعار ہے، اور اسلام کی ان علامات میں سے ہے کہ جس کے جاتے رہنے سے اگر اسلام کے جاتے رہنے کا حکم کیا جائے تو بجا ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”أعظم شعائر الله أربعة: القرآن، والكعبة، والنبي، والصلوٰة۔“ (حجة الله البالغة ج:۱ ص:۷۰)

ترجمہ:... ”بڑے بڑے شعائر اللہ چار ہیں: قرآن، کعبہ، نبی اور نماز۔“

ج:... مسجد بھی اسلام کا شعار ہے:

مسجد اس جگہ کا نام ہے جو نماز پنج گانہ کے لئے وقف کی گئی ہو۔ جس طرح نماز اسلام کا شعار ہے، اسی طرح مسجد بھی اسلام کا شعار ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کی شناخت کی جاتی ہے۔ یعنی کسی قریہ، کسی شہر، کسی محلے میں مسجد کا ہونا وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، یہ دعویٰ درج ذیل دلائل کی روشنی میں بالکل واضح ہے:

ا:... مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے:

مسجد کا لفظ مسلمانوں کی عبادت گاہ کے ساتھ مخصوص ہے، چنانچہ قرآن کریم میں مشہور مذاہب کی عبادت گاہوں کا ذکر کرتے ہوئے ”مسجد“ کو مسلمانوں کی عبادت گاہ قرار دیا گیا ہے:

”وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللهِ كَثِيرًا۔“ (الحج:۴۰، پارہ:۱۷، رکوع:۱۳)

ترجمہ:... ”اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعے لوگوں کا زور نہ توڑتا تو راہبوں کے خلوت خانے، عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں، جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، گرادی جاتیں۔“

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ ”صوامع“ سے راہبوں کے خلوت خانے، ”بیع“ سے نصاریٰ کے گرجے، ”صلوات“ سے یہودیوں کے عبادت خانے اور

یہی مضمون تفسیر ابن جریر جلد:۹ صفحہ:۱۳، تفسیر نیشاپوری برحاشیہ ابن جریر جلد:۹ صفحہ:۶۳، تفسیر خازن جلد:۳ صفحہ:۹۱، تفسیر بغوی جلد:۵ صفحہ:۴۹۴ برحاشیہ ابن کثیر، اور تفسیر روح المعانی جلد:۱۷ صفحہ:۱۷ وغیرہ میں موجود ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت اور حضرات مفسرین کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ "مسجد" مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور یہ نام دیگر اقوام و مذاہب کی عبادت گاہوں سے ممتاز رکھنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہ مقدس نام مسلمانوں کی عبادت گاہ کے لئے مخصوص ہے، لہٰذا مسلمانوں کا یہ قانونی و اخلاقی فرض ہے کہ وہ کسی "غیرمسلم فرقے" کو اپنی عبادت گاہ کا یہ نام نہ رکھنے دیں۔

۲:... کافروں کو مسجد بنانے کا حق نہیں:

مسجد کی تعمیر ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے، اور کافر اس کا اہل نہیں۔ چونکہ کافر میں تعمیرِ مسجد کی اہلیت ہی نہیں، اس لئے اس کو تعمیرِ مسجد کا کوئی حق نہیں، اور اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہوسکتی، قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے:

"مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ." (التوبہ:۱۷)

ترجمہ:... "مشرکین کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں درآنحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے عمل اکارت ہوچکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اس آیت میں مشرکین کو تعمیرِ مسجد کے حق سے محروم قرار دیا گیا ہے، کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ کافر ہیں: "شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ" اور کوئی کافر تعمیرِ مسجد کا اہل نہیں، گویا قرآن یہ بتاتا ہے کہ تعمیرِ مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے، یہ دونوں چیزیں یک وقت جمع نہیں ہوسکتیں۔ پس جب وہ اپنے عقائدِ کفر کا اقرار کرتے ہیں تو گویا وہ

خود اس اَمر کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ تعمیرِ مسجد کے اہل نہیں، نہ انہیں اس کا حق حاصل ہے۔
امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی الحنفیؒ (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"عمارة المسجد تكون بمعنيين أحدهما زيارته والكون فيه والآخر ببنائه وتجديد ما استرم منه. فاقتضت الآية منع الكفار من دخول المسجد ومن بنائها وتولي مصالحها والقيام بها لانتظام اللفظ للأمرين۔"　　(احکام القرآن ج:۳ ص:۱۰۸)

ترجمہ... "یعنی مسجد کی آبادی کی دو صورتیں ہیں، ایک مسجد کی زیارت کرنا، اس میں رہنا اور بیٹھنا، اور دوسرے اس کو تعمیر کرنا اور شکست و ریخت کی اصلاح کرنا۔ پس یہ آیت اس اَمر کی مقتضی ہے کہ مسجد میں نہ کوئی کافر داخل ہوسکتا ہے، نہ اس کا بانی و متولی اور خادم بن سکتا ہے، کیونکہ آیت کے الفاظ تعمیرِ ظاہری و باطنی دونوں کو شامل ہیں۔"

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

"يقول إن المساجد إنما تعمر لعبادة الله فيها، لا للكفر به، فمن كان بالله كافرًا فليس من شأنه أن يعمر مساجد الله۔"　(تفسیر ابن جریر ج:۱۰ ص:۹۳ دارالفکر، بیروت)

ترجمہ... "حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لئے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے، کفر کے لئے تو تعمیر نہیں کی جاتیں، پس جو شخص کافر ہو، اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کرے۔"

امام عربیت جار اللہ محمود بن عمر الزمخشریؒ (متوفی ۵۲۸ھ) لکھتے ہیں:

"والمعنی ما استقام لهم أن یجمعوا بین أمرین متنافیین عمارة متعبدات الله مع الکفر بالله وبعبادته ومعنی شهادتهم علی أنفسهم بالکفر ظهور کفرهم."

(تفسیر کشاف ج:۲ ص:۲۵۳)

ترجمہ:... "مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے کسی طرح درست نہیں کہ وہ دو متنافی باتوں کو جمع کریں کہ ایک طرف خدا کی مسجدیں بھی تعمیر کریں اور دُوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کے ساتھ کفر بھی کریں، اور ان کے اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے سے مراد ہے ان کے کفر کا ظاہر ہونا۔"

امام فخرالدین رازیؒ (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

"قال الواحدی: دلت علی أن الکفار ممنوعون من عمارة مسجد من مساجد المسلمین، ولو أوصی بها لم تقبل وصیته."

(تفسیر کبیر ج:۱۶ ص:۷، مطبوعہ مصر)

ترجمہ:... "واحدی فرماتے ہیں: یہ آیت اس مسئلے کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں، اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی۔"

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"فیجب إذًا علی المسلمین تولّی أحکام المساجد ومنع المشرکین من دخولها."

(تفسیر قرطبی ج:۸ ص:۸۹، دارالکتاب العربی، القاہرہ)

ترجمہ:... "مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انتظام

مساجد کے متولی خود ہوں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے سے روک دیں۔"

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں:

"أوجب الله على المسلمين منعهم من ذلك لأن المساجد إنما تعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرًا بالله فليس من شأنه أن يعمرها۔ فذهب جماعة إلى أن المراد منه العمارة من بناء المسجد ومرمته عند الخراب فيمنع الكافر منه حتى لو أوصى به لا يمتثل۔ وحمل بعضهم العمارة ههنا على دخول المسجد والقعود فيه۔" (تفسير معالم التنزيل للبغوی ج:۳ ص:۵۵، برحاشیہ خازن، مطبوعہ علمیہ مصر)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیرِ مسجد سے روک دیں، کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں، پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کرے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ تعمیر سے مراد یہاں تعمیرِ معروف ہے یعنی مسجد بنانا، اور اس کی شکست و ریخت کی اصلاح و مرمت کرنا۔ پس کافر کو اس عمل سے باز رکھا جائے گا، چنانچہ اگر وہ اس کی وصیت کر مرے تو پوری نہیں کی جائے گی۔ اور بعض نے عمارت کو یہاں مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے پر محمول کیا ہے۔"

شیخ علاء الدین علی بن محمد البغدادی الخازن (متوفی ۷۲۵ھ) نے تفسیر خازن میں اس مسئلہ کو مزید تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (متوفی ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

(کو) دیا ہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے، پس یہ لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔"

اس آیت میں جن صفات کا ذکر فرمایا، وہ مسلمانوں کی نمایاں صفات ہیں، مطلب یہ ہے کہ جو شخص پورے دینِ محمدی پر ایمان رکھتا ہو اور کسی ضرورتِ دین کا منکر نہ ہو، اسی کو تعمیرِ مساجد کا حق حاصل ہے۔

۴:... غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد "مسجدِ ضرار" ہے، اس کو ڈھایا جاسکتا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی، جو "مسجدِ ضرار" کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحیٔ الٰہی سے ان کے کفر و نفاق کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فی الفور منہدم کرنے کا حکم فرمایا، قرآن کریم کی آیاتِ ذیل اسی واقعے سے متعلق ہیں:

"وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ، وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى، وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ. لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ...الیٰ قولہ... لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّا اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔" (التوبہ:۱۰۷–۱۱۰، پ:۱۱، ع:۱۳/۳)

ترجمہ:... "اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ و رسول کے دشمن کے لئے ایک کمین گاہ مہیا کریں، اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں، آپ

اس میں کبھی قیام مت کیجئے...... ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی،
ہمیشہ ان کے دل کا کانٹا بنی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے
ٹکڑے ہو جائیں، اور اللہ علیم و حکیم ہے۔"

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ:

الف:... کسی غیر مسلم گروہ کی اسلام کے نام پر تعمیر کردہ "مسجد"، "مسجد ضرار" کہلائے گی۔

ب:... غیر مسلم منافقوں کی ایسی تعمیر کے مقاصد ہمیشہ حسب ذیل ہوں گے:

۱- اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

۲- عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔

۳- مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

۴- خدا اور رسول کے دشمنوں کے لئے ایک اڈا بنانا۔

ج:... چونکہ منافقوں کے یہ ناپاک مقاصد ناقابل برداشت ہیں، اس لئے حکم دیا گیا کہ ایسی نام نہاد مسجد کو منہدم کر دیا جائے۔

مفسرین اور اہل سیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسجد ضرار کو ڈھا دیا گیا اور اسے نذر آتش کر دیا گیا۔ چند حوالے درج ذیل ہیں:

سیرت ابن ہشام بر حاشیہ الروض الانف جلد: ۲ صفحہ: ۳۲۲

تفسیر قرطبی	جلد: ۸	صفحہ: ۲۵۴
تفسیر ابن کثیر	جلد: ۵	صفحہ: ۳۸۸
تفسیر مظہری	جلد: ۴	صفحہ: ۲۹۹
تفہیم القرآن	جلد: ۲	صفحہ: ۲۳۴
معارف القرآن	جلد: ۴	صفحہ: ۲۳

قادیانی منافقین کی بنائی ہوئی نام نہاد مسجدیں بھی مسجد ضرار ہیں، اس لئے معزز

ترجمہ: "مشرک پر "نجس" کا اطلاق اس بنا پر کیا گیا کہ جس شرک کا وہ اعتقاد رکھتا ہے اس سے پرہیز کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسے کہ نجاستوں اور گندگیوں سے، اس لئے ان کو نجس کہا۔ اور شرع میں نجاست کی دو قسمیں ہیں، ایک نجاستِ جسم، دوم نجاستِ گناہ، اور ارشادِ خداوندی "انما المشرکون نجس" بتاتا ہے کہ کفار کو دخولِ مسجد سے باز رکھا جائے، الا یہ کہ کوئی عذر ہو، کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کو نجاستوں سے پاک رکھیں۔"

اس آیت شریفہ کے ذیل میں دیگر ائمہ مفسرین نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ مسلمانوں کی اجازت کے بغیر مسجد میں غیرمسلموں کا داخلہ ممنوع ہے۔

۲:... احادیث شریفہ میں مساجد کو شعائرِ اسلام قرار دیا ہے:

قرآن کریم کی آیاتِ بینات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات شریفہ دیکھے جائیں تو ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد مسلمانوں کا شعار ہے۔

الف:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے صحابہ کرامؓ کو بھیجتے تھے تو انہیں ہدایت فرماتے تھے:

"اذا رأیتم مسجدا او سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا احدا۔"

(ترمذی ج:۱ ص:۱۹۶، مشکوٰۃ ص:۳۴۰)

ترجمہ: "جب تم کسی بستی میں مسجد دیکھو یا مؤذن کی آواز سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی بستی میں مسجد کا ہونا اس امر کی علامت ہے کہ وہ لوگ مسلمان ہیں۔

ب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی خدمت کرنے کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"إذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالإيمان فإن الله تعالى يقول: إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر." (ترمذی ج:۲ ابواب التفسیر ص:۱۴۹)

ترجمہ: "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خدمت کرتا ہے تو اس کے لئے ایمان کی شہادت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی مساجد کی تعمیر وہ شخص کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔"

۵:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کو بیت اللہ قرار دیا ہے:

"أخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن أبي إسحاق عن عمرو بن ميمون الأودي قال: أخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن المساجد بيوت الله في الأرض، وإنه لحق على الله أن يكرم من زاره فيها."

(مصنف عبدالرزاق ج:۱۱ ص:۲۹۴)

اس حدیث شریف پر تبصرہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"فضل بناء المسجد وملازمته وانتظار الصلوٰة فيه ترجع إلى أنه من شعائر الإسلام وهو قوله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم مسجدًا أو سمعتم مؤذنًا فلا تقتلوا أحدًا. وأنه محل الصلوٰة ومعتكف العابدين ومطرح الرحمة ويشبه الكعبة من وجه."

(حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:۲۰۰ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

ترجمہ:... "مسجد کے بنانے، اس میں حاضر ہونے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"جب کسی آبادی میں مسجد تعمیر ہو جاتی ہے تو اس علاقہ کی
تمام ذی روح مخلوق کی بستی میں مسجد اور اذان کا ہونا اس بات کی
علامت ہے کہ یہاں کے باشندے مسلمان ہیں) اور مسجد ضرار کی جگہ
اور عبادت گزاروں کے اختلاف کا مقام ہے، وہاں رحمت الٰہی کا
نزول ہوتا ہے ورنہ ایک طرح سے عجب کی شے ہے۔"

قرآن مجید کی ان آیات سے ثابت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور
معمولات کی تصریحات سے واضح ہے کہ:

الف: مسجد اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے۔

ب: اور یہ کہ کسی غیر مسلم کو مسجد بنانے کی یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد سے تشبیہ دینے یا
مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ج: اور یہ کہ اگر کوئی غیر مسلم ایسی حرکت کرے تو مسلمان حکومت کا فرض ہے
کہ اس کو منہدم کر دے اور جلا دینے کا حکم دے، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
"مسجد ضرار" کو منہدم کرنے اور اسے نذر آتش کرنے کا حکم دیا تھا، اور جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بت کدے جلانے کے لئے بھیجا، جس کا واقعہ بھی ہے۔ امام ابو یوسف
نے "کتاب الخراج" میں اپنی سند کے ساتھ یوں نقل کیا ہے:

"حدثنا اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی
حازم عن جریر قال: قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم: ألا تریحنی من ذی الخلصة؟ بیت کان لخثعم
کانت تعبد فی الجاهلیة یسمی کعبة الیمانیة. قال:
فخرجت فی مائة وخمسین راکبا فحرقناها حتی
جعلناها مثل الجمل الأجرب. قال: ثم بعثت إلی النبی
صلی اللہ علیه وسلم رجلا یبشره فلما قدم علیه قال:
والذی بعثک بالحق! ما أتیتک حتی ترکناها مثل

ہوتا ہے، اس لئے اس مدعا پر بھی دلائل پیش کرتا ہوں۔

۱:… قرآن کریم میں ہے:

"وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔" (المائدة:۵۸)

ترجمہ:… "اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ ٹھہراتے ہیں اس کو ہنسی اور کھیل، یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔"

آیت شریفہ میں نماز کی طرف بلانے سے مراد ہے اذان دینا، اذان دینے والا اگرچہ ایک شخص ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کی جماعت کی طرف منسوب کرکے یوں فرمایا کہ: "جب تم بلاتے ہو نماز کی طرف۔" علامہ بدرالدین عینیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چونکہ مؤذن مسلمانوں کو بلانے کے لئے اذان کہتا ہے، اس لئے اس کے فعل کو تمام مسلمانوں کا اجتماعی عمل قرار دیا گیا۔ ان کی عبارت یہ ہے:

"قوله: "وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ" يعني إذا أذّن المؤذن للصلوة، وإنما أضاف النداء إلى جميع المسلمين لأن المؤذن يؤذن لهم ويناديهم، فأضاف إليهم." (عمدة القاري ج:۵ ص:۱۰۲، باب بدء الأذان)

قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ اذان صرف مسلمانوں کا شعار ہے، کیونکہ یہ صرف مسلمانوں کو نماز کی طرف بلانے کے لئے کہی جاتی ہے۔

۲:… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مشورہ ہوا کہ نماز کی اطلاع کے لئے کوئی صورت تجویز ہونی چاہئے۔ بعض حضرات نے گھنٹی بجانے کی تجویز پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ کہہ کر رد فرمادیا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔ دوسری تجویز پیش کی گئی کہ بوق (باجا) بجایا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی قبول نہیں فرمایا کہ یہ یہود کا وطیرہ ہے۔ تیسری تجویز آگ جلانے کی پیش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ یہ مجلس اس فیصلے پر برخاست ہوئی کہ ایک شخص نماز کے

وقت اعلان کردیا کرے کہ نماز تیار ہے۔ بعدازاں بعض حضرات صحابہؓ کو خواب میں اذان کا طریقہ سکھایا گیا، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحیٔ الٰہی سے اس خواب کی تصدیق فرمائی۔ اس وقت سے مسلمانوں میں یہ اذان رائج ہوئی۔ (فتح الباری ج:۲ ص:۸۰)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس واقعے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذه القصة دليل واضح على أن الأحكام إنما شرعت لأجل المصالح وأن للاجتهاد فيها مدخلاً، وأن التيسير أصل أصيل، وأن مخالفة أقوام تمادوا في ضلالتهم فيما يكون من شعائر الدين مطلوب وأن غير النبي صلى الله عليه وسلم قد يطلع بالمنام والنفث في الروع على مراد الحق لكن لا يكلف الناس به ولا تنقطع الشبهة حتى يقرره النبي صلى الله عليه وسلم واقتضت الحكمة الإلهية أن لا يكون الأذان صرف إعلام وتنبيه، بل ينضم مع ذلك أن يكون من شعائر الدين بحيث يكون النداء به على رؤس الخامل والنبيه تنويها بالدين ويكون قبوله من القوم آية انقيادهم لدين الله." (حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:۲۰۴ مترجم)

ترجمہ: "اس واقعے میں چند مسائل کی واضح دلیل ہے۔ اول یہ کہ احکامِ شرعیہ خاص مصلحتوں کی بنا پر مقرر ہوئے ہیں۔ دوم یہ کہ اجتہاد کا بھی احکام میں دخل ہے۔ سوم یہ کہ احکامِ شرعیہ میں آسانی کو ملحوظ رکھنا بہت بڑا اصل ہے۔ چہارم یہ کہ شعائرِ دینی میں ان لوگوں کی مخالفت جو اپنی گمراہی میں بہت آگے نکل گئے ہوں، شارع کو مطلوب ہے۔ پنجم یہ کہ غیر نبی کو بھی بذریعہ خواب یا القائی

رد المحتار	ج:۱	ص:۳۹۳
میزان کبریٰ شعرانی	ج:۱	ص:۱۱۸
الفقہ الاسلامی وادلتہ	ج:۱	ص:۵۴۲

ان تمام دلائل سے واضح ہے کہ اذان صرف مسلمانوں کا شعار ہے، کسی بستی میں اذان کا ہونا، وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، اور کسی غیرمسلم کی اذان صحیح نہیں۔

کیا کسی غیرمسلم کو اسلامی شعائر کے اپنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

گزشتہ مباحث سے یہ حقیقت واضح ہوچکی ہے کہ "قانون امتناعِ قادیانیت" میں جن اُمور کا ذکر ہے (یعنی کلمہ طیبہ، نماز باجماعت، مسجد اور اذان) یہ مسلمانوں کا شعار ہیں، اور یہ چیزیں مسلم و غیرمسلم کے درمیان خطِ امتیاز کھینچتی ہیں۔

اب صرف اس نکتے پر غور کرنا باقی رہا کہ کیا کسی غیرمسلم کو اسلام کا شعار اپنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ اس سلسلے میں چند گزارشات گوش گزار کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

کسی فرد، جماعت یا قوم کا خاص شعار لائقِ احترام سمجھا جاتا ہے، اور کوئی غیرمتعلق شخص اس خاص شعار کو اپنانے تو اسے "جعل سازی" کا مرتکب سمجھا جاتا ہے، مثلاً:

۱:... کوئی صنعتی یا تجارتی فرم اپنا علامتی نشان (ٹریڈ مارک) رجسٹرڈ کرالیتی ہے، یہ اس کا "علامتی نشان" ہے، اور کسی شخص کو اس کے اپنانے کا حق حاصل نہیں، اگر کوئی دوسرا شخص اس "امتیازی نشان" کو استعمال کرے گا تو "چور" اور "جعل ساز" تصور کیا جائے گا۔

۲:... ہر ملک کی فوج کی ایک خاص وردی ہے، جو اس ملک کی فوج کا "یونیفارم" سمجھا جاتا ہے، پھر فوج کے خاص خاص عہدوں کے لئے الگ الگ نشان مقرر ہیں، یہ جنرل کا نشان ہے، یہ میجر جنرل کا نشان ہے، یہ کرنل کا نشان ہے، یہ لیفٹیننٹ کرنل کا نشان ہے، یہ میجر کا نشان ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ مختلف عہدوں کے نشانات ان عہدوں کی امتیازی علامات اور ان کا "شعار" ہیں، اگر کوئی غیر فوجی، فوجی وردی پہن کر گھومے پھرے تو اسے مجرم تصور کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی فوجی اپنے عہدے کے علاوہ دوسرے عہدے کا "علامتی نشان" لگائے تو وہ بھی مجرم تصور کیا جائے گا، اس لئے کہ اگر ان امتیازی نشانات کے استعمال کی دوسروں کو اجازت دی جائے تو فوجی اور غیر فوجی کے درمیان امتیاز نہیں رہے گا، اور فوج کے اعلیٰ و ادنیٰ عہدوں کی شناخت مٹ جائے گی۔ الغرض فوج کا شعار لائقِ احترام ہے، اور فوجی افسران کے خاص خاص نشانات بھی لائقِ احترام ہیں، کسی غیر متعلق شخص کو ان کے استعمال کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۳:... اسی طرح ہر ملک کی پولیس کا بھی ایک "یونیفارم" ہے جو اس کا علامتی نشان اور شعار ہے، پھر پولیس کے بڑے چھوٹے عہدوں کی شناخت کے لئے الگ الگ نشان مقرر ہیں، جو بطور خاص ان عہدوں کا شعار ہے۔ کسی غیر شخص کو پولیس کا یونیفارم اور اس کے مختلف عہدوں کا علامتی نشان استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔

اگر کسی فرم کا ٹریڈ مارک کسی دوسرے کے لئے استعمال کرنا جرم ہے، اگر پولیس کی وردی اور اس کے عہدوں کی شناختی علامات کا استعمال کسی غیر شخص کے لئے جرم ہے، اور اگر فوج کے یونیفارم اور اس کے عہدوں کی خاص علامت کا استعمال دوسرے شخص کے لئے جرم ہے، تو ٹھیک اسی طرح اسلام کے شعائر کا استعمال بھی "غیر مسلم" کے لئے جرم ہے، اسے دنیا کے کسی قانونِ انصاف کی رُو سے جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

فاضل عدالت کبھی گوارا نہیں کرے گی کہ کوئی "جعل ساز" ایک عمارت بناکر اس پر "سیشن کورٹ"، "ہائی کورٹ" یا "سپریم کورٹ" کا بورڈ لگاکر لوگوں کے مقدمات نمٹانے لگے۔ بلاشبہ لوگوں کے تنازعات نمٹانا کارِ ثواب ہے، اور مظلوموں کی داد رسی کرنا اور ان کو ظالموں کے چنگل سے نجات دلانا بڑی عبادت ہے، اس کے باوجود یہ شخص جعل سازی کا مرتکب اور مجرم سمجھا جائے گا، کیوں؟ اس لئے کہ اس شخص نے غلط طور پر معزز عدالت کے نام کو استعمال کرکے اس مقدس نام کی توہین کی ہے۔

ٹھیک اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کا (اپنے کفر پر قائم رہتے ہوئے) اسلام کے مقدس نام کو استعمال کرنا، اور اسلام کے خصوصی شعائر و علامات کو اپنانا بھی بدترین جرم ہے، اس لئے کہ یہ اسلام اور اسلام کے خصوصی شعائر کی توہین ہے۔

فاضل عدالت اس بات کو کبھی برداشت نہیں کرے گی کہ کوئی مکار فرد یا معزز عدالت کے سامنے اپنا کمرۂ عدالت سجائے اور اس پر "چیف جسٹس" کے نام کی تختی آویزاں کرکے بیٹھ جائے، کیونکہ اس بہروپیے کا "چیف جسٹس" کی تختی آویزاں کرنا اس معزز اور محترم لفظ کی توہین ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم (جو اپنے کفر پر مصر ہے) اپنے سینے یا گھر کے دروازے پر یا اپنی عبادت گاہ پر کلمۂ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی تختی آویزاں کرتا ہے تو یہ بھی اس پاک کلمے کی توہین ہے، جسے کوئی مسلمان کسی حال میں گوارا نہیں کرسکتا۔ کون مسلمان ہوگا جو اس کو برداشت کرے کہ کسی بت کدے پر، ہندوؤں کے کسی مندر پر کلمۂ طیبہ لکھ کر یہ تأثر دیا جائے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہ نہیں تھی جسے مسلمان لئے پھرتے ہیں، بلکہ... نعوذ باللہ... وہ تھی جس کا مظاہرہ اس بت کدے میں اور اس مندر میں کیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا کہ کفار کی عبادت گاہوں کو بیت اللہ کہنا صحیح ہے؟ جواب میں تحریر فرمایا:

"لیست بیوت اللّٰہ، وانما بیوت اللّٰہ المساجد، بل ھی بیوت یکفر فیھا، وان کان قد یذکر فیھا، فالبیوت بمنزلۃ اھلھا، واھلھا کفار، فھی بیوت عبادۃ الکفار۔" (فتاوی ابن تیمیہ ج:۲ ص:۱۶۱)

ترجمہ:... "یہ بیت اللہ نہیں، بیت اللہ مسجدیں ہیں، یہ تو وہ جگہیں ہیں جہاں کفر ہوتا ہے، اگرچہ ان میں ذکر بھی ہوتا ہو، پس مکانات کا وہی حکم ہے جو ان کے بسنے والوں کا ہے، ان کے بانی کافر ہیں، لہٰذا یہ کافروں کے عبادت خانے ہیں۔"

ظاہر ہے کہ کفر معنوی نجاست ہے، پس جس طرح کسی نجاست خانے پر کلمۂ طیبہ

کا بورڈ لگانا کلمہ طیبہ کی توہین اور بے ادبی ہے، اسی طرح بیت الفقر پر کلمہ طیبہ کا آویزاں کرنا بھی کلمہ طیبہ کی تذلیل ہے، جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

قانون امتناع قادیانیت کا نفاذ بھی ایسے جرائم کے تدارک کے لئے ہوا ہے۔

مذہبی آزادی کا صحیح تصور:

دورِ جدید میں ترقی یافتہ لیکن لادین اقوام کی طرف سے ''فردی آزادی'' کا ایسا صور پھونکا گیا اور اس کے سحر آفریں نعرے نے بھولوں کو ایسا مسحور کیا کہ ''فردی آزادی'' کے حدود و قیود ہی بھول گئے۔

مغرب میں ''فردی آزادی'' کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱- آزادیِ تقریر۔

۲- آزادیِ تحریر۔

۳- آزادیِ انجمن سازی۔

۴- آزادیِ مذہب۔

۵- آزادیِ بود و باش۔

دنیا کے کسی مذہب میں ''فردی آزادی'' کی پانچوں اقسام کا مفہوم ''مادر پدر آزادی'' نہیں، بلکہ اس کے لئے بھی حدود و قیود ہیں:

اوّل:... یہ کہ یہ آزادی اخلاق و تہذیب کے دائرے سے باہر نہ ہو۔

دوم:... یہ کہ یہ آزادی آئین و قانون کے دائرے میں ہو۔

سوم:... یہ کہ ایک فرد کی آزادی سے معاشرے کا امن و سکون غارت نہ ہو، اور دوسروں کے حقوق اس سے متأثر نہ ہوں۔ جو آزادی کہ دائرۂ تہذیب سے باہر ہو، جس آزادی میں آئین و قانون کو ملحوظ نہ رکھا جائے، اور جس آزادی سے معاشرے کا امن و سکون تہہ و بالا ہو جائے یا دوسروں کے حقوق متأثر ہوں، ایسی آزادی پر ہر مہذب معاشرہ پابندی عائد کرے گا۔ مشہور ہے کہ ایک شخص سبک خرامی کے طریقے سے اپنا ہاتھ گھما رہا تھا، اس کا

سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ اس آزادی کا زیادہ تر تعلق اخبارات و رسائل، کتب اور لٹریچر اور مقالات و مضامین سے ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہر مہذب ملک میں پریس کے قوانین موجود ہیں، اور کسی کو یہ حق نہیں دیا جاتا کہ ان قوانین سے بالاتر ہوکر "آزادیٔ تحریر" کا مظاہرہ کرے، اگر کوئی اخبار نویس دوسروں کے شخصی معاملات اُچھالتا ہے، کسی پر ناروا تہمتیں دھرتا ہے، لوگوں کو آئین و قانون سے بغاوت کی دعوت دیتا ہے، فوج یا عدلیہ کی توہین کرتا ہے، یا معاشرے میں اخلاقی انارکی پھیلاتا ہے تو قلم کی اس آزادی کو لگام دینے کے لئے قانون حرکت میں آئے گا، اور ایسے شخص کو پابند سلاسل یا زنداں کیا جائے گا، یا پھر اس کا صحیح مقام دماغی شفاخانہ ہوگا۔ الغرض! کسی بھی مہذب معاشرے میں "آزادیٔ قلم" کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ان "آزاد صاحب" کو لوگوں کی عزت و آبرو سے کھیلنے اور معاشرے کی زندگی اجیرن کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔

۳:... آزادیٔ انجمن سازی:

ہم ذوق و ہم مشرب لوگوں کو اختیار ہے کہ اپنی ایک انجمن بنائیں، اور اپنی جماعت تشکیل دیں، لیکن یہ آزادی بھی اخلاق و قانون کے دائرے میں محدود رہنی چاہئے، اگر چند مجرم قسم کے لوگ "انجمن قزاقاں" کے نام سے ایک تنظیم بنائیں، اور اس تنظیم کے اصول و قواعد مرتب کریں، اور انہیں اخباروں میں، رسالوں میں، کتابوں میں شائع کریں، تو کوئی مہذب حکومت اور مہذب معاشرہ اس کی اجازت نہیں دے گا، بلکہ اس تنظیم کو خلاف قانون قرار دیا جائے گا، اور اس تنظیم کے ارکان اگر حکومت کی گرفت میں آجائیں تو ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

اسی طرح حکومت کے باغیوں کا گروپ اگر "انجمن باغیان" بنانے کا اعلان کرے تو اس کا جو حشر ہوگا وہ سب کو معلوم ہے، اس سے ثابت ہوا کہ انجمن سازی کی آزادی بھی مادر پدر آزادی نہیں، بلکہ اخلاق و قانون کے حدود کی پابند ہے۔

کسی پر جبر نہیں کیا جا سکتا، لیکن یہ آزادی اخلاق وقانون سے ماورا نہیں، بلکہ یہ آزادی بھی اخلاق وقانون کے دائرے میں محدود ہے، مثلاً ایک پابندی تو اس پر اس مذہب کی طرف سے عائد ہوگی جس کو وہ قبول کرنے جارہا ہے کہ اگر وہ اس مذہب کو قبول کرنا چاہتا ہے تو اس مذہب کو قبول کرنے سے پہلے اس کے اصول کو خوب ٹھونک بجا کر دیکھ لے، اور گہری نظر سے ان کا مطالعہ کرلے، یہ دیکھ لے کہ اس کے لئے قابل قبول بھی ہیں یا نہیں؟ اور جب اس مذہب کو قبول کرلے گا تو اس مذہب کے تمام مسلّمہ اصول کی پابندی اس پر لازم ہوگی، اور اس مذہب کے مسلّمہ اصول سے انحراف اس کے لئے جائز نہیں ہوگا، اگر یہ شخص اس مذہب کو قبول کرنے کا التزام بھی کرتا ہے، اس کے باوجود اس مذہب کے اصول مسلّمہ سے انحراف کرتا ہے تو اس مذہب کو اس کے خلاف کارروائی کا پورا حق حاصل ہوگا۔

دوسری پابندی اس پر دوسرے مذاہب کی طرف سے عائد ہوگی کہ اس کی "مذہبی آزادی" سے دوسروں کی مذہبی آزادی متأثر نہ ہو، مثلاً ایک شخص اپنے دوستوں کی ایک جماعت بنالیتا ہے اور پھر یہودی مذہب کے ماننے والوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ: "میں موسیٰ علیہ السلام ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ بھیجا ہے تاکہ میں توریت کی تجدید کروں، اور نئی یہودیت کو لوگوں کے سامنے پیش کروں۔ چونکہ سچا یہودی مذہب وہ ہے جو میں بیان کررہا ہوں، لہٰذا تمام یہودی برادری کا فرض ہے کہ مجھ پر ایمان لائے، مجھے موسیٰ علیہ السلام کی حیثیت سے تسلیم کریں، اور میری پیروی کریں، کیونکہ صرف میری تعلیم ان کے لئے مدارِ نجات ہے۔ جو لوگ مجھے نہیں مانیں گے وہ یہودی مذہب کے دائرے سے خارج ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

یہ شخص اپنے ان خیالات کو کتابوں میں، رسالوں میں اور اخباروں میں شائع کرتا ہے، اس کے ان خیالات سے یہودی برادری میں اشتعال پیدا ہوتا ہے، اور اس کا یہ دل آزار رویہ یہودی برادری کے لئے ناقابل برداشت ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ نوبت مناظروں مباحثوں سے گزر کر فتنہ وفساد تک پہنچ جاتی ہے۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل ودانش سے نوازا ہے اس شخص کے رویے کو یہودی مذہب میں مداخلت قرار دے گا، اور اس

کی اس "غلط مذہبی آزادی" پر پابندی عائد کرنے کے حق میں رائے دے گا۔

مثلاً ایک عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ: "میں مسیح ابن مریم ہوں" اور وہی تقریریں جو انجیل میں یسوع مسیح کے بارے میں ذکر کی گئی ہے، عیسائیوں کے بارے میں پیش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی اس اشتعال انگیزی سے عیسائی برادری کے دل مجروح ہوتے ہیں، اور دونوں کے درمیان تصادم کی نوبت آجاتی ہے، تو یہاں بھی اس شخص کے رویہ پر نظرثانی کی جائے گی، اور عیسائی مذہب کے استحصال سے روکا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ... نعوذ باللہ... "میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں دوبارہ مبعوث فرمایا ہے، مسلمان جس اسلام کو سمجھتے ہیں وہ مردہ اسلام ہے، زندہ اسلام وہ ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔ اب صرف میری پیروی مدارِ نجات ہے، صرف میرے ماننے والے مسلمان ہیں، باقی سب دائرۂ اسلام سے خارج ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

اس شخص کی یہ حرکتیں مسلمانوں کے لئے حد درجہ اذیت کا باعث بنتی ہیں، ان میں اشتعال پیدا ہوتا ہے، اور وہ اس مدعی کی ان اشتعال انگیز حرکتوں کے خلاف سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس شخص کی اس اشتعال انگیزی کو "مذہبی آزادی" کا نام دینا غلط ہے، یہ "مذہبی آزادی" نہیں، بلکہ مسلمانوں کے دین و مذہب میں مداخلت ہے، اور ان کے مذہب پر ڈاکا ڈالنا ہے، جس طرح دنیا کی کوئی عدالت "انجمن قزاقان" قائم کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی، اسی طرح دنیا کی کوئی عدالت اس شخص کی جماعت کو "مذہبی قزاقی" کی اجازت نہیں دے سکتی۔

الغرض! "مذہبی آزادی" سر آنکھوں پر، لیکن مذہبی آزادی کے نام پر "مذہبی قزاقی" کی اجازت دینا عدل و انصاف کا خون کرنا ہے۔

قادیانیوں کی مذہبی آزادی اور ہمارا آئین:

قادیانیوں کی طرف سے عدالت عظمیٰ میں یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ اگرچہ پاکستان

کے آئین کی رو سے ہم غیرمسلم ہیں، لیکن تمہارا آئین غیرمسلم اقلیتوں کو مذہبی آزادی دیتا ہے، لہٰذا ہمارا جو مذہب بھی ہو، ہمیں اس کی پوری آزادی ملنی چاہئے۔ اور یہ کہ ”قانون امتناعِ قادیانیت“ جو اس آئینی حق سے ہمیں محروم کرتا ہے، اس کو منسوخ قرار دیا جائے۔

قادیانیوں کے اس نکتے پر غور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ قادیانیت کیا چیز ہے؟ اور آئین میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سلسلے میں چند معروضات پیشِ خدمت ہیں:

۱:... اُمتِ اسلامیہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت و رسالت کا سلسلہ بند ہے، اب قیامت تک کسی کو نبوّت عطا نہیں کی جائے گی۔

۲:... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”براہینِ احمدیہ“ میں (جو ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی تھی) قرآنِ کریم کی آیات اور اپنے الہامات کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئیں گے۔ اور یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بن کر تجدیدِ اسلام کے لئے آیا ہے۔　　　(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۵)

۱۸۹۱ء میں دعویٰ کیا کہ مجھے الہام ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں، وہ دوبارہ نہیں آئیں گے، اور یہ کہ ان کی جگہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسیحِ موعود بناکر بھیجا ہے۔

۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہرِ ثانی ہے، اس لئے نہ صرف نبی و رسول ہے، بلکہ بحیثیت خاتم الانبیاء ہے۔

۳:... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رُوپ دھارنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ تمام آیات اپنی ذات پر چسپاں کرلیں جو قرآنِ کریم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

بطورِ مثال یہاں تین آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے:

۱:... ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى

الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ"

(الفتح:۲۹) (ایک غلطی کا ازالہ ص:۳، تذکرہ ص:۸۳ طبع چہارم)

ترجمہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کا رسول ہے، اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر سخت ہیں... یعنی کفار ان کے سامنے لاجواب اور عاجز ہیں، اور ان کی حقانیت کی ہیبت کافروں کے دلوں پر مستولی ہے۔ اور وہ لوگ آپس میں رحم کرتے ہیں۔"

۲:... "هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔"

(الصف:۹) (تذکرہ ص:۲۷۵، ۲۸۸، ۳۴۸ طبع چہارم)

ترجمہ: "خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔"

۳:... "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔"

(آل عمران:۳۱) (حقیقۃ الوحی ص:۸۲)

ترجمہ:... "ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو، خدا بھی تم سے محبت کرے۔"

۴:... "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔"

(الاعراف:۱۵۸) (تذکرہ ص:۳۵۲ طبع چہارم)

ترجمہ:... "کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔"

۵:... "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى۔"

(النجم:۳-۴) (تذکرہ ص:۳۷۸)

ترجمہ:... "اور وہ اپنی خواہش کے تحت نہیں بولتا بلکہ

وحی کا تابع ہے، جو نازل کی جاتی ہے۔"

۶:... "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔" (الفتح:۱۰)(حقیقۃ الوحی ص:۸۰)

ترجمہ: "وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔"

۷:... "قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الیّ انما الٰہکم الٰہ واحد۔" (الکہف:۱۱۰)(حقیقۃ الوحی ص:۸۱)

ترجمہ: "ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں، میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔"

۸:... "انا فتحنا لک فتحا مبینا، لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔" (الفتح:۱،۲)(حقیقۃ الوحی ص:۹۴)

ترجمہ: "میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا، جو کھلی فتح ہوگی، تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں اور پیچھے ہیں۔"

۹:... "انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔"

(المزمل:۱۵)(حقیقۃ الوحی ص:۱۰۱)

ترجمہ: "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اس رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔"

۱۰:... "انا اعطیناک الکوثر۔"

(الکوثر:۱)(حقیقۃ الوحی ص:۱۰۲)

ترجمہ: "ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے۔"

نبوت کی عبارتوں میں سے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

مرزا افضل الرسل:

الف:… ”آسمان سے کئی تخت اُترے مگر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔“ (مرزا کا الہام، مندرجہ تذکرہ طبع دوم ص:۳۴۶)

ب:… ”کمالاتِ متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسولِ کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے، اور وہ سارے کمالات حضرت رسولِ کریمؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے، اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے…… پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریمؐ کی خاص خاص صفات میں، اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔“ (ملفوظات جلد سوم ص:۲۷۰ طبع ربوہ)

فخر الاولین والآخرین:

ج:… روزنامہ ”الفضل“ قادیان، مسلمانوں کو للکارتے ہوئے کہتا ہے:

”اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دُنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ (یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے… نعوذ باللہ… ناقل) جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) میں ہوکر ملتا ہے، اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزلِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے، وہ وہی فخر الاولین والآخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔“ (”الفضل“ قادیان، ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۱۱، ۲۱۲ طبع پنجم لاہور)

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر:

و:... "اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱)

و:... مرزا کے مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں ایک قصیدہ لکھا، جو خوش خط لکھ کر فریم کرا کر مرزا کی خدمت میں پیش کیا، اور پھر وہ قصیدہ مرزا کے اخبار "بدر" میں شائع ہوا، اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار "بدر" قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

و:... مرزا قادیانی نے خطبہ الہامیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی بعثت اور

قادیانی ظہور کے درمیان تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانے میں اسلام ہلال کی مانند تھا، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی، اور قادیانی بعثت کے زمانے میں اسلام بدرِ کامل کی طرح روشن اور منور ہوگیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا، اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانے میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوجائے خدا تعالیٰ کے حکم سے ـــــ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی)۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۴)

ج:... مرزا غلام احمد کا لڑکا مرزا بشیر احمد ایم اے "کلمۃ الفصل" میں اسی "ہلال و بدر" کی نسبت کے حوالے سے لکھتا ہے:

"آنحضرت کے بعثِ اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا، لیکن ان کی بعثِ ثانی میں آپ کے منکروں کو داخلِ اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزا ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعثِ اوّل و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔" (اخبار "الفضل" قادیان جلد:۳ نمبر:۱۰، مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۲)

بڑی فتحِ مبین:

د:... مرزا نے اظہارِ افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا کہ مرزا قادیانی کے زمانے کی فتحِ مبین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتحِ مبین سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اور ظاہر ہے کہ فتحِ مبین کا وقت ہمارے نبی کریمؐ کے

زمانے میں ترقی کی اور زمانہ میں فتح مبین باقی رہی جو کہ پہلے فتح سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے، اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وقت ہو۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳، ۱۹۴)

روحانی کمالات کی ابتدا اور انتہا:

ھ:... یہ بھی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور قادیانی ظہور کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی پہلی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷)

ذہنی ارتقا:

ی: مرزا کے مریدوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے، نبی کریمؐ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعے ان کا پورا ظہور ہوا۔"

(ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۶ اشاعت نہم مطبوعہ لاہور)

عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں مرزا کی تعلّیاں:

اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلیل القدر صاحب شریعت رسول ہیں، مرزا قادیانی نے ان کے مقابلے میں بطور خاص تعلّی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیے:

الف:... "اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء ص:۱۳)

ب:... "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔" (دافع البلاء ص:۱۳)

ج:... "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸)

د:... "پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۵)

ہ:... "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔" (دافع البلاء ص:۲۰)

ز: "اور مجھے قسم ہے اسی ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸)

۵: مرزا نے اپنی نام نہاد وحی کو تورات، انجیل اور قرآن کی طرح قطعی قرار دیا:

الف: "اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی، جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے، اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۸)

ب: "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے، اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے، وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے، اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ یہ تو ممکن ہے کہ کلام الٰہی کے معنی کرنے میں بعض مواقع میں ایک وقت تک مجھ سے خطا ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں کہ میں شک

کروں کہ خدا کا کلام نہیں۔"　　　(تجلیات الٰہیہ ص:۲۰ طبع ربوہ)

ج:... "میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر

رد کر سکتا ہوں، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں

جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے

ہوچکی ہیں۔"　　　(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰)

۱۶:... تبلیغ رسالت، نبوت اور تورات و انجیل اور قرآن جیسی وحی کے دعوے کے ساتھ مرزا نے تمام انسانوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دی، اس کے بے شمار حوالوں میں سے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

الف:... "قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔"　　　(تذکرہ ص:۳۵۲ طبع چہارم)

ترجمہ:... "اور کہہ اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں۔"

ب:... "اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔"　　　(حقیقۃ الوحی ص:۱۰۱)

ترجمہ:... "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔"

ج:... "قل جاءکم نور من اللّٰہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔"　　　(تذکرہ ص:۱۸۳)

ترجمہ:... "کہہ خدا کی طرف سے نور اترا ہے، سو تم اگر مؤمن ہو تو انکار مت کرو۔"

د:... "مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے

۱۹:... مرزا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کو مردار اور لعنتی دین قرار دیا، جب تک کہ مرزا کو نہ مانا جائے۔

مردہ اسلام:

یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے بغیر دین اسلام مردہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

الف:... ”غالباً ۱۹۰۶ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتا کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلے کے متعلق کوئی مضمون نہ ہو صرف عام اسلامی مضامین ہوں اور وطن کے ایڈیٹر صاحب ریویو کی امداد کا پراپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟“

(ذکر حبیب، مؤلفہ مفتی محمد صادق قادیانی ص:۱۳۶، طبع اول قادیان)

ب:... ”ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو (جیسا کہ دین اسلام... ناقل) وہ مردہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں، آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے۔“

(ملفوظات مرزا ج:۱۰ ص:۱۲۷، مطبوعہ ربوہ)

ج:... ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی

زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ بیرونی ممالک میں بھیجا جائے بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے؟ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندے کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔" (اخبار "الفضل" قادیان جلد نمبر۲ شمارہ نمبر۳۳، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۳۵۸)

لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت:

۱۵... "وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت... ناقل) سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے... ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۳۸،۱۳۹)

۱۶... "یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں،

صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے
جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔۔۔ میں خدا
تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے
مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا (دریں چہ شک؟ ناقل) میں ایسے
مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۳)

۱۱:... قادیانیوں نے تمام مسلمانوں کو خارج از اسلام قرار دے کر گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمے کو منسوخ قرار دیا کہ کوئی شخص اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا، اور اس کا بھی برملا اعتراف کیا کہ قادیانیوں کے کلمے میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی داخل ہے۔

مرزا بشیر احمد ایم-اے لکھتا ہے:

"ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے
(کلمے کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ
مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو "محمد رسول اللہ" کے
مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر
مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے
مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے
سے نعوذ باللہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور
بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی
مرزا قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہو گیا، ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ
مہمل، بے کار اور باطل ہے، اسی وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمے کو
پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر ٹھہرے ہیں۔ ناقل) غرض اب بھی
اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ

مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے۔"

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجوده" (میرا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے۔ ترجمہ از ناقل) نیز "من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای" (جس نے میرے درمیان اور مصطفیٰ کے درمیان تفریق کی، اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ دیکھا۔ ترجمہ از ناقل) اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔۔۔ فتدبروا۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

ان تمام امور کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے "اسلام" کے نام پر ایک نیا دین پیش کیا، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کے متوازی تھا، یہی مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان تنازع کی بنیاد ہے۔ مسلمان جس دین اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسلاً بعد نسلٍ نقل کرتے ہوئے چلے آرہے تھے، قادیانیوں کی طرف سے اس کی توہین وتذلیل کی جارہی تھی، اور اسلام کے بالمقابل غلام احمد قادیانی کا لایا ہوا مذہب "اسلام" کے نام سے پیش کیا جارہا تھا۔ اور مرزا قادیانی کے پیروؤں سے اور

دعوت اس کی ذات یا اس کی جماعت کے افراد تک محدود نہیں، بلکہ مسلمانوں کے مجمعوں میں بلکہ ان کے گھروں میں جاکر اس کی تبلیغ کی جارہی تھی، ان حالات میں مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونا لازم تھا، اس کے باوجود مسلمانوں نے غیرمعمولی صبروتحمل کا مظاہرہ کیا، اور مرزا قادیانی اور اس کی ذرّیت سے وہ سلوک نہیں کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذیوں کے ساتھ سلوک کرنے کے مسلمان عادی ہیں، اور جس کا نمونہ مسیلمہ کذاب اور دجال کے مقابلے میں سامنے آچکا ہے، تاہم علمائے اُمت نے مناظروں اور مباحثوں کے ذریعے ان کو لاجواب کیا، اور دونوں طرف سے بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ بالآخر مباحثوں سے گزر کر نوبت مباہلوں تک پہنچی، اور دونوں فریقوں نے مباہلے کے ذریعے یہ مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالتِ عظمیٰ میں پیش کیا۔ اور عدالتِ خداوندی نے ہمیشہ مرزا اور اس کی جماعت کو کافر، بے ایمان اور دجال و کذاب ٹھہرایا، یہاں بطور مثال ایک مباہلے کا ذکر کردینا کافی ہوگا:

> "۱۰/ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو عیدگاہ امرتسر کے میدان میں مولانا عبدالحق غزنوی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان مباہلہ ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ: "میں اور میرے ماننے والے مسلمان ہیں۔" اور مولانا عبدالحق غزنوی کا دعویٰ تھا کہ: "مرزا اور مرزا کے ماننے والے سب کافر، مرتد، زندیق، بے ایمان دجال اور اللہ و رسول کے دشمن ہیں، اور مرزا کی کتابیں کفریات کا مجموعہ ہیں۔" دونوں فریقوں میں سے ہر ایک نے میدان میں بددعا کی کہ: "یا اللہ! اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر لعنت فرما، اور تمام حاضرین نے آمین کہی۔"
>
> (مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی ج:۱ ص:۴۲۷ مابعد)

یہ تو مباہلہ ہوا جس میں فریقین نے اپنا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲/اکتوبر ۱۹۰۷ء کو خود لکھا کہ خدائی فیصلے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مباہلہ کرنے

والے دو فریقوں میں جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات مرزا قادیانی ج:۹ ص:۴۴۰، ۴۴۰)

چنانچہ اس اصول کے مطابق مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں وبائی ہیضے سے ہلاک ہوگیا۔ (دیکھئے عصر، ص:۱۴)

اور مولانا مرحوم، مرزا کے نو سال بعد تک باسلامت و کرامت رہے، ان کا انتقال ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا۔ (رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۹۲)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مرزا قادیانی کو جھوٹا دجال قرار دیا، چنانچہ حدیث میں فرمایا:

"میری امت میں جھوٹے دجال ہوں گے، جو نبوت کے دعوے کریں گے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ترمذی ج:۲ ص:۴۵)

لیکن اللہ و رسول کے فیصلے کے باوجود قادیانیوں کو عبرت نہ ہوئی اور انہوں نے اپنا غیرمسلم ہونا تسلیم نہیں کیا، تا آنکہ علامہ اقبال مرحوم نے حکومت ہند سے مطالبہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں نہایت شدت اختیار کرگئی تھیں، جس کا ذکر منیر انکوائری رپورٹ میں موجود ہے، تو مسلمانوں نے علامہ اقبال والا مطالبہ اس وقت کی حکومت سے کیا، مگر ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں کے معقول مطالبے کو مارشل لا کے جبر اور گولی کی آواز سے دبا دیا گیا، بیس سال کے بعد پھر یہی مطالبہ اس وقت ابھرا جب ۱۹۷۴ء میں ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں نے نشتر کالج ملتان کے طلبہ پر تشدد کا مظاہرہ کیا، بالآخر قومی اسمبلی نے قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کے سربراہوں کے بیانات سننے کے بعد فیصلہ کیا کہ قادیانی غیرمسلم ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، چنانچہ آئینی طور پر ان کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

اب بھی حق و انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ قادیانی اس آئینی فیصلے کو قبول کرلیتے، اور "اسلام" کے نام کا استحصال نہ کرتے، لیکن انہوں نے آئینی فیصلے کا مذاق اڑا کر قوم اور قومی

کینسر کو پھیلنے سے قبل ہی اپنے نشتر سے کاٹ کر پھینک دے اور اپنی حکومتوں اور ریاستی نظام کو احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف منظم کرے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں کے بنیادی حقوق سلب کرنے سے عالمی امن و استحکام کو خطرہ لاحق ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کی شہ پر عرب ملکوں میں بھی احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ صدر ضیاء الحق کے نمائندے راجہ ظفرالحق کی ایما پر مصری اسمبلی سے یہ قانون منظور کرانے کی کوشش کی گئی کہ جو شخص احمدی ہوجائے اسے مرتد کی موت یا عمر قید کی سزا دی جاسکے...... انہوں نے جنوبی افریقہ اور پاکستان کو ہم پلہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر جنوبی افریقہ میں رنگ کی وجہ سے، تو پاکستان میں مذہبی عقائد کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ امتیازات روا رکھے جارہے ہیں۔ انہوں نے ناموس رسولؐ کے تحفظ کے لئے نئے مجوزہ قانون پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کے ذریعے عیسائیوں کو بھی ناموس رسولؐ کے نام پر سزا دی جاسکے گی۔ انہوں نے کہا کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

دستور کی پابندی:

احمدی رہنماؤں سے جب دریافت کیا گیا کہ کیا وہ پاکستان کے دستور کو اور قومی اسمبلی کے بنائے ہوئے قوانین کو تسلیم کریں تو وہ امن و تحفظ کے ساتھ اقلیت کے طور پر رہنے کی پیشکش قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایک ایسے دستور کو کیسے تسلیم کرسکتے ہیں جس میں ہمارے وجود کی نفی کی گئی ہے۔ ہمیں یہ دستور اس وقت تک قبول تھا جب تک اس میں ترمیم نہیں کی گئی تھی۔ اس سے قبل ہم نے ہمیشہ حکومت کی حمایت کی۔ احمدی

حضرات نے فوج اور سول انتظامیہ میں اعلیٰ عہدوں پر خدمات انجام دیں اور بیرونی دنیا میں پاکستان کے بہترین سفیر تھے۔ انہوں نے سوال کیا کہ ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کو کس نے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ یہ طے کریں کہ کون مسلمان ہے اور کون غیرمسلم ہے۔ اسی طرح کسی پارلیمنٹ کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کے عقائد کا فیصلہ کرے۔ برطانوی پارلیمنٹ کو یہ اختیار نہیں کہ وہ یہ قانون بنا سکے کہ کیتھولک یا ہندو مسیحی نہیں ہیں......۔"

(۱۳/جولائی ۱۹۸۷ء روزنامہ "جنگ" لندن)

ب:... "اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) معلوم ہوا ہے کہ احمدیوں نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں قادیانیوں کی مخصوص نشستوں پر انتخاب سے لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔ الیکشن کمیشن کے اعلان کے مطابق قومی اسمبلی اور سرحد و سندھ کی صوبائی اسمبلیوں میں قادیانیوں کی ایک ایک مخصوص نشست کے لئے منگل کو کاغذات نامزدگی وصول کئے جاسکیں گے۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان نے بتایا ہے کہ مخصوص نشستوں پر کوئی قادیانی الیکشن میں حصہ نہیں لے گا۔ ترجمان نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کے آئینی ترمیم کو ہم تسلیم نہیں کرتے، جس کی رو سے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا گیا تھا۔ ترجمان کے مطابق جماعت احمدیہ نے آئینی ترمیم کے نفاذ کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ کوئی قادیانی اپنے آپ کو غیرمسلم تصور نہ کرے۔ ترجمان نے کہا کہ اگر کسی شخص نے احمدی کے طور پر مخصوص نشستوں میں حصہ لیا تو جماعت احمدیہ اس کی نمائندہ حیثیت تسلیم نہیں کرے گی۔"

(۲۲/اگست ۱۹۸۸ء روزنامہ "جنگ" کراچی)

گویا آئینی فیصلے کے بعد بھی صورتحال جوں کی توں رہی اور مسلمانوں کو

قادیانیوں کی چیرہ دستیوں سے نجات نہیں ملی، نہ قادیانیوں نے اسلام اور اسلامی شعائر کے استعمال کو ترک کیا۔ بالآخر ۱۹۵۳ - ۱۹۸۳ء میں پھر قادیانیوں کے خلاف تحریک اٹھی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو آئین میں غیر مسلم قرار دیئے جانے کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، اور ان کو اسلام کے نام اور اسلامی شعائر کے استعمال سے روکا جائے، چنانچہ آئین کے تقاضائی تکمیل کے لئے ۲۵ اپریل ۱۹۸۴ء کا قانون امتناعِ قادیانیت نافذ کیا گیا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ قانون قطعاً منصفانہ ہے اور اس کا منشا قادیانیوں کو مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت کرنے اور اسلام کے شعائر کا استعمال کرنے سے باز رکھنا ہے، اور بس۔

مہذب ممالک میں مذہب کے پیروکاروں کو اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے کی اس شرط پر اجازت دی جاتی ہے کہ دیگر باشندگانِ ملک کو ان سے اذیت نہ ہو، مثلاً مغربی ممالک میں مسلمانوں کو لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہنے کی اجازت نہیں، کسی آبادی میں مسجد بنانے کی اجازت نہیں، جبکہ اہلِ محلہ کو اس پر اعتراض ہو۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں تو رکھیں، اور اس کے دین پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو کریں، لیکن اسلام کے مقدس نام کو استعمال کرکے مسلمانوں کا مذاق نہ اڑائیں، اور اسلامی شعائر استعمال کرکے مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں، مسلمان ان کو شعائرِ اسلام کی اجازت نہیں دے سکتے۔

آخر میں یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ موجودہ "قانون امتناعِ قادیانیت" میں قادیانیوں کے ساتھ بے حد رعایت کی گئی ہے کہ ان کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں بحیثیت غیر مسلم اقلیت کے رہنے کا حق دیا گیا ہے، ورنہ شرعی قانون کی رو سے قادیانی لوگ مرتد، زندیق اور واجب القتل ہیں، اور ان کا حکم وہی ہے جو مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کا ہے۔ ان کی انجمن کو "انجمن قزاقانِ اسلام" اور "جماعت باغیانِ اسلام" کہنا بجا ہے۔ اگر قادیانی اپنا غیر مسلم اقلیت ہونا تسلیم نہیں کرتے اور اسلام کے مقدس شعائر سے کھیلنا بند نہیں کرتے، تو علمائے اسلام، اسلامی قانون کی روشنی میں یہ فتویٰ دینے پر مجبور ہوں گے کہ قادیانی قزاقانِ اسلام کے باغی اور واجب القتل ہیں، ان کو قتل کیا جائے، اور اس "انجمن

"قوانین اسلام" کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

بہرحال اگر توہین عدالت جرم ہے... اور یقیناً جرم ہے... تو توہین رسالت بھی کچھ کم جرم نہیں۔ اور اگر ملک و ملت کے خلاف سازش کرنا جرم ہے تو اسلام کے خلاف سازش کرنا بھی اس سے کم درجے کا جرم نہیں۔ اور اگر حکومت کے خلاف بغاوت کرنا جرم ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت کرنا بھی اس سے بدتر جرم ہے۔

وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ

۷ر ستمبر آئینی تقاضے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

چودھویں صدی کا سب سے تاریک اور سب سے بدتر فتنہ قادیانیت ہے، جس کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو اعتقادی اور دینیاتی اور دوسرا سیاسی ہے، اعتقادی لحاظ سے:

✽:... قادیانیت اسلام کے متوازی ایک نیا دین ہے۔

✽:... نبوّتِ محمدیہ کے متوازی ایک نئی نبوّت۔

✽:... قرآن کریم کے متوازی نئی وحی۔

✽:... اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر۔

✽:... اُمتِ محمدیہ کے متوازی ایک نئی اُمت۔

✽:... مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں قادیان مسیح۔

✽:... مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ المسیح۔

✽:... اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج۔

✽:... اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت۔

✽:... امہات المؤمنین کے مقابلے میں قادیانی اُمّ المؤمنین۔ وغیرہ وغیرہ۔

مرزا محمود احمد صاحب (قادیانیوں کے خلیفۂ دوم) نے اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا تھا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے

فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (مسلمانوں سے) اختلاف ہے۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اس طرح مرزا قادیانی کی اس نئی نبوت اور نئے دین کو نہ ماننے والے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا، اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص: ۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے لڑکے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص: ۳۵)

مرزا قادیانی کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص: ۱۱۰)

بنیادی طور پر قادیانیت ہمیشہ انگریز کی حلیف اور اسلام اور مسلمانوں کی حریف

ہے۔ قرآن کریم، یہود اور مشرکین کو مسلمانوں کا سب سے بدترین دشمن قرار دیتا ہے، مگر ان کے بعد قادیانی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود صاحب نے اپنے مریدوں کو اسلام کی مخالفت کی بار بار تاکید کی ہے، مثلاً:

الف:... "ساری دنیا ہماری دشمن ہے، اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں شامل نہ کرلیں ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

ب:... "ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے، اور وہ یہ کہ ہم تمام لوگوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔" (الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

ج:... "وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) پر ایمان رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے صرف ہم باقی رہیں گے۔" (الفضل ۳ اپریل ۱۹۲۸ء)

د:... "جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہوجائے تمہارے راستے کے کانٹے دور نہیں ہوسکتے۔"

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

قادیانیوں کی اسلام دشمنی کا ایک مظہر یہ ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی افتاد پڑی تو قادیانیوں نے اس پر خوشی کے شادیانے بجائے، مثلاً جب جنگ عظیم میں اسلام دشمن طاقتیں ترکی کو تاراج کر رہی تھیں، قادیانی خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے، اور قادیانیوں کا سرکاری اخبار "الفضل" بڑی بے دردی سے اعلان کر رہا تھا:

الف:... "ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوئی ہے، اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث تخت سے ہٹ گئی ہے تو مٹنے دو، اور یاد رکھو کہ ترک اسلام نہیں۔"

(الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۱۵ء)

ب:... "قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا عقیدہ

نہیں سلطان ترکی خلیفۃ المسلمین ہے۔" (الفضل ۱۲ فروری ۱۹۲۰ء)

نیز:... "ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفہ ثانی ہیں اور بادشاہ حضور ملک معظم (جارج پنجم فرمانروائے برطانیہ) ہے۔" (الفضل ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

اور جب انگریزی فوجیں عروس البلاد بغداد شریف کو پامال کر رہی تھیں، تب پورا عالم اسلام خون کے آنسو رو رہا تھا مگر قادیانی، قادیان میں خوشی کا جشن منا رہے تھے، چراغاں کیا جا رہا تھا اور قادیانیوں کا سرکاری اخبار بڑے فخر سے اعلان کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ:

"میں مہدی ہوں، اور گورنمنٹ برطانیہ میری تلوار ہے۔ (جیسا مہدی ویسی تلوار... ناقل) اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (یعنی انگریزوں کی بغداد پر فتح) پر کیوں خوشی نہ ہو، عراق، عرب ہو یا شام، ہر جگہ ہم اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔" (الفضل ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

یہ اسلام دشمنی کا وہ کھلا مظاہرہ ہے جس کی توقع صلیب پرستوں یا ان کے زلہ ربا قادیانیوں ہی سے کی جاسکتی ہے۔ قادیانی اسلام کی مخالفت میں اس پستی پر اتر آئے ہیں کہ وہ تمام اسلامی ممالک پر برطانیہ کا تسلط دیکھنا چاہتے ہیں، کیونکہ انگریزی حکومت ان کے خود ساختہ مہدی کی تلوار ہے۔

قادیانیت کی اسلام سے بغاوت اور پھر اسلام دشمنی کے کھلے کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے، لیکن انگریز اپنے خود کاشتہ پودے (قادیانیت) کے حق میں مسلمانوں کا یہ مطالبہ کیسے تسلیم کرسکتا تھا۔ چنانچہ انگریزی دور میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں کی جاسوسی کرتے رہے، قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات بہت کمزور تھے، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے اپنے جامے

باہر پاؤں پھیلانا شروع کئے، اور پورے پاکستان کو یا کم از کم بلوچستان کو مرتد کرنے کا اعلان کر دیا، اس سے مسلمان مشتعل ہوگئے، ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی اور وہی مطالبہ کیا گیا جو علامہ اقبال نے انگریزی حکومت سے کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ لیکن اس وقت کی حکومت پر قادیانیوں کا گہرا تسلط تھا، اس لئے مسلمانوں کے مطالبہ کو ٹھکرا دیا گیا، اور فوج کی طاقت سے تحریک کو کچل دیا گیا، شہیدان ختم نبوت کے خون سے نہ صرف بازار اور سڑکیں لالہ زار ہوئیں، بلکہ دریائے راوی کی موجیں ان لاشوں کا مدفن بنیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اگرچہ کچل دی گئی، لیکن اس سے قادیانیت کو اپنی قدر و قیمت معلوم ہوگئی، اور اس کا غلغلہ ختم کیا، نیز قدرت کی بے آواز لاٹھی نے ان تمام لوگوں سے انتقام لیا جنہوں نے تحریک ختم نبوت سے غداری کی تھی، خواجہ ناظم الدین صاحب، ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کرنے پر آمادہ نہ تھے، قدرت نے قادیانی وزارت خارجہ کے ساتھ خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ پر بھی خط تنسیخ کھینچ دیا، خواجہ صاحب بڑے بے آبرو ہوکر کوچۂ وزارت سے نکلے ــــ اور آخر تک ان کا سیاسی وقار بحال نہ ہوسکا، دولتانہ کی حکومت رخصت ہوئی، اور پھر کبھی ان کو حکومت کا خواب دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

۱۹۷۱ء کے انتخابات میں قادیانی، مسٹر بھٹو کے حلیف تھے اور انہوں نے بھٹو صاحب کو جتوانے میں ہر ممکن تعاون کیا تھا۔ چنانچہ جب پاکستان کو دو ٹکڑے کرکے مسٹر بھٹو تخت اقتدار پر براجمان ہوئے تو قادیانیوں کے لئے ایک بار پھر مسٹر ظفر اللہ خان کا دور لوٹ آیا، اور انہوں نے نہ صرف تعلیم گاہوں میں قادیانی ارتداد کی تبلیغ شروع کردی، بلکہ مسلمانوں کے گھروں اور مسجدوں میں بھی اشتہارات اور پمفلٹ پھینکنے شروع کردیئے۔ قادیانی نجی مجلسوں میں مسلمانوں کو دھمکیاں دینے لگے کہ ان کی حکومت عنقریب قائم ہونے والی ہے، اور قادیانیوں کے خلیفہ ربوہ نے اشاروں، کنایوں میں قادیانیوں کو خاص قسم کی تیاریوں کا حکم دے دیا، لیکن قدرت ایک بار پھر ان کے غرور و نخوت کو خاک میں ملانا چاہتی تھی۔ قادیانیوں نے ربوہ اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے طلباء پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا۔ اور نوجوان طلباء کو لہولہان کردیا، اس سے پورے ملک میں قادیانیوں کی اسلام دشمنی کے خلاف نفرت

وسیع بنیاد پر تحریک پیدا ہوئی اور ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ:

❋ :...قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

❋ :...ان کو کلیدی مناصب سے برطرف کیا جائے۔

❋ :...ان کی اسلام کش سرگرمیوں کا تدارک کیا جائے۔

تحریک کو نظم و ضبط کا پابند رکھنے کے لئے ایک "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" وجود میں آئی، جس میں ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں نے شرکت کی۔

بھٹو حکومت کے لئے یہ تحریک "دو گونہ عذاب است جان مجنوں را" کے مصداق تھی، ایک طرف بھٹو شاہی کے محبوب حلیف قادیانی تھے، اور دوسری طرف مسلمانوں کا مجموعی ردعمل تھا۔

بھٹو صاحب نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے تمام حربے استعمال کئے، لاکھوں افراد کو جیلوں میں بند کیا گیا، مسلمانوں کے جلسوں، جلوسوں پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی۔ اور جیلوں میں علماء، طلباء اور وکلاء کو نہایت غیر شریفانہ اذیتیں دی گئیں۔ قرطاس ابیض سے یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ بھٹو شاہی، قادیانیوں کی ناز برداریوں میں تمام سابقہ حکومتوں سے سبقت لے گئی تھی، وہ قادیانی مسئلے کو حل کرنے میں قطعی مخلص نہ تھی، بلکہ اس مسئلے کو کھٹائی میں ڈالنے، تحریک کو کچلنے اور معاملے کو الجھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی تھی، مثلاً:

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، جو اس تحریک کے قائد اور روح رواں تھے، ان کو بدنام کرنے کے لئے تمام اخبارات میں لاکھوں روپے کے بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے گئے، جن میں بالکل لچر اور بے ہودہ الزامات عائد کئے گئے، مقصد یہ تھا کہ قیادت بدنام ہو، تحریک غیر موثر ہو جائے، یہ "مقدس فریضہ" مولانا کوثر نیازی، پیر علی محمد راشدی اور یوسف بچ پر مشتمل ایک کمیٹی انجام دے رہی تھی۔

جسٹس صمدانی نے سانحہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی تھی، جس میں بھرپور

دلائل و شواہد کی روشنی میں لکھا گیا تھا کہ حکومت قادیانیوں کی بے جا حمایت کر رہی ہے، وہ اس اشتہار بازی کی مہم سے عوام محسوس کر رہے تھے کہ اس میں حکومت کے محکمہ اطلاعات کا ہاتھ ہے۔

جب یہ رپورٹ آخری منظوری کے لئے مسٹر بھٹو کے دربار معلیٰ میں پیش ہوئی تو انہوں نے اس پر یہ نوٹ لکھا کہ:

> "اس رپورٹ کو اس طرح شائع کیا جائے کہ لوگ سمجھیں کہ حکومت نے صحیح فیصلہ کیا ہے، یہ نہ ہو کہ لوگ ان حقائق کو پڑھ کر قادیانیوں سے برہم ہو جائیں، اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔"

گویا بھٹو صاحب یہ حکم صادر فرما رہے تھے کہ اس رپورٹ کو شائع کرنا ہو تو رد و بدل اور تنسیخ کے بعد شائع کیا جائے، چنانچہ آج تک یہ رپورٹ شائع نہیں ہوئی۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنی اصل حالت میں باقی بھی ہے یا مسخ کر دی گئی ہے۔ الغرض مسٹر بھٹو ہر ممکن طریقے سے تحریک کو ٹالتے اور قادیانیوں کی پاسبانی کرتے رہے تھے، لیکن جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو بھٹو صاحب نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس مقدمہ کا فیصلہ اس کے سپرد کر دیا۔ بھٹو صاحب شاید یہ خیال کرتے تھے کہ اسمبلی کے ارکان کی اکثریت ان کی پارٹی کی ہے، اس کے ذریعہ مسلمانوں کے مطالبہ کو آسانی سے ٹالا جا سکے گا، لیکن معاملہ ان کی خواہشات کے برعکس ہوا۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا۔ اور گیارہ دن اس پر جرح ہوئی، لاہوری جماعت کے سربراہ مسٹر صدر الدین صاحب نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا، اور دو دن اس پر جرح ہوئی۔ ان بیانات اور ان پر کی گئی جرح سے قادیانیوں کا کفر و ارتداد سب ارکان اسمبلی پر کھل گیا، اور یہ بات اسمبلی کو معلوم ہو گئی کہ واقعتاً قادیانیت اسلام کی ضد ہے۔

اسمبلی کے سامنے ایک قرارداد سرکاری پارٹی کی جانب سے پیش کی گئی تھی، اور ایک حزب اختلاف کی جانب سے، ان دونوں پر اسمبلی کو بحیثیت خصوصی کمیٹی کے غور کرنا تھا، چنانچہ خصوصی کمیٹی نے اسمبلی کے سامنے پیش کی گئی قراردادوں پر غور کرنے، گواہان کا

مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی شہادتوں اور جرحوں پر غور کرنے کے بعد حسب ذیل سفارشات پیش ہیں:

۱:۔ پاکستان کی دفعہ ۱۰۶ (۳) میں ترمیم کر کے غیر مسلم اقلیتوں میں قادیانیوں کا نام درج کیا جائے۔ نیز دفعہ ۲۶۰ (۲) کے بعد حسب ذیل شق کا اضافہ کیا جائے:

> (۳) ''جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔''

۲:۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے:

> ''(تشریح) کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔''

۳:۔ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں منتجہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں گی۔

۴:۔ پاکستان کے تمام شہریوں کے خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

یہ سفارشات جب مسٹر بھٹو کے سامنے پیش ہوئیں تو انہوں نے قادیانیوں کو بچانے کی ایک بار پھر کوشش کی اور اصرار کیا کہ آئین کی دو دفعات میں جو ترمیمات تجویز کی گئی ہیں، یہ غیر ضروری ہیں۔ صرف ایک دفعہ میں ترمیم کافی ہے۔ یعنی آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کر دیا جائے مگر غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں قادیانیوں کا نام درج

شدید ہو سکے، بلکہ یہ بات عدالت پر چھوڑ دی جاتی کہ دفعہ ۲۶۰ (۳) کا اطلاق قادیانیوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟

حزب اختلاف کے قائد مفتی محمود صاحب اور کیبنٹ کمیٹی کے دوسرے رہنماؤں کا اصرار تھا کہ دفعہ ۲۶۰ (۳) میں قادیانیوں کا غیر مسلم اقلیتوں میں درج ہونا بہت ضروری ہے۔

مسٹر بھٹو نے اس زور کو دیکھ کر خاصا وقت ضائع کیا لیکن جب دیکھا کہ اب اس کے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ کار نہیں تو بادل نخواستہ اس کو منظور کرنا پڑا۔

اس طرح قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو مطالبہ علامہ محمد اقبال مرحوم نے انگریزی دور میں کیا تھا، وہ مسلمانوں کی مسلسل تحریک کی بدولت قیام پاکستان کے ۲۷ برس بعد (۷ ستمبر ۱۹۷۴ء) کو منوا لیا گیا۔ والحمد للہ علی ذالک!

چونکہ بھٹو صاحب اس آئینی فیصلے میں مخلص نہیں تھے، صرف وقع الوقتی کے لئے انہوں نے طوعاً و کرہاً یہ فیصلہ تسلیم کیا تھا، اس لئے انہوں نے اپنے پورے دور حکومت میں اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کی نہ صرف یہ کہ کوشش نہیں کی بلکہ اس کے راستے میں رکاوٹ بنے، چنانچہ اس آئینی فیصلے کی تکمیل کے لئے انہوں نے قانون سازی اپنے معزول ہونے کے آخری وقت تک نہیں ہونے دی، حزب اختلاف نے ایک مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کیا، مگر اس کو مسترد کر دیا گیا۔

مسٹر بھٹو تو صاحب غرض تھے، انہیں قادیانیوں سے ووٹ لینے تھے اس لئے وہ انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے، مگر موجودہ حکومت کو قادیانیوں سے کوئی لالچ نہیں، اس لئے مسلمان موجودہ حکومت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانیوں کے سلسلہ میں جو مسائل فوری توجہ کے مستحق ہیں، وہ انہیں حل کرے، مثلاً:

۱:... قادیانی غیر مسلم ہونے کے باوجود اسلامی شعائر کو استعمال کرتے ہیں، ان کو اس سے قانوناً روکا جائے، مثلاً اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا، یا مسجد سے مشابہ عبادت گاہ بنانا، اذان کہنا وغیرہ۔

۲:... قادیانی جن کلیدی عہدوں پر فائز ہیں انہیں برطرف کیا جائے اور حکومت کے خاص راز ان پر فاش نہ کئے جائیں، کیونکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں۔ بلکہ بدترین دشمن ہیں۔

۳:... جن دفاتر میں قادیانی افسر ہیں وہ اپنے ماتحت مسلمانوں کو قادیانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور جو ان کے مذہب پر نہیں آتے ان سے ہر ممکن طریقے سے تنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔

۴:... قادیانی مسلمانوں کے نام پر حج پر جاتے ہیں اور بشمول سعودی عرب کے اسلامی حکومتوں میں (جہاں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے) ملازمت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں میں کوئی امتیازی علامت نہیں رکھی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں پر لفظ ”غیرمسلم قادیانی“ درج کیا جائے۔

۵:... قادیانیوں نے بیرون ملک پاکستان کے خلاف جو زہریلا پروپیگنڈہ کیا ہے اس کا توڑ کیا جائے۔

۶:... حال ہی میں اسلامی ایشیائی کانفرنس منعقدہ کراچی میں اس کے بارے میں جو قرارداد منظور کی گئی تھی، اس پر خصوصی طریقے پر عمل کیا جائے۔

آخر میں ہم حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ یہ دن چونکہ مسلمانوں کے لئے ایک عظیم اور مبارک دن ہے اور اس دن ان کو ایک بدترین دشمن سے نجات ملی لہٰذا مطالبہ ہے کہ قومی سطح پر اس دن کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔

تصادم کی پالیسی اختیار کرنے کا فیصلہ واقعہ ربوہ سے بہت قبل کر لیا تھا، اس سلسلہ میں کئی ایک شہادات اخبارات میں بھی ظاہر ہو چکی ہیں۔ ہم جیسے عام انسانوں کی آنکھوں نے بھی ان کا مشاہدہ کیا ہے، قادیانیوں نے ایک لمبے عرصہ سے اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے الگ کر لیا تھا، وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کے ساتھ رشتہ و نکاح کرنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا، غرضیکہ کسی بھی مشترک امر پر عام مسلمانوں سے تعاون کرنے پر تیار نہ تھے۔

انہوں نے مرزا صاحب کو عملاً ایک مستقل نبی اور اپنے آپ کو ایک مستقل اُمت مان کر اپنی حکمت عملی کے قیام کا پاکستان سے بہت پہلے ہی آغاز کر دیا تھا، ان کی آمرانہ قیادت نے برطانوی حکومت، کانگرس اور مسلم لیگ کی ایک حیثیت کے باوجود ان کو وقتاً فوقتاً اپنی نازک کمر پر اٹھانے کی کوشش کی اور آخر میں کچھ مخصوص مفادات اور حالات کے پیش نظر اس آمرانہ قیادت نے پی پی پی کے ساتھ انتخابات کے دوران ہر طرح کے تعاون کا فیصلہ کر لیا اور جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے اس نے رات دن کام کیا، اس کے ہمہ وقتی مذہبی مبلغین نے اپنے اپنے جماعتی حلقوں اور دیگر زیر اثر علاقوں میں پی پی پی کے لئے کام کیا، اس قادیانی حکمت عملی کے پس منظر میں کچھ مخصوص ذہنی تحفظات اور مقدمات فکر کام کر رہے تھے۔ انہیں خطرہ یہ تھا کہ کہیں کوئی مذہب پسند سیاسی جماعت پاکستان کی ہیئت مقتدرہ پر قبضہ نہ کرے، اس خطرہ کے پیش نظر انہوں نے پی پی پی کے ساتھ ہر طرح کے تعاون یا اشتراک کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پی پی پی کو توقع سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی، اس کی اس کامیابی کو بھی ربوہ کی آمرانہ قیادت نے اپنے مخصوص عقائد و نظریات اور مستقبل کی خوش آئند توقعات کے زاویہ نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا اور ان کے مبہم جو عناصر نے آہستہ آہستہ حکومت کی مسند اور اقتدار کی کرسی پر پہنچنے کے سہانے خواب دیکھنے شروع کر دیئے، اگر قارئین نے اس تقریر کو پڑھا ہے جو ناصر احمد خلیفہ ربوہ نے کشمیر اسمبلی کے فیصلہ کے متعلق ایک جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے کی تھی، تو وہ ہماری اس رائے کی تائید کریں گے، اس تقریر میں جو تعلّی، وانانیت اور جس خود فریبی کی نمود و نمائش کی گئی اس سے صاف نظر آ رہا تھا کہ یہ قیادت کسی وقت بھی تصادم و ٹکراؤ کو لبیک کہنے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔ لیکن انہیں اس

امریکا کے سامنے تسلیم نہیں ہوا کہ اس وقت پاکستان کی سیاسی زمام اقتدار ایک ایسے انسان کے قبضہ میں ہے جو سیاست و حکمت عملی کے تمام پیچیدہ اسرار و رموز کا کامل ماہر ہے۔ پھر وہ عوامی مزاج کا لیڈر ہے۔ وہ تحفظ و استحکام پاکستان کا ہر قیمت پر متمنی ہے۔ لہٰذا جب بھی اس کی کسی قوت کو چیلنج کیا گیا وہ اپنی حکمت عملی، اپنے عوام پسند مزاج، تحفظ و استحکام پاکستان کے مخصوص مفادات کے پیش نظر اپنے عزیز سے عزیز تر رفیقوں اور غدار ساتھیوں کو چھوڑ سکے اور انہیں اپنی موت مرنے کے لئے تنہا چھوڑ دے گا۔

خالص سیاسی فیصلہ

ہمارے نزدیک قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی اصلی وجوہ سیاسی ہیں، اور چونکہ انہوں نے عملاً اپنے آپ کو عام ملت سے الگ ایک امت بنا لیا ہے، ایک نئی نبوت کے دعویدار بن بیٹھے ہیں، لہٰذا اسمبلی نے خود انہیں کے کردار سے انہیں مطعون کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسے پرویز صاحب اپنے کھاتے میں ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ خود پرویز صاحب نے بھی جناب وزیراعظم کی اس تقریر پر جو انہوں نے اسمبلی میں فیصلہ کئے جانے کے دوران کی تھی اظہار حیرت و تعجب کیا ہے۔ پرویز صاحب نے بحوالہ ''ہفت روزہ ایشیا'' وزیراعظم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

> ''یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور سیکولر بھی، سیکولر اس معنی میں کہ ہم عصر جدید میں سے گزر رہے ہیں اور ہمارا دستور سیکولر ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ ملک کے تمام شہری یکساں حقوق کے حقدار ہیں۔'' (ماہنامہ طلوع اسلام نومبر ص ۲۹)

ان الفاظ پر جو شخص بھی ذرا گہرائی میں اتر کر مستقبل قریب اور بعید پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر بات کرے گا وہ یہ سمجھے بغیر نہیں رہے گا کہ جن جن مذہبی جماعتوں یا مفکروں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کا کریڈٹ اپنے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے انہوں نے نہ صرف اجتماعی سادہ لوحی سے کام لیا ہے بلکہ عوام اور پاکستان سے بھی کوئی اچھا برتاؤ نہیں کیا۔

جماعت احمدیہ لاہور کا قصور:

بظاہر اس فیصلہ میں شدت وغلظت نظر آتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کم از کم جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا اور انہیں بلاوجہ کافر قرار دے دیا گیا ہے۔ لیکن اگر خود جماعت لاہور کی خارجی وداخلی حکمت عملی کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں بھی کافی تضادات ہیں۔

مثلاً: اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ربوہ والوں سے ان کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مرزا صاحب کو حقیقی نبوت کا مدعی مانتے ہیں اور اس طرح اپنے آپ کو ایک الگ امت بنانا چاہتا ہے اور اپنے طرز عمل سے بھی ربوائی گروہ اسی طرح کے شواہد مہیا کر چکا ہے تو آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ جماعت لاہور جماعتی سطح پر نام لے کر ربوائی گروہ کو کافر نہیں کہتی؟ ان سے بیزاری وعلیحدگی اختیار نہیں کرتی؟ ہمیں ان کے اخلاص نیت سے انکار نہیں لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان کی اس نیم دروں نیم بروں قسم کی پالیسی نے ہی انہیں موجودہ روحانی اور شوری شکست سے دوچار کیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ حکومتوں کے فیصلوں سے کفر وایمان کے فیصلے نہیں ہوتے مگر یہ بھی غلط نہیں کہ حکومتوں کے فیصلے بھی آدمیوں کے کفر وایمان پر بڑے ہی گہرے مثبت ومنفی اثرات ڈالتے ہیں، اور جب تک کسی تنظیم وتحریک کے پاس جاندار، فعال اور حالات وواقعات سے پوری طرح باخبر قیادت موجود نہ ہو اس وقت تک وہ تحریک وتنظیم بیسویں صدی کے اس خوفناک مادی واقتصادی دور میں زندہ نہیں رہ سکتی۔

۷ ستمبر کے آئینی فیصلہ کے بارے میں مضمون نگار کے معروضی تجزیہ کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ جماعت ربوہ نے مرزا صاحب کو مستقل نبی قرار دے کر اور لاہوری جماعت نے قادیانیوں کو مسلمان سمجھ کر اپنے غیر مسلم اقلیت ہونے کا ثبوت دیا۔ اس لئے اس فیصلہ کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

دوم: قادیانی امت نے مرزا صاحب کی تلقین کے مطابق مسلمانوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے۔ مرزا صاحب نے اپنی امت کو قطعی حکم سنایا کہ:

"وہ (مسلمان) اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں

سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردے کے پیچھے نماز
پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے
پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے
نماز پڑھو۔ ... تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی
ترک کرنا پڑے گا۔" (حاشیہ اربعین نمبر:۳ ص:۲۸، مجموعہ تحفہ گولڑویہ،
روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۱۷)

سوم:... قادیانی امت نے مرزا صاحب کے فتویٰ کے مطابق مرزا کے نہ ماننے والوں کو پکا کافر قرار دیا، مرزا صاحب کا فتویٰ یہ تھا کہ:

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے
مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

"جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے
کافر ٹھہراتا ہے، اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔"

(ایضاً حاشیہ روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

چہارم:... اس تحریک میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لاہوری فرقے کو بھی معاف نہیں کیا، بلکہ ان کے طرزِ عمل کے بارے میں تخم دیانت سے عاری، ایمان سے محروم اور منافق ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا تھا:

"اگر دوسرے لوگوں (لاہوری مرزائیوں) میں تخم
دیانت اور ایمان ہے اور منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہئے کہ ان
مولویوں کے بارے میں (جو مرزا صاحب کو مسلمان نہیں سمجھتے)
ایک اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کردیں کہ
یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان

امتناعِ قادیانیت آرڈیننس میں مسلمانوں کی کامیابی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ:

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لئے جو آرڈیننس ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو جاری کیا تھا، مئی کے اواخر میں قادیانیوں نے اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کردیا تھا، اور عدالت نے قادیانی درخواست سماعت کے لئے منظور کرلی تھی، چنانچہ ۱۵؍جولائی سے لاہور ہائی کورٹ میں اس کی سماعت شروع ہوئی، اور جمعہ، ہفتہ کی تعطیل کو چھوڑ کر ۱۲؍اگست تک سماعت مسلسل جاری رہی۔۔۔ ۸؍اگست بروز بدھ کو چیف جسٹس صاحب کی اسلام آباد تشریف بری کی وجہ سے عدالت کا اجلاس نہیں ہوسکا تھا، اس کے بجائے ہفتہ ۱۱؍اگست کو اجلاس ہوا۔ مجموعی طور پر ۲۷ گھنٹے اس مقدمے کی سماعت ہوئی۔

قادیانیوں کی جماعت ربوہ کی طرف سے مجیب الرحمن قادیانی، اور جماعت لاہوری کی طرف سے ریٹائرڈ کیپٹن عبدالواحد پیش ہوئے، اور سرکار کی طرف سے جناب ریاض الحسن گیلانی اور جناب حافظ غیاث محمد صاحب نے اپنے دلائل پیش کئے۔ پروفیسر قاضی مجیب الرحمن، پروفیسر محمود غازی، پروفیسر مولانا محمد اشرف خان، مولانا صدرالدین رفاعی، مولانا تاج الدین حیدری، علامہ مرزا یوسف حسین اور پروفیسر طاہر القادری نے مشیرانِ عدالت کی حیثیت سے عدالت کو خطاب کیا۔

مقدمے کی سماعت وفاقی شرعی عدالت کے فل بنچ نے کی، جو حسبِ ذیل

حضرات پر مشتمل تھا:

۱:...چیف جسٹس جناب جسٹس آفتاب حسین صاحب

۲:...جناب جسٹس سردار فخر عالم صاحب

۳:...جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق صاحب

۴:...جناب جسٹس ملک غلام علی صاحب

۵:...جناب جسٹس مولانا محمد عبدالقدوس قاسمی صاحب

قادیانیوں کے دونوں گروپوں نے اپنی درخواستوں میں یہ موقف اختیار کیا تھا کہ چونکہ اس آرڈیننس نے ان کی مذہبی آزادی پر پابندی عائد کردی ہے، اس لئے اسے خلافِ کتاب و سنت قرار دیا جائے۔ فاضل عدالت نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد اپنے متفقہ فیصلے میں قرار دیا کہ زیر بحث آرڈیننس کتاب و سنت کے خلاف نہیں، اس لئے قادیانیوں کی دونوں درخواستیں خارج کی جاتی ہیں۔

راقم الحروف مسلمان وکلاء کی اعانت کے لئے ۱۳ رجولائی جمعہ کی شام کو لاہور پہنچ گیا تھا، اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا عبدالرحیم اشعر رئیس المبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کی رفاقت میں ایک مہینے تک لاہور میں قیام رہا۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عدالتی فیصلے کے اعلان کے بعد فتح و کامرانی کے ساتھ واپسی ہوئی۔

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا مَعَ دَوَامِکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَعَ خُلُوْدِکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَھٰی لَہٗ دُوْنَ مَشِیْئَتِکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا یُرِیْدُ قَائِلُہٗ اِلَّا رِضَاکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ عِنْدَ کُلِّ طَرْفَۃِ عَیْنٍ وَّتَنَفُّسِ کُلِّ نَفْسٍ"

مقدمے کی سماعت کے لئے کراچی سے پشاور تک کے اکابر وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے۔ حضرت مولانا عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور، اور امیر اہلِ سنت حضرت اقدس سید انور حسین نفیس رقم کی قیادت میں زندہ دلانِ لاہور نے اس مقدمے کے

جلسے میں دکھائی دیں، جوش و خروش سے شرکت کے لئے دور دور سے رفقاء کا ہجوم بھی قابل دید تھا۔ جامع مسجد

دو حضرات مولانا قاری عبید اللہ صاحب مدظلہم جامعہ اشرفیہ اور حضرت مولانا عبدالرحمن

صاحب نائب مہتمم نے اس طویل عرصے میں میزبانی سے مشرف فرمایا۔ حق تعالیٰ شانہ ان

تمام بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

(ماہنامہ بینات کراچی ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۳ء)

امتناعِ قادیانیت آرڈیننس پر تبصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد:

صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶ اپریل کو مرزائیوں کو خلافِ اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا، جو فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔ اس آرڈیننس کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں دو نئی دفعات ۲۹۸ (ب) اور ۲۹۸ (ج) کا اضافہ کیا گیا ہے۔

دفعہ ۲۹۸ (ب) کے مطابق ایسا شخص جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہو... خواہ اس کا تعلق قادیانی گروپ سے ہو یا لاہوری گروپ سے... اگر کسی ایسے شخص کو "امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ" کہے، جس کا تعلق نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں، یا کسی ایسی خاتون کو "ام المومنین" کہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ میں سے نہ ہو، یا کسی ایسے شخص کو... مرد یا عورت... جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے نہیں "اہل بیت" کہے یا قرار دے، نیز اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کہے، اور اپنے ہم عقیدہ افراد کو بلانے یا جمع کرنے کے طریقے کو "اذان" کہے، یا مسلمانوں جیسی اذان دے، تو اس کا یہ فعل قابلِ دست اندازی پولیس... نا قابلِ ضمانت... جرم ہوگا، جس پر اسے تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

۲۹۸ (ج) کی رو سے ایسا شخص... مرد یا عورت... جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے... خواہ اس کا تعلق قادیانی گروپ سے ہو یا لاہوری گروپ سے... اگر بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنے آپ کو مسلمان کہے، یا اپنے عقیدے کو اسلام کے نام سے موسوم کرے، یا اپنے مذہب

کی تبلیغ و اشاعت کرے، یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے، یا کسی طرح بھی مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے تو اسے بھی تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی، اور اس کا یہ جرم ناقابلِ دست اندازی پولیس اور ناقابلِ ضمانت ہوگا۔

نیز اس آرڈیننس کے ذریعے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۹۹-الف میں ترمیم کردی گئی ہے، جس کی رو سے صوبائی حکومت کو کسی ایسے اخبار، کتاب یا دیگر کسی ایسی دستاویز کو ضبط کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے، جو تعزیراتِ پاکستان میں شامل... مذکورہ بالا... نئی دفعات کی خلاف ورزی میں چھاپی گئی ہو۔

اس آرڈیننس کے ذریعے "مغربی پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس" کی دفعہ ۲۴ میں ایک نئی شق شامل کردی گئی ہے، جس کے ذریعے صوبائی حکومت کو اختیار مل جائے گا کہ وہ تعزیراتِ پاکستان میں شامل کی گئی نئی دفعات کی خلاف ورزی کرنے والی کسی کتاب یا دستاویز کی طباعت و اشاعت کے لئے استعمال ہونے والے پریس کو بند کردے، یا اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کردے جو ان دفعات کی خلاف ورزی کرے، اور کسی ایسی کتاب یا دستاویز کو ضبط کرے، جس میں ایسا مواد شامل ہو، جس کی طباعت و اشاعت مذکورہ دفعات کی رو سے ممنوع قرار دی گئی ہو۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اور بھٹو صاحب نے اس وقت وعدہ بھی کیا تھا کہ اس آئینی ترمیم کے تقاضوں کو بروئے کار لانے کے لئے قانون سازی بھی کی جائے گی، لیکن بھٹو صاحب بوجوہ... جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں... اس وعدے کو ایفا نہیں کرسکے، یوں ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم بھی عملاً غیرمؤثر اور بے کار ہو کر رہ گئی تھی، یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے لئے مقدر فرمائی کہ انہوں نے اس آرڈیننس کے ذریعے ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے تقاضوں کو قانونی شکل دے کر نہ صرف ملتِ اسلامیہ کے دیرینہ مطالبے کو پورا کردیا، بلکہ قادیانیوں کی روز افزوں شرانگیزیوں کا بھی سدِ باب کردیا، جس پر جناب صدر اور ان کے رفقا پوری ملتِ اسلامیہ کی طرف سے ہدیۂ تبریک اور ستائش و تشکر کے مستحق ہیں، فجزاھم اللہ عنا

الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔

اسلامی حصار کو زندیقوں، ملحدوں اور منافقوں کی نقب زنی سے محفوظ کرنا ایک مسلمان حکمران کا اوّلین فریضہ ہے، اور ہم جناب صدر کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک اہم ترین فریضے کی تکمیل کرکے بارگاہِ الٰہی میں سرخروئی حاصل کی ہے، ہمیں اُمید ہے کہ وہ اس اقدام پر ان شاء اللہ سید الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ہوں گے۔

یہ آرڈی نینس، قادیانیت کے خلاف ابتدائی اور آخری اقدام نہیں، بلکہ اسے بچے سے باکا، اور آگے سے مجوزے کا اقدام قرار دیا جاسکتا ہے، ورنہ اسلامی فقہ کی رو سے کسی اسلامی مملکت میں کسی مدعیٔ نبوت، یا اس کی ذریتِ خبیثہ کا وجود سرے سے قابلِ برداشت ہی نہیں، کیونکہ یہ لوگ اسلامی اصطلاح میں "زندیق" کہلاتے ہیں، اور تمام فقہائے امت اس پر متفق ہیں کہ "مرتد" اور "زندیق" کو اسلامی مملکت کے غیرمسلم شہری کی حیثیت سے باقی نہیں رکھا جاسکتا، بلکہ وہ سزائے موت کا مستحق ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروؤں کی سرکوبی کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا، اور انہوں نے زندیقوں کے اس ٹولے کو واصلِ جہنم کیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دورِ حیات میں جب حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے یمن کے اسود عنسی کو قتل کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاز فیروز!" فیروز کامیاب ہوگیا! یہی وجہ ہے کہ بعد کے ادوار میں جب بھی کسی مدعیٔ نبوت نے سر اٹھایا تو فوراً اس کا سر کچل دیا گیا، قاضی عیاض "الشفاء" میں لکھتے ہیں:

"وقد قتل عبدالملک بن مروان الحارث
المتنبی وصلبه، وفعل ذلک غیر واحد من الخلفاء
والملوک باشباههم واجمع علماء وقتهم علی صواب

فعلهم والمخالف في ذلك من كفرهم كافر۔''

(ج:۲ ص:۱۱۵ طبع ملتان)

ترجمہ:... ''اور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے جھوٹے مدعیٔ نبوت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا، اور بے شمار خلفاء و سلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا، اور اس دور کے علماء نے ان کی اس کارروائی کی تصویب کی، اور جو شخص ایسے لوگوں کے کفر میں اختلاف کرے، وہ بھی کافر ہے۔''

پوری اسلامی تاریخ میں اس کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی کہ کسی مدعیٔ نبوت یا اس کے پیرووں کے وجود کو غیرمسلم شہری کی حیثیت سے برداشت کیا گیا ہو۔ الغرض تمام فقہائے امت اس پر متفق ہیں کہ اسلامی مملکت میں ایک مرتد اور زندیق، غیرمسلم شہری کی حیثیت سے نہیں رہ سکتا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ردالمحتار'' میں قرامطہ باطنیہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ونقل عن المذاهب الأربعة أنه لا يحل إقرارهم في ديار الإسلام بجزية ولا غيرها ولا تحل مناكحتهم ولا ذبائحهم .... والحاصل انهم يصدق عليهم اسم الزنديق والمنافق والملحد.''

(ج:۳ ص:۲۴۳ طبع جدید مصر)

ترجمہ:... ''اور مذاہب اربعہ سے نقل کیا ہے کہ ان کو دارالاسلام میں ٹھہرانا جائز نہیں، نہ جزیے کے ساتھ، اور نہ بغیر جزیہ کے، اور نہ ان سے شادی بیاہ جائز ہے، اور نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے، اور حاصل یہ کہ ان پر زندیق اور منافق اور ملحد کا نام صادق آتا ہے۔''

اس لئے اسلامی مملکت پاکستان میں قادیانی زندیقوں کے وجود کو برداشت کرتے ہوئے ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنا، ان کے ساتھ [illegible]

درجے کی رعایت ہے۔

اس آرڈی ننس کے ذریعے صوبائی حکومتوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ قادیانیوں کا ایسا تمام لٹریچر ضبط کرسکتی ہیں، جو آرڈی ننس میں مندرج دفعات کے تحت آتا ہو، اور ایسے اخباروں اور رسالوں کا اجازت نامہ بھی منسوخ کرسکتی ہیں، اور پریس بھی ضبط کرسکتی ہیں۔ ہم صوبائی حکومتوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ قادیانی لٹریچر سارے کا سارا اس آرڈی ننس کے تحت قابل ضبطی ہے، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی، اور اس کے اتباع و اذناب کی تمام کتابیں اور رسالے ملک میں ممنوع الاشاعت قرار دیئے جانے چاہئیں۔ صوبائی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ قادیانی کتابوں، اخباروں اور رسالوں کی فہرست طلب کریں، اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں، یہاں صرف ایک مثال درج کی جاتی ہے، قادیانی ہفت روزہ ''لاہور'' صدارتی آرڈی ننس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''گویا اس آرڈی ننس کے نفاذ کے بعد پاکستان میں عیسائی، یہودی، ہندو، پارسی اور سکھ تو اپنے اپنے مذہب کی کھلے بندوں تبلیغ و اشاعت کرسکیں گے، یہاں تک کہ کمیونسٹ اور دہریے تک مسلمانوں میں اپنے افکار و نظریات کا پرچار کرسکیں گے، اور ان پر کوئی قدغن نہیں ہوگی، البتہ قدغن ہوگی تو صرف اس جماعت کے ارکان پر، جن کی خدمات اسلامی کے درخشندہ و تابندہ نقوش ساری دنیا میں جگمگ جگمگ کر رہے ہیں، اور جو قرآن کریم کا درجنوں معروف زبانوں میں ترجمہ کرکے خدا کے اس نور کو اقصائے دہر میں پھیلا چکی ہے، اور جس کا اس کے صرف بہی خواہوں ہی کو نہیں (اس کے) شریف الطبع بدخواہوں کو بھی اعتراف ہے۔''

اسی سلسلے میں آگے لکھتا ہے:

> ''ہم اپنی مملکت عزیز کے صدر کی خدمت میں بڑے

شروع ہوئی تھی، اس کے واضح قرائن موجود ہیں کہ یہ اغوا قادیانی طاقت کے ممتاز افراد نے پولیس کی ملی بھگت سے کرایا تھا۔ مولانا قریشی کا آج تک سراغ نہیں مل سکا، اور یہ جنرل محمد ضیاء الحق کی حکومت کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے، جب تک مولانا قریشی بازیاب نہیں ہوجاتے مسلمانوں کے لئے اطمینان کا سانس لینا مشکل ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جناب صدر کو اس امتحان و آزمائش سے بھی عہدہ برآ ہونا چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(ماہنامہ بینات کراچی شعبان ۱۴۰۴ھ مطابق جون ۱۹۸۴ء)

قادیانی مسئلہ آئینی ترمیم کے بعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اخبارات میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے مشیر جناب لیفٹیننٹ جنرل فیض علی چشتی کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ:

"پاکستان بنیادی طور پر اسلام کے لئے اور خاص مسلمانوں کے لئے معرض وجود میں آیا تھا۔ اس لئے یہاں کسی غیر مسلم اقلیت کو عام تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ وہ اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ مسلمانوں میں اسلام کے خلاف کسی دوسرے مذہب کی کھلے بندوں تبلیغ نہیں کر سکتے۔"

اسی ضمن میں موصوف نے یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ ۱۹۷۲ء کی مردم شماری کے مطابق دس سال کے عرصے میں قادیانیوں کی مردم شماری میں دس فیصد اضافہ ہوگیا ہے۔ موصوف کے اس بیان پر معاصر عزیز "نوائے وقت" لاہور لکھتا ہے:

"قادیانی مسئلہ آئینی ترمیم کے بعد

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے مشیر امور کشمیر لیفٹیننٹ جنرل ایف۔ اے۔ چشتی نے کوٹلی (آزاد کشمیر) کی بار ایسوسی ایشن کے ارکان سے بات چیت میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا گیا تھا۔ اس لئے یہاں کسی دوسرے مذہب یا عقیدے کے پرچار کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ موصوف کا یہ بیان

ایک بنیادی اور مسلّمہ اصول کے اظہار کے ضمن میں آتا ہے، اور دنیا
بھر میں نظریاتی مملکتوں کا یہی معمول ہے کہ ان کے اساسی نظریے
سے متصادم و منحرف دینی عقائد و سیاسی افکار کی تبلیغ اور نشر و اشاعت
کی اجازت نہیں دی جاتی۔ البتہ اس ضمن میں انہوں نے بار ایسوسی
ایشن کے ایک قادیانی رکن کے سوال پر ۱۹۷۲ء کی مردم شماری کے
حوالے سے جو انکشاف کیا ہے، وہ صرف حکمرانوں کے لئے ہی
نہیں، علمائے کرام کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ اس مردم شماری کی
رپورٹ کے مطابق ۱۹۶۱ء کے بعد دس سال کے عرصے میں
قادیانیوں کی آبادی میں دس فیصد اضافہ ہو گیا۔

اب یہ کہنا تو مشکل ہے کہ اس مردم شماری کے اعداد و شمار
اور کوائف (جس میں سیاسی مصلحتوں کی بنیاد پر کراچی کی آبادی اصل
کے مقابلے میں ۲۵-۳۰ فیصد کم دکھائی گئی تھی، اور پنجاب کی آبادی
میں بھی اضافے کے بجائے کمی دکھائی گئی تھی) کس حد تک مستند اور
قابل اعتبار ہیں، لیکن قادیانیوں کے متعلق ستمبر ۱۹۷۴ء میں آئینی
ترمیم کے مطابق قانون یعنی ضابطہ تعزیرات میں بھی تبدیلی کر دی
جاتی تو آج وہ صورتِ حال ہرگز نہ ہوتی جسے جنرل بخشی نے
افسوس ناک قرار دیا ہے۔ اس آئینی ترمیم کے بعد شناختی کارڈوں،
رجسٹریشن وغیرہ کے حلف ناموں میں تو اس کے مطابق تبدیلی کر دی
گئی ہے، لیکن ضابطہ تعزیرات میں ترمیم نہ ہونے کے باعث
قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مقصد تشنۂ تکمیل چلا آ رہا ہے۔

اس آئینی ترمیم کی روشنی میں کچھ عرصہ قبل ضابطہ تعزیرات
میں بھی ضروری تبدیلی کے لئے ایک مسودۂ قانون قومی اسمبلی میں
پیش کر دیا گیا تھا، لیکن پیپلز پارٹی کی سیاسی، خاص طور پر اتفاقی

۹:- ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ (پنجاب) کے مناظرے میں قادیانی مناظر مبارک احمد پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے قادیانیوں کی تعداد پچاس لاکھ بتائی۔

۱۰:- قادیانی مبلغ عبدالرحیم درد جب انگلستان گئے تو انہوں نے مسٹر فلبی کے سامنے بیان کیا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔

(اس وقت پنجاب میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان تھے، اب بقول عبدالرحیم درد گویا ۷۵ لاکھ سے بھی زیادہ قادیانی صرف پنجاب میں موجود تھے۔)

لیکن سرکاری رپورٹ کے مطابق ۱۹۳۱ء میں قادیانیوں کی مجموعی تعداد پنجاب میں ۵۵ ہزار تھی، جس میں کئی ہزار افراد لاہوری جماعت کے بھی شامل تھے۔

(قادیانی مذہب جدید ایڈیشن ص:۹۵۰)

ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی کے ۲۳ سال بعد بھی اس جماعت کی تعداد پنجاب میں ۵۵ ہزار اور باقی تمام ہندوستان میں پندرہ بیس ہزار تھے۔ (”الفضل“ ۳ جون ۱۹۳۳ء)

لیکن مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کی غلط بیانی اور مبالغہ آمیز پروپیگنڈے کا یہ عالم ہے کہ وہ دو چار لاکھ سے شروع ہوکر ۷۵ لاکھ پر جاکر دم لیتے ہیں۔ آج کل قادیانی اُمت دعویٰ کر رہی ہے کہ کل دُنیا میں ان کی مردم شماری ایک کروڑ ہے۔ یہ بھی اسی طرح کا مبالغہ آمیز جھوٹ ہے۔ محتاط اندازے کے مطابق آج بھی ان کی آبادی پانچ، چھ لاکھ سے زیادہ نہیں ہوگی۔

۲:... چونکہ غلط بیانی کرنا اور منفی خبر اور مبالغہ آمیز اعداد و شمار کے ذریعے دُنیا کو مرعوب کرنا قادیانیوں کے نبی کی سنت اور کارِ ثواب ہے، اس لئے یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ وہ مردم شماری کے اندراج میں بھی اسی مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں، اور ایک قادیانی کئی کئی جگہوں، بلکہ کئی کئی ملکوں میں اپنے نام کا اندراج کراتا ہے، اور پھر ایک ایک کنبے کے افراد کی تعداد کے اندراج میں بھی اسی مبالغہ آمیز غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے قادیانیوں کی مرعوب کن تعداد پر اظہارِ تشویش کے بجائے ہم جناب فیض علی چشتی اور مارشل لا حکومت سے درخواست کریں گے کہ نئی مردم شماری میں قادیانیوں کی اس تکنیک کو

بطور خاص محفوظ رکھا جائے۔ پھر ان کے پاس مندرجات کا پوری تحقیق سے اندراج کیا جائے۔ جو فارم اس کام کے لئے موجود ہیں، ان سے پوری طرح محتاط رہنے کا حکم دیا جائے۔ اگر حکومت قادیانی مردم شماری کو جعلسازی کے اندراجات سے پاک کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو قادیانیوں کی مردم شماری میں مبالغے کے بجائے کمی ——— حیرت انگیز کمی کا انکشاف ہوگا۔ اور اس سے قادیانیوں کے مرعوب کن پروپیگنڈے کی قلعی بھی کھل جائے گی۔

۳:... قادیانیوں کی تعداد میں فرضی اضافے سے بڑھ کر افسوسناک بات یہ ہے کہ قادیانی غیرمسلم اقلیت ہونے کے باوجود حج پر بھی جاتے ہیں، اور ان ممالک اسلامیہ میں بھی، جہاں ان کا داخلہ ممنوع ہے، اعلیٰ ملازمتوں پر فائز ہوتے ہیں، اسی لئے کہ اب تک حکومت پاکستان نے کوئی قانونی اقدام ایسا نہیں کیا، جس سے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان امتیاز ہوسکے۔ اگر شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں ایک خانہ مذہب کی تشخیص کے لئے رکھا جائے اور قادیانی کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں "غیرمسلم" کا اندراج کیا جائے تو حکومت پاکستان عالم اسلام کو قادیانیوں کے فریب سے بچا سکتی ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حکومت پاکستان کو اب تک اس اہم قضیے کی طرف کیوں توجہ نہیں ہوئی...؟

۴:... اس بحث کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ قادیانی، پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے اہم ترین کلیدی مناصب پر فائز ہیں، اور پاکستان سمیت اسلامی ممالک کا کوئی خفیہ سے خفیہ راز ایسا نہیں، جو قادیانیوں سے مخفی ہو، جبکہ قادیانی اپنی ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ ان کے روابط ہمیشہ اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ رہے ہیں، آج بھی ان کی ہمدردیاں مسلمانوں کے بجائے انہی عالمی طاقتوں کے ساتھ ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ جب انگریزوں کا بغداد پر تسلط ہوا تو قادیان میں چراغاں کیا گیا اور خوشی کے جشن منائے گئے۔

کون نہیں جانتا کہ جب ترکی کو تاراج کیا جا رہا تھا تو قادیانی بڑے فخر اور طمطراق سے اعلان کرتے تھے:

"ترکی کی حکومت اگر مٹتی ہے تو مٹنے دو، اور یاد رکھو ترکی
اسلام نہیں ہے۔"

کون نہیں جانتا کہ جب انگریز ممالک اسلامیہ کو ایک ایک کر کے پامال کر رہا تھا، تو قادیانی بڑے فخر سے اعلان کر رہے تھے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ: میں مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (انگریزی فوج کی فتح) پر کیوں خوشی نہ ہو؟ عراق، عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔"

کون نہیں جانتا کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی سی ہے اور وہ تمام عالم اسلام کو اسی حیثیت میں دیکھتے رہے ہیں۔

اور پھر قادیانی خلیفہ کے یہ اعلانات کس کس کو معلوم نہیں؟ کہ:

"ساری دنیا ہماری دشمن ہے اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں داخل نہ کرلیں، ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں۔"

"ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہم دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔"

"جب تک ہماری بادشاہت نہ قائم ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔"

"وہ لوگ جو اس وقت میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ایمان لاتے ہیں، وہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے، صرف ہم باقی رہیں گے۔"

"نہ صرف ہندوستان کی سلطنت کے حکمران احمدی

جماعت کے ممبر ہوں گے بلکہ جیسا کہ وعدہ دیا گیا ہے، زار روس کا عصا بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہوگا، وہ دنیا میں عالمگیر حکومت قائم کریں گے۔“

”۳۔ (یعنی قادیانی جماعت) کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ دنیا کو کھا جانا چاہئے۔“

کیا قادیانی خلیفہ کے ان اعلانات کے بعد بھی کوئی شک رہ سکتا ہے کہ ”قادیانی“ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں؟ ان ساری باتوں سے قطع نظر کیجئے، ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد سے اب تک قادیانیوں نے پاکستان کو بیرون ملک بدنام کرنے کے لئے جو مکروہ پروپیگنڈا کیا ہے، وہ کس کے علم میں نہیں؟ اور اندرون ملک انتشار پھیلانے کے لئے انہوں نے جو کچھ کیا ہے، کیا وہ ہمارے محکمۂ تبلیغی جنس کے علم سے باہر ہے...؟

ایک ایسی جماعت جو کہ مسلمانوں کو بدترین دشمن سمجھتی ہو، جس کی ہمدردیاں مسلمانوں کے خلاف ہوں، جو طاغوتی قوتوں کی حلیف ہو، اور جس کے مشن لندن اور ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ اسرائیل میں بھی کام کر رہے ہوں، ان کو مسلمانوں کی کلیدی اسامیوں پر مسلط اور اسلامی ممالک کے تمام خفیہ سے خفیہ رازوں سے مطلع کرنا عقل و منطق کی کس دلیل سے صحیح ہے؟

۵:... جناب جنرل چشتی صاحب اعلان فرماتے ہیں کہ پاکستان میں کسی ”غیرمسلم“ اقلیت کو اپنے عقائد کی کھلے بندوں تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی، جبکہ افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ قادیانی غیرمسلم اقلیت نہ صرف کھلے بندوں تبلیغ کر رہی ہے، بلکہ اسلام کے نام پر کر رہی ہے۔ کیا کسی ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی اور پارسی کو پاکستان میں یہ اجازت ہے کہ وہ اسلام کے نام پر اپنے عقائد کی تبلیغ و تشہیر کرے؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں، تو حکومت پاکستان قادیانیوں کی اس جارحیت کا نوٹس کیوں نہیں لیتی...؟

اپنی فرضی مظلومیت کا جھوٹا پروپیگنڈا کرنا بھی قادیانیوں کی خاص عادت ہے، جو لوگ قادیان میں ایک فرضی ''محمد رسول اللہ'' کھڑا کرنے سے نہیں شرماتے، ان کو خلاف واقعہ غلط پروپیگنڈا کرنے سے کیا عار ہوسکتی ہے؟ قادیانیوں کا سربراہ مرزا طاہر جب سے ملک سے فرار ہوا ہے، وہ مسلسل پاکستان کے خلاف زہر اُگلنے میں مصروف ہے، اس کی تقریروں کی کیسٹیں پاکستان میں درآمد کی جاتی ہیں، اور قادیانی حلقوں میں کھلے بندوں تقسیم کی جاتی ہیں۔ یہ کیسٹیں صدر مملکت اور اعلیٰ حکام تک پہنچائی جاچکی ہیں، اور اخبارات میں بھی چھپ چکی ہیں، لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے، حکومت کی طرف سے ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا، اور نہ پاکستان کے خلاف نفرت و بغاوت پھیلانے کے جرم میں کسی قادیانی سے بازپرس کی گئی ہے، بلکہ اس کے برعکس قادیانی اُونچے اُونچے مناصب پر بدستور براجمان ہیں، وہ اپنے ماتحت مسلمانوں کو اپنا لٹریچر تقسیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں، جہاں کوئی بڑا افسر قادیانی ہے، وہ اپنے ہم مذہب افراد کے ساتھ ترجیحی سلوک کرتا ہے، مسلمان ان کے ہاتھوں حیران و پریشان ہیں۔ پاکستان کے سائنسی مرکز میں، جو پاکستان کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے، قادیانیوں کی کھیپ کی کھیپ موجود ہے۔ پورے ملک کی ملازمتوں کا اگر سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قادیانی ہر جگہ موٹے موٹے عہدوں پر مسلط ہیں، اور اپنے کوٹے سے سوگنا زیادہ حصے پر قابض ہیں۔ یہ ہے قادیانیوں کی وہ مظلومیت، جس کا ڈھنڈورا مرزا طاہر احمد بیرونِ ملک پیٹ رہا ہے۔

مرزا طاہر کی یہ دھمکی کہ پاکستان میں افغانستان جیسے حالات پیدا کئے جاسکتے ہیں، صریح طور پر پاکستان کے خلاف اعلانِ بغاوت ہے، اور اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا طاہر پاکستان کے خلاف ملحد اور لادین طاقتوں سے گٹھ جوڑ کر رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ملحد اور کمیونسٹ قسم کے لوگ مرزائیوں کی حمایت میں بیانات جاری کر رہے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ''قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَکْبَرُ'' یعنی'' اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض و نفرت کا اظہار وہ اپنے منہ سے کرنے لگے ہیں، اور ان کے سینوں میں غیظ و غضب کی جو بھٹی سلگ رہی ہے، وہ اس

سے بھی بڑھ کر ہے۔"

یہ قادیانیوں کی اندرونی کیفیت کا کل نقشہ ہے، وہ... خاکم بدہن... اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادینا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیانیوں کا یہ خواب ان شاء اللہ کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا، لیکن ہم حکومت سے اور پاکستان کے مسلمانوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے جو لوگ پاکستان میں رہ کر پاکستان کے باغی مرزا طاہر کی اطاعت پر یقین رکھتے ہیں، ان کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہونا چاہئے؟ قادیانیوں کو پاکستان کے خلاف زہر اگلنے اور دھمکیاں دینے کے باوجود کس طرح لائق اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟ کیا ہماری حکومت قادیانیوں کی طرف اس وقت متوجہ ہوگی، جب وہ یہاں... خاکم بدہن... افغانستان جیسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہماری حکومت اور ہمارا دانشور طبقہ قادیانیوں کے عزائم و مقاصد کا نوٹس لے...؟

مرزا طاہر احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، وہ اس یہودیانہ بغض و عداوت کا شاخسانہ ہے، جو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کردیا۔ قتل عیسیٰ کا ٹھیک یہی دعویٰ مرزا قادیانی کو بھی ہے کہ:

"ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لئے......"

(ملفوظات ج:10 ص:460 حاشیہ)

جس طرح یہود قتل عیسیٰ کا جھوٹا دعویٰ کرکے ملعون و کافر ہوئے، اسی طرح مرزا قادیانی بھی عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کا دعویٰ کرکے کافر و ملعون ہوا۔ جس طرح یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے محروم رہے، اسی طرح قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے پر ایمان لانے سے انکار کردیا۔ جس طرح یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے "المسیح الدجال" کو مسیح مان لیا، اسی طرح قادیانیوں نے بھی عیسیٰ علیہ

السلام کے بجائے ایک "الاعور الدجال" کو مسیح مان کر خوش ہو گئے۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلے میں قادیانی ٹھیک یہودیوں کے نقشِ قدم پر ہیں۔ جس طرح یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر ایمان لانے کی توفیق نہیں ہوئی، بلکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت کے ہاتھوں قتل ہوں گے، اسی طرح قادیانیوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی کبھی توفیق نہیں ہوگی، اور وہ بھی یہودیوں کے زمرے میں شامل ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی افواج کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قادیانی - یہودی فتنے سے محفوظ رکھے۔
بِحُرْمَةِ نَبِیِّهِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ،
صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دستوری کمیشن اور قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

ان کالموں میں متعدد بار اس امر کی نشاندہی کی جا چکی ہے کہ موجودہ حکومت مختلف طریقوں سے قادیانیوں کو تمغۂ مسلمانوں کی صف میں شامل کرنے کی کوشش کر رہی ہے بلکہ انہیں اسلامی برادری کی قیادت و رہنمائی کے فرائض بھی سپرد کر رہی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو کس طرح اسلامی کانفرنس میں مدعو کر کے ایک مسلمان کی حیثیت سے اس کی پذیرائی کی گئی اور اس قادیانی کو جس طرح اسلامی سائنس کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا گیا ہے۔ اس پر بھرپور احتجاج کے باوجود حکومت نے کسی وضاحت یا معذرت کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اب دستوری کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ روزنامہ جنگ لندن کے انکشاف کے مطابق اس کے تین مشیروں میں ایک قادیانی ہے۔ روزنامہ نوائے وقت کے بیان کا اخباری متن حسب ذیل ہے:

"ملک قادیانی اقلیت کے قیام کی طرف گامزن ہے"

"کراچی (اسٹاف رپورٹر) حکومت نے جس ڈھانچے کا جمہوریت کو واپس کرنے کا وعدہ کیا تھا، آج اس کے بارے میں کمیشن کے قیام کے اعلان کے بعد ہر ذی شعور کو یقین ہو گیا کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر لاکھوں جانوں کی قربانی اور عزت و آبرو دے کر حاصل کیا گیا تھا، قادیانی اقلیت کی طرف گامزن ہے۔ یہ بات علامہ شاہ احمد نورانی نے تحریک نظام مصطفیٰ کراچی کی جانب سے دی گئی ایک افطار پارٹی سے خطاب کرتے

ہوئے کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے کمیشن کے تیرہ ارکان کی جس ٹیم کا اعلان کیا ہے، اس میں ایک شخص محمد اسد کی مذہبی حیثیت مشکوک ہے۔ اس شخص کی قابلیت کا پس منظر قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ بتایا گیا ہے، اس ترجمہ کی ایک کاپی میرے پاس بھی موجود ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کی نفی کی ہے اور ختم نبوت کی تشریح اسی انداز میں کی گئی ہے کہ جیسے قادیانی، لاہوری یا مرزائی کرتے ہیں، اگر کوئی نام نہاد مسلمان اس شخص کے ترجمہ سے انتہائی متاثر ہے تو وہ اس کو خود پڑھ کر کسی بھی تفسیر سے اس کا موازنہ کرے، بصورت دیگر میں اس شخص کے ترجمہ پر دنیا کے کسی بھی مقام پر مناظرہ کرنے کو تیار ہوں۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے کمیشن کے قیام پر شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس نام نہاد کمیشن کے شرکاء اگر مسلمان ہیں اور ان میں ایمان کی معمولی سی رمق بھی موجود ہے تو انہیں اس کمیشن سے فوری طور پر کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہئے، کیونکہ اول تو ایک متفقہ دستور کی موجودگی میں کسی سیاسی ڈھانچہ کو تیار کرنا ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ چھ کے تحت غداری کے مترادف ہے، اور کسی ڈھانچہ کی تشکیل یا اس کی مشاورت غداری کی طرفداری کے مترادف ہے جبکہ اس کمیشن میں ایسا فرد مشیر کی حیثیت سے شامل ہو کہ جس کی مذہبی حیثیت بھی مشکوک ہے اور اس نے قرآن پاک کے ترجمہ میں قادیانی عقائد کو تحفظ دیا، جبکہ ۷۳ء کے آئین کی سب سے خاص بات قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جانا ہے، ہم کسی قادیانی سے اسلامی نظام حکومت کے بارے میں کسی تعاون کے خواہاں نہیں۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۵؍جولائی ۱۹۸۳ء)

مولانا نورانی کے جواب میں دستوری کمیشن کے چیئرمین جناب ظفر احمد انصاری نے فرمایا کہ کمیشن پر قادیانی اثرات کا الزام سیاسی چال ہے، چنانچہ روزنامہ جنگ میں ہے:

"مولانا انصاری نے کمیشن پر قادیانی اثرات کے الزام کو مضحکہ خیز اور قبیح سیاسی چال قرار دیا اور کہا کہ ہم تو پہلے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے چکے اور پھر جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کے خلاف مقدمہ لڑنے میں اہم کردار ادا کرچکے ہیں۔"

(جنگ کراچی ۱۹؍جولائی ۱۹۸۳ء)

افسوس ہے کہ انصاری صاحب کا یہ جوابی بیان یکسر غیرمتعلق ہے، کیونکہ مولانا نورانی نے جس شخص پر قادیانی ہونے کا الزام لگایا، انصاری صاحب کے بیان میں اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی، بلکہ صرف "مدح خویش مشیوہ" کے طور پر یہ جتایا گیا ہے کہ (یعنی مولانا انصاری) قادیانیوں کے خلاف کوئی کام کرچکے ہیں، تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ "محمد اسد" قادیانی نہیں، مولانا انصاری کو چاہئے تھا کہ پہلے اس امر کی تحقیق کرتے کہ عقائد میں موصوف علامہ محمد اسد مسلمانوں کے عقائد رکھتے ہیں، یا قادیانیوں کے ہمنوا ہیں؟

اگر مولانا انصاری دلائل سے ثابت کردیتے کہ اس شخص کے عقائد واقعی مسلمانوں کے عقائد ہیں تو مولانا نورانی کا الزام ازخود باطل ہوجاتا، لیکن اگر تحقیق کے بعد یہ ثابت ہوجاتا کہ اس شخص کے عقائد قادیانیوں کے موافق ہیں تو مولانا انصاری اور کمیشن کے دوسرے ارکان کی ایمانی غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ اس شخص کے دستوری کمیشن کے مشیر مقرر کئے جانے پر احتجاج کرتے، اور اگر ان کا یہ احتجاج مؤثر نہ ہوتا تو ایسے کمیشن پر دو حرف بھیج کر باہر نکل آتے جس میں ایک ایسے مشکوک کو مسلمانوں پر مسلط کردیا گیا ہے، چونکہ مولانا انصاری نے اس متنازعہ فیہ شخصیت کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی، اس لئے مولانا نورانی کا الزام اب تک قائم ہے، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ حکومت اور مولانا انصاری صاحب نے "محمد اسد" کے بارے میں خاموشی اختیار کرکے مولانا نورانی کے الزام کو تسلیم

کرلیا ہے۔ چنانچہ مولانا نورانی کی جماعت کے ایک راہنما جناب شاہ فرید الحق صاحب نے بڑے وثوق اور تحدی سے اعلان کیا ہے کہ یہ شخص قادیانی عقائد رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا:

"مولانا انصاری نے لیوپولڈ اسد کو "علامہ" کے محترم خطاب سے یاد کیا ہے، جبکہ لیوپولڈ اسد پولش نژاد یہودی ہے، جو اسلام قبول کرنے کے بعد پاکستان کی سول سروس میں ایک قادیانی وزیر (غالباً چوہدری ظفر اللہ خان مراد ہے۔ ناقل) کے ذریعہ متعارف ہوا۔ اس نے اپنے ہاں ترجمہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلام کے بنیادی عقیدے سے نفی کی ہے۔ اس کا ترجمہ قرآن یہودی اور قادیانی پروپیگنڈے سے قریب ترین ہے۔ جس کی مثال ختم نبوت کی تشریح ہے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۷ جولائی ۱۹۸۳ء)

ہم نے مولانا نورانی اور شاہ فرید الحق کے الزامات کی تحقیق کے لئے ضروری سمجھا کہ لیوپولڈ اسد کے عقائد و نظریات کا خود اس کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کے ترجمہ قرآن اور تشریحی حواشی کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ شخص اپنے عقائد کے لحاظ سے واقعی مشکوک ہے اور مولانا نورانی کا الزام محض الزام نہیں بلکہ ایک حقیقت واقعہ ہے۔ (ہم اس شمارے میں اس کے ترجمہ قرآن کے اقتباسات ایک مضمون کی شکل میں پیش کر رہے ہیں) ہم مولانا انصاری اور دوسرے غیرت مند مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ لیوپولڈ اسد کو دستوری کمیشن سے نکلوائیں، ورنہ خود کمیشن سے نکل جائیں۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار!

قوم نہ ایسے مشکوک فرد کو جو قادیانیوں جیسے عقائد رکھتا ہو برداشت کرنے کے لئے تیار ہے، اور نہ قادیانیوں کے ہم نوا اور ہم پیالہ لوگوں کو جو "اسلامی دستور" کی آڑ میں لیوپولڈ کو اسلام کا ہیرو ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۲ ش:۹)

کچھ کہا ہے وہ دراصل خود مصنف کی غیرت ہے اور "من چہ سرایم و طنبورہ من چہ سرا یہ" کے مصداق ہے، اس لئے کہ نورانی صاحب محمد اسد کو مشکوک قرار دیتے ہیں جبکہ انصاری صاحب ان کی ختم نبوت کے سلسلہ کی خدمات کا ذکر فرما رہے ہیں۔

انصاری صاحب کو اگر وکالت کرنی ہی تھی تو اسد صاحب کی طرف سے ٹھوس وکالت کرتے تاکہ کسی کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ رہتا، لیکن ایسا کرنا ان کے لئے تب ممکن ہوتا جب ان کے پاس ٹھوس دلائل ہوتے۔

بہرحال ہم نے محمد اسد کے ترجمہ قرآن (دی میسج آف دی قرآن) کے ان مقامات کا مطالعہ کیا، جن کی نشاندہی مولانا نورانی صاحب نے اپنے بیان میں کی تھی، خاص کر آیت: "وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ..... السیح" اور اس سلسلے کی دیگر آیات پر غور کیا، پھر مرزا بشیرالدین محمود، مولوی شیر علی قادیانی، ملک غلام فرید قادیانی، چودھری ظفر اللہ خان قادیانی اور محمد علی لاہوری کے تراجم سے اس کا موازنہ کیا تو سب کو یکساں پایا۔

محمد اسد صاحب: "اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ" کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"I shall cause thee to die and shall exalt thee unto Me."

ہو بہو انہی الفاظ کے ساتھ محمد علی لاہوری نے آیت بالا کا ترجمہ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو دی قرآن، چھٹا ایڈیشن ص:۱۴۲)۔

۲:... شیر علی قادیانی نے چونکہ مرزا بشیرالدین محمود کے اردو ترجمہ کا ترجمہ کیا ہے، اس لئے "To Die" کے بعد "طبعی وفات" کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے، حالانکہ مرزا بشیرالدین محمود کے ترجمہ میں یہ الفاظ بریکٹ کے اندر ہیں۔ (ملاحظہ ہو ترجمہ شیر علی قادیانی ص:۵۳ طبع ربوہ، چھوٹا سائز)۔

۳:... ملک غلام فرید قادیانی نے بھی شیر علی قادیانی اور مرزا بشیرالدین محمود کی

الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔"

(آل عمران:۵۵)

"(55) Lo! God said: "O Jesus! Verily, I shall cause thee to die, and shall exalt thee unto Me, and cleanse thee of [the presence of] those who are bent on denying the truth; and I shall place those who follow thee [far] above those who are bent on denying the truth, unto the Day of Resurrection. In the end, unto Me you all must return, and I shall judge between you with regard to all on which you were wont to differ.45

45 This refers to all who revere jesus (i.e., the Christians, who believe him to be "the son of God", and the Muslims, who regard him as a prophet) as well as to those who deny him altogether. Regarding God's promise to Jesus, "I shall exalt thee unto Me", see surah 4, note 172.

اس کی مزید تفصیل اگلے نمبر کے حوالے میں ملاحظہ فرمایئے۔

ب:... "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کے تحت لکھتے ہیں کہ: مسلمانوں میں کئی فرضی داستانیں پائی جاتی ہیں، جو یہ بتاتی ہیں کہ صلیب دیئے جانے سے قبل، آخر وقت میں عیسیٰ علیہ السلام کو ایک شخص سے تبدیل کردیا گیا جو ان سے قریبی مشابہت رکھتا تھا، جسے ان کی جگہ مصلوب کردیا گیا، ان میں سے کسی داستان کی قرآن یا مستند احادیث سے ذرہ بھر تائید نہیں ہوتی اور اس حوالے سے قدیم مفسرین کی تراشیدہ کہانیوں کو یکسر مسترد کردینا چاہئے، یہ قرآنی بیان کہ: "عیسیٰ کو صلیب نہیں دی گئی" کو بائبل کے "گوسپل" یا بشارت عیسوی میں انہیں مصلوب کئے جانے کی تحریری وضاحت سے ہم آہنگ کرنے کی چند بے ربط کوششوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک: "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کی اس سے بہتر کوئی تشریح نہیں ہوسکتی کہ اسے: "ولکن خیل لهم" سے تعبیر کیا جائے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ـ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ـ" (النساء:۱۵۷،۱۵۸)

"(157) and their Boast, "Behold, we have slain the Christ Jesus, son of Mary, [who claimed to be] an apostle of God!"

However, they did not slay him, and neither did they crucify him, but it only seemed to them [as if it had been] so; and, verily, those who hold conflicting views thereon are indeed confused, having no [real] knowledge thereof, and following mere conjecture. For, of a certainty, they did not slay him: (158) nay, God exalted him unto Himself - and God ....."

"171 Thus, the Quran categorically denies the story of the crucifixion of Jesus. There exist, among Muslims, many fanciful legends telling us that at the last moment God substituted for Jesus a person closely resembling him (according to some accounts, that person was Judas), who was subsequently crucified in his place. However, none of these legends finds the slightest support in the Quran or in authentic Traditions, and the stories produced in this connection by the classical commentators must be summarily rejected. They represent no more than confused attempts at "harmonizing" the Quranic statement that Jesus was not crucified with the geaphic description, in the Gospels, of his crucifixion. The story of the crucifixion as such has been succinctly explained in the Quranic phrase *wa-lakin shubbiha lahum*, which I render as "but it only appeared to them as if it had been so" - implying that in the course of time, long after the time of Jesus, a legend had

somehow grown up (possibly under the then-powerful influence of Mithraistic beliefs) to the effect that he had died on the cross in order to atone for the "original sin" with which mankind is allegedly burdened; and this legend became so firmly established among the latter-day followers of Jesus that even his enemies, the Jews, began to believe it - albeit in a derogatory sense (for crucifixion was, in those times, a heinous form of death-penalty reserved for the lowest of criminals). This, to my mind, is the only satisfactory explanation of the phrase *wa-lakin shubbiha lahum*, the more so as the expression *shubbiha li* is idiomatically synonymous with *khuyyila li* "[a thing] became a fancied image to me", i.e., "in my mind" - in other words, "[it] seemed to me" (see *Qamus*, art. *khayala*, as well as Lane II, 833, and IV, 1500).

172 Cf. 3:55, where God says to Jesus, "Verily, I shall cause thee to die, and shall exalt thee unto Me." The verb *rafa'ahu* (lit., "he raised him" or "elevated him") has always, whenever the act of *raf* ("elevating") of a human being is attributed to God, the meaning of "honouring" or "exalting". Nowhere in the Quran is there any warrant for the popular belief that God has "taken up" Jesus bodily, in his lifetime, into heaven. The expression "God exalted him unto Himself" in the above verse denotes the elevation of Jesus to the realm of God's special grace - a blessing in which all prophets partake, as is evident from 19:57, where the verb *rafa'nahu* ("We exalted him") is used with regard to the Prophet Idris. (See also Muhammad Abduh in *Manar* III, 316 f., and VI, 20 f.) The "nay" (*bal*) at the beginning of the sentence is meant to stress the contrast between the belief of the Jews that they had put Jesus to a shameful death on the cross and the fact of God's having "exalted him unto Himself."

The noun *tayr* is a plural of *ta'ir* ("flying creature" or "bird"), or an infinitive noun ("flying") derived from the verb *tara* ("he flew"). In pre-Islamic usage, as well as in the Quran, the words *ta'ir* and *tayr* often denote "fortune" or "destiny", whether good or evil (as, for instance, in 7:131, 27:47 or 36:19, and still more clearly in 17:13). Many instances of this idiomatic use of *tayr* and *ta'ir* are given in all the authoritative Arabic dictionaries; see also Lane V, 1904 f. Thus, in the parabolic manner so beloved by him, Jesus intimated to the children of Israel that out of humble clay of their lives he would fashion for them the vision of a soaring destiny, and that this vision, brought to life by his God-given inspiration, would become their real destiny by God's leave and by the strength of their faith (as pointed out at the end of this verse).

38 It is probable that the "raising of the dead" by Jesus is a metaphorical description of his giving new life to people who were spiritually dead; cf. 6:122 - "Is then he who was dead [in spirit], and whom We thereupon gave life, and for whom We set up a light whereby he can see his way among men - [is then he] like unto one [who is lost] in darkness deep, out of which he cannot emerge?" If this interpretation is - as I believe - correct, then the "healing of the blind and the leper" has a similar significance: namely, an inner regeneration of people who were spiritually diseased and blind to the truth.

قارئین کرام کی سہولت کے لئے ہم نے محمد اسد صاحب کے ترجمہ قرآن سے متعلقہ اقتباسات پیش کئے ہیں۔ انہیں پڑھ کر یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ محمد اسد صاحب نے قرآن مجید کا جو ترجمہ اور تفسیر کی ہے اس میں قادیانی عقائد کا تحفظ کیا گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی سے انکار اس بات کے لئے ایک ٹھوس ثبوت ہے کہ جناب اسد عقیدۂ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بھی منکر ہیں۔

عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام چونکہ پوری اُمت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے، اور قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت ہے، اس لئے ہم یہ کہتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے کہ محمد اسد صاحب اپنے عقائد کی وجہ سے "مشکوک" ہیں، اور ایسے "مشکوک" شخص کو اتنی اہم ذمہ داری سونپنا خالی از خطر نہیں۔

"فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ" کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی محمد اسد صاحب نے وفاتِ مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابھی ہم نے پورے ترجمہ کا مطالعہ نہیں کیا، تاہم ہمیں یقین ہے کہ اس نے اور بھی کئی مقامات پر ترجمہ قرآن مجید میں قادیانی مفسرین کی طرح اپنی طبع زاد تاویلیں گھڑلی ہوں گی۔

ہم بالآخر یہی عرض کریں گے کہ محمد اسد جیسے مشکوک شخص کو اتنی اہم ذمہ داری سونپنا کسی طرح بھی صحیح نہیں، نیز اپنے قارئین کرام اور مسلم برادری کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے بیدار ہونا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے ملک وملت اور عقائد کے تحفظ کے سلسلے میں بیدار رہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا!

(مولانا اصغر علی چشتی صاحب)

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۳ ش:۹)

مراق اور نبوت
شیخ عبدالرحمن مصری کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

راقم الحروف کا ایک مختصر سا مضمون "مرزا غلام احمد قادیانی کے سات دن" کے عنوان سے ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک (جولائی ۱۹۷۵ء) میں شائع ہوا تھا، جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک عبارت پر چند سوالات اٹھائے گئے تھے۔ اس کے جواب میں لاہوری جماعت کے رکن رکین جناب شیخ عبدالرحمن مصری نے لاہوری مرزائیوں کے ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور کی چھ قسطوں میں ایک طویل مضمون رقم فرمایا، جو ۱۳ اگست ۱۹۷۵ء کی اشاعت سے شروع ہوکر ۸ اکتوبر ۱۹۷۵ء کی اشاعت پر ختم ہوا۔

میں جناب مصری صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے میری معروضات پر توجہ فرمائی، تاہم مجھے شکایت ہے کہ میرے سوالات کو ٹھیک سمجھ کر ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہیں فرمائی، یہاں میں صرف ایک سوال پر اکتفا کرتا ہوں، میں نے اپنے مضمون کے آغاز میں لکھا تھا:

"مرزا غلام احمد قادیانی، مراق اور ذیابیطس کے مریض تھے، اور یہ دونوں مرض ان کو دعوے نبوت و مسیحیت کے انعام میں ملے تھے۔"

اس پر مصری صاحب خفا ہوکر فرماتے ہیں:

"مولوی صاحب موصوف (راقم الحروف) نے اپنے

مندرجہ بالا بیان میں دو صریح غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے حضرت اقدس المسیح الموعود کی طرف مراق کی مرض[1] منسوب کی ہے، اور دوسرے حضور کی طرف دعوائے نبوت منسوب کیا ہے، اور یہ دونوں باتیں غلط اور محض بہتان و افترا ہیں۔''

(پیغام صلح ص:۹، ۲۰ اگست ۱۹۴۵ء)

حالانکہ اگر یہ دونوں باتیں غلط اور محض بہتان و افترا ہیں تو اس غلط گوئی اور افترا پردازی کا الزام خود مصری صاحب کے ''حضرت اقدس'' اور اس کے حواریوں پر عائد ہوسکتا ہے، نہ کہ مجھ غریب ناقل پر، کیونکہ راقم الحروف نے تو جو کچھ لکھا ہے، بحیثیت ناقل کے لکھا ہے، مشہور ہے کہ: ''نقلِ کفر، کفر نباشد''۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی جانب مراق کی نسبت کرنا غلط نہیں، امید ہے مصری صاحب مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ فرماکر غلط گوئی اور افترا پردازی کا فتویٰ متعلقہ افراد پر صادر فرمائیں گے:

۱:... مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:

''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی، جو اسی طرح وقوع میں آئی، آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی، تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اُوپر کے دھڑ کی، اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق، اور کثرتِ بول۔''

(تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء، بدر ۷ جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج:۸ ص:۴۴۵)

۲:... دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال

---

[1] ''مرض'' مؤنث نہیں مذکر ہے، مگر مرزا صاحب اور مرزائی امت کے ہاں ایک چونکہ مریم رفتہ رفتہ ابن مریم بن جاتا ہے، اس لئے یہ لوگ مذکر مؤنث کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ (محمد یوسف)

ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک
بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی
بیماری ترقی کرتی جاتی ہے، اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے،
مگر میں اس بات کی پروا نہیں کرتا۔"

(کتاب منظورِ الٰہی ص:۳۲۸، ملفوظات ج:۲ ص:۳۷۶)

۳:... مرزا بشیر احمد ایم اے نقل کرتے ہیں:

"حضرت خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) سے فرمایا کہ: حضور! غلام نبی کو مراق ہے، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے، اور مجھ کو بھی ہے۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۳۰۴)

۴:... نیز مرزا بشیر احمد صاحب موصوف اپنے ماموں ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب کی شہادت نقل کرتے ہیں کہ:

"میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔" (سیرۃ المہدی ج:۲ ص:۵۵)

۵:... ڈاکٹر شاہنواز صاحب لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دورانِ سر، دردِ سر، کمیٔ خواب، تشنجِ دل، بدہضمی، اسہال، کثرتِ پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا، اور وہ عصبی کمزوری تھی۔"

(ریویو آف ریلیجنز ۱۹۲۶ء، ص:۶)

۶:... نیز ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے

فرمایا کہ: مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔"

(ریویو، اگست ۱۹۲۶ء، ص:۱۱)

ان چھ شہادتوں میں سے چار خود مرزا غلام احمد صاحب کی ہیں، اور دو ڈاکٹر شاہنواز قادیانی کی۔ اب مصری صاحب انصاف فرمائیں کہ مرزا صاحب کی طرف مرضِ مراق کا انتساب کرکے غلط گوئی اور افتراپردازی سے کس نے کام لیا ہے؟

چوں بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطا است

سخن شناس نہ ئی دلبرا خطا اینجا است

اب رہی بحث دوسرے اتہام کی! جناب مصری صاحب نے مرزا صاحب کی جانب دعوائے نبوت کے انتساب کو بھی افتراپردازی قرار دیا ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ کارِ خیر بھی قادیان میں ہی انجام دیا گیا ہے، راقم الحروف کی حیثیت یہاں بھی ناقلِ محض کی ہے۔

جناب شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کو شاید یاد ہوگا کہ جب وہ ہندو مذہب ترک کرکے مرزا غلام احمد کی بیعت سے حلقہ بگوش ہوئے تھے، اس وقت انہوں نے مرزا محمود احمد صاحب "خلیفۃ المسیح ثانی" کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کا نہ صرف اقرار و اعتراف کیا تھا، بلکہ اپنی عمرِ عزیز کا بہترین حصہ انہوں نے مرزا صاحب کی نبوت کی پرجوش تبلیغ میں صرف کیا، بالآخر جب خلیفہ محمود احمد صاحب کا دستِ ناز مصری صاحب کی دامنِ عصمت تک پہنچا اور وہ اپنے "خلیفہ صاحب" کے حق میں یہ صداقت بیان دینے پر مجبور ہوئے کہ:

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے، اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے، جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں، اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا

ہے۔" (تجلی حق ص:۱۰۴ مؤلفہ جناب محمد احمد فاروقی مطبوعہ ۱۹۶۵ء)

اس وقت وہ قادیان کے آستان سے گزر کر لاہور کے محور میں آ گئے۔ کیا میں جناب مصری صاحب سے دریافت کر سکتا ہوں کہ اگر مرزا غلام احمد کی جانب دعوائے نبوت کو منسوب کرنا غلط یا افترا ہے تو آنجناب جاگتی ہوئی جوانی، بدعوائے علم و فضل سالہا سال تک افترا پردازی کا یہ مقدس فریضہ کیوں انجام دیتے رہے؟ کیا آنجناب اس وقت خوفِ خدا اور محاسبۂ آخرت سے عاری تھے...؟

نیز کیا مصری صاحب اس عقدے کو حل فرمائیں گے کہ مرزا محمود احمد صاحب کے بارے میں آپ نے عدالت میں جو حلفیہ بیان داخل کیا تھا، اس میں اگر کچھ قصور تھا تو آپ کے مدعا علیہ کا تھا، مرزا غلام احمد صاحب نے آخر کیا قصور کیا تھا کہ آپ کے نزدیک مرزا صاحب کی نبوت باطل ہوگئی؟ اور اس واقعے کے بعد آپ ان کی نبوت سے دست کش ہوگئے؟ یہ آخر کس شریعت کا مسئلہ ہے کہ بیٹا زنا کرے تو اس سے باپ کی نبوت، مجددیت و محدثیت میں تبدیل ہو جاتی ہے؟ اور وہ نبی کی بجائے مجدد و محدث بن جاتا ہے...؟

نیز جناب مصری صاحب سے یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب کی حالت کسی دوسرے سے پوشیدہ ہو تو ہو، مگر آپ تو خود صاحبِ واقعہ ہیں، آپ نے اپنے مقدس خلیفہ کے بارے میں عدالت میں تحریری بیان دیا تھا کہ:

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ الخ"

یہ بیان صحیح تھا یا غلط؟ یہ مبنی برواقعہ تھا یا مبنی بر افترا؟ اگر یہ بیان غلط اور افترا تھا تو خود ہی انصاف سے کہیے کہ جس شخص نے اپنے امام اور خلیفہ پر آج تک دنیا کی سب سے گندی تہمت دھری ہو، اس سے بڑا مفتری کون ہوگا...؟ اور اگر یہ بیان صحیح واقعات پر مبنی تھا تو اس شخص سے بڑا مفتری کون ہے، جس نے اس قماش کے آدمی کو "تجلی حق پاسبان" میں شامل کرتے ہوئے یہ کہا ہو:

کہ یہ لوگ خواہ مخواہ ”حضرت صاحب“ ... مرزا غلام احمد قادیانی ... کی طرف دعوائے نبوت کو منسوب کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں، مصری صاحب، یا لاہوری جماعت کے کسی ممبر کو اس امر میں اختلاف نہیں، نہ کسی عاقل کو ہوسکتا ہے، کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا، اختلاف اس میں ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کس نوعیت کی تھی؟ ظلی تھی یا حقیقی؟ جعلی تھی یا اصلی؟ اب اگر راقم الحروف نے مرزا صاحب کی نبوت کی نوعیت متعین کرکے یہ کہا ہوتا کہ مرزا صاحب نے فلاں قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا تھا، تو مصری صاحب کو اس پر اعتراض کرنے کا کسی درجے میں حق حاصل تھا، مگر میں نے تو صرف مرزا صاحب کی نبوت کا ذکر کیا تھا، اگر مرزا صاحب کی جانب نبوت کا منسوب کرنا ہی ... خواہ اس کی نوعیت کچھ بھی ہو ... افترا ہے، تو اس افترا پردازی کی ذمہ داری بھی مرزا غلام احمد صاحب پر عائد ہوتی ہے، انہوں نے سیکڑوں جگہوں پر اپنی نبوت کا ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا ہے، اس لئے اگر میں مصری صاحب کی زبان میں مرزا غلام احمد صاحب کو چودھویں صدی کا سب سے بڑا مفتری کہوں تو کیا یہ بے جا بات ہوگی...؟

آخر یہ کیا منطق ہے کہ اگر مرزا صاحب اعلان کریں کہ: ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں“ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) تو وہ مصری صاحب کے ”حضرت اقدس المسیح الموعود“ بن جائیں، اور اگر یہ الفاظ محمد یوسف لدھیانوی دہرادے کہ مرزا صاحب نے رسالت ونبوت کا دعویٰ کیا ہے، تو وہ مصری صاحب کے نزدیک غلط گو اور مفتری کہلائے...؟

میں یہاں یہ بحث نہیں اٹھانا چاہتا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے، وہ صرف مجددیت ومحدثیت تک محدود ہے؟ یا یہ کہ مرزا صاحب کی مجددیت ومحدثیت دیگر انبیائے کرامؑ کی نبوت کے اوصاف ولوازم بھی اپنے ساتھ رکھتی ہے؟ اس پر بہت سی بحثیں ہوچکی ہیں، تاہم میں اس موضوع پر بھی مصری صاحب سے گفتگو کرنے کو تیار ہوں، میرا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اسی نوعیت کی نبوت کا دعویٰ کیا، جو نوعیت دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی ہے، اس سلسلے میں سردست شیخ عبدالرحمن صاحب کو

مشہور ذوں کا کہ وہ اپنی درج ذیل تحریر بطور پڑھیں:

> "میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود کے زمانے کا احمدی ہوں، میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی، میں حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں، جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں، نفسِ نبوت میں نے اس وقت کوئی فرق کرتا تھا نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اس وقت میرے کانوں میں کبھی نہیں پڑے تھے، بعد میں حضور کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں، میں نے استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں، وہ میرے عقیدے کے منافی نہیں، ان معنوں میں میں اب بھی حضور کو ظلی کے علی المجازی نبی سمجھتا ہوں، یعنی شریعت جدیدہ کے بغیر نبی، اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع کی بدولت، اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت میں فنا ہو کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کامل بروز ہو کر مقامِ نبوت کو حاصل کرنے والا نبی۔ میرے اس عقیدے کی بنیاد حضرت مسیح موعود کی تقاریر، اور تحریرات، اور جماعتِ احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔"

آخر میں شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ مرزا غلام احمد صاحب کے "مراق اور نبوت" سے آنکھیں بند کر کے لوگوں پر "مفتری، مفتری" کا فتویٰ لگاتے رہیں گے، تو ان کا یہ طرزِ عمل خود ان کے بارے میں کوئی اچھا تاثر پیدا نہیں کرے گا، کیونکہ ساری دنیا مرزا غلام احمد کی حقیقت میں اندھی بہری نہیں ہے...!

حضرت جالندھریؒ کے بیانات کا تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

حضرت اقدس مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ (نور اللہ مرقدہ) امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ رشید، قطب العالم شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مسترشد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دست راست اور کاروان تحریک ختم نبوت کے سالار تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو بعض ایسے کمالات وصفات سے آراستہ فرمایا تھا جن میں اپنے اقران وامثال میں عدیم النظیر تھے۔ عقل ودانش اور فہم وفراست میں اس درجہ ممتاز تھے کہ تمام اہم امور میں بڑوں کی رائے کا احترام کرتے تھے۔ زبان وبیان کا ایسا سلیقہ تھا کہ مشکل سے مشکل مسائل ایک عامی سے عامی آدمی کے ذہن نشین کرانے کی مہارت رکھتے تھے۔ جس موضوع پر بھی گفتگو فرماتے اس کو ایسا مدلل کرتے کہ بڑے سے بڑا مخالف بھی استدلال کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ ہمارے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ان کو وکیل الصحابہ کے خطاب سے یاد فرماتے تھے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بعد حکومت نے جسٹس منیر کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی عدالت قائم کی جس کا دائرہ کار اس تحریک کے اسباب وعلل کا دریافت کرنا تھا۔ اس عدالت کی رپورٹ ”تحقیقاتی رپورٹ فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء“ کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اس عدالت کے سامنے متعلقہ فریقوں میں سے ہر ایک نے اپنا موقف تحریری طور پر پیش کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے دو بیان عدالت کے ریکارڈ میں داخل کرائے۔ ایک بیان میں مجلس احرار اسلام (جس نے تحریک ختم نبوت

نوکِ قلم سے دلوں میں اتار دینے کی کامیاب کوشش کی ہے وہ بجائے خود ان کی کرامت ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور ان کی لائق جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنی مرضیات کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور مجلس نے جو صدیقی مشن بنایا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کا ٹھیک حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں:

تیغ براں بہر تصدیق باش
اے مسلماں پیرو صدیق باش

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ
وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۲ ش:۳۰)

قادیانیت کا پوسٹ مارٹم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے یہ تقریر
۷/اکتوبر ۱۹۸۵ء کو عالمی ختم نبوت کانفرنس لندن میں فرمائی تھی،
جسے مولانا منظور احمد الحسینی مدظلہ کی ترتیب کے بعد ہفت روزہ ختم
نبوت میں شائع کیا گیا۔.......................سعید احمد جلال پوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

آج میرا ارادہ تھا کہ قادیانیوں کے سلسلے میں چند سوالوں کا جواب دوں، میں
سیاسی آدمی نہیں ہوں، اس لئے مجھے سیاسی باتیں نہیں آتیں، لیکن میرے بھائی عبدالرحمن
یعقوب باوا صاحب نے جن باتوں کی طرف اشارات کئے ہیں، میں پہلے ان میں سے
صرف دو کی مختصر سی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں، اس کے بعد اپنا مضمون عرض کروں گا۔

قادیانیوں کا انگریزی اقتدار کی حفاظت وحمایت کا راز!

پہلی بات تو یہ ہے کہ قادیانیوں کا سربراہ مرزا محمود احمد، تقسیم سے پہلے نہ کانگریس
کا ساتھی تھا، نہ مسلم لیگ کا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ: ہونا کیا چاہئے؟ اس کے جواب میں
اس نے جو کچھ کہا، بحوالہ روزنامہ ”الفضل“ ملاحظہ ہو:

”ایک صاحب نے عرض کیا کہ: بعض لوگ سوال کرتے
ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی حفاظت اور ان کی کامیابی کے لئے
حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کیوں دعائیں کی

تھیں؟ حضور (مرزا محمود احمد قادیانی) بھی ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لئے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں، حالانکہ انگریز مسلمان نہیں۔ اس کے جواب میں حضور (مرزا محمود احمد) نے جو ارشاد فرمایا، اس کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے۔ فرمایا: اس سوال کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ایک گرتی ہوئی دیوار بنادی گئی جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کے مالک چھوٹے بچے تھے، دیوار اس لئے بنادی گئی کہ ان لڑکوں کے بڑا ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ میں نہ لگے اور ان کے لئے محفوظ رہے۔ دراصل حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے متعلق پیشگوئی ہے، جب تک جماعت احمدیہ نظامِ حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت (مسلمان ہی مراد ہو سکتے ہیں) کے قبضے میں نہ چلا جائے، جو احمدیت کے مفادات کے لئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہو جائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ یہ وجہ ہے انگریزوں کی حکومت کے لئے دعا کرنے اور ان کو فتح حاصل کرنے میں مدد دینے کی۔" (روزنامہ الفضل قادیان ۳ جنوری ۱۹۴۵ء)

یہ وہی بات ہے جس کو بعد میں جج جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں یوں لکھا تھا کہ:

"احمدیوں کی بعض تحریروں سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ انگریزوں کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔"

اکھنڈ بھارت کا خواب:

وہ تو خدا جانے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت جو مرزا محمود کو معلوم ہوئی تھی کدھر چلی گئی؟ فضا کا رنگ بدل گیا اور ملک کی تقسیم کے آثار پیدا ہونے لگے، تو مرزا محمود نے پھر اعلان کیا اور "الہامی اعلان" کیا، اپنا ایک خواب ذکر کیا اور کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے، چنانچہ اپنے اس رؤیا کی خود تشریح کرتے ہوئے کہا:

> "اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا ہے، لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے، یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

یہ ان کا "الہامی" عقیدہ تھا، اس ضمن میں یہ اس بات کی بھی کوشش کرتے رہے کہ کم از کم اور نہیں تو قادیان کو ایک آزاد اسٹیٹ بنا دیا جائے، اور وہ ایک آزاد ریاست ہو، کم از کم: تمام ضلع کا اقتدار ان کو مل جائے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں اس سے زیادہ نہیں چاہئے۔

افسوس کہ یہ بھی نہ ہوا، بالآخر مرزا محمود کو وہاں سے آنا پڑا اور بتانے والے بتاتے ہیں اور صحیح بتاتے ہیں کہ مرزا محمود عورتوں کا برقع پہن کر قادیان سے نکلا، جیسا کہ اس کا بیٹا مرزا طاہر ربوہ سے راتوں کو چھپ کر نکلا اور فوراً لندن بھاگ گیا۔ یہاں لاہور آکر پہلے اس نے ہندوؤں کی دو بڑی بڑی بلڈنگوں پر قبضہ جمایا، ڈیڑھ دو سال تک قادیانی وہاں رہے اور پھر وہاں سے آکر ربوہ نامی ایک مستقل شہر آباد کیا اور وہاں رہے۔

مرزا محمود کی وصیت:

مجھے کہنا یہ ہے کہ مرزا محمود جب مرا تو اس کی قبر پر یہ کتبہ لکھا گیا اور یہ وصیت لکھی گئی کہ جماعت احمدیہ کو وصیت کرتا ہوں کہ جب بھی قادیان جانا ہو تو میری لاش کو قادیان لے جائیں، قادیان میں دفن کریں، مجھے بھی وہیں دفن کریں اور ان کی نعش کو بھی۔

کشمیر کی جنگ اور قادیانی سازش:

یہ جو سرکاری راز ہوتے ہیں: بعد میں وہ آؤٹ بھی ہوجاتے ہیں، اور بعد از وقت کی جو بات ہوتی ہے وہ کوئی ایسی بات نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ بھی ایک سرکاری راز ہے کہ یہ جو کشمیر کی جنگ ہوئی، یہ محاذ بھی ان قادیانیوں نے حکام سے علی الرغم کھولا تھا، مقصود یہ تھا کہ کسی طرح وہ قادیان تک پہنچ جائیں اور قادیان تک پہنچ کر پھر کوئی قبضہ کرلیں، چنانچہ سیالکوٹ کے محاذ پر فرقان بٹالین لگی رہی، اس طرح کشمیر کے محاذ پر بھی یہ لگے رہے۔

قصور اپنا نکل آیا!

ایک تو مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی کہ ان کو بادل نخواستہ پاکستان میں آنا پڑا ہے، مگر افسوس کہ یہ نام کرتے ہیں "احراری ملّاؤں" کو، اور آج تک کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ کانگریسی احراری ملّا پاکستان کے مخالف تھے، لیکن کبھی کسی عالم یا مولوی نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اللہ کی مشیت یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان کو متحد رہنا چاہئے، پاکستان نہیں بننا چاہئے، کیونکہ اللہ کی مشیت یہ چاہتی ہے۔ کیوں بھائی! کوئی بتلائے کہ کسی عالم نے یہ کہا تھا؟

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کچھ علماء ایسے تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے حق میں بہتر یہ ہے کہ تمام مسلمان متحد رہیں، اور کچھ حضرات کی رائے یہ تھی کہ مسلمانوں کا حصہ الگ مل جانا چاہئے، یہ ایک سیاسی نظریہ تھا، لیکن جب پاکستان بن گیا تو اسے مسجد کا درجہ دیتے ہوئے تن، من، دھن سے اس کی حفاظت میں لگ گئے، آپ نے کسی ملّا کی یہ وصیت سنی ہوگی جس نے کہا ہو کہ میری لاش کو ہندوستان لے جانا!

قادیانی، پاکستان کے وجود کے مخالف!

کہنا مجھے یہ ہے کہ قادیانی الہامی طور پر پاکستان کی پیدائش کے بھی مخالف اور پاکستان کے وجود کے بھی مخالف ہیں، اس لئے کہ ان کو معلوم ہے کہ پاکستان ایک اسلامی سلطنت ہے، اور اسلامی سلطنت میں قادیانیوں کو جتنا خطرہ ہوسکتا ہے، اتنا غیراسلامی یا

سیکولر سلطنت میں نہیں ہوسکتا۔

عبدالسلام قادیانی کی پاکستان دشمنی اور...؟

ایک تو مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی، دوسری مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام طبیعیات کا ماہر ہے، یہودیوں نے اس کو انعام دیا، انعام دے کر اسے ساری دنیا میں اُچھالا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان کی وہی اسمبلی، جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اسی اسمبلی میں عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی، یعنی اس کو انعام دینے کے لئے تقریب منعقد کی گئی، صدرِ مملکت خود تشریف فرما تھے، ان کے سر پر کھڑے ہوکر عبدالسلام قادیانی نے کہا: ”میں پہلا مسلمان ہوں جس کو یہ انعام ملا ہے!“

گویا اس نوبل پرائز کے ذریعہ اس نے ہمارے صدر کو سامنے بٹھاکر اسلام کی سند حاصل کی، اور اس اسمبلی میں، جس اسمبلی نے اس کو غیرمسلم قرار دیا تھا، حالانکہ یہ وہی ڈاکٹر عبدالسلام تھا کہ جب ۱۹۷۴ء میں اسمبلی نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا تو اس نے اپنی پاکستان کی شہریت منسوخ کردی تھی اور کہا تھا کہ: میں اس ملک میں نہیں آؤں گا جو احمدیوں کو غیرمسلم کہتا ہے۔ اور پھر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، دوسرے اسلامی ممالک کے دورے بھی اس سے کروائے گئے اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ مسلمان ممالک کا ٹیکنالوجی اور سائنس کا جو ادارہ بنایا گیا، یعنی تمام مسلمانوں کا متحدہ سائنسی ادارہ، اس ادارے کا سربراہ بھی عبدالسلام قادیانی کو بنادیا گیا، اور پانچ ارب ڈالر اس کے سپرد کئے گئے۔

میرا اپنے ملک کے صدر محترم، وزیر اعظم اور اسی طرح دوسرے اسلامی ممالک جتنے بھی ہیں... اللہ کا فضل ہے، بہت سے اسلامی ممالک ہیں... ان کے تمام چھوٹوں بڑوں سے یہ سوال ہے، اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ”اسلامی سائنس فاؤنڈیشن“ کون سی ہوگی جس کا سربراہ قادیانی ہو؟ وہ کیسی ”اسلامی“ ہے؟

سقوط بغداد پر قادیان میں چراغاں:

یہ وہی قادیانی ہیں کہ جب بغداد پر انگریزوں نے قبضہ کیا، انگریزوں نے تسلط حاصل کیا اور جب اس کا سقوط ہوا تو "الفضل" اخبار نے لکھا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

> "انگریز میری تلوار ہیں، اپنے مہدی کی تلوار کی چمک
> ساری دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔"

بغداد کے سقوط پر قادیان میں چراغاں کیا گیا، اسی طرح جس دن قسطنطنیہ میں خلافت کا سقوط ہوا، یعنی خلافت ختم کردی گئی، تمام عالم اسلام خون کے آنسو رو رہا تھا، کیونکہ آل عثمان کی خلافت خواہ کیسی بھی تھی، فرض کرلو وہ نکمے تھے، ان میں سو عیب ہوں گے، لیکن خلافت اسلام کا ایک نشان تھا، کمال اتاترک کے ذریعہ ان طاغوتی طاقتوں نے آل عثمان کا تختہ الٹا اور خلافت ختم کردی، خلافت پر خط تنسیخ پھیر دیا کہ آئندہ کے لئے خلافت نہیں ہوسکتی۔

تم سب کچھ حاصل کرسکتے ہو، لیکن اسلامی خلافت آج تمہیں نہیں مل سکتی، تو جس دن آل عثمان کا تختہ الٹا گیا اور اسلامی خلافت پر لکیر کھینچی گئی، سارا عالم اسلام خصوصیت کے ساتھ ہندوستان خون کے آنسو رو رہا تھا، لیکن قادیانی اس دن بھی چراغاں کر رہے تھے، گھی کے چراغ جلا رہے تھے، اور قادیانیوں کے آرگن "الفضل" نے اس وقت اداریہ لکھا کہ:

> "آل عثمان مٹتے ہیں تو مٹنے دو، ہم ان کو خلیفہ نہیں
> سمجھتے، ہمارا بادشاہ جارج پنجم ہے اور ہمارے خلیفہ امیر المومنین
> مرزا محمود ہیں۔"

قادیانی مہرے پاکستان کے خیرخواہ نہیں:

کیا یہ قادیانی اس لائق ہیں کہ ان کو کلیدی عہدوں پر بٹھایا جائے؟ آج یہاں ہم پاکستانی سفارت خانہ میں گئے، وہاں ان سے ہماری باتیں ہوتی رہیں، ایک بات یہ بھی

ہوگی کہ دنیا کا کوئی ملک بشمول سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ایسا نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی خفی و جلی قادیانی ہر ادارے میں موجود نہ ہو۔

چنانچہ ہم انڈونیشیا گئے، وہاں کے سفارت خانہ میں پتہ کیا، وہاں ایک تاجر قادیانی ہے، قادیانی، اگرچہ تاجر ہی کیوں نہ ہو، رکھوا دیں تو ان کا کام چلتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس پوری ایمبیسی کی خبریں اور رپورٹیں قادیانیوں کے مرکز کو پہنچتی ہوں گی۔ مسلمانوں کا کوئی راز قادیانیوں سے راز نہیں رہتا۔ میں نے وہاں سفارت خانہ میں کہا کہ: ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کو عقل کب آئے گی؟ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں، اور تمام ملکی راز ان کے سامنے ہیں، مگر جب ہم ارباب اقتدار کو قادیانیوں سے ہوشیار رہنے اور ان کو حساس مقامات سے ہٹانے کی بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ان کو سمندر میں پھینک دیں؟ سمندر میں نہ پھینکو، ان کا کوئی علاج کرو، ہم کیا کریں، الٹی ہم سے کیوں سوال کرتے ہو؟

قادیانی شبہات کے جواب کی تیاری کرو:

آپ حضرات سے ایک بات تو میں یہ کرنا چاہتا تھا کہ ہر قادیانی کو دو، چار، دس، بیس باتیں ایسی یاد ہوتی ہیں کہ جب وہ ہمارے کسی مسلمان کے ساتھ بات کرتا ہے تو وہ اس کو مغالطہ میں ڈال دیتا ہے، کیونکہ انہوں نے ہر قادیانی کو ایسی دو چار باتیں ضرور رٹائی ہوتی ہیں، مثلاً:

۱:... ایک یہ کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ ٹٹی اور پیشاب کہاں کرتے ہیں؟ العیاذ باللہ!

۲:... اللہ تعالیٰ کو انہیں وہاں آسمان پر لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا خدا زمین پر اس کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا؟

یہ دو چار ایسی باتیں اور عقلی شبہات انہوں نے ہر قادیانی کو رٹائے ہوئے ہیں، ہر مسئلے پر اپنے عقلی شبہات رٹائے ہوئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی اچھا خاصا پڑھا لکھا

مولوی بھی ان سے گفتگو کرے تو وہ اسے چپ کرادیں گے، ان سے وہی بات کرسکتا ہے جو ان کی رگ رگ کو جانتا ہو۔

قادیانیوں سے بات کرنے کے چند عنوانات:

اس کے پیشِ نظر میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قادیانیوں کے مقابلے میں آپ میں سے ہر مسلمان کو بھی کم از کم دو چار نکتے ایسے ذہن نشین کرلینے چاہئیں کہ اگر کسی قادیانی سے بات کا موقع آئے تو آپ لوگ بھی ان کو چپ کراسکیں، لمبی چوڑی تقریریں تو شاید آپ کو محفوظ نہ رہیں، لیکن دو چار نکتے تو آپ بھی یاد کرسکتے ہیں۔ ہمارے کسی عالم کے پاس بیٹھ جائیے! اور ان سے درخواست کیجئے! کہ ایک آدھ گُر کی ایسی بات بتادیجئے کہ ادھر پھونک ماریں اُدھر قادیانی بھاگ جائے!

قادیانی اُستانی اور مسلمان طالبات:

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہٗ ونور اللہ مرقدہٗ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ شیخوپورہ کے ایک اسکول میں ایک قادیانی اُستانی آگئی۔ یہ بھی ایک مستقل موضوع ہے کہ کن کن محکموں پر کس کس طرح قادیانی مسلط ہیں۔۔۔ اس اُستانی کا کام تھا بچیوں کو گمراہ کرنا۔۔۔ میرا ایک دفعہ وہاں جانا ہوا تو بچیوں نے مجھ سے شکایت کی کہ قادیانی اُستانی تبلیغ کرتی رہتی ہے اور ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ: میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں، تم اپنی اُستانی جی سے وہ بات پوچھ لینا، تم ان سے یہ پوچھنا کہ: ”تمہارا مرزا ”بھانو“ سے پاؤں کیوں دبوایا کرتا تھا؟“ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اب چھوٹی بچیاں تو پہلے تیار ہوگئیں، اُستانی آئی اور بات کرنے لگی تو ایک لڑکی نے کہا: اُستانی جی! تمہارا مرزا بھانو سے پاؤں کیوں دبواتا تھا؟“ دوسری نے بھی اُستانی سے یہی بات کی، تیسری نے بھی یہی بات کی اور سب نے کہہ دیا: بھانو، بھانو، بھانو، بھانو۔ تیسرے دن اس نے اسکول چھوڑ کر اپنا تبادلہ کروالیا۔ بھلا وہ برداشت کرسکتی تھی؟

موت دے دے اور ثناء اللہ کی زندگی میں۔ پھر نتیجہ کیا ہوا؟ اس مباہلہ کے ایک سال بعد مرزا وبائی ہیضہ سے مرگیا۔

مرزا قادیانی اپنی بددُعا کے نتیجے میں مرا، ایک سکھ جج کا فیصلہ:

یہاں درمیان میں ایک لطیفہ سنادوں، وہ یہ کہ جب مرزا مرگیا تو قادیانیوں نے بڑا شور مچایا، مولانا ثناء اللہ صاحبؒ نے لکھنا شروع کیا... مولانا ثناء اللہؒ اہلِ حدیث عالم تھے، ان کو لوگ فاتحِ قادیان کہا کرتے تھے، امرتسر میں رہتے تھے، اور ان کا مرزے کے ساتھ مقابلہ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

آخرکار اس مسئلے پر گفتگو کے لئے مرزا کے ایک مرید میر قاسم علی نے طے کرلیا کہ لدھیانہ میں ہی اس موضوع پر مولانا ثناء اللہ سے مناظرہ ہوگا کہ مرزا صاحب جو مرے ہیں یہ اپنی بددُعا کے نتیجے میں مرے ہیں، یہ اس کے جھوٹے ہونے کی علامت ہے یا نہیں؟ اتفاق کی بات ہے کہ یہ جگہ بھی لدھیانہ میں آتی ہے، یہ مناظرہ بھی لدھیانہ میں طے ہوا۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ مناظرہ کا فیصلہ کرنے کے لئے جج کس کو بنایا جائے؟ اگر کسی مسلمان کو بناتے ہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ کی رعایت کرے گا، اور اگر کسی مرزائی کو بناتے ہیں تو وہ ان کی رعایت کرے گا۔ بالآخر یہ بات ٹھہری کہ وہاں لدھیانہ کے ایک سردار صاحب اور خالصہ جی، جج تھے، خود میر قاسم علی نے اس کا نام پیش کیا کہ اس کو منصف بنالیا جائے اور تین سو روپے انعام رکھا گیا کہ جو ہار جائے وہ تین سو روپیہ جیتنے والے کو دے۔ لدھیانہ میں مولانا ثناء اللہ اور میر قاسم علی کا اس موضوع پر مناظرہ ہوا کہ مرزا نے جو بددُعا کی تھی، اس کے مطابق وہ مرا ہے یا نہیں؟ اور وہ مرکر اپنے جھوٹے ہونے پر مہر لگا گیا ہے یا نہیں؟ جج نے مناظرہ سننے کے بعد مولانا ثناء اللہؒ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور تین سو روپے جیب میں ڈال کر مولانا امرتسر آگئے۔

مرزا وبائی ہیضہ سے مرا:

کہنا یہ ہے کہ اپنی اس پیش گوئی اور بددُعا کے نتیجے میں مرزا ہیضے کی موت مرا، اور

کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے وقت قادیانیوں اور اقوام متحدہ کے کمیشن کے اجلاس سے متاثر ہوسکتے ہیں۔

قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں:

اس سلسلے میں پہلی بات تو مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ان قراردادوں سے اور قادیانیوں کی اس درخواست سے جو انہوں نے اقوامِ متحدہ میں پیش کی ہے، یہ بات تو معلوم ہوئی کہ قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں۔ دیکھو بھائی! عدالت میں دو فریق جاتے ہیں، ایک مدعی ہوتا ہے اور دوسرا مدعا علیہ، مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان میں اگر دوستی ہوتی تو ان کو اپنا مقدمہ عدالت میں لے جانے کی ضرورت ہی نہ تھی، کیونکہ اگر ان کی دوستی ہوتی اور آپس میں جھگڑا اور دشمنی نہ ہوتی تو معاملہ عدالت میں لے جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی، بلکہ اپنے گھر میں طے کرسکتے تھے، پس! عدالت میں جھگڑا اور مقدمہ لے جانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ تو قادیانیوں نے اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کو درخواست دی تو اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قادیانی، پاکستان کے اور پاکستان کے قانون کے دشمن ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

قادیانی ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں سے بھی زیادہ پاکستان کے دشمن ہیں:

دوسری بات یہ کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ اقوامِ متحدہ کی قراردادیں کیا قیمت رکھتی ہیں؟ وہ مجھے بھی معلوم ہے، آپ کو بھی معلوم ہے، فلسطینیوں کے بارے میں اقوامِ متحدہ کتنی قراردادیں پاس کرچکا ہے؟ کشمیر کے مسئلے میں کتنی قراردادیں پاس ہوچکی ہیں؟ قبرص کے مسلمانوں کے بارے میں کتنی قراردادیں پاس ہوچکی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ اور جنوبی افریقہ کے کالوں کے بارے میں کتنی قراردادیں پاس ہوچکی ہیں، یہ دیکھو کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے، اس کی بھی کوئی قیمت ہوتی ہے، کیونکہ آدمی اس کو جلا سکتا ہے یا کم از کم نسوار کی پڑیا بنا سکتا ہے، مگر اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کی اتنی بھی قیمت نہیں ہے کہ اس کو جلانے یا نسوار کی پڑیا بنانے کا کام لیا جائے۔ یہ مجھے بھی معلوم ہے، آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس قرارداد کی کوئی

قیمت نہیں ہے، اقوام متحدہ کی قرارداد سے ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن ایک بات ضرور ہے، وہ یہ کہ تمام دنیا کی نظریں ان کی طرف متوجہ ہوجائیں گی اور وہ یہ کہیں گے کہ واقعتاً پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق غصب کئے جارہے ہیں، اس سے پاکستان بدنام ہوگا۔ میں کہتا ہوں کیا کبھی کسی ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی اور کسی دوسرے مذہب والے نے پاکستان کے خلاف یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کو پامال کر رہا ہے؟ یہ پہلی اقلیت ہے جس نے پاکستان پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق غصب کر رہا ہے، گویا قادیانیوں کا اقوام متحدہ کے کمیشن میں یہ درخواست دینا پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔

امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس کسی کی آزادی سلب نہیں، حدود متعین کرتا ہے:

تیسری بات اس سلسلے کی یہ ہے کہ ہم نے اس قانون کے ذریعہ کون سا حق غصب کیا ہے؟ صرف یہی ناں کہ ان پر پابندی لگادی گئی ہے کہ یہ کلمہ نہیں پڑھ سکتے، یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے، وغیرہ وغیرہ۔

اس کے لئے میں ایک بات عرض کرتا ہوں اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے، آپ تو ماشاء اللہ سمجھے ہوئے ہوں گے، لیکن میں اپنا سبق دُہرانے کے لئے عرض کر رہا ہوں، استاذ کو سبق سنایا بھی تو جاتا ہے، میں اپنا سبق آپ حضرات کو سنانے کے لئے عرض کرتا ہوں، یہ نہیں کہ آپ مجھ سے سمجھیں گے، نہیں نہیں! مجھے توقع ہے کہ آپ تو ماشاء اللہ پہلے سے ہی سمجھے ہوئے ہوں گے، لیکن میں ذرا اپنا آموختہ دُہراتا ہوں۔

اس مسئلہ کو میں ایک مثال کے ذریعہ سمجھانا چاہوں گا، مثلاً: ایک شخص اس طرح اپنا ہاتھ فضا میں لہرا رہا تھا کہ دوسرے کے کان پر زور سے لگا، اس نے کہا: میاں! عقل رکھتے ہو کہ نہیں؟ تم اس طرح ہاتھ لہرا رہے ہو۔ وہ کہنے لگا: میں آزاد فضا میں سانس لے رہا ہوں اور مجھے ہاتھ پھیلانے کی مکمل آزادی ہے، مجھ پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا! اس پر دوسرے نے کہا کہ: آپ بجا فرماتے ہیں، آپ کو مکمل آزادی ہے، لیکن آپ کی آزادی اس حد تک

ہے، جہاں تک میرا کان شروع نہیں ہوتا، جہاں سے میرے کان کی حد شروع ہو جاتی ہے، وہاں آپ کی آزادی ختم!

ٹھیک اسی طرح یہ بات انصاف کی ہے کہ قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے، لیکن ان کی یہ آزادی وہاں تک ہے، جہاں تک اسلام کی حد شروع نہیں ہوتی، جب یہ بات سمجھ میں آگئی، تو اب سمجھئے ہم نے ان پر کیا پابندی لگائی ہے؟ ہم نے ان سے یہ نہیں کہا کہ تم اپنی جس طرح عبادت کرتے ہو نہ کرو، ہم نے انہیں کہا کہ چونکہ تم کافر ہو اور اذان دیتے ہو، اور اذان مسلمانوں کا شعار ہے، اذان سن کر ایک مسلمان تمہارے پیچھے آ کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھ لیتا ہے، کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟ اذان ہمارا شعار اور اسلام کی علامت ہے، مسجد اسلام کی علامت ہے، چنانچہ ابوداؤد اور حدیث شریف کی دوسری کتابوں، بلکہ ترمذی شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے کہ:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعث جیشا او سریۃ یقول لھم: اذا رأیتم مسجدا او سمعتم موذنا، فلا تقتلوا احدا!" (ترمذی ج:۱ ص:۱۸۶)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کو باہر جہاد کے لئے بھیجتے تھے، تو ارشاد فرمایا کرتے تھے: جب تم اذان سنو یا کسی بستی میں مسجد دیکھو تو اپنے ہتھیار روک لو اور ان کو قتل نہ کرو!"

اس لئے کہ اذان کی آواز کا آنا اور مسجد کا ہونا، یہ بستی کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔

ہم نے قادیانیوں سے اپنا اور اسلام کا دامن چھڑایا ہے:

تو ہم نے صرف اتنا کہا کہ چونکہ قادیانیوں نے اپنے کفر کو اسلام باور کرا کر جو ہمارا گلا پکڑا ہوا تھا، ہم نے قانون کی روشنی میں ان کے کفر و زندقہ سے چھڑا لیا اور اسلام کا پیچھا چھڑانے کی کوشش کی ہے، اور کہا ہے کہ تمہارا اسلام اور ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں

ہے۔ اس لئے ہمارا چند چھوڑ دو۔ ہم نے ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی، بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ خدا کے لئے اسلام میں مداخلت نہ کرو۔ تمہیں آزادی ہے، مگر اسلام کے دائرہ سے باہر، ہر قسم کی آزادی ہے۔ اسلام کے اندر نہیں۔ کہیں بھائی! یہ بات منصفانہ ہے کہ نہیں؟

چور کو چوری سے روکنا، انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے؟

اب میں انسانی حقوق کے کمیشن سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ظفر اللہ خان قادیانی کا ایک مکان ہو، اور چور اس میں نقب لگانا چاہتا ہو تو کیا چور کو اس نقب لگانے کی اجازت ہونی چاہئے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو سوال یہ ہے کہ اگر حکومت کسی چور کے خلاف کوئی قانون بنائے تو کیا چور کو بھی یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ انسانی حقوق کے کمیشن میں دعویٰ کرے کہ جی میرے انسانی حقوق تلف ہورہے ہیں، میرے حقوق غصب کئے جارہے ہیں، اور مجھے اپنا پیشہ نہیں کرنے دیا جاتا، کیونکہ لوگوں کے مکانوں میں نقب لگانا میرا پیشہ ہے، اور یہ میرے پیشے پر پابندی لگاتے ہیں، یہ میری معاش پر پابندی لگاتے ہیں، حکومت پاکستان بڑی ظالم ہے، اس کے خلاف قرارداد مذمت ہونی چاہئے۔

انسانی حقوق کے کمیشن میں کوئی بڑے سے بڑا کوئی عقل مند اور افلاطون ایسا ہے جو اس کی تائید کرے گا؟ یقیناً کوئی عقل مند اس کی تائید نہیں کرے گا، اس لئے کہ یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ نقب لگانے والا نقب لگاتا ہے اور یہ اس کا پیشہ ہے، اور اس کو اس پیشہ اختیار کرنے سے شاید کوئی منع نہ کرے، مگر اس کو نقب لگانے کی اس وقت تک آزادی اور اجازت دی جاسکتی ہے، جب تک کہ اس کے نقب سے کسی کی جائیداد، املاک اور آزادی میں خلل واقع نہ ہو، لیکن اگر اس کے نقب سے دوسرے کی جان، مال، جائیداد، مکان میں مداخلت کی گئی، تو اس کا نقب لگانا دوسرے کے حقوق میں مداخلت ہوگی، اس لئے نقب لگانے والا مجرم کہلائے گا، تو جو اس کی روک تھام کے لئے قانون سازی کرے گا۔

قادیانی قلعۂ اسلام میں نقب لگاتے ہیں:

ٹھیک اسی طرح قادیانیوں نے کافر، پکے کافر اور سچے کافر ہونے کے باوجود

قلعہ اسلام میں نقب لگائی اور پورے نوے سال تک وہاں میں داخل رہے، اسلام کے
نام پر لوٹ مار کرتے رہے۔ حرمت اسلام اور مسلمانوں کو لوٹتے رہے۔ بلکہ پوری دنیا کو دھوکا
دیتے رہے، اسلام کے نام پر گھس کر جو خزانوں سے لوٹ مار ہوتی انہوں نے کی، نوے سال
تک ان کو مہلت ملی رہی۔ بالآخر ان کا وہ سوراخ بند کر دیا گیا، جہاں سے انہوں نے نقب
لگائی تھی۔ اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرہ اسلام سے باہر کر دیا گیا، جب باہر کئے
جانے کے باوجود یہ مدعی تھے کہ یہ مکان تو ہمارا تھا، ہم لوٹ مار کرتے تھے، ہمیں لوٹ مار
کرنے سے کیوں منع کیا گیا؟ ہم نے کہا: اب تم ایسا نہیں کر سکتے، اب تمہیں اس کی اجازت
نہیں ہوگی۔ آپ ہی انصاف فرمائیے کہ حکومت پاکستان کا یہ قانون انصاف پر مبنی ہے یا
اقوام متحدہ کے کمیشن نے اس کے خلاف جو قرارداد پاس کی ہے وہ انصاف پر مبنی ہے؟

کیا مسلمانوں کے کوئی حقوق نہیں؟

میں نے جب سے یہ بات کہی ہے، اس وقت سے آج تک یہی سوچ رہا ہوں کہ
یا اللہ! یہ کیسے لوگ ہیں؟ جن کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں؟ اور ان کی
پامالی کیا ہوتی ہے؟ یہ کیسے انسانی حقوق کے ماہرین ہیں؟ کیا مسلمان انسانی حقوق نہیں
رکھتے؟ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے حقوق میں جو قوم نقب زنی کرے، جو مردود مخالفت کرتا ہے، کیا
ہم ان کو نہ روکیں؟

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف!

چوتھے نمبر کی بات یہ ہے کہ مشہور شعر:

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرا!
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

کے مصداق قرارداد پیش کرنے والے بھی قادیانی، گواہی دینے والے بھی قادیانی، کارروائی
بھی وہ خود اور گواہ بھی، دوسری جانب سے مسلمانوں کی طرف سے دفاع کرنے والا کوئی
نہیں ہے، اگر ہماری طرف سے کوئی وکالت کرتا یا جواب دیتا تو وہ ہمارا سفیر ہی تھا، جس کو بھیجا

میں جو ہمارا سفیر اور پاکستان کا نمائندہ تھا، وہ ہماری وکالت کرتا، اور یہ بھی کہ اقوامِ متحدہ میں ہمارے ملک کے خلاف جو قراردادِ مذمت پاس کی جارہی ہے وہ غلط ہے، میں اس کے خلاف احتجاج کرتا ہوں اور میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔ الغرض پاکستان کے نمائندہ کو یہ کام کرنا چاہئے تھا، مگر افسوس کہ جب جنیوا میں متعین پاکستانی سفیر خود ہی قادیانی ہے تو وہ کیونکر پاکستان کی وکالت کرے گا؟ ظاہر ہے وہ تو قادیانیوں کی وکالت کرے گا، اب آپ خود ہی اندازہ لگالیجئے کہ انصاف کی کس سے توقع کی جائے؟ جبکہ قرارداد پیش کرنے والے، گواہی دینے والے، اور ہماری طرف سے جس نے نمائندگی اور وکالت کرنی تھی وہ بھی قادیانی ہوں تو یہ مقدمہ پاکستان کے حق میں جائے گا یا خلاف میں!

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جنیوا میں اس قادیانی منصور احمد کو کیوں بٹھایا گیا ہے؟ وہ کس مرض کی دوا ہے؟ کیا اقوامِ متحدہ کے ادارے میں پاکستان کی نمائندگی قادیانی کرے گا؟ کیا پاکستان میں دوسرا کوئی مسلمان نہیں تھا کہ ایک قادیانی کو پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ سپرد کیا گیا ہے؟

تازہ ترین معلومات کے مطابق اس وقت منصور احمد کو جاپان کا سفیر بنادیا گیا ہے، اور اس کی جگہ جس کو لایا گیا ہے وہ بھی قادیانی ہے۔

ہم نے پاکستان میں قادیانیوں پر پابندی عائد کی ہے، بلکہ ہماری حکومت نے پابندی عائد کی ہے، اور حکومت نے بھی مفت میں نہیں کی، بلکہ اس کے لئے ایک زبردست تحریک چلی، جس کے نتیجے میں یہ پابندی عائد کی گئی ہے۔ میں اس وقت اس کی داستان نہیں بیان کرنا چاہتا، مجھے کہنا یہ ہے کہ پاکستان نے قادیانیوں پر جو پابندیاں عائد کی ہیں، لیکن قادیانیوں کی جو اصل سزا ہے اس کی نسبت یہ پابندی کوئی پابندی ہی نہیں ہے۔

قادیانیوں کی اصل سزا؟

سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کی اصل سزا کیا ہے؟ وہ میں آپ حضرات کو بتانا چاہتا ہوں۔ قادیانی چونکہ زندیق و مرتد ہیں، اور مرتد و زندیق کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل

کر دیا جائے، جیسا کہ صحیح بخاری میں مرتد کی سزا کے سلسلہ کا ایک قصہ مذکور ہے کہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما، ان دونوں بزرگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تھا، یمن کے ایک کو ایک علاقے میں، دوسرے کو دوسرے علاقے میں۔ حضرت معاذ بن جبل ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ملنے کے لئے گئے، تو دیکھا کہ انہوں نے ایک آدمی کو دھوپ میں کھڑا کیا ہوا ہے، یہ اپنی سواری پر ہی تھے کہ پوچھا: آپ نے اس کو دھوپ میں کیوں کھڑا کر رکھا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ: یہ مرتد ہوگیا ہے، پہلے یہودی تھا، مسلمان ہوا، اس کے بعد اسلام سے پھر گیا، اس لئے بطور سزا کے کھڑا کر رکھا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں سواری سے اس وقت تک نیچے نہیں اتروں گا، جب تک اس کو قتل نہیں کر دیا جاتا، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: "من بدل دینہ فاقتلوہ!" (جو شخص اپنے دین کو تبدیل کرے، اس کو قتل کر دو!) یعنی یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود اپنے کانوں سے سنا ہے، چنانچہ اس مرتد کو قتل کیا گیا اور یہ سواری سے نیچے اترے۔

قادیانیوں کی سزا بوجہ ارتداد و زندقہ قتل ہے:

قادیانی چونکہ نئی نبوت کو ماننے والے ہیں، اس لئے زندیق اور مرتدوں کے حکم میں ہیں، اور ان کی سزا بوجہ ارتداد قتل ہے۔ اس لئے اب ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت ان پر سزائے ارتداد جاری کرے۔ جب حکومت ان پر سزائے ارتداد جاری کرے گی، اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ پاکستان نے ان پر پابندی عائد نہیں کی تھی، بلکہ ان کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کیا تھا۔

اگر کسی ملک کے باغی کا قتل جائز ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کا کیوں نہیں؟

قادیانیو! تم اپنے عمل سے وہ وقت لا رہے ہو کہ عالم اسلام میں جہاں کہیں کوئی قادیانی ملے، اس پر سزائے ارتداد جاری کی جائے؟ اور تم پر سزائے موت جاری

کی جائے؟ پھر اس وقت تم: کیا کرو گے کہ جب تم پر ظلم ہو گیا؟ اگر ایسا مرحلہ آگیا تو میں اس وقت بھی جواب دوں گا کہ یہ ظلم نہیں ہے، عین انصاف ہے، اس لئے کہ اگر کسی ملک کے باغی کو قتل کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی سزا قتل ہے، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کی سزا بھی قتل ہے!

روس، امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی یا جو سب سے بڑا کوئی ایسا مہذب ملک بتاؤ، جس میں باغی کو سزائے موت نہ دی جاتی ہو؟ مجھے بتاؤ کہ کوئی ایسا ملک ہے جس میں باغی کو سزائے موت نہ دی جاتی ہو؟ اگر ایسا کوئی ملک نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ ملک کے باغی کو سزائے موت دی جاسکتی ہے تو اسلام کے قانون میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کو بھی سزائے موت ملے گی۔

تم انسانی حقوق کے کمیشن کے پاس جاؤ، دوڑو، تڑپو، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو انسانی حقوق کے کمیشن کی کوئی پروا نہیں ہے۔

احمقوں کے لئے اسلام کا قانون نہیں بدل سکتے:

ایک صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے، کھانا کھا رہے تھے، اتفاق سے لقمہ نیچے گر گیا، انہوں نے اُٹھایا اور صاف کر کے کھالیا۔ کسی پاس بیٹھنے والے نے کہا: اس علاقے کے لوگ اس کو معیوب سمجھتے ہیں کہ جو لقمہ نیچے گر جائے اس کو صاف کر کے کھالیا جائے، اس پر نہایت جوش سے فرمایا: "أأترک سنة نبی صلی اللہ علیہ وسلم لهؤلاء الحمقاء؟" (کیا میں ان احمقوں کی خاطر اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوں؟)۔

اسی طرح میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم ان احمقوں کی خاطر اسلام کے قانون کو بدل دیں؟ کیا ہم امریکہ، برطانیہ اور مغرب کے لوگوں کی خاطر اسلام کے قانون کو بدل دیں؟ کلا ورب الکعبۃ! رب کعبہ کی قسم! ایسا نہیں ہوگا! مرتد کی سزا موت ہے اور یہ سزا برحق ہے، اور یہ قادیانیوں پر جاری ہو کر رہے گی، تم ہمارے صبر کا کب تک امتحان لینا چاہتے ہو؟ تمہیں معلوم ہے کہ ایک پوری صدی سے ہم صبر کر رہے ہیں، ہم تمہیں دعوتیں

دے رہے ہیں، تمہیں نواز رہے ہیں، تمہاری منت سماجت کر رہے ہیں، اور تم نخرے کر رہے ہو، جس دن سزائے موت جاری ہوگئی، اس دن تمہیں پتہ چلے گا کہ تمہارے ساتھ اب تک بہت رعایت کی جاتی رہی۔ ان شاء اللہ پھر تم دیکھو گے کہ اس وقت قادیانی اس طرح چھپیں گے جس طرح سے چوہا اپنے بل میں چھپ جاتا ہے۔

پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد؟

ایک آخری بات کرکے ختم کرتا ہوں، وہ یہ کہ ایک بزرگ نے ایک سوال کیا کہ قادیانیوں کی کتنی تعداد ہے؟ ہم نے کہا کہ: پاکستان میں قادیانیوں کی کل تعداد ایک لاکھ چار ہزار کچھ سو ہے، وہ کہنے لگے: نہیں جی! اتنے تو نہیں، کیونکہ کچھ ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا ہوگا، میں نے کہا: چلو ان کو دس ہزار فرض کرلو، کہنے لگے: نہیں! اس سے زیادہ ہوں گے، میں نے کہا: چلو بیس ہزار فرض کرلو! کہنے لگے: نہیں! زیادہ ہوں گے۔ میں نے کہا: چلو ایک لاکھ فرض کرلو! تب بھی پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد دو لاکھ ہوئی۔

اس معمولی اقلیت کے لئے قانون کا سہارا کیوں؟

اس پر وہ کہنے لگے کہ: جی میں ایک بات پوچھتا ہوں! وہ یہ کہ جب قادیانی اتنی چھوٹی سی اقلیت میں ہیں اور اتنی مختصر اقلیت ہے، اور مسلمانوں کی اکثریت بلکہ بھاری اکثریت ہے، تو قادیانیوں کی مخالفت کے لئے قانون کا کیوں سہارا لینا پڑا؟ تبلیغ کے ذریعہ یہ کام کرنا چاہئے تھا، آخر اس کے لئے قانون کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے؟

میں کہتا ہوں یہ بات بھی مرزا طاہر کی پھیلائی ہوئی ہے جو ہمارے ان بزرگ تک پہنچی ہوئی ہے، موصوف کی یہ بات سن کر مجھے تو غصہ آیا کہ میں سر سے پاؤں تک جل گیا، لیکن میرے رفقاء شاید سوچ رہے ہوں گے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے تاکہ ان کی تسلی ہو، لیکن چونکہ مجھے تو آگ لگی ہوئی تھی، اس لئے میں نے فوراً کہا: جی کیا مطلب؟ کہنے لگے کہ: قادیانیوں پر جو قانونی پابندی عائد کی گئی ہے، اس کا سہارا لینے کی کیا

ضرورت تھی؟ جب ہمارا مذہب برحق ہے اور ان کا مذہب جھوٹا ہے، ہم اکثریت میں ہیں اور وہ معمولی سی اقلیت ہے، تو ان پر قانونی پابندی کیوں عائد کی گئی؟ قانون کا سہارا لینے کی آخر کیا ضرورت پیش آئی؟

جواب:... میں نے کہا کہ جی! پاکستان میں چوروں کی اکثریت ہے یا شریفوں کی؟ کہنے لگے کہ: جی! چور تو بہت چھوٹی سی اقلیت ہے۔ میں نے کہا کہ: چوری بند کرنے کے لئے قانون کا سہارا کیوں لیا جاتا ہے؟ بس کہنے لگے وہ بچارے خاموش ہوگئے، اس سے آگے انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔

میرے بھائی! یہ بات بھی قادیانیوں نے پڑھائی ہے، ہوسکتا ہے کہ ذہنی توارد ہوگیا ہو یعنی قادیانی بھی وہی بات کہتے ہیں اور ہمارے اس سرکاری "بزرگ" کے ذہن میں بھی وہی بات قدرتی طور پر آگئی ہو، ذہنی مناسبت کی وجہ سے...

قانون کا ایک میدان ہے:

یہ بات یاد رکھو کہ تبلیغ اور دعوت کا بھی اپنی جگہ ایک میدان ہے، اور الحمدللہ علماء نے اپنا فرض ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی، بلاشبہ ہم بہت کمزور ہیں اور ہم اپنی تقصیرات کا اللہ کی بارگاہ میں اقرار اور اعتراف بھی کرتے ہیں، لیکن الحمدللہ! اس کے باوجود علمائے حق نے کبھی بھی تبلیغ کے میدان میں کوتاہی نہیں کی، لیکن جس طرح تبلیغ کا ایک میدان ہے، ٹھیک اسی طرح ایک میدان قانون کا ہے۔

سارے کام تبلیغ سے نہیں چلتے:

جہاں تک تبلیغ کا میدان ہے وہ بھی اپنی جگہ ہونا چاہئے، لیکن جہاں قانون کا میدان ہے وہ بھی اپنی جگہ ہونا چاہئے، یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے کام تبلیغ ہی سے چلا کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی آپ نے سنا ہوگا:

"من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف

"الایمان۔" (مستدرک حاکم ج:۳ ص:۲۰۰)

ترجمہ: "جو شخص تم میں سے کسی برائی کو دیکھے اسے چاہئے کہ ہاتھ سے روک دے، اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روک دے، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل سے بُرا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور تر درجہ ہے۔"

چونکہ دعوت و تبلیغ زبان سے ہوتی ہے، اس لئے اس کا درجہ درمیان کا ہے، اصل درجہ ہے ہاتھ سے روکنے کا، اور علماء نے فرمایا ہے کہ ہاتھ سے روکنا حکومت کا کام ہے۔ اسی کو قانونی پابندی کہتے ہیں۔

منکرات کا روکنا حکومت کا فرض ہے:

تو منکرات اور برائیوں کا روکنا، چاہے زنا ہو، چاہے چوری ہو، چاہے شراب نوشی ہو، یا مدعیانِ نبوت کا فتنہ ہو، یا منکرینِ حدیث کا فتنہ ہو یا دوسرے فتنے ہوں، ان کو روکنا سب سے زیادہ، سب سے اوّل نمبر پر حکومت کی ذمہ داری ہے، اس لئے یہ کہنا کہ تبلیغ کے ذریعہ ان کو روکو، بہت غلط بات ہے، جو کہ شیطان نے اپنے چیلوں کو پڑھائی ہے۔

ہم ہر قادیانی کو ہر وقت سمجھانے کو تیار ہیں:

ہاں! ہم تبلیغ بھی کرتے ہیں، مناظرے بھی کرتے ہیں، کیونکہ علماء کا کام ہے بحث کرنا، مناظرہ کرنا، دلائل سے سمجھانا۔ ہم دلائل سے سمجھانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، اور ہر قادیانی کو سمجھانے کے لئے تیار ہیں، جو بھی سمجھنا چاہے بشرطیکہ وہ سمجھنا بھی چاہے، لیکن جو سمجھنا نہ چاہے، "ختم اللہ علٰی قلوبھم" (اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے)، ظاہر بات ہے کہ مہر شدہ دلوں کے اندر ہم حق اور ہدایت کو نہیں اتار سکتے، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے: "اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا کہ آپ جس کو چاہیں، اس کو ہدایت نہیں دے سکتے، اللہ جس کو چاہے ہدایت دے، نبی کا کام بھی ہدایت کی بات پہنچا دینا ہے،

ہدایت کی بات دل میں اتار دینا نہیں ہے۔

ہم ایمان دلوں میں نہیں اُتار سکتے:

لوگ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو سمجھاؤ، آخر یہ کیوں نہیں سمجھتے؟ ہم کہتے ہیں کہ: ہم ان کے کانوں تک پہنچا سکتے ہیں، ان کے دلوں میں اُتارنا ہمارا کام نہیں ہے۔

علماء کے مناظروں سے حکومت کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی:

لیکن علماء کے مناظرے اور مباحثے سے حکومت کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی، حکومت پر لازم ہے کہ جس طرح وہ ڈاکوؤں اور چوروں کے خلاف قانون بناتی ہے، اسی طرح ان کذابوں کے خلاف بھی قانون بنائے اور ان پر سزا جاری کرے۔

غیرجانبداری کا وبال:

اب میں چاہتا ہوں کہ اس موضوع کو ختم کردوں، البتہ آخر میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا، وہ یہ کہ ہم لندن میں جنگ اخبار کے دفتر گئے، وہاں کا ایک اخبار نویس، جو کچھ مشکوک سا آدمی تھا، اس نے کہا کہ جی! ہم نے تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم غیرجانبدار رہیں گے، نہ قادیانیوں کی طرف داری کریں گے، نہ مسلمانوں کی طرف داری کریں گے، بلکہ دونوں کی چیزیں شائع کریں گے اور دونوں کی خبریں شائع کریں گے، دونوں کے اشتہار شائع کریں گے۔ میں نے کہا: بھائی! بڑی اچھی بات ہے، بڑی سوجھی تم کو، اسے قیامت کے دن ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کی اُمت کا کیمپ ہوگا، دوسری طرف ملعون، دجال، خبیث، مرتد مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی مرتد ذریت کا کیمپ ہوگا، اور تم درمیان میں کھڑے ہو جانا اور کہنا کہ ہم غیرجانبدار رہنا چاہتے ہیں، نہ اس طرف، نہ اس طرف۔ کیوں بھائی! تم میں سے جو غیرجانبدار رہنا چاہتا ہو، وہ ہاتھ کھڑا کرے، کیا تم غیرجانبدار رہنا پسند کروگے؟ نہیں! ہرگز نہیں...!

ہے کہ آپ سب کے سب تو یہ کام نہیں کر سکتے، لیکن جو لوگ قادیانیوں کا تعاقب کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کر رہے ہیں، ان کی امداد و تعاون کرنا یہ آپ کا اور میرا فرض بنتا ہے۔

پوری دُنیا میں قادیانیوں کا تعاقب:

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب تک ہم قادیانیوں کا اپنے ملک میں تعاقب کرتے رہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرزا طاہر قادیانی کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا۔ اللہ نے اس کو بھگادیا وہ لندن چلا گیا، اب ہمیں پوری دنیا میں قادیانیت کا مقابلہ کرنا ہے، جہاں دشمن نے ہمیں للکارا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو للکارا ہے۔ کیا معلوم نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام بڑی سے بڑی طاقتیں بھی چیلنج کردیا کرتے ہیں۔ لندن میں ایک ختم نبوت کا مرکزی دفتر بنایا جائے گا، آپ حضرات میں سے بہت سے حضرات ہیں، جنہوں نے اس میں اپنی خدمات پیش کی ہیں، میں ان سب کے لئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کیا قادیانی جماعت دُنیا پر غالب آئے گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلے سے قادیانیت کی کمر ٹوٹ گئی ہے، تمام عالم اسلام ان کے کفر و نفاق سے آگاہ ہو چکا ہے، ان پر ہر جگہ ذلت و ادبار کی فضا طاری ہے، قادیانی اخبارات و رسائل اپنی جماعت کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالا دینے کے لئے یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ اب چند سالوں میں قادیانیت کے غلبے کی صدی شروع ہونے والی ہے۔

قادیانی ان دنوں "غلبۂ اسلام کی مہم" کے لئے دھڑا دھڑ چندے جمع کر رہے ہیں، تحریکیں دوڑیں جاری کر رہے ہیں، اور نئی نئی منصوبے بنا رہے ہیں، سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا جا رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش گوئی کی تھی کہ میری جماعت مسلمانوں پر غالب آجائے گی۔ اس لئے ممکن نہیں کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی ٹل جائے، مرزائی عوام چونکہ مرزا صاحب کو نبی "مسیح موعود" سمجھتے ہیں، اس لئے وہ واقعی یقین کر بیٹھے ہیں کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی پوری ہو کر رہے گی۔ لیکن جب پوری نہیں ہوتی تو قادیانی لیڈر انہیں مجرد تاویل کے چکر میں ڈال دیتے ہیں۔ قریباً نوے سال سے قادیانی جماعت کے دنیا پر غالب آنے کا غلط پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے، لیکن آج تک یہ قادیانی خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا اور نہ ان شاء اللہ آئندہ کبھی ہو سکے گا۔

زمانے کے واقعات نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک ایک پیش گوئی کو غلط ثابت کر دکھایا ہے۔

ذیل کی سطور میں ہم قادیان کے بارے میں مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کا جائزہ لیں گے جس سے یہ امر واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کے تمام ہوائی قلعے محض زبانی جمع خرچ تھے، حقیقت و واقعیت سے انہیں کچھ بھی تعلق نہیں تھا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی مقدس وحی یا اولیاء اللہ کے کشف و الہام تو بہت ہی اعلیٰ و ارفع چیز ہے جس کا تصور بھی عام انسانوں کے لئے مشکل ہے، ایک مؤمن کی فراست سے کوئی بات پوری ہو سکتی ہے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے وحی قطعی اور کشف و الہام کے بلند بانگ دعاوی کے ساتھ جو بات بھی کہی قدرت نے اس کا الٹ کر دکھایا۔ چنانچہ قادیان کے بارے میں مرزا قادیانی کے درج ذیل "کشف و الہام" ملاحظہ فرما کر ان کو واقعات پر منطبق کیجئے:

ا:... مرزا قادیانی پر جو مقدس وحی نازل ہوتی تھی، مرزائیوں نے اسے ایک مجموعہ کی شکل میں مرتب کر کے پہلے اس کا نام "البشریٰ" رکھا تھا۔ یعنی قادیانی مسیح کی انجیل، مگر اب شاید اس خیال سے کہ قادیانی "مسیح" صرف مسیح نہیں بلکہ "محمد رسول اللہ" بھی ہے اس کی مقدس وحی کے مجموعہ کا نام "تذکرہ" رکھا گیا ہے۔ یعنی ظلی محمد رسول اللہ کا ظلی قرآن...... ("تذکرہ" قرآن مجید کا نام ہے)، بہرحال قادیانی انجیل یا قادیانی قرآن (تذکرہ طبع دوم ص:۳۴۳) میں مرزا قادیانی کا کشف درج ہے:

> "حضرت اقدس مرزا صاحب ایک روز فرماتے تھے: ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا، اور انتہائے نظر سے بھی باہر تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی یا چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارات کی بنی ہوئی ہیں، اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں، اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور ہیروں اور موتیوں، روپوں، اشرفیوں کے ڈھیر لگ گئے ہیں (گویا قارون کے خزانے اور دنیا بھر کی دولت وہیں سمٹ آئی ہے... ناقل) اور قسم قسم کی دکانیں خوبصورت اسباب

کشف میں یہ نظر آیا کہ قادیان اجڑ جائے گا۔ ورنہ تو قادیانی خاندان یک بینی و دو گوش وہاں سے نکال دیئے جائیں گے۔ اور وہ دریائے چناب کے کنارے آکر بس گئے۔ یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ قادیان سے نکال دیئے جائیں گے۔ مرزا صاحب کو قادیانی آبادی کی وسعت کی شکل میں دکھایا گیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے ہر الہام اور وحی کی تعبیر ہمیشہ الٹ ہوجاتی ہے۔

۲۳... مرزا غلام احمد ازالہ اوہام (طبع پنجم ص:۱۶) میں ہندوستان خصوصاً قادیان کے ہندوؤں کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”اب وہ مقابلہ پر آکر اور میدان میں کھڑے ہوکر ہمارے تیز ہتھیاروں کے نیچے آپڑے ہیں۔ وہ اس صید قریب کی طرح ہوگئے ہیں جس کا ایک ہی ضرب میں کام تمام ہوسکتا ہے۔ ان کی آبادی سرکشی سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ وحشی نہیں ہیں وہ تو تمہارے شکار ہیں۔ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے۔ مگر ان پڑھے لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔ سو تم ان کے جوشوں سے گھبرا کر نومید مت ہو۔ کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اسلام کی دہلیز کے قریب آپہنچے ہیں۔“

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص:۱۶)

مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی پر پچاسی سال گزر چکے ہیں لیکن آج تک قادیان میں ہندوؤں کی موجودگی مرزا صاحب کی اس پیش گوئی کا منہ چڑا رہی ہے۔ ہاں اگر اس پیش گوئی میں ہندوؤں سے مراد قادیانی ہوں تو پھر کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق ”قادیان“ مرزائیوں کے تسلط سے پاک ہوگیا اور مرزا محمود صاحب خلیفہ قادیان اپنی جماعت سمیت وہاں سے جلاوطن کردیئے گئے۔

۲۴... قادیان کے بارے میں ایک الہام مرزا صاحب نے ازالہ اوہام (حاشیہ

ص ۷۲، ۷۳ طبع پنجم) میں یوں درج فرمایا ہے:

’’دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا (یعنی قادیان کا نام دمشق رکھا گیا ہے) جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع ہیں اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں، جن کے دلوں میں اللہ و رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عزت نہیں، جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے، اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدائے تعالیٰ کا وجود ان کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے (یہ تمام الہامی صفات قادیانیوں کی ہیں... ناقل)۔‘‘

آگے چل کر اسی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

’’قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ: ’’اخرج منہ الیزیدیون‘‘ یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۷۲ حاشیہ، تذکرہ طبع دوم ص۱۸۶)

مرزا صاحب نے (عربی) عبارت کا ترجمہ صحیح نہیں کیا، اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ نکال دیئے گئے اس سے یزیدی لوگ اور یہ الہامی صفت بھی قادیانیوں پر صادق آتی ہے، چنانچہ جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی اپنی کتاب ’’فتح حق‘‘ کے صفحہ: ۵۰، ۵۱ پر لکھتے ہیں:

ج:... ’’پھر حضرت مرزا صاحب کو قادیان کے متعلق الہام ہوا: ’’اخرج منہ الیزیدیون‘‘ تذکرہ (ص:۱۸۶) یعنی یزیدی صفت لوگ اس بستی میں پیدا ہوں گے، اب ’’یزیدی‘‘ کسی خاص قوم یا قبیلہ کا نام نہیں، بلکہ یزید پلید کی عادات سے اس کے

پیروکاروں کو "یزیدی" کہا جاتا ہے۔ کوئی ایسا خلیفہ ہوگا جو یزید کی
طرح خلافتِ حقہ اسلامیہ کا دعویدار ہوگا، پھر خدا تعالیٰ ایسے سامان
کرے گا کہ یہ خلیفہ مع اپنے پیروکاروں کے قادیان سے نکال دیا
جائے گا، جیسا کہ "اخرج" کے لفظ سے ظاہر ہے، اور اس کی تخصیص
کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو "بلائے دمشق" (تذکرہ
ص:۱۰۱) کا بھی الہام ہوا تھا، واضح ہو کہ یزید کا پایۂ تخت دمشق تھا،
اسی قسم کی بلا قادیان میں بھی پیدا ہو جائے گی۔"

۵:... "حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) فرماتے
ہیں کہ: میں جماعت کے لئے دعا کر رہا تھا کہ الہام ہوا:
۱:... زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔
۲:... "فسحقھم تسحیقاً" یعنی پیس ڈال ان کو خوب
پیس ڈالن۔"   (تذکرہ ص:۵۱۲)
سو جس طرح قادیان سے اس محمودی جماعت کو اکھاڑ
پھینکا گیا ہے وہ اب تاریخ کا حصہ ہے، خود میاں محمود احمد کو وہاں
سے برقعہ پہن کر عورت کا بھیس بدل کر بھاگ کر جان بچانی پڑی۔"
(حق حق ص:۲۸،۳۴ از ممتاز احمد فاروقی شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت
اسلام لاہور ۱۹۶۶ء)

اس تفصیل سے معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب کا یہ الہام کہ: "قادیان میں یزیدی
لوگ رہتے ہیں۔" اور یہ کہ: "وہاں سے یزیدی لوگ نکال دیئے جائیں گے۔" اگر یزیدی
لوگوں سے مراد قادیانی ہیں تو بلاشبہ یہ الہام حرف بہ حرف صحیح نکلا جیسا کہ ممتاز فاروقی
صاحب نے لکھا، چنانچہ ۱۹۱۴ء میں وہاں سے لاہوری نکال دیئے گئے اور ۱۹۴۷ء میں مرزا
محمود کی جماعت کو جلاوطن کیا گیا۔ اور اگر اس سے مرزا کے مخالفین مراد ہیں تو اس الہام کی
تکذیب واقعات سے ہو جاتی ہے۔

قادیان کے بارے میں مرزا صاحب کے اور الہامات بھی ہیں مگر ہم آج کی صحبت میں انہی چند نمبروں پر اکتفا کرتے ہوئے قادیانیوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کے ''الہامات'' قادیان کے بارے میں غلط ثابت ہوئے جو مرزا صاحب کے بقول: ''ارض حرم'' اور ''رسول کا پایہ تخت'' تھا اور وہ ویران، خراب اور دارالکفر ہی رہی تو ان کے الہامات ان کی جماعت کے بارے میں کیسے سچے ثابت ہو سکتے ہیں؟

تقدیر الٰہی کا فیصلہ: مرزائی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش گوئی کے طور پر جو دعویٰ بھی کیا ہے واقعات ہمیشہ اس کے برعکس ظہور پذیر ہوں گے، اس لئے اگر مرزا صاحب کی کوئی پیش گوئی ایسی ہے کہ ان کی جماعت دنیا بھر کے مسلمانوں پر غالب آجائے گی تو اس کا مفہوم اس کے سوا کچھ نہیں کہ قادیانی ہمیشہ خائب و خاسر اور ناکام و نامراد رہیں گے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۵ ش:۲۰)

قادیانیوں کا مقابلہ مسلمانوں سے نہیں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم (برطانیہ) میں مورخہ ۸/رجب ۱۴۱۳ھ کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے خطاب فرمایا، جسے کیسٹ سے نقل کرکے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میرے دوسرے اکابر موجود ہیں، ان کو موقع دیا جائے، مجھے بیان کے لئے نہ کہا جائے۔ کیونکہ ختم نبوت کی طرف سے مولانا اللہ وسایا صاحب کی تقریر کافی ہے۔ لیکن انہوں نے نہیں مانا! چند منٹ کے لئے آپ بھی کچھ بیان کردیں۔ اس لئے تقریر کا تو موقع نہیں، البتہ چند باتیں بہت ہی اختصار کے ساتھ میں بھی عرض کئے دیتا ہوں۔

قادیانیوں کا ہم سے نہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہے:

عام طور پر لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ قادیانیوں کے ساتھ ہے، کیوں بھائی! ہمارا مقابلہ کس سے ہے؟ اور قادیانیوں کا کس سے مقابلہ ہے؟ ہمارا مقابلہ قادیانیوں سے نہیں، اور قادیانیوں کا ہم سے نہیں، دراصل قادیانیوں کا مقابلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، بلاشبہ قادیانیوں کا مقابلہ براہ راست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے ہے، ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑنا اور قادیانیوں کو منہ توڑ جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ باقی مقابلہ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ نہیں ہے، نہ قادیانیوں کا ہمارے ساتھ ہے۔ قادیانیوں کا مقابلہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اس لئے کہ انہوں نے... نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاجِ نبوت پر ہاتھ ڈالا ہے۔

حق کو بگاڑا اور باطل کو سنوارا نہیں جاسکتا:

حق اور باطل ہمیشہ سے متصادم چلے آئے ہیں۔ حق، حق ہے، باطل، باطل ہے۔ حق کو ہزار پردوں میں چھپا کر بگاڑنے کی کوشش کی جائے، تب بھی حق، حق ہی رہتا ہے، جب بھی وہ پردہ ہٹے گا، حق کا حسین چہرہ سامنے آجائے گا۔ اسی طرح باطل، باطل ہے، ہزاروں چالوں، فریب کاریوں اور سرخی پوڈر کے ساتھ اس کو اور اس کے مکروہ چہرے کو چھپانے کی کوشش کی جائے لیکن جوں ہی وہ نقاب نوچی جائے گی فوراً اس کا چڑیل جیسا مکروہ چہرہ سامنے آجائے گا۔

قادیانی اپنے مکروہ چہرے کو چھپانے کی ہزار کوشش اور ہزار جتن کریں مگر واللہ! وہ چھپائے چھپ نہیں سکتا، اس لئے کہ باطل، باطل ہے، اور باطل بھی وہ جو حق کے مقابلے میں، اور باطل بھی وہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں۔

باطل کے بطلان کے دلائل کی اقسام:

کسی باطل کے باطل ہونے کے لئے دلائل دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک عقلی جن کو دانش مند سمجھ سکتے ہیں، اور ایک بدیہی یعنی بالکل واضح، ایسے جیسے دو اور دو چار، جو شخص "دو اور دو چار" کے مفہوم سے واقف ہے، وہ کبھی یہ حماقت نہیں کرسکتا کہ وہ دو اور دو کو تین کہے، اور جو دو اور دو کے مفہوم سے واقف ہے اور دو کے عدد سے جو واقف ہے، اور جمع کا طریقہ... جیسے بچے جانتے ہیں... اس کو آتا ہے، وہ کبھی دو اور دو کو پانچ نہیں کہہ سکتا، دو اور دو

ہمیشہ چار ہی رہیں گے، ہزار دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کرو کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہیں، دو اور دو پانچ نہیں بنیں گے۔

قادیانیت کے بطلان کے دسیوں دلائل:

قادیانیت کے باطل ہونے پر اور غلام احمد کے جھوٹا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اتنے دلائل جمع کر دیئے کہ جن کا شمار نہیں، بغیر مبالغہ کے کہتا ہوں کہ میں دسیوں دلائل ہی مجلس میں پیش کر سکتا ہوں، اور ایسے واضح جیسے دو اور دو چار۔

کذبِ مرزا کی عقلی دلیل:

مثال کے طور پر ایک عقلی دلیل جو اہلِ فہم کو سمجھ میں آئے گی، بے چارے عام لوگ اسے نہیں سمجھیں گے، وہ یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا و مولا دنیا سے تشریف لے گئے، آپ کے بعد کون خلیفہ ہوا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ان کے بعد؟ .. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ان کے بعد؟ .. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور ان کے بعد؟ .. حضرت حیدرِ کرار علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ یہ چار خلفاء ہوئے، تاریخ اٹھا کر دیکھو اور انساب، نسب نامے بھی دیکھو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا میں شریک ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا کے لڑکے ہیں، ان سے اوپر جاؤ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے دادا میں شریک ہیں، اس سے اوپر جاؤ تو اگلے دادا میں کہیں جا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملتے ہیں، اور سب سے دور نسب نامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جا کر ملتا ہے، تو جو سب سے دور تھے وہ تقویٰ کی بنیاد پر سب سے قریب آگئے، اور جو سب سے قریب تھے اپنے نمبر کے اعتبار سے سب سے بعد میں آئے۔

نیابتِ نبوت کی بنیاد:

معلوم ہوا کہ نیابتِ نبوت کی بنیاد قرابت پر نہیں ہے، گویا نبوت کی اور خلافت

نبوت کی بنیاد قرابت پر نہیں ہے، قرابت جس کی جتنی دور تھی وہ پہلے آیا، اور جس کی جتنی نزدیک تھی وہ بعد میں آیا۔

غلام احمد کے خلفاء کی ترتیب:

اور یہاں غلام احمد کے بھی چار خلیفہ ہوتے ہیں، اس کا پہلا خلیفہ نورالدین تھا، نورالدین کو جانتے ہو کون تھا؟ وہ ویسے بھی "خلیفہ" تھا، "خلیفہ" ہماری زبان میں "نائی" کو کہتے ہیں، ورنہ نورالدین واقعی قوم کا "نائی" تھا تو خلیفہ نورالدین کو ایک مجبوری کی بنا پر مرزا کا خلیفہ اور جانشین بنانا پڑا، کیونکہ اس وقت مرزے کے لڑکوں میں کوئی ایسا لائق نہیں تھا، جو اس کی جگہ لیتا۔ خیر! نورالدین گیا تو اس کی جگہ محمود آگیا، یعنی بشیرالدین محمود، یہ سے دوست بھی کہتے ہیں "بشیرالدین محمود" مت کہا کرو، کیونکہ وہ "بشیرالدین" نہیں تھا، اس کو "بشیرالدین" کہنا غلط ہے، یہ لقب قادیانیوں نے بعد میں استعمال کیا ہے، ورنہ اس کے باپ نے اس کا نام "بشیرالدین" نہیں رکھا، اس کا نام صرف "محمود" ہے، یہ "بشیر" کی کوئی پیش گوئی فٹ کرنے کے لئے جھوٹے طور پر اس کا نام بشیرالدین رکھا گیا۔ خیر! بشیرالدین اس کا لقب بنالیا گیا، اور وہ خلیفہ دوم بن گیا۔ اس کے بعد کون آیا؟ مرزا محمود کا لڑکا... مرزا ناصر۔ وہ مرا تو کون آیا؟ مرزا محمود کا دوسرا لڑکا... مرزا طاہر... تمہاری زندگی رہی تو دیکھتے رہو گے، جب تک قادیانی زندہ ہیں یہ خلافت کی گدی اس نسل سے نہیں نکلے گی۔... (چنانچہ مرزا طاہر کے بعد اس کا بھائی مرزا مسرور آگیا ہے۔ مرتب)۔ اللہ تعالیٰ نے تو سچے نبی کا کوئی لڑکا ہی باقی نہ رکھا، جو اس کا جانشین بنے، ادھر جھوٹے نبی نے ایک گدی ایجاد کی، اولاد پر اولاد، اولاد پر اولاد، اس کی وراثت چلی آرہی ہے اور لوگوں سے مال لوٹتے جارہے ہیں، تاکہ خاندان کا خاندان کھاتا رہے، گویا یہ ایک شاہی گدی بن گئی ہے، مگر لوگ اس کمبخت کو نبوت سمجھتے ہیں، اگر یہی بات سمجھ لی جائے تو سمجھنے والوں کے لئے صرف یہی کافی ہے۔

انبیائے کرام گدیاں قائم نہیں کرتے:

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گدیاں قائم کرنے کے لئے نہیں آتے، ہدایت

کے لئے آئے ہیں، ہمارے آقا کا اُسوۂ حسنہ سب کے سامنے ہے۔ یہ تو وہ باتیں تھیں جن کو اہلِ عقل سمجھ سکتے ہیں، اور وہ غور و فکر کرسکتے ہیں، باقی میرے جیسے چند لوگوں کے لئے بھی دو اور دو چار کی طرح، ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں۔

کذبِ مرزا کی بدیہی دلیل:

نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ امانت دار ہو، ٹھیک ہے ناں بھائی؟ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ کیا لقب لگاتے ہیں؟ ''جبریلِ امین'' اس لئے کہ وہ اللہ کی وحی پر امین ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: ''ثَمَّ اَمِیْنٍ'' پھر وہ وحی جبریل کے واسطے سے نبی پر آتی ہے، پھر نبی بھی درمیان میں امین ہوتا ہے، اگر نبی امین نہ ہو تو وحی کا کیا اعتبار؟ جیسے ابھی مولانا کہہ رہے تھے: ''جھوٹا نبی''، بھلا نبی جھوٹا ہوسکتا ہے؟ بھائی! امانت سب سے پہلی صفت ہے جو کسی پر اعتماد دلاتی ہے۔ حفیظ جالندھری مرحوم کا ایک شعر مجھے بہت ہی پسند آتا ہے، جس کو شاہ بیت کہنا چاہئے، وہ کہتا ہے:

محمد جس کو دنیا صادق الوعد الامین کہہ دے
وہ بندہ جس کو رحماں رحمۃ للعالمین کہہ دے

غلام احمد کی خیانت کا قصہ:

غلام احمد کا لڑکا بشیر احمد ''سیرت المہدی'' میں اپنی اماں کی روایت سے لکھتا ہے: ''بسم اللہ الرحمن الرحیم، بیان فرمایا مجھ سے والدہ صاحبہ نے'' گویا وہ بھی روایت کو اسی طرح نقل کرتا ہے جس طرح محدثین سند سے روایت نقل کرتے ہیں، چنانچہ محدثین جیسے: ''عن ابی ھریرۃ، عن اُمّ المؤمنین عائشۃ'' وغیرہ سے روایت لاتے ہیں، یہ خبیث بھی اپنے جھوٹے نبی اور باپ کی سوانح عمری کو روایتوں کی شکل میں نقل کرتا ہے، تو راوی ہے غلام احمد کا لڑکا جو یقیناً قادیانیوں کے ہاں ثقہ ہوگا، اور ان کے نزدیک قابلِ اعتماد ہونا چاہئے، چنانچہ وہ اپنی اماں سے روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود... (مردود) لفظ بولتے ہوئے بھی شرم نہیں آتی... ایک دفعہ مسیح موعود تمہارے دادا کی زندگی میں اپنے ابا

(یعنی غلام احمد کے باپ غلام مرتضیٰ) کی زندگی میں امرتسر تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے کے لئے گئے، وہ پنشن اس زمانے میں سات سو روپے تھی، آج کے سات سو کو دیکھو لوگ اس کی کیا قیمت بنتی ہے؟ خیر تو وہ تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے کے لئے گئے جو سات سو روپے تھی، پیچھے امام دین چلا گیا... امام دین غلام احمد کا چچازاد بھائی تھا... ناقل۔ جب حضرت صاحب نے پنشن وصول کرلی تو اس کے پیچھے لگ گیا اور ادھر اُدھر گھماتا رہا، ذرا سوچو!۔" ادھر اُدھر گھماتا رہا"... اور چند دنوں میں وہ پنشن ختم کردی، تو حضرت صاحب شرمندگی کی وجہ سے گھر نہیں آئے بلکہ سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں محرر کے عہدے پر دس روپے ماہانہ تنخواہ پر لگ گئے، گویا حضرت صاحب کی دس روپے تنخواہ تھی۔

جو باپ کی پنشن پر امین نہیں، وہ وحی پر کیسے؟

میں قادیانیوں سے پوچھتا ہوں، کوئی مجھے اس کا جواب دے کہ جو شخص اپنے باپ کی سات سو کی پنشن پر امین نہیں ہوسکتا، وہ خدا کی وحی پر کیسے امین ہوسکتا ہے؟

مرزا کے لئے دجال، بے ایمان اور مردود کے القاب بھی ناکافی ہیں:

غلام احمد کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ وہ دجال تھا، بے ایمان تھا، مردود تھا، کافر تھا، مگر سچ پوچھو تو مرزا کے لئے یہ القابات استعمال کرنے سے بھی مزہ نہیں آتا، اس لئے کہ کتے کو کتا کہہ دیا جائے تو کیا فرق پڑے گا؟ بھائی! تم نے خنزیر کو خنزیر کہہ دیا تو کیا ہوا؟ مزہ نہیں آتا، ہاں! تو میں تمہیں بتاؤں کہ مزہ کس سے آتا ہے؟ مزہ تو ان القابات سے آتا ہے جو مرزا غلام احمد نے آتھم کے مقابلہ میں خود اپنے لئے استعمال و اختیار کئے تھے، چنانچہ غلام احمد کا ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو آتھم پادری کے ساتھ مقابلہ ہوا تھا، اور مرزا غلام احمد نے پیش گوئی کی تھی کہ آتھم پندرہ مہینے میں سزائے موت ہاویہ میں گرے گا... اللہ سے الہام پاکر... پیش گوئی کی تھی، جو لمبی چوڑی عبارت ہے۔

مرزا کے اپنی ذات کے لئے تجویز کردہ القاب:

اس کے بعد اس نے لکھا... سنو! مرزا غلام احمد کے الفاظ ہیں: "اب میں اقرار

کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو مجھے تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے بدتر لعنتی سمجھو۔" اب مرزا نے کہ خود اپنے بارے میں کہا ہے کہ: "مجھے تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعنتیوں سے بدتر لعنتی سمجھو۔" اس کے باوجود پندرہ مہینے میں بھی آتھم نہیں مرا، حالانکہ غلام احمد نے کہا تھا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آتھم پندرہ مہینے میں نہ مرے، مرزا نے موت یا ہاویہ میں نہ گرے تو میرے لئے سولی تیار رکھو، اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے بدتر مجھ کو لعنتی سمجھو، مگر جب آتھم نہیں مرا تو مرزا غلام احمد اپنے قول و قرار کے مطابق: تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے بدتر لعنتی ٹھہرا کہ نہیں؟ گویا جتنے یہودی، نصرانی اور جتنے کافر، بے ایمان ہوئے ہیں، ان سب کا ایک گولہ بنالو، تو غلام احمد کا ایک گال (گالیوں کا مجموعہ) بنتا ہے۔ مرزائیو! تمہیں کچھ تو سوچنا چاہئے، یہ تو دو اور دو چار کی طرح واضح ہے، تم تاویلیں کر کے دو کو تین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہو۔

مرزا ہر ایک بد سے بدتر:

اسی طرح غلام احمد نے کہا تھا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا، ایک بات اور صرف ایک فقرہ عرض کرتا ہوں، محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ہوگیا، تو مرزا غلام احمد کہنے لگا: چھوٹی بات نہیں، سلطان محمد مر جائے گا تو میرے نکاح میں آجائے گی، تو پیش گوئی کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ محمدی بیگم کا باپ مرے گا، اور دوسرا حصہ یہ کہ محمدی بیگم کا شوہر سلطان محمد مرے گا۔ یاد رکھو! یہ مرزا کے الفاظ ہیں اور موٹے الفاظ میں لکھا ہوا ہے، یعنی عام عبارت اور عام تحریر سے موٹے الفاظ ہیں: "یاد رکھو! اگر پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی" جزو کہتے ہیں حصے کو، پیش گوئی کا دوسرا حصہ ہے سلطان محمد کا مرنا، اور محمدی بیگم کا بیوہ ہونا، اور غلام احمد کے نکاح میں آنا، اور پھر مرزا کا محبوب سے متمتع ہونا، تو مرزا کہتا ہے: "یاد رکھو! اگر پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔" کیوں بھائی! مرزا کی پیش گوئی کے الفاظ تم نے آپ نے سنے؟ پھر سنو! "یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی

حافظ محمد یوسف مرزائی کا مباہلہ:

اور سنو! اس سے سوا مہینہ پہلے شوال کی ۲۰ تاریخ کو رات کے وقت حافظ محمد یوسف مرزائی نے اسی مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کیا۔ اور مباہلہ اس بات پر تھا کہ مولانا عبدالحق صاحب کہتے تھے کہ غلام احمد قادیانی، حکیم نورالدین اور محمد احسن امروہوی، تینوں دجال، کذاب اور مرتد ہیں۔ دوسری طرف حافظ محمد یوسف کہتا تھا کہ یہ سچے ہیں، اور مرزا صاحب مسیح موعود ہیں، اس پر مباہلہ ہوا۔

مباہلہ کے بعد حافظ محمد یوسف کا اسلام لاکر مرزا کے کذب پر مہر لگانا:

غلام احمد کا اپنے مجموعہ اشتہارات میں اس سلسلہ کا ایک اشتہار موجود ہے، جس میں اس نے تصدیق کی ہے کہ ہم سے پہلے حافظ محمد یوسف نے یہ ثواب حاصل کرلیا، اس مباہلہ کا نتیجہ بھی وہی ہوا جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کے جادوگروں کا ہوا تھا، کہ وہ سارے کے سارے مسلمان ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدموں میں آگرے، اسی طرح حافظ محمد یوسف بھی مسلمان ہوکر مولانا عبدالحق غزنوی کے قدموں میں آگرا، اللہ نے فیصلہ کردیا کہ غلام احمد مع اپنے چیلے چانٹوں کے واقعی دجال اور کذاب، مفسد، مرتد اور بے ایمان ہے۔

مرزا غلام احمد کے دو مقابلے تو مسلمانوں کے ساتھ ہوئے، اور ایک عیسائی آتھم کے ساتھ ہوا۔

مرزا کا لیکھرام سے مباہلہ اور اس کا انجام:

اب ایک آریہ ہندو کے ساتھ بھی اس کے مقابلے کی روئیداد سن لو! اس آریہ ہندو کے ساتھ بھی غلام احمد کا مقابلہ ہوا، غلام احمد قادیانی نے ''سرمہ چشم آریہ'' میں اس کی تفصیل لکھی ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد نے لیکھرام سے بھی مباہلہ کیا تھا، بس دو نقطوں لو بھائی! مباہلے کی شرط یہ ہوئی کہ ایک سال کی میعاد ہوگی۔ مرزا غلام احمد نے کہا کہ اگر میں سچا نکلا تو فریق مخالف پر عذاب نازل ہوجائے گا، اس ایک سال کی میعاد میں، اگر فریق مخالف پر عذاب

"کَفَرْنَا بِکُمْ" ہم نے تمہارا انکار کیا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا کہ:

"..... کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ
وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ ....." (الممتحنۃ:۴)

یعنی ہماری اور تمہاری ہمیشہ کے لئے لڑائی اور دشمنی ہے یہاں تک کہ تم اللہ پر ایمان لے آؤ، ہم تمہارا کفر کرتے ہیں، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی کہا تھا کہ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں۔ میں غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں رکھتا اور آپ بھی ایمان نہیں رکھتے، اسی طرح اس وقت کے ڈیڑھ سو ارب انسان غلام احمد کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تو تمہارے نزدیک کافر ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے امتی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے لے کر ہمارے شیخ و مرشد، ہمارے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب تک پوری امتِ مسلمہ غلام احمد قادیانی کی نبوت کی منکر ہے، کیوں بھائی! سچ کہتا ہوں یا جھوٹ کہتا ہوں؟ گویا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی پوری امت منکر ہے، ابوبکر صدیقؓ سے لے کر ہم تک اور ان شاء اللہ قیامت تک مسلمان جو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان رکھیں گے، وہ غلام احمد کی نبوت کے منکر ہوں گے، اور تمہارے نزدیک غلام احمد کی نبوت کا منکر کافر ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ تم ساری کی ساری امت کو کافر کہتے ہو، اب تم ہی بتاؤ کہ تم ظالم ہو یا ہم؟ تم ہمیں کہتے ہو کہ ہم تم پر ظلم کرتے ہیں، حالانکہ تم ہم پر حکومت کرتے ہو، مگر پھر بھی تم کہتے ہو کہ ہم تم پر ظلم کرتے ہیں...!

ہر محکمہ میں چوٹی پر قادیانی:

مولانا اللہ وسایا صاحب پاکستان میں جرنیلوں کا تذکرہ کر رہے تھے، اور فرما رہے تھے کہ پاکستان کے ہر محکمے کی چوٹی پر اب کوئی نہ کوئی قادیانی براجمان ہے، گویا:

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے! انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟

اب سنو! پاکستان میں اب بھی ہر محکمے کی چوٹی پر قادیانیوں کو بٹھا رکھا ہے، اور اگر کسی محکمے میں کوئی قادیانی چپڑاسی بھی ہوگا تو اس نے تمام ملازمین، تمام اہلکاروں بلکہ افسروں تک کی ناک میں دم کر رکھا ہوگا، وہ ان کی جھوٹی شکایتیں کر کر کے ان مسلمانوں کو ستاتے ہیں، سب ڈرتے ہیں، کیونکہ جو جھوٹی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر سکتے ہیں وہ ہر جھوٹ بول سکتے ہیں۔

قادیانی، کفر میں بھی مخلص نہیں:

میں مرزا طاہر سے کہنا چاہتا ہوں: مرزا طاہر!

در کفر مخلص نئی زنار را رسوا مکن!

اگر تم کفر میں بھی مخلص نہیں ہو تو زنار کو تو رسوا مت کرو، اگر واقعی تم غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان رکھتے تو مسلمانوں کے ساتھ مل کر بیٹھنے کی کوشش نہ کرتے، ایک طرف پوری امت کو کافر کہتے ہو، اور دوسری طرف یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہو کہ ہمیں کافر کہا جاتا ہے، گویا یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم کافر نہیں ہیں بلکہ ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔

مرزائیت کی موت کا وقت:

ایک اور بات! مرزا طاہر تو آج کل ہوا میں پرواز کر رہا ہے، اب نئے سرے اس کو تاریک فضا مل گئی ہے، چنانچہ یہ جو کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں نا! اندھیرے کے فرزند یہ پتنگے وغیرہ، یہ رات کی تاریکی میں نکلتے ہیں، وہ دن کو کبھی نظر نہیں آتے، ٹھیک اسی طرح جہاں علم کی روشنی ہو، جہاں علمائے کرام موجود ہوں، وہاں تم سر نہیں اٹھاؤ گے، اور جہاں جہالت کا اندھیرا ہو، وہاں تم لوگوں کو گمراہ کرو گے۔ میں جانتا ہوں کہ انگلینڈ، امریکا اور دوسرے مغربی ممالک جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور تمہیں یہاں کھل کھیلنے کا موقع مل رہا ہے، جو چاہو کہو، جو چاہو کرو، تمہاری زبان کو پکڑنے کوئی کھینچنے والا نہیں، اس لئے تم ہوا میں پرواز کر رہے ہو، لیکن میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ چیونٹی کے جب پر نکلتے ہیں تو اس کی موت کا وقت قریب آجاتا ہے، ہماری زبان میں کہتے ہیں: چیونٹی کی جب

موت آتی ہے تو اس کو پر لگ جاتے ہیں۔ تمہاری ہلاکتوں کا وقت منجانب اللہ مقدر ہوچکا ہے، تم پرواز کرلو، یا اُڑانیں بھرلو، تمہیں آج کل جو پر لگے ہوئے ہیں، یہ حقیقت میں تمہاری موت کا انتظام ہے، اور تمہاری ہلاکت کی گھنٹی ہے۔ ان شاء اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی پھوٹی اور کمزور اُمت جس کے نبی کی تشریف آوری کو چودہ سو سال ہوگئے اور اس نے اپنے نبی کو دیکھا تک نہیں، بلاشبہ ہم بہت پیچھے رہ گئے اور ہم بچھڑ گئے، اور بہت ہی خستہ حال ضرور ہیں، مگر ان شاء اللہ یہ اُمت اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود حق رہے گی اور اُمتِ محمدیہ کا یہ قافلہ رواں دواں رہے گا، ہاں! تم بلبلے کی طرح اُٹھے تھے اور ان شاء اللہ بلبلے کی طرح بیٹھ جاؤ گے، ان شاء اللہ تعالیٰ! ثم ان شاء اللہ!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مدعی نبوت، مثیل مسیح، شقی اور مخذول تھا، اور حضرت نے اس کے بارے میں فتویٰ بھی تحریر فرمایا تھا۔

دوم:... مرزا غلام احمد قادیانی ''انجام آتھم'' میں اپنے منکرین کی فہرست میں مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا عبدالحق دہلوی، مولانا عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا سلطان الدین جے پوری، مولانا محمد حسن امروہی کا نام درج کرتے ہوئے آخر میں لکھتا ہے:

''وآخرهم الشيطان الأعمى والغول الأغوى يقال له رشيد الجنجوهي، وهو شقي كالأمروهي، ومن الملعونين، فهؤلاء تسعة رهط كفروننا، ويسبّوننا، وكانوا مفسدين، ونذكر معهم الشيخين المشهورين، يعني الشيخ اله بخش التونسوي، والشيخ غلام نظام الدين البريلوي، وانهما من المعرضين، فندخلهم في الذين خاطبناهم، ليكونا من المصدقين او المكذبين۔'' (ص:۲۵۲ مطبوعہ ربوہ)

مرزا کی اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے بھی مرزا کی تکفیر کی تھی، جس کی پاداش میں مرزا نے حسبِ عادت، حضرت گنگوہیؒ کو گندی گالیاں لکھیں، نیز یہ کہ اس وقت تک (یہ کتاب مرزا صاحب نے ۱۸۹۶ء میں لکھی تھی) خواجہ اللہ بخش تونسوی اور مولانا غلام نظام الدین بریلوی، مرزا کے بارے میں متوقف تھے، نہ مصدق تھے، نہ مکذب۔

میں جناب مولانا اشرف قادری صاحب کے طالب علمانہ ذوق سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس ناکارہ کی نشاندہی کو حسبِ وعدہ قبول فرمائیں گے، اور اس قبول کی اطلاع سے اس ناکارہ کو سرفراز فرمائیں گے، ان کی سہولت کے لئے جوابی لفافہ بھیج رہا ہوں، اور اس خیال سے کہ شاید دونوں حوالے کی کتابیں انہیں نہ مل سکیں، متعلقہ صفحات کے فوٹو اسٹیٹ بھی ارسالِ خدمت ہیں۔ امید ہے مزاج سامی بعافیت ہوں گے۔ والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۶/۲/۱۴۰۰ھ

۱۰/۲/۱۹۸۰ء

مسئلہ ختمِ نبوت اور قادیانیت

جامع مسجد فلاح نصیر آباد کراچی میں حضرت شہیدؒ نے یہ
مختصر خطاب کیا، جسے کیسٹ سے نقل کرکے قارئین کی خدمت میں
پیش کیا جارہا ہے۔ سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

ہمارے باوا صاحب نے ختمِ نبوت کا مسئلہ ذکر کیا ہے، رمضان المبارک کا پہلا جمعہ چونکہ ختمِ نبوت کے لئے ہوتا ہے اس لئے رمضان المبارک کے پہلے جمعہ میں ختمِ نبوت کے مسئلے پر روشنی ڈالی جاتی ہے، اور آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ آپ سے ختمِ نبوت کے لئے چندہ کی اپیل کی جاتی ہے۔ اب دفعہ چونکہ ابھی تک ہمارا (عمرہ کے لئے جانا) نہیں ہوسکا، ان شاء اللہ ابھی جمعے کے بعد روانگی ہوگی... عمرہ واپسی کے بعد ختمِ نبوت کے چندہ کے لئے اپیل ہوتی ہے۔ خیر وہ تو چلتی ہی رہے گی اور ان شاء اللہ ساری زندگی چلتی رہے گی۔

باوا صاحب نے ختمِ نبوت کی بات کی ہے تو میں بھی دو چار باتیں اسی موضوع پر کہہ دیتا ہوں۔

مسئلہ ختمِ نبوت پر کبھی نزاع نہیں رہا:

ایک یہ کہ ختمِ نبوت کا مسئلہ کبھی اُمت کے درمیان نزاع کا موجب نہیں رہا، کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اس مسئلہ میں دو آدمیوں کی رائے مختلف رہی ہو، مثلاً: ایک کہتا ہو کہ نبوت ختم ہے، اور دوسرا کہتا ہو کہ نہیں، ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔ پوری پوری کی اُمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اس پر متفق ہے کہ نبوت ختم ہوچکی ہے۔ چنانچہ جو مسلمان ہے وہ ختم نبوت کا قائل ہے، اور اس کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، جو اس کا قائل نہیں، وہ مسلمان نہیں۔

ختم نبوت کے دلائل:

ختم نبوت کے عقلی دلائل بھی ہیں، یعنی عقل تقاضا کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخصیت کو نبی نہ بنایا جائے، اور اس کے سر پہ نبوت کا تاج نہ رکھا جائے، اور زمان و مکان بھی اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے اور تمام مکانوں کے نبی ہیں۔ جس طرح ایک جوتے میں دو پاؤں نہیں آسکتے، اور ایک قالب میں دو چیزوں کی بھرتی نہیں کی جاسکتی، اسی طرح تمام زمان و مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے بھرے ہوئے ہیں، کسی اور نبی کی گنجائش ہی نہیں۔ یہ ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ...."

(الاحزاب:۴)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ہم نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے، ایک ہی دل ہے۔

منکرِ خدا کی طرح منکرِ رسالت بھی کافر ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والی تمام نسلِ انسانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی ہے، جس کو نبی نہیں کرتی، دوسرے نبی کی اُمت نہیں ہوسکتی، جس طرح اللہ تعالیٰ کا منکر دہریہ اور منکرِ خدا ہے، اسی طرح خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں کسی اور کو شریک کرنے والا بھی منکرِ خدا ہے، ٹھیک اسی طرح جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے، وہ بھی منکرِ رسالت ہیں، اور جو لوگ کسی دوسرے کو

رسالت میں ظلی، بروزی، مجازی، حقیقی وغیرہ الفاظ سے شریک کردیتے ہیں، وہ بھی مشرک فی النبوۃ ہونے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔

”لا نبی بعدی“ کے بعد کسی نبی کی گنجائش نہیں:

جس طرح کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ“ (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے) کے اقرار کے بعد کسی دوسرے چھوٹے موٹے ظلی، بروزی، حقیقی، مجازی، خدا کی گنجائش کے نہیں ہے اور اللہ کے سوا کسی قسم کا کوئی بھی معبود نہیں، اسی طرح ارشاد نبوی: ”لا نبی بعدی!“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”لا نبی بعدی!“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے پہلے نبی تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

پہلے کا کوئی نبی آجائے تو ختم نبوت کے منافی نہیں:

جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی ہوتے رہے ہیں، ہاں! بعد میں کوئی نہیں آئے گا۔ اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا کوئی رسول آجائے یا سارے نبی موجود ہوں تو آخری نبی کون ہوگا؟ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہوں گے، کیونکہ نبوت سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو دی گئی، اور سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی، آپ آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ اگر پہلے کے نبی سارے کے سارے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کریں اور آپ کے خادم بن جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا، تب بھی آپ خاتم النبیین رہیں گے۔

قادیانی دھوکا!

قادیانی یہ دھوکا دیا کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے؟ میں نے اس کا جواب عرض کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت نہیں دی گئی۔

مرزا قادیانی مریم سے عیسیٰ کیسے بنا؟

مرزا غلام احمد "کشتی نوح" میں کہتا ہے کہ: "دو سال تک میں مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا۔" حیرت ہے کہ اس وقت بھی مرزا جی کی داڑھی اور مونچھیں بھی تھیں، اس نے نبوت بھی ہمیں رکھا تھا، لیکن اس کے باوجود کہتا ہے کہ میں مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا، یعنی مریم بن گیا۔

ذرا کسی قادیانی سے پوچھو کہ مریمی صفت کیا ہوتی ہے؟

پھر کہتا ہے کہ: "اس کے بعد استعارہ کے رنگ میں مجھ میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی، یعنی استعارہ کی پچکاری سے عیسیٰ کی روح کا انجکشن لگایا گیا۔ گویا وہ کہتا ہے کہ میں مریم تو پہلے بن گئی تھی نا، دو سال تک مرزا مریم بنی رہی، پھر میرے اندر استعارہ کے رنگ میں عیسیٰ کی روح پھونک دی گئی، اور اس طرح مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا، پھر ایک مدت حمل کے بعد جو دس مہینے سے کم نہیں، (لاہور میں ہمارے ریاض الحسن گیلانی صاحب ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ دس مہینے میں تو گدھی حاملہ رہا کرتی ہے)۔ چنانچہ کہتا ہے کہ: پھر ایک مدت حمل کے بعد جو دس مہینے سے کم نہیں، میں مریمی صفت سے عیسیٰ کی صفت کی طرف منتقل ہوا، یعنی وضع حمل ہوگیا، اس طرح میں عیسیٰ ابن مریم کہلایا، لہٰذا میں عیسیٰ بھی ہوں، اور مریم کا بیٹا بھی ہوں، اور خود مریم بھی تھا، گویا وہ کہتا ہے کہ میں خود بیٹا، خود ہی باپ اور خود ہی ماں، اور جب مریم سے عیسیٰ بن گیا تو پھر نبوت بھی مل گئی۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ مجھے نبوت دی گئی، مگر اس کے برعکس اسلام کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کسی کو دی نہیں جائے گی، بس اتنا ہی فرق ہے قادیانیوں اور مسلمانوں کے عقیدہ میں۔

تمام انبیاء آپ کے ماتحت ہیں:

یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سر آنکھوں پر، بلکہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آجائیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے اعتبار سے جد امجد ہیں مگر

اُٹھالیا؟) اس لئے کہ اللہ بڑا زبردست ہے۔"

تمہارے لئے "کیسے؟" کا سوال ہوسکتا ہے، اللہ کے لئے "کیسے؟" کا سوال نہیں ہوسکتا، "حکیماً" کیوں اُٹھالیا تھا؟ اللہ تعالیٰ حکمت والے ہیں، وہ اپنی حکمت کو خود جانتے ہیں۔ "کیوں؟" کا سوال تمہارے اور میرے لئے ہوسکتا ہے، اس کے لئے نہیں ہوسکتا۔ قادیانیوں کے تمام شبہات کا جواب قرآن پہلے سے دے کر فارغ ہوچکا ہے۔

نزولِ عیسیٰ اور قرآنِ کریم:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں بھی قرآنِ کریم میں تصریح موجود ہے جیسا ارشاد ہے:

"وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔"

ترجمہ:... "اور نہیں ہیں اہلِ کتاب میں سے کوئی مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے۔"

"اس پر" یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر، "اس کی موت سے پہلے" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ابھی زندہ ہیں، جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت قرآن کہہ رہا ہے: "قَبْلَ مَوْتِہٖ" اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ وہ مرا نہیں۔

جب آپ کہیں کہ مرنے سے پہلے یہ کام ان شاء اللہ کروں گا، تو اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ آپ مرگئے؟ یا بعد میں کریں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ کی موت سے پہلے تمام اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے، اور بسندِ صحیح حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے اکابر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قربِ قیامت میں دجال کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گے تو تمام کے تمام اہلِ کتاب مسلمان ہوجائیں گے، یہ تو مختصری بات ہوئی ختمِ نبوت سے متعلق۔

ابوجہل کا اعترافِ صداقت:

اور تو اور جب ابوجہل سے تنہائی میں پوچھا گیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سچے ہیں یا جھوٹے؟ تو ابوجہل نے کہا کہ: کبھی انہوں نے جھوٹ بولا ہی نہیں کہ ان کو جھوٹا کہا جائے، جب انہوں نے جھوٹ ہی نہیں بولا تو ان کو جھوٹا کیسے کہیں؟ اس سے کہا گیا کہ: پھر مانتے کیوں نہیں ہو؟ کہنے لگا: فلاں منصب ان ہاشمیوں کے پاس، فلاں بھی ان کے پاس، فلاں بھی ان کے پاس، سقایہ ان کے پاس، رفادہ ان کے پاس، اور حجابہ ان کے پاس، اور اب ایک باقی رہ گئی تھی نبوت، یہ بھی ان کے یہاں چلی جائے؟ اس سے تو قریش کی ناک کٹ جائے گی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ! مکے کا سب سے بڑا مشرک اور "فرعون هذه الأمة" کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔

سچے نبی سے مباہلہ، پروانۂ موت پر دستخط کرنا ہے:

تو ان عیسائی پادریوں کا سب سے بڑا پادری بھی اپنی قوم میں تقریر کرتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ اسی طرح اس پادری نے دوسری بات یہ بھی کہی کہ: یہ بات تو تم بھی جانتے ہو کہ سچے نبی کے ساتھ مباہلہ کرکے کبھی کوئی بچا نہیں ہے، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ ان سے مباہلہ کرکے اپنی موت اور موت کے پروانے پر دستخط نہ کرو، لہٰذا وہ جس شرط پر بھی راضی ہوجائیں، ان سے صلح کرلو۔ اگلے دن عیسائی پادری آئے اور آکر صلح کرلی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے! کوئی اصرار نہیں تھا، یہ تو سچی نبوت تھی۔

اگر عیسائی مباہلہ کرتے تو...:

البتہ اس موقع پر آپ نے بات فرمائی کہ: "اگر یہ لوگ مباہلہ کے میدان میں اللہ کے نبی کے مقابلہ میں ہاتھ اٹھا لیتے تو اللہ کی قسم! ان کے درختوں پر ایک چڑیا بھی زندہ باقی نہ بچتی۔" اس کو کہتے ہیں صداقت...!

غلام احمد کے مباہلوں کا انجام؟

غلام احمد قادیانی کے ساتھ مسلمانوں کے مباہلے ہوئے اور ان میں وہ جھوٹا بھی نکلا صرف ایک بار نہیں، بلکہ دوبار، تین بار، چار بار، پانچ بار، چھ بار اور سات بار جھوٹا نکلا، میرے پاس اس کے حوالے موجود ہیں، مگر قادیانی آج تک آئیں بائیں شائیں کرتے ہیں، کہ جی یہ ہوگیا تھا، اس میں یوں ہوگیا تھا، اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں۔ مجھے بتاؤ نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے والا بھی کوئی بچا ہے؟ ممکن ہی نہیں، مگر افسوس! کہ قادیانی مان کر نہیں دیتے۔ پھر بات چلی گئی عدالت میں۔ عدالت بھی کون سی؟ کہ ایک جج ہوتا ہے چھوٹا، ایک بڑا، اس سے بڑی عدالت عالیہ ہوتی ہے، اس کے بعد عدالت عظمیٰ ہوتی ہے، اس میں جج تحقیق ہے، اور یہاں کی پوری کی پوری قومی اسمبلی کو عدالت بنا دیا گیا تھا، سپریم کورٹ نہیں اس سے بھی اوپر کی عدالت، پوری کی پوری قومی اسمبلی مسٹر بھٹو نے اس کو عدالت کی حیثیت دے دی تھی، اور دوبارہ مقدمے کی سماعت کر رہی تھی، جس نے فیصلہ دے دیا کہ غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا اور اس کی ذریت بھی جھوٹی ہے، چنانچہ انہیں متفقہ طور پر قومی اسمبلی نے غیرمسلم قرار دے دیا۔

مرزائیوں پر بغاوت کی سزا کا حکم:

یوں مرزائیوں کا فیصلہ ہوگیا کہ ان کا ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں، وہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کا ٹولہ ہے۔

گویا اب حق ہے کہ ان کو بغاوت کی سزا دی جائے، اور آپ جانتے ہیں کہ بغاوت کی سزا قتل ہے، مگر یہ حکومت کا کام ہے، اگر کوئی مسلمان اور اسلامی حکومت آئے گی تو ضرور اس پر عمل ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حقیقت چھپ نہیں سکتی...!

قادیانی خواب!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

صحیحین کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد متعدد مختلف الفاظ میں مروی ہے کہ:

"من رآنی فی المنام فقد رآنی، فان الشیطان لا یتمثل بی۔"

ترجمہ: "جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

"من رآنی فقد رأی الحق۔" (مشکوٰۃ ص:۳۹۴)

ترجمہ: "جس نے مجھے دیکھا اس نے سچا خواب دیکھا۔"

خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل شکل و ہیئت اور حلیہ مبارکہ میں دیکھے، دوم یہ کہ کسی دوسری ہیئت و شکل میں دیکھے۔ پہلی قسم کا اس پر تو اتفاق ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ کے اصل حلیہ مبارکہ میں ہو تو ارشاد نبوی کے مطابق واقعی آپ کی زیارت نصیب ہوئی، لیکن اگر کسی دوسری ہیئت و شکل میں دیکھے تو اس کو بھی زیارت نبوی کہا جائے گا یا نہیں؟ اس میں علماء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ یہ زیارت نبوی نہیں، کیونکہ ارشاد نبوی کے

مطابق خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ آپ کو اصل شکل وصورت اور حلیہ مبارکہ میں دیکھے، پس اگر کسی نے مختلف حلیہ میں آپ کو دیکھا تو یہ حدیث بالا کا مصداق نہیں۔ اور بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ آپ کو خواہ کسی شکل وصورت اور حلیہ میں دیکھے، وہ آپ ہی کی زیارت ہے، اور آپ کے اصل حلیہ مبارکہ سے مختلف شکل میں دیکھنا خواب دیکھنے والے کے نقص کی علامت ہے۔ شیخ عبدالغنی نابلسی "تعطیر الانام فی تعبیر المنام" میں دونوں قسم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"فعلم ان الصحيح بل الصواب كما قاله بعضهم ان رؤياه حق على اى حالة فرضت، ثم ان كانت بصورته الحقيقية في وقت ما سواء كان في شبابه او رجوليته او كهولته او آخر عمره لم تحتج الى تاويل. والا احتيجت لتعبير يتعلق بالرائى، ومن ثم قال بعض علماء التعبير من رآه شيخا فهو غاية سلم، ومن رآه شابا فهو غاية حرب، ومن رآه متبسما فهو متمسك بسنته.

وقال بعضهم من رآه على هيئته وحاله كان دليلا على صلاح الرآى وكمال جاهه وظفره بمن عاداه ومن رآه متغير الحال عابسا كان دليلا على سوء حال الرائى. وقال ابن ابى جمرة: رؤياه في صورة حسنة حسن في دين الرائى، ومع شين او نقص في بعض بدنه خلل في دين الرائى، لانه صلى الله عليه وسلم كالمرآة الصيقلة ينطبع فيها ما يقابلها، وان كانت ذات المرآة على احسن حال واكمله وهذه الفائدة الكبرى في رؤياه عليه السلام اذ بها يعرف حال

الرائی۔" (ج:۴ ص:۴۹۱، ۲۰۰۲ء طبع حلبی مصر)

ترجمہ:... "پس معلوم ہوا کہ صحیح بلکہ صواب وہ بات ہے جو بعض حضرات نے فرمائی کہ خواب میں آپ کی زیارت بہرحال حق ہے، پھر اگر آپ کے اصل حلیہ مبارکہ میں دیکھا، خواہ وہ حلیہ آپ کی جوانی کا ہو، یا پختہ عمری کا، یا زمانہ پیری کا، یا آخری عمر شریف کا، تو اس کی تعبیر کی حاجت نہیں، اور اگر آپ کی اصل شکل مبارک میں نہیں دیکھا تو خواب دیکھنے والے کے مناسب حال تعبیر ہوگی، اسی بنا پر بعض علمائے تعبیر نے کہا کہ جس نے آپ کو بڑھاپے میں دیکھا تو یہ نہایت صلح اور جس نے آپ کو جوان دیکھا تو یہ نہایت جنگ ہے، اور جس نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو یہ شخص آپ کی سنت کو تھامنے والا ہے۔

اور بعض علمائے تعبیر نے فرمایا کہ جس نے آپ کو اصلی شکل و حالت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی درست حالت، اس کی کمال وجاہت اور دشمنوں پر اس کے غلبہ کی علامت ہے، اور جس نے آپ کو غیر حالت میں (مثلاً) تیور چڑھائے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی حالت کے برا ہونے کی علامت ہے، حافظ ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی صورت میں دیکھنا دیکھنے والے کے دین کے اچھا ہونے کی علامت ہے، اور عیب یا نقص کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والے کے دین میں خلل کی علامت ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال شفاف آئینہ کی سی ہے کہ آئینہ کے سامنے جو چیز آئے اس کا عکس اس میں آجاتا ہے، آئینہ بذاتِ خود خواہ کیسا ہی حسین و باکمال ہو (مگر بھدی چیز اس میں بھدی ہی نظر آئے گی) اور خواب میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کا بڑا فائدہ یہی ہے کہ اس سے خواب دیکھنے والے کی حالت پہچانی جاتی ہے۔"

اس سلسلہ میں مسند الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ایک تحقیق فتاویٰ عزیزی میں درج ہے، جو حسب ذیل ہے:

" سوال:… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں اہل سنت اور شیعہ دونوں فرقوں کو میسر ہوتی ہے، اور ہر فرقہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم اپنے حال پر ہونا بیان کرتے ہیں، اور اپنے موافق احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا بیان کرتے ہیں، غالباً دونوں فرقوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں افتراء کرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا اور خطرات شیطانی کو اس مقام میں دخل نہیں تو ایسے خواب کے بارے میں کیا خیال کرنا چاہئے؟

جواب:… یہ جو حدیث شریف ہے کہ: "من رآنی فی المنام فقد رآنی" یعنی جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا ہے تو اس نے فی الواقع مجھ کو دیکھا ہے، اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث خاص اس شخص کے بارے میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت مبارک میں دیکھے جو بوقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک تھی، اور بعض علمائے کرام نے کہا ہے کہ یہ حدیث عام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وقت کی صورت میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا، یعنی ابتدائے نبوت سے تا وقت وفات، جوانی اور کلاں سالی اور سفر و حضر، اور صحت اور مرض میں جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صورت مبارک تھی ان صورتوں میں سے جس

صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا، یعنی فی الواقع اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوگا، اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اسی طرح شیعہ نے بھی ضرور دیکھا ہے، اور فرضیات کا اعتبار نہیں، تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چار قسموں پر ہے:

۱:... ایک قسم رؤیا الٰہی ہے کہ احسان تعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

۲:... اور دوسری قسم ملکی ہے، اور وہ متعلقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے، مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مطہر، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور محبت میں سالک کا درجہ، اور اس کے مانند اور جو امور ہیں تو ان امور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدس میں دیکھنا ہے، وہ مناسبات میں ہوجوفن تعبیر میں معتبر ہے۔

۳:... تیسری قسم رؤیائے نفسانی ہے کہ اپنے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صورت ہے اس صورت میں دیکھنا، اور یہ تینوں اقسام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بارے میں صحیح ہیں۔

۴:... اور چوتھی قسم شیطانی ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدس میں شیطان اپنے کو خواب میں دکھلاوے، اور یہ صحیح نہیں ہوسکتا، یعنی ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدس کے مطابق شیطان اپنی صورت خبیث بنا سکے اور

بابا گرونانک رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگ شبیہ کی صورت میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نور کا ہالہ اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا رہی ہیں، باوجود کوشش کے شبیہ مبارک پر نظر نہیں ٹکتی۔" (الفضل ربوہ ۱۶ نومبر ۱۹۸۲ء)

علم تعبیر کی رو سے اس خواب کی تعبیر بالکل واضح ہے۔ صاحب خواب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھوں کے پیشوا کی شکل میں نظر آنا اس امر کی علامت ہے کہ ان کا دین و مذہب، جسے وہ قادیانی "اسلام" سمجھتے ہیں، دراصل سکھ مذہب کی شبیہ ہے، اور ان کے روحانی پیشوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز نہیں بلکہ سکھوں کے پیشوا بابا گرونانک کے بروز ہیں۔

اور صاحب خواب کو انوارات کا نظر آنا جس کی وجہ سے وہ خواب کی اصل مراد کو نہ سمجھ سکے، شیطان کی وہی تلبیس ہے جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے، اور ان انوارات میں یہ اشارہ تھا کہ ان کے پیشوا نے بابا گرونانک کا بروز ہونے کے باوجود تلبیس و تدلیس کے ذریعہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ان کی طرح بہت سے حقیقت شناس لوگوں نے دھوکا کھایا۔

چونکہ خواب کی یہ تعبیر بالکل واضح تھی، شاید اس لئے صاحب خواب کو مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا ناصر احمد صاحب نے خواب کے اظہار سے منع کیا۔

چنانچہ صاحب خواب لکھتے ہیں:

"پھر (مرزا بشیر احمد صاحب نے) فرمایا کسی سے خواب بیان نہیں کرنی، خلافت ثالثہ کا انتخاب ہو تو پھر پیغام دے کر (مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں) بھجوا دیا، حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ذریعہ پیغام آیا کہ حضور (یعنی مرزا ناصر احمد

دھوتی کھول کر تہبند کی طرح باندھ لیا، خواب ہی میں غیب سے یہ آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کتا ہے، اسی وقت خواب سے بیدار ہو گئے اور دل کی پراگندگی یک لخت دور ہو گئی، اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص جو داعیِ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے، موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی مع دو ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا۔" (فتاویٰ قادریہ ص:۳ مطبوعہ قیصر ہند لدھیانہ)

۴: ... مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی کے ساتھ جن دو شخصوں نے استخارہ کیا تھا ان کے بارے میں مولانا محمد صاحبؒ لکھتے ہیں:

"استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے، اور دوسرے شخص نے خواب میں مرزا کو اس طرح دیکھا کہ ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لے کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے، جس کی تعبیر یہ ہے کہ مرزا دنیا کے جمع کرنے کے درپے ہے، دین کی کچھ پروا نہیں۔" (حوالہ بالا)

۵: ... یہی فتاویٰ قادریہ میں ہے کہ:

"شیخ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری مرحوم نے (جو صاحبِ کشف اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے) بروقت ملاقات فرمایا کہ مجھ کو بعد استخارہ کرنے کے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص گدھے پر اس طور سے سوار ہے کہ منہ اس کا دم کی طرف ہے، جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے میں پڑا ہوا نظر آیا، جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے، اور یہ بھی میں یقیناً کہتا ہوں کہ جو اہل علم اس کی تکفیر میں اب متردد ہیں کچھ عرصہ بعد سب کافر کہیں گے۔" (ص:۱۷)

۶: ... مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی "شہادۃ القرآن" میں لکھتے ہیں:

"جب ان لوگوں (فرقہ جدیدہ مرزائیہ) کو کوئی بھی تفسیر

بتائیں تو (کفار کی طرح) اساطیر الاولین کہہ کر جھٹ انکار کر دیتے ہیں، اور اگر ان کے روبرو حدیث نبویؐ پیش کی جائے تو اسے بوجہ بے علمی کے مخالف و معارض قرآن بتا کر رد کر پھینک دیتے ہیں، اور اپنی تفسیر بالرائے کو، جو حقیقت میں تحریف و تاویل محض کی حد تک ہوتی ہے، مؤید بالقرآن کہتے ہیں (ظاہر ہے یہ طرز عمل کسی مسلمان کا نہیں ہوسکتا... ناقل) بے چارے کم علم لوگ اس سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ورطۂ ترددات و گرداب شبہات میں گھر جاتے ہیں... سو ایسے شبہات کے وقت میں اللہ عزیز حکیم نے مجھ عاجز کو محض اپنے فضل و کرم سے راہ حق کی ہدایت کی اور ہر طرح سے ظاہراً و باطناً، معقولاً و منقولاً مسئلہ حقہ سمجھا دیا۔ چنانچہ شروع جولائی ۱۸۹۱ء میں (جب میں انگریزی اسکول میں پڑھتا تھا) حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا، اس طرح کہ آپ ایک گاڑی پر سوار ہیں اور جلد اس کو آگے سے کھینچ رہا ہے، اس حالت باسعادت میں آپ سے قادیانی کے دعویٰ کی نسبت عرض کی، آپ نے زبان وحی ترجمان سے بالفاظ طیبہ یوں جواب فرمایا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں، اللہ تعالیٰ اس کو جلد ہلاک کر دے گا۔" (شہادۃ القرآن ص:۱۰۹)

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۲ ش:۳۳)